

اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَهْدِيكُمْ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ اسْمَعُوا لِلَّذِينَ هَادُوا  
وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَفْضَحُوا كِتَابَ اللَّهِ  
وَأُخْرُونَ فَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا سُوْرَةُ مَائِدَةِ آيَةُ ٣٧

*We have surely sent down the law, containing direction and light : thireby did the prophets, who professed the true religion, judge those who Judaized ; and the doctors and priests also judged by the book of God, which had been committed to their custody ; and they were witnesses thereof. Therefore fear not men, but fear me, neither sell my signs for a small price.—HOLY KORAN.*

THE  
**MAHOMEDAN COMMENTARY**  
ON THE  
**HOLY BIBLE**

GENESIS I—XI.

PART II.

BY

Syud Ahmud

تبیین الکلام فی تفسیر التوراة والانجیل علی ملا الاسلام

حصہ دوسرا

توریت مقدس

سورہ برائشیت و سورہ نوح

حضرت مرسى علیہ السلام کی کتابوں میں سے پہلی کتاب

مسمیٰ بہ

کتاب پیدائش

باب پہلا لغایت گیارہ

الفہ

المفتقر الی اللہ الصمد سید احمد

— — — — —

ALLYGURH :

Printed and published by the Author at his Private Press.

1865. A. D. 1281 H.

# CONTENTS.

## فہرست



Page.	صفحہ	
Introduction to the Old Testament.	2	۲ دیباچہ عہد عتیق
Classification of the Books of the Old Testament.	3	۳ عہد عتیق کی کتابوں کے سلسلہ کا بیان
By whom the Pentateuch was written?	10	۱۰ توریت مقدس کس کی لکھی ہوئی ہے
Refutation of objections raised against the genuineness of the Pentateuch.	16	۱۶ توریت مقدس کی صحت پر جو اعتراض ہوئے ہیں انکا جواب
Origin of the divisions of the Pentateuch into chapters and verses.	20	۲۰ توریت مقدس کی تقسیم بابوں اور ورسوں پر کیونکر ہوئی
Introduction to the Books of Genesis.	24	۲۴ کتاب پیدائش کا دیباچہ
CHAPTER. I.	37	۳۷ پہلا باب
The Hebrew word Elohim in verse 1, does not lead to a conviction of the Trinity of persons in God, as maintained by Christian doctors.	40	۴۰ لفظ الہیم سے تثلیث ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ علمائے عیسائی خیال کرتے ہیں
The theory of the Earth's motion not opposed to the dictates of the Scriptures on that point.	45	۴۵ زمین کی حرکت کتب ساریہ کی معارض نہیں
How the Creation took place according to the Mahomedans.	49	۴۹ ایجاد عالم کیونکر ہوا اور لوح و قلم اور عالم ارواح اور عالم مثال اور تنزلات خمسہ کا بیان
The word holy Spirit or Ghost does not signify the third person of the Trinity.	58	۵۸ لفظ روح سے تثلیث میں کا تیسرا وجود مراد نہیں ہے
The creation of Light.	61	۶۱ نور کی پیدائش پر جو گفتگو ہے اُسکا ذکر
The length of the courses of Darkness and Light	65	۶۵ پیدائش میں جو دنوں کا بیان آیا ہے اُسکی مقدار کا بیان



	Page	صفحہ
The form of the firmament or heaven according to Scripture and the Koran, not being such as conceived by the ancient Greek philosophers.	69	۶۹
Verse 6 also does not convey the idea of the trinity of persons in God.	85	۸۵
The Adam spoken of in Chapter I is distinct from the Adam of Chapter II and that numberless similar Adams have passed away.	88	۸۸
The difficulties caused by the assumption of the existence of the world for the past 5866 years only.	96	۹۶
CHAPTER II.	98	۹۸
The Sabbath. The Sabbath originally being the Friday.	108	۱۰۸
The tree of knowledge and the tree of the knowledge of good and evil.	123	۱۲۳
CHAPTER III.	134	۱۳۴
What is the Satan or Devil? Viewed in a different light from the generally received idea of it.	145	۱۴۵
The notions of Christian doctors respecting the sin of Adam and Eve.	159	۱۵۹
Adam not guilty of lawful sin. The innocence of Prophets.	161	۱۶۱
The voice of God heard by Adam and Eve	165	۱۶۵
The expression "the woman's seed will bruise the Serpent or Satan's head" explained.	171	۱۷۱
Verse 22 does not support the doctrine of Trinity.	177	۱۷۷
CHAPTER IV.	183	۱۸۳
		قرآن مجید اور تورات مقدس سے اسی طرح کے آسمان نہیں پائے جاتے جیسکے یونانی حکیم خیال کرتے تھے
		چھبیسویں درس میں جو لفظ ہیں اُن سے بھی تثلیث ثابت نہیں ہوتی پہلی باب میں جس آدم کے پیدا کرنا ذکر ہے وہ علاحدہ آدم ہے اور دوسرے باب میں جس آدم کے پیدا کرنا ذکر ہے وہ علاحدہ آدم ہے اور آدم بے انتہا گذرے ہیں
		دنیا کی پیدائش پر صرف ۵۸۶۶ برس خیال کرنے سے کیا مشکلات پیش آتی ہیں
		باب دوسرا سبت کے دن کا بیان اور یہ کہ وہ دن جمعہ کا ہے
		شجر حیات اور شجر علم خیر و شر کا بیان
		تیسرا باب
		شیطان کیا ہے یہ مسئلہ جمہور کے رأے سے مختلف طور پر بیان کیا گیا ہے
		علماء عیسائی کے اقوال در باب گناہ آدم اور حوا کے حقیقت میں آدم نے شرعی گناہ نہیں کیا اور انبیاء کے معصوم ہونا بیان
		خدا کی آواز کا ذکر
		عورت کے تخم سے جو شیطان کا سر کھلیگا کیا مراد ہے
		درس ۲۲ سے تثلیث ثابت نہیں ہوتی
		چوتھا باب

	Page	
Moses did not intend to treat of all the past events.	204	حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ قصہ نہیں کیا کہ تمام واقعات کو تواریخ میں لکھیں
CHAPTER V.	202	باب پانچواں
The discrepancies in certain points among the Hebrew, Greek, and Samaritan texts.	208	ذکر اُس اختلاف کا جو عبرانی اور سپتر ایجنٹ اور سامری تواریخ میں ہے
CHAPTER VI.	215	باب چھٹا
Ditto VII.	238	باب ساتواں
Ditto VIII.	248	باب آٹھواں
Ditto IX.	259	باب نواں
The springing of all mankind from one race established.	266	دُنیا میں تمام انسانوں کے ایک نسل ہونے پر بحث
CHAPTER X.	275	باب دسواں
The Deluge of Noah.	281	گفتگو نسبت طوفان کے
The duration of the Deluge.	282	محاسب طوفان کا
The inconsistency of the Deluge having been a universal one, and the proof of its having, on the contrary, been a partial one. The objections raised by Dr Colenso to a partial Deluge also considered.	289	طوفان عام ہونیکے تردید اور طوفان خاص کا ثبوت مع جوابات اُن اعتراضوں کے جو بشپ کالنزر صاحب نے خاص طوفان پر کئے ہیں
Remarks from the holy Koran in proof of the deluge having been partial.	309	طوفان کے خاص ہونیکا ثبوت قرآن مجید سے
Some events connected with the deluge as recorded in the holy Koran.	312	بعض واقعات طوفان کا ذکر جو قرآن مجید میں ہیں
A Refutation of the objections of Dr Colenso to a partial Deluge.	317	بشپ کالنزر صاحب کے اعتراضوں کا جواب نسبت طوفان کے
CHAPTER XI.	350	باب گیارہواں
Verse 7, as well as all those verses, containing the Hebrew word <i>habaa</i> , do not conduce to validate the doctrine of Trinity.	356	ساتویں درس سے اور اُن درسوں سے جنہیں ہاتھ کا لفظ ہے تثلیث ثابت نہیں ہوتی
The differences among the Greek and Samaritan texts in respect to the chronology of events from the deluge to the birth of Adam.	360	عبرانی اور یونانی اور سامری تواریخوں کے اختلاف کا بیان بابت اُن واقعات کے جو طوفان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش تک گذرے ہیں

## غلط نامہ حصہ اول تبیین الکلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۱، ۱۲	دایم الوجود	دائم الوجود
۱۹	۱۹	مراد اخلاق	اخلاق مراد
۷۰	۲۲	بیان کی ہیں	بیان کی گئی ہیں مگر ابن تیمیہ نے اُنسے اختلاف کیا ہے

## ERRATA TO PART I.

PAGE	LINE	ERRORS	CORRECTIONS
11	30	charater	character
44	32	worder	wonder
57	3	Exihomo	Ecce Homo
176	29	Damascus	Damasus
180	16	Souvain	Louvain
70	17	Add the following after <i>opinion</i> : but that he himself was opposed to it.	

## غلط نامہ حصہ دوم تبیین الکلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱	جرمنی	یونانی
۸۰	۸	کہا	رکھا
۹۳	۱۶	خبردار	اب
۱۰۳	۱۰	هانکا	پیدا کیا

## ERRATA TO PART II.

PAGE	LINE	ERRORS	CORRECTIONS
68	22	light	night
154	23	whiles	wiles
180	25	to expelled	to be expelled
245	4	in the ark &c	in the ark and drowned those &c.
341	39	Christian Mahomedan	Christian or Mahomedan
359	31	here	hear

THE  
MOHOMEDAN COMMENTARY  
ON THE  
HOLY BIBLE.  
—GENESIS—  
BY  
SYUD AHMUD.



تبیین الکلام فی تفسیر التوراة والانجیل علی ملۃ الاسلام  
توریت مقدس

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتابوں میں سے پہلی کتاب  
مسمیٰ بہ

کتاب پیدایش

الفہ

المقر الی اللہ الصمد سید احمد



GHAZEEPORE,  
PRINTED AND PUBLISHED BY THE AUTHOR AT HIS PRIVATE PRESS.

1863 A. D. 1279 H.

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ عہد عتیق

## INTRODUCTION TO THE OLD TESTAMENT.

—•••••—

The word *Bible* is of Greek origin signifying a *book*; but the use of this word for any book is now obsolete; and it is wholly confined to the *book* in which revelations made from God to the prophets of the Israelites, to Jesus Christ, and to the Apostles, are written.

*Scriptures*, the plural of *Scripture*, signifying *writings*, is a word of Latin origin, derived from *Scriptura* which is from *scribo*, meaning to write. The word *Scriptures* is likewise now applied to no other writings but those only, which contain revelations made by God to his prophets. Thus both *Bible* and *Scriptures* imply the same thing.

The Christian divines have divided the *Bible* into two parts—the Old Testament or Old Covenant, and the New Testament or New Covenant.

بیبِل جرمنی لفظ ہے اور اُسکے معنی کتاب کے ہیں، مگر اب یہ لفظ ہر ایک کتاب پر نہیں بولا جاتا، بلکہ خاص اُس کتاب پر بولا جاتا ہے جس میں خدا کی بھیجی ہوئی وہ وحیاں لکھی گئی ہیں، جو انبیاء بنی اسرائیل اور حضرت مسیح علیہ السلام اور اُن کے حواریوں کو پہونچیں \*

سکرپچرز جمع ہے سکرپچر کی اور اُسکے معنی ہیں تحریروں کے، یہ لفظ لیٹن یعنی رومی لفظ سے نکلا ہے، لیٹن میں اِسکو سکرپچرا کہتے ہیں، اور وہ مشتق ہوا ہے سکرپٹ سے جسکے معنی ہیں تحریر کے، مگر اب یہ لفظ بھی ہر ایک تحریر پر نہیں بولا جاتا، بلکہ خاص اُنہیں پاک تحریروں کے لینے کہا جاتا ہے جن میں خدا کی بھیجی ہوئی وہ وحیاں لکھی گئی ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل اور حضرت مسیح علیہ السلام اور اُن کے حواریوں کو پہونچیں، پس بیبِل اور سکرپچرز دونوں لفظوں سے ایک ہی مراد ہے \*

علماء مسیحی نے بیبِل یا سکرپچرز کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، ایک اولڈ ٹسٹمنٹ جسکے معنی ہیں پرانے عہد نامہ کے اور جسکو کہا جاتا ہے عہد عتیق دوسرا نیو ٹسٹمنٹ جسکے معنی ہیں نیا عہد نامہ اور جسکو کہا جاتا ہے عہد جدید \*

The Old Testament is composed of those sacred books, the contents of which came from God to the prophets of the Israelites before the advent of Jesus Christ. The New Testament is formed of the Gospel given by God to Jesus Christ, and of the epistles and writings of the Apostles.

The Christian doctors enumerate the books of the Old Testament as thirty nine in number, and class them one after another according to the respective eras in which they were separately given. But the Jewish doctors compute them as only twenty two according to the number of letters of the Hebrew alphabet, and they include several books in one dividing them all into the three following classes :—

The first class consists of five books which they call the Law, and to each of which they give a distinct name, viz :—

1. Genesis.
2. Exodus.
3. Leviticus.
4. Numbers.
5. Deuteronomy.

The second class comprises thirteen books, called the Prophets, viz :—

1. Joshua.
2. Judges and Ruth. } in one book.
3. 2 books of Samuel, in one book.
4. 2 books of Kings, in one book.
5. Ezra.
6. Nehemiah. } in one book.

عہد عتیق میں وہ کتابیں داخل ہیں جو قبل حضرت مسیح علیہ السلام کے انبیاء بنی اسرائیل کو ملیں، اور عہد جدید میں وہ کتاب ہے، جو حضرت مسیح کو دی گئی معہ ان ناموں اور رسالوں کے جو ان کے حواریوں نے لکھے \*

علماء عیسائی عہد عتیق کی کتابوں کو ۳۹ شمار کرتے ہیں اور بد ترتیب زمانہ تحریر کے آنکو بیدل میں شامل کرتے ہیں، مگر یہودی عالم آنکو بہ تعدد عبری زبان کی الف بے کے حرفوں کے بائیس شمار کرتے ہیں، اور کئی کئی کتابوں کو ایک کتاب گنتے ہیں اور آنکو تین سلسلوں میں منسلک کرتے ہیں آگنا شمار اور آنکے سلسلے اس طرح ہر ہیں \*

پہلے سلسلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچ کتابیں ایک کتاب میں تھیں جسکو وہ قانون کہتے تھے

- ۱ کتاب پیدائش
- ۲ کتاب خروج
- ۳ کتاب احبار
- ۴ کتاب اعداد
- ۵ کتاب استغنا

دوسرے سلسلہ میں تیرہ کتابیں تھیں اور آنکو پرافتس یعنی کتب پیغمبران کہتے تھے \*

- ۱ کتاب یوشع
- ۲ کتاب قضاۃ معہ روت } ایک کتاب میں
- ۳ دونو کتابیں شموئیل کی ایک کتاب
- ۴ دونو کتابیں سلاطین کی ایک کتابیں
- ۵ کتاب عزرا
- ۶ کتاب نہمیا } ایک کتاب میں

7. Esther.	کتاب استیر	۷
8. Job.	کتاب ایوب	۸
9. Isaiah.	کتاب اشعیاہ	۹
10. 2 Books of Jeremiah, in one book.	دونو کتابیں یرمیاہ کی (ایک کتاب)	۱۰
11. Ezekiel.	کتاب حزقیل	۱۱
12. Daniel.	کتاب دانیال	۱۲
13. 12 Books of the Minor Prophets, in one book, which are the following :—	بارہ کتابیں چھوٹے پیغمبروں کی	۱۳

Hosea, Joel, Amos, Obadiah, Jonah,  
Micah, Nahum, Habakkuk, Zephaniah,  
Haggai, Zechariah, and Malachi.

The Minor Prophets were so called from the brevity of their works, and not from any supposed inferiority to the other Prophets.—

The third class embraces four books, called *the Chetubim* by the Jews, and *Hagiographa* by the Greeks, namely:—

1. Psalms.  
2. Proverbs of  
Solomon.  
3. Ecclesiastes.  
4. Song of So-  
lomon.

} in one book.

The books in the last class were also denominated *the Psalms* by the Jews, from the name of the book placed first in their order.—

The Jews of modern times make the books of the Old Testament twenty four in number and divide them into the four following classes.

The first class contains the Law or the five books of Moses, viz :—

1. Genesis.
2. Exodus.

یعنی \* ہوش \* یونیل \* عاموص \*  
 \* عوبیاد \* یونہ \* میکہ \* ناحوم \* حبوق  
 \* صفیہ \* حگی \* زکریاء \* ملاکی \*  
 چھوٹی بیغمبروں سے یہ مراد ہے کہ اُن کی کتابیں  
 پہنچتی تھیں اور یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اور بیغمبروں  
 سے کتب دے ۱۲ منہ

تیسرے سلسلہ میں چار کتابیں تھیں  
جسکو یہودی کتبیم کہتے ہیں، 'اور یونانی  
میں شیعہ جو گریفا \*'

ایک کتاب میں	{	۱	زبور
		۲	امثال سلیمان
		۳	کتاب واعظ
		۴	غزل الغزلات

ان کتابوں کو یہودی بعضی صرف زبور  
 بھی کہتے تھے، اسلئے کہ سب سے اول جو  
 کتاب تھی اُسکا نام زبور تھا \*

زمانہ حال کے یہودی عہد عتیق کی  
کتابوں کی تعداد چوبیس گنتے ہیں اور  
چار سلسلوں میں منسلک کرتے ہیں

اول قانون جسمیں پانچ کتابیں حضرت  
موسیٰ علیہ السلام کی ہیں \*

۱ پیدایش  
۲ خروج

- |                 |          |
|-----------------|----------|
| 3. Leviticus.   | ۳ احبار  |
| 4. Numbers.     | ۴ اعداد  |
| 5. Deuteronomy. | ۵ استناد |

The second class consists of the books of Former Prophets, which are as follow:—

- |                       |                |
|-----------------------|----------------|
| 6. Joshua.            | ۶ یوشع         |
| 7. Judges.            | ۷ قضاة         |
| 8. 2 Books of Samuel. | ۸ دونوں سموئیل |
| 9. 2 Books of Kings.  | ۹ دونوں سلاطین |

The third class is made of the books of Latter Prophets, viz:—

- |                                     |                               |
|-------------------------------------|-------------------------------|
| 10. Isaiah.                         | تیسرے اگلی پیغمبروں کی کتابیں |
| 11. Jeremiah.                       | میں یہ کتابیں شامل ہیں        |
| 12. Ezekiel.                        | ۱۰ اشعیاہ                     |
| 13. 12 Books of the Minor Prophets. | ۱۱ یرمیاہ                     |
|                                     | ۱۲ حزقیل                      |
|                                     | ۱۳ بارہ چھوٹی پیغمبر          |

The fourth class includes the Chetullim or Hagiographa, which contains these books:—

- |   |                                  |
|---|----------------------------------|
| 14. Psalms.                                 | چوتھے کتبیم یا ہیچو گربغا جن میں |
| 15. Proverbs of Solomon; & Song of Solomon. | یہ کتابیں شمار ہوتی ہیں          |
| 16. Job.                                    | ۱۴ زبور                          |
| 17. Ruth.                                   | ۱۵ امثال سلیمان غزل لغزلات       |
| 18. Lamentations of Jeremiah.               | ۱۶ ایوب                          |
| 19. Ecclesiastes.                           | ۱۷ روت                           |
| 20. Esther.                                 | ۱۸ نوحہ یرمیاہ                   |
| 21. Daniel.                                 | ۱۹ واعظ                          |
| 22. Ezra.                                   | ۲۰ استیر                         |
| 23. Nahum.                                  | ۲۱ دانیال                        |
| 24. 2 Books of Chronicles.                  | ۲۲ عزرا                          |
|   | ۲۳ نحμία                         |

The Christian divines seem to have divided the sacred books also in three classes.

۲۴ دونوں کتابیں تاریخ کی معلوم ہوتا ہے کہ علماء مسیحی نبی عہد عتیق کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں



The first class contains the law or the five books of Moses, viz :—

اول قانون جس میں پانچ کتابیں  
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی داخل ہیں

- |                 |               |
|-----------------|---------------|
| 1. Genesis.     | ۱ کتاب پیدائش |
| 2. Exodus.      | ۲ کتاب خروج   |
| 3. Leviticus.   | ۳ کتاب احبار  |
| 4. Numbers.     | ۴ کتاب اعداد  |
| 5. Deuteronomy. | ۵ کتاب استثنا |

The second class comprises the twelve books of the sacred writers, viz :—

دویم بارہ کتابیں مورخو ذکی

- |                  |                    |
|------------------|--------------------|
| 1. Joshua.       | ۱ کتاب یوشع        |
| 2. Judges.       | ۲ کتاب قضاات       |
| 3. Ruth.         | ۳ کتاب روث         |
| 4. 1 Samuel.     | ۴ اول شموئیل       |
| 5. 2 Samuel.     | ۵ دویم شموئیل      |
| 6. 1 Kings.      | ۶ اول سلاطین       |
| 7. 2 Kings.      | ۷ دویم سلاطین      |
| ۸. 1 Chronicles. | ۸ اول تواریخ ایام  |
| 9. 2 Chronicles. | ۹ دویم تواریخ ایام |
| 10. Ezra.        | ۱۰ کتاب عزرا       |
| 11. Nehemiah.    | ۱۱ کتاب نحمیا      |
| 12. Esther.      | ۱۲ کتاب استیر      |

The third class comprehends the twenty two books of the Prophets, in prose, and poetry, namely :—

سوم بیائیس کتابیں نظم و نثر انبیاء کی

- |                              |                |
|------------------------------|----------------|
| 1. Job.                      | ۱ کتاب ایوب    |
| 2. Psalms.                   | ۲ زیور داؤد    |
| 3. Proverbs of Solomon.      | ۳ امثال سلیمان |
| 4. Ecclesiastes.             | ۴ واعظ سلیمان  |
| 5. Song of Solomon.          | ۵ سرود سلیمان  |
| 6. Isaiah.                   | ۶ کتاب اشعیاہ  |
| 7. Jeremiah.                 | ۷ کتاب یرمیاہ  |
| 8. Lamentations of Jeremiah. | ۸ نوحہ یرمیاہ  |
| 9. Ezekiel.                  | ۹ کتاب حزقیل   |
| 10. Daniel.                  | ۱۰ کتاب دانیال |
| 11. Hosea.                   | ۱۱ کتاب ہوشع   |

12. Joel.	۱۲ کتاب یوئیل
13. Amos.	۱۳ کتاب عاموس
14. Obadiah.	۱۴ کتاب عوبدیاہ
15. Jonah.	۱۵ کتاب یوناہ
16. Micah.	۱۶ کتاب میکاہ
17. Nahum.	۱۷ کتاب ناحوم
18. Habakkuk.	۱۸ کتاب حبقوق
19. Zephaniah.	۱۹ کتاب صفیناہ
20. Haggai.	۲۰ کتاب حگی
21. Zechariah.	۲۱ کتاب زکریاہ
22. Malachi.	۲۲ کتاب ملاکی

The books of the three classes, as detailed above, amount to thirty nine altogether.

In our religious books, the Old Testament is differently styled: it is sometimes called by the name of *Alkitab*, which means to include both the Old and New Testaments. This word is identical with the word *Bible*, for God has said, in the Soorutool Bakr, ayat 113., that "the Jews say, that the Christians are grounded on nothing, and the Christians say, the Jews are grounded on nothing, yet they both read the *Alkitab* i. e. the Bible."

The word *Alkitab* is, at other times, employed to express only the Old Testament, since God has, in several passages in the Holy Koran, called the Jews only as *Alhkitab* or the possessors of Scripture.

Further, the word *Tourcit* is frequently used for the Old Testament, because the books in the Old Testament placed

یہ سب ملکر آنتالیس کتابیں ہوتی

ہیں \*

ہم مسلمانوں کی مذہبی کتابوں میں عہد عتیق کا نام کئی طرح پر آیا ہے کبھی صرف لفظ الکتاب کا عہد عتیق اور عہد جدید دونوں پر بولا گیا ہے جو بالکل مطابق ہے لفظ بیبل کے اللہ

سورۃ البقرہ آیت ۱۱۳  
تعالیٰ سورۃ بقرہ میں فرماتا ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ عیسائی نہیں کچھ راہ پر اور عیسائیوں نے کہا کہ یہودی نہیں کچھ راہ پر اور وہ سب پرہتے ہیں کتاب \*

اور کبھی الکتاب کا لفظ صرف عہد عتیق کی کتاب کے لئے استعمال کیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اکثر جگہ صرف یہودیوں کو اہل کتاب کہہ کر پکارا ہے \*

اور اکثر عہد عتیق کی کل کتابوں پر صرف لفظ توریت کا استعمال کیا گیا ہے کیونکہ اس میں سب سے اول جو کتابیں

the first in order, were so named; and hence all the other books together with them assumed the name of Toureit. The name so assumed by a number of books or articles, is termed by us a denomination which the whole receives from its part. God has said in the Soorutool Maidah, ayat 49., "we also caused Jesus, the son of Mary, to follow the footsteps of the prophets, confirming what was sent before him and it was the Toureit." In this verse the phrase "we caused Jesus, the son of Mary, to follow the footsteps of the prophets," shows that Christ came after other prophets had come and with the same office and mission as they. Again, the phrase "confirming what was sent before him," serves to prove that all the revelations made by God to mankind before the advent of Christ, were thus confirmed and attested by Christ. Further, by the word *what* are to be understood all the revelations of a time before Christ, as just now illustrated, and those are expressed under the name of Toureit in the verse itself. It is therefore proved, that all the books of the prophets that preceded Christ are comprehended under the name of *Toureit*.

Besides, the several parts of the Bible are, in our religious books, frequently mentioned under such names as *Suhoof*, *Zuboor*, and *Sifr*. God says, in the Soorutool Nujm, ayat 36, "what hath he not been informed of that which is contained in the Suhoof (books) of Moses." Thus it may be seen that the books of Moses have been styled *Suhoof* in our Scriptures. In the Soorutool

تھیں وہ توریت کہلاتی تھیں اور اس طرح ہر نام لینے کو ہماری ہاں کی اصطلاح میں تسمیۃ الکمل باسم الجز کہتے ہیں اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ میں فرماتا ہے کہ اور نبیوں کے پیچھے ہم نے بھیجا عیسیٰ مریم کے بیٹے کو بھیج کرنا ہوا اس چیز کو جو تھی اگے سے توریت

اس آیت میں بیان ہوا کہ اور نبیوں کے پیچھے ہم نے عیسیٰ کو بھیجا پھر فرمایا کہ جو کچھ اُس سے آگئی تھا اُسکو سچا کرتا ہوا بھیجا پس جو کچھ کے لفظ میں آگئے نبیوں کی سب کتابیں داخل ہیں پھر اللہ صاحب نے اُس کو کچھ کے لفظ کا بیان فرمایا توریت اس سے ثابت ہوا کہ لفظ توریت کا کل نبیوں کی کتابوں پر جو حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے تھے فرمایا گیا ہے \*

علاوہ اسکی ہماری مذہبی کتابوں میں بنییل کے ہر ایک ٹکڑے پر صحف اور زبر اور سفر کے لفظ کا بھی اطلاق آیا ہے اللہ تعالیٰ سورۃ النجم میں فرماتا ہے کیا ام لکم ینباء بما فی صحف موسیٰ خبر نہیں بھونچتی جو ہے موسیٰ کے صحیفوں میں پس حضرت موسیٰ کی کتاب کے ٹکڑوں پر

Shura, ayat 196, God says that "this book (viz the Holy Koran) is borne witness to in the *Zuboor* (Scriptures) of former ages." Thus the word *Zuboor* has been, in our Scriptures, used for *sacred writings*.—

In the Soorutool Juma, ayat 5., God says, in reproach of the Jews, that "the likeness of those who were charged with the observance of the Law, and they observed it not, is as the likeness of an ass laden with *Usfar* (books)." In the Kamoos, it is stated that *Sifr*, the singular of *Usfar*, means a part of the Toureit.

In short, it is now clearly shown that the books of the Toureit or Old Testament have been mentioned under various denominations in our religious books; but no division of them into classes is any where spoken of: however, the Toureit is invariably taken for the Law of Moses in particular.

"The Pentateuch," says Mr. Horne, "by which title the five books of Moses are distinguished, is a word of Greek original, which literally signifies the five instruments or books; by the Jews it is termed Chometz, a word synonymous with Pentateuch; and also, more generally, the *Law* or the Law of Moses, because it contains the ecclesiastical and political ordinances issued by God to the

صحف کا لفظ اس آیت میں فرمایا گیا \*  
اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ شعراء میں فرمایا  
ہے کہ یہ لکھا ہے  
سورۃ الشعراء  
آیت ۱۹۶  
وافہ لفی زبر الاولین  
کی کتابوں میں اگلے نبیوں کی کتابوں پر  
اس آیت میں اگلے نبیوں کی کتابوں پر  
زبر کا لفظ فرمایا گیا \*

اور اللہ صاحب نے سورۃ جمعہ میں  
یہودیوں پر الزام دیکر فرمایا مثال اُن لوگوں  
کی جن پر توریت  
سورۃ الجمعہ آیت ۵  
مثل الذین حملوا  
التورۃ ثم لم یحملوها  
کمثل الحمار یحمل  
اسفاراً  
لہی ہوں، اور قاموس میں ہے کہ سفر  
کہتے ہیں توریت کے ٹکڑے کو \*

غرضکہ عہد عتیق کی کتابوں کے ہماری  
مذہبی کتابوں میں متعدد نام ہیں مگر  
کوئی سلسلہ تقسیم کا قائم نہیں ہے البتہ  
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچوں کتابوں  
کو بالتخصیص توریت کے نام سے پکارتے  
ہیں \*

توریت یعنی حضرت موسیٰ کی پانچوں  
کتابوں کو یونانی میں † پین ٹی ٹیک کہتے  
ہیں جسکے معنی ہیں پانچ اوزار یا پانچ  
کتابیں یہودی اسکو کومینٹ کہتے ہیں جو  
بالکل مشابہ پین ٹی ٹیک کے ہے مگر  
اگثر اسکو قانون یا قانون موسیٰ کہتے ہیں  
اسلیئے کہ اس میں مذہبی اور ملکی  
احکام ہیں جو خدا تعالیٰ نے بنی

## دیناچہ عہد عتیق

Israelities. The Pentateuch forms, to this day, but one roll or volume in the Jewish manuscripts, being divided into larger and smaller sections. This collective designation of the books of Genesis, Exodus, Leviticus, Numbers, and Deuteronomy, is of very considerable antiquity, though we have no certain information when it was first introduced. As, however, the names of these books are evidently derived from the Greek, and as the five books of Moses are expressly mentioned by Josephus, who wrote only a few years after the ascension of our Saviour, we have every reason to believe that the appellation of Pentateuch was prefixed to the Septuagint version by the Alexandrian translators."

It is beyond doubt that Moses had himself written the Pentateuch and commanded it, a short time before his death, to be deposited in the ark of the covenant in the Tabernacle. Deut. XXXI-24-26. "And it came to pass, when Moses had made an end of writing the words of the Law in a book, until they were finished—That Moses commanded the Levities, which bare the ark of the covenant of the Lord, saying—Take this book of the Law, and put it in the side of the ark of the covenant of the Lord your God, that it may be there for a witness against thee." The Pentateuch remained in the Tabernacle from the time it was caused to be kept there by Moses; and afterwards when the Israelities were settled in Canaan, and the Temple had been built by Solomon, the Pentateuch was

اسرائیل پر پہنچی یہودی قلمی نسخوں میں آج تک پین ٹی ٹیک ایک جلد میں اور بڑے چھوٹی حصوں میں تقسیم ہے اور کتاب پیدائش اور خروج اور احبار اور اعداد اور استتنا کا یہ مرکب نام بہت قدیم ہے اگرچہ ہم کو اس بات کی اطلاع نہیں ہے کہ اس نام نے اول کب رواج پایا مگر علانیہ ظاہر ہی ہے کہ ان کتابوں کے نام یونانی سے لیئے گئے ہیں اور جوزیفس نے جو چند برس بعد عروج حضرت مسیح علیہ السلام کے تھا اپنی تصنیف میں حضرت موسیٰ کی ان پانچوں کتابوں کا بیان کیا ہے اسلیئے اس بات کے یقین کرنے پر ہر طرح سے ہم کو دلیل ہے کہ سکندریہ کے مترجموں نے بین ٹی ٹیک کا نام سپٹو ایجنت ترجمہ پر رکھا تھا \*

اس میں کچھ شک معلوم نہیں ہوتا کہ توریت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور اپنے مرید کے قریب قبة الضمان میں تابوت سکینہ کے ساتھ رکھا تھا کتاب استتنا کے باب ۳۱ ورس ۲۴ لغایت ۲۶ میں ہے کہ "اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰ اس شریعت کی باتوں کو کتاب میں لکھ چکا اور وہ تمام ہوئیں تو موسیٰ نے لاویوں کو جو خداوند کے عہد نامہ کے صندوق کو اٹھاتی تھی فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لیکی خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کے پہلو میں رکھو تا کہ وہ تمہاری برخلاف معاہدہ رہے " پس توریت اسی وقت سے قبة الضمان میں تھی اُسکی بعد جب بنی اسرائیل بیابان سے نکل کر کنعان میں آباد ہوئی اور جب حضرت سلیمان علیہ السلام

brought thither, with the ark of the covenant and all other sacred things. Solomon commanded that all other books of the prophets should also be preserved in the Temple. It is, therefore, to be concluded that all the respective books of Jonah, Amos, Hosea, Joel, Micah, Nahum, Zephaniah, Jeremiah, Habakuk, and Obadiah, all of whom flourished before the Babylonish captivity, were regularly deposited in the Temple.

In the year 588 B. C. Nebuchadnezzar set fire to the city of Jerusalem. It is not quite certain, whether in the conflagration these books were, with the Temple in which they were kept, consumed, or not. But Christian divines have adduced strong reasons, for believing that either the originals or their copies were saved.

† تفسیر ڈائیلی جلد ۲ صفحہ ۳۰ The arguments brought forward are that the burning of the Temple is not D'Oyly and Mant, lamented by any Introduction; Vol. of the contemporary or succeeding prophets, and that as the other treasures of the Temple were preserved and set apart as sacred by Nebuchadnezzar, it is probable that these original manuscripts also were saved; more especially, as it does not appear that Nebuchadnezzar had any particular hostility to the religion of the Jews. If however the original books were destroyed with the Temple, it is

نے بیت المقدس یا مسجد اقصی تعمیر کی جسکو اورشلیم یا یروشلم یا جروشلم کہتی ہیں تو وہ کتاب معہ اور تمام تبرکات اور تابوت سکینہ کے وہاں رکھی گئی اور حضرت سلیمان نے فرمایا کہ آسکے بعد جسقدر اور کتابیں نبیوں کی لکھی گئی ہیں وہ بھی اسی مقدس جگہ میں رکھی جائیں اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام کتابیں یوناہ اور عاصوص اور ہوشیع اور یوئیل اور میکاہ اور ناحوم اور صفنیہ اور یرمیاہ اور حباقوق اور عوندیہ بیغمبروں کی جو بیبلن کی قید سے پیشتر لکھی گئی تھیں وہ سب بیت المقدس میں رکھی گئی تھیں \*

سنہ ۵۸۸ قبل مسیح میں بخت نصر نے بیت المقدس کو جلا دیا اب یہہ بات تحقیق نہیں ہے کہ آس وقت میں وہ قلمی نسخے بھی جاگئے یا نہیں مگر علماء عیسائی بہت سے معتمد دلیلوں سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ نسخے بالکل معدوم نہیں ہوئی تھی بلکہ خواہ وہ اصلی نسخے یا انکی نقلیں بچ گئی تھیں \*

† وہ کہتے ہیں کہ اول تو آس زمانہ کے لوگ یا وہ بیغمبر جو آسکے بعد ہوئے کتب مقدسہ کے جل جانے یا معدوم ہوجانے کی کچھ شکایت نہیں کرتے دوسرے یہہ کہ بخت نصر نے بیت المقدس کے خزانوں کو ادا کے لئے مقدس سمجھ کر بیت المقدس میں محفوظ رکھا تھا اسلئے غالب ہے کہ یہہ اصلی نسخے بھی آس میں بچ گئی ہوں بالتخصیص اس وجہ سے کہ بخت نصر یہودی مذہب سے خاص دشمنی نہ رکھتا تھا باوجود ان سب باتوں کے اگر نہ قبول کر لیں کہ وہ اصلی کتابیں

certain that there were at that time numerous copies ; and we cannot doubt but some of these copies were carried by the Jews to Babylon, and others left in Judea. The Holy Scriptures were too much revered, and too widely dispersed, to make it possible that all the copies should be lost and destroyed. Besides we find Daniel, when in captivity, (chap. IX. 11, 13,) referring to the book of the Law as then existing ; and soon after the captivity (Neh. VIII.) Ezra not only read and explained the Law to the people, but he restored the public worship and sacrifices according to the Mosaic ritual. There must have been therefore, at that time, at least a correct copy of the Law ; for it is impossible to believe that he would have restored a service in which the most minute rites and ceremonies prescribed by Moses were considered absolutely necessary and the slightest deviation therefrom was considered as sacrilege or abomination, unless he had been in actual possession either of the original manuscript of the Law, or of a copy so well authenticated as to leave no doubt of its accuracy.

There is an uncontradicted tradition in the Jewish Church, that about fifty years after the Temple was rebuilt, Ezra,

بیت المقدس کے ساتھ برباد ہو گئی تھیں تو بھی یہ بات یقینی ہے کہ اس وقت میں ان کی بہت سی نقلیں تھیں اور اسبات میں کچھ شک نہیں ہو سکتا ہے کہ ان میں سے چند کتابوں کو یہودی بیبلین کو لینگے ہوں اور باقی یہودیہ میں رہ گئی ہوں کتب مقدسہ کا بہت ادب کیا گیا تھا آنکو بہت متفرق کر دیا تھا اسبات کا یقین دلانیکو کہ تمام نسخے کھوے گئے اور بلاشبہ کتاب دانیال باب ۹ — ۱۱ و ۱۳ سے پایا جاتا ہے کہ زمانہ قید میں توریت کا نسخہ موجود تھا اور کتاب نحمیا کے باب آٹھویں سے پایا جاتا ہے کہ قید کے تھوڑے دنوں بعد حضرت عزرا نے لوگوں کو توریت صرف سنائی اور سمجھائی ہی نہیں بلکہ حضرت موسیٰ کے قانون اور رسومات کے بموجب تمام الہیہ پرستش اور تمام قربانیوں کو جاری کیا تھا پس اسوقت میں توریت کا کم سے کم ایک صحیح نسخہ ضرور ہوگا کیونکہ اسبات کا یقین نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے ایسے معبد کی ازسرنو قائم کرنیکا قصد کیا ہو جسمیں صرف نہایت کامل توجہ ہی رسومات مقررہ حضرت موسیٰ پر واسطے مقبول الہی پرستش ادا ہونے کے لئے درکار نہ تھی بلکہ اگر ان سے ذرا بھی برخلاف ہوتا تھا تو نہایت بے ادبی کلام الہی کی سمجھی جاتی تھی پس یہ سب باتیں کیونکر ہوتیں اگر حضرت عزرا کے پاس خواہ اصلی نسخہ توریت کا خواہ ایک ایسی نقل جسکی صحت پر لوگوں کے دلونمیں کچھ شک نہ تھا حقیقت میں نہوتا\*

یہودیوں کے مذہب میں ایک ایسی حدیث ہے جسپر کوئی اعتراض نہیں کرتا وہ یہ ہے کہ بیت المقدس کے دوبارہ بنے

in conjunction with the great synagogue, made a collection of the sacred writings, which had been increased, since the Jews were carried into captivity, by the Lamentations of Jeremiah, and the Prophecies of Ezekiel, Daniel, Haggai, and Zechariah; and as Ezra was himself inspired, we may rest assured, that whatever received his sanction was authentic. To this genuine collection, which, according to former custom, was placed in the Temple, were afterwards annexed the sacred compositions of Ezra himself, as well as those of Nehemiah and Malachi, written after the death of Ezra. This addition, which was probably made by Simon the Just, the last of the great synagogue, completed the Canon of the Old Testament. After Malachi no prophet arose till the time of John the Baptist, who, as it were, connected the two covenants, and of whom Malachi foretold (ch. IV. 5), that he should precede "the great day of the Lord," that is, the coming of the Messiah. It cannot now be ascertained, whether Ezra's copy of the Scriptures was destroyed by Antiochus Epiphanes, when he pillaged the Temple; nor is it material, since we know that Judas Maccabeus repaired the Temple, and replaced every thing requisite for the performance of Divine worship, which included a correct, if not Ezra's own, copy of the Scriptures. This copy, whether Ezra's or not, remained in the Temple till Jerusalem was taken by Titus, and it was then carried in triumph to Rome, and laid up with the purple veil in the royal palace of Vespasian.

کے تقریباً پچاس برس بعد حضرت عزرا نے معہ بڑے معبد کی کتابہائے اقدس کا ایک مجموعہ بنایا کہ جس میں یہودیوں کے قید میں جانے کے وقت سے پہلے کتابیں بڑھ گئی تھیں، نوحہ یرمیاہ کتاب حزقیل کتاب دانیال کتاب حکیم کتاب زکریا جو کہ حضرت عزرا کو خود الہام ہوا تھا اسلئے یقین کرنا چاہیئے کہ جو کچھ آنکی ہدایت سے کیا گیا تھا وہ سب صادق تھا اس اصلی مجموعہ میں جو بموجب قدیم رسم کے بیت المقدس میں رکھا گیا تھا بعد کو وہ پاک کتابیں جنکو خود حضرت عزرا نے لکھا تھا شامل کی گئی تھیں اور کتابیں نحیمیا اور ملاکی کی بھی جو بعد وفات حضرت عزرا کی لکھی گئیں تھیں شامل کی گئی تھیں ان کتابوں کا ملنا غالباً سائیم عادل نے جو بڑے معبد میں سے اخیر تھا عہد عتیق کی کتابوں کو پورا کرنے کے لیئے کیا تھا کیونکہ ملاکی کے بعد کوئی پیغمبر حضرت یحییٰ نک پیدا نہ ہوا تھا اور جس نے گویا دو عہدناموں کو شامل کیا اور جس کے حق میں ملاکی نے باب ۴ — ۵ میں پیش گوئی کی کہ وہ عیسیٰ کے آنے سے پیشتر آویگا اب یہ بات تحقیق نہیں کی جاسکتی کہ آیا حضرت عزرا کے نسخہ کتابہائے اقدس کو این ٹی ڈوکس اپی فیڈس نے بروقت تاراج کرنے بیت المقدس کے ہرناد کیا یا نہیں اور نہ اسکا تحقیق کرنا کچھ ضرور ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ جو دس میکبیس نے بیت المقدس کی مرمت کی اور خدا کی عبادت بجالانے کو ہر ایک چیز آسنے مہیا کی جس میں ایک صحیح نسخہ بھی



## دیکھا پہلے ہندو مت

تھا گو وہ حضرت عزرا کا اصلی نسخہ نہو یہ نسخہ خواہ حضرت عزرا کا تھا یا نہ تھا بیت المقدس میں اسوقت تک رہا جبکہ قانیٹس نے اورشلیم کو فتح کیا اور اُسے بعد روم کبیر میں لیجایا گیا اور سپیشین کے شاہی محل میں رکھا گیا \*

All the above arguments adduced by the Christian divines in support of the probability of the sacred Scriptures having escaped destruction, are no way opposed to the dictates of our religion, and are quite worthy of acceptance. Although it is not found stated in our religious books, that after the Temple was burnt by Nebuchadnezzar, there still remained in existence the original Pentateuch of Moses or any counterpart of the original, yet so much is stated that the Prophet Ezra had written a new edition of the Pentateuch for the Jews; and we believe it to be certain that the existing Pentateuch is the copy of the edition executed by Ezra.

یہ تمام وجوہات اور تحقیقات جو علماء مسیحی نے بیان کی ہیں مسلمانوں کے مذہب سے کسی طرح مخالفت نہیں رکھتی اور سب کی سب قابل تسلیم کے ہیں اگرچہ ہمارے ہاں کی کتابوں سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ بخت نصر کی بیت المقدس کے برباد کرنے کے بعد کوئی نسخہ توریت کا بموجب اُس نسخہ کے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود لکھا تھا باقی رہا تھا مگر یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عزرا علیہ السلام نے توریت کو از سر نو لکھا اور کچھ شبہ نہیں کہ یہ نسخہ توریت کے جو اب پائے جاتے ہیں اسی کی نقل ہیں جو حضرت عزرا علیہ السلام نے لکھی تھی \*

In his Commentary Imam Fakhrooddeen writes on the authority of Ibn Abbas, that the Jews had lost the Pentateuch, and conducted themselves in a way that was at variance with the Divine ordinances contained therein, whereupon God in his anger, caused them to forget every thing of the Pentateuch; but when Ezra humbly solicited for its restoration, God was then pleased to put it again into the heart of Ezra: so that Ezra was enabled to direct the Israelities to the adoption of the right path, and to restore to them the Penta-

امام فخرالدین رازی صاحب ابنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت لکھتے ہیں کہ یہودیوں نے کھو دیا تھا توریت کو اور جو اصلی حکم تھا اُس کے برخلاف کام کرتے تھے بہر اللہ نے توریت اُن سے بھلا دی اور اُن کی دلون سے بھی لی لی بہر عزیر نے اللہ کے سامنے عاجزی کی

تفسیر کبیر سورۃ توبہ آیت ۳۰

عن ابن عباس ان الیہود اضعوا التوراة وعملوا بغير الحق فانسا هم الله التوراة ونسخها الله من صدورهم فتصرع عزیر الى الله وابتهل له فعدا حفظ

teuch which, after being carefully examined, was acknowledged by the Israelities to be correct; and seeing this, they said (to extol him to the highest degree), that Ezra was, as it were, not the son of man, but the son of God. Again Kulbee has stated, that Nebuchadnezzar or the Amalcas, as stated by Suddee, had killed the Jewish Rabbins, and there remained no educated Jew who knew the Pentateuch, God was then pleased to imprint the contents of the Pentateuch on the heart of Ezra.

التورۃ الی قلبہ اور اُسکے سامنے دلی فاندز قومہ بہ فلما انکسار کیا پھر اللہ نے جربوہ وجدوہ صادقاً اُنکے دل کو توریت فقالوا ما بئسر هذا یاد دلادی پھر اُس العزیرا انه ابن الله سے اُنہوں نے بنی وقال الکلبی قتل اسرائیل کو ہدایت بخت نصر علماؤہم کی جب اُنہوں نے فلم یبق فیہم احد تجربہ کیا تو اُنہوں یعرف التوراة وقال نے صحیح پایا پھر السمدی العمالقہ کہنے لگے کہ عزیر تو قتلوہم فلم یبق منہم آدمی نہیں ہے مگر یعرف التورۃ وہ تو خدا کا بیٹا ہے

اور کلبی نے یہ بات کہی کہ بخت نصر نے یہودیوں کے عالموں کو قتل کر ڈالا تھا اور اُنمیں کوئی نہیں رہا تھا جو توریت کو جانتا ہو پھر حضرت عزیر کو اللہ تعالیٰ نے یاد دلائی اور سدی نے یہ بات کہی ہے کہ عمالقہ نے یہودیوں کو قتل کر ڈالا تھا اور اُن میں کوئی نہیں رہا تھا جو توریت کو جانتا ہو پھر حضرت عزیر کو اللہ تعالیٰ نے یاد دلائی \*

Upon the whole, it may be inferred that the Pentateuch of our time is the copy of the edition which Ezra himself wrote. Under the dictates of our religion we Mohomedans consider the existing Pentateuch, executed under Divine instruction by Ezra, to be identical with that of Moses, of equal authenticity, and entitled to equal reverence; for both of them were Prophets from God, and there is no distinction of any kind allowed by us Mohomedans between the Prophets, for they are all from the same source.

غرضکہ ان روایتوں سے یہ بات ثابت ہے کہ یہہ توریتیں جو اب موجود ہیں حضرت عزرا کی لکھی ہوئی ہیں اور ہم مسلمانوں کے مذہب کے بموجب جیسا اعتبار اور عظمت اُس توریت کی تھی جسکو خود حضرت موسیٰ نے لکھا تھا ویسا ہی اعتبار اور عظمت اُس توریت کی ہے جسکو حضرت عزرا نے خدا کے الہام سے لکھا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ اور حضرت عزرا دونوں نبی تھے اور ہم مسلمان کسی نبی میں کچھ فرق نہیں کرتے \*

A very remarkable proof of the authenticity of the present Pentateuch is, that it is the same Pentateuch which existed in the time of our Prophet, for although the Jews are blamed for corrupting the Scriptures, yet they have never been accused of possessing a Pentateuch different from the original because after the loss of the Pentateuch of Moses, Ezra had, under Divine inspiration, supplied the Jews with another in its stead, which was no way inferior in dignity and holiness to that of Moses

I may now turn my attention to refute those who have ventured to question the genuineness of the Pentateuch, though their objections are not founded on reasonable grounds —

The genuineness of the Pentateuch is questioned in two ways 1st—Some allege that it is proved from several verses of the Pentateuch, some of which are noted in the margin, that

Exo 3-1	it was not written
Do 3-3	by Moses himself,
Do 3-11	but by some other
Do 3-14	person who attempted to treat of
Do 3-15	the circumstances
Do 4-1	supposed to have
Do 4-4	occurred to Moses,
Do 4-10	because it is seen
Do 4-14	that Moses has
Do 4-19	very seldom been
Do 4-20	spoken of in the
Do 4-21	first person, but
Do 1-28	frequently in the
Do 4-29	third throughout
Do 5-22	

علاوہ اسکی ہم مسلمانوں کے مذہب  
موجب اس توریت کے اصلی ہونیکے  
انک بڑی دلیل یہ ہے کہ یہی توریتیں  
ہمارے حناں یعمدر خدا صلی اللہ علیہ  
وسلم کے وقت میں مروج تھیں اور باوجودیکہ  
یہودیوں کو بحریف کا بڑا الزام دیا گیا  
بہا مگر اسناد کا الزام کہ یہہ توریت اصلی  
نہیں ہے کبھی نہیں دیا گیا اسکا سبب  
یہی تھا کہ حو توریت حسب موسیٰ نے  
حود لکھی تھی اور آسکی معدوم ہوجائے  
کے بعد حو توریت حسب عزرا نے الہام سے  
لکھی تھی ان دونوں کا اعتبار اور عظمت  
برابر تھی کچھ فرق نہ تھا \*

اب مناسب ہے کہ ہم اسمقام برآن  
لوگوں کی طرف متوجہ ہوں جو لوگ  
توریت مقدس کی صحیح برداشتہ کریں  
ہیں گو انک اعتراضات کدسی ہی باقابل  
الفاظ ہوں \*

وہ لوگ دو طرح سے ان کتابوں پر تشدہ  
کرتے ہیں اول یہ کہ ان کتابوں کے بہت  
سے ورسوں سے حملہ سے کسقدر کا حوالہ  
حاشہ برہے بااحتاجات ہے

حرج باب ۳-۱	کہ یہ کتاب حسب
۳	موسیٰ علیہ السلام
۱۱	کی لکھی ہوئی
۱۴	نہیں ہیں بلکہ کسی
۱۵	اور شخص نے حسب
۱۶	موسیٰ کا حال لکھا
۴	ہے کہونکہ ان کتابوں
۱۰	میں حسب موسیٰ
۱۴	کدطرف کوئی مکلم
۱۹	کی صمدہ نہیں ہے
۲۰	بلکہ اکثر عابد کی

Do 6-1	the Pentateuch,	صمیر ہے اور اکثر جگہ	۲۱
Do 6-2	which should not	لکھا گیا ہے کہ موسیٰ	۲۸
Do 6-9	have been the case,	۷ یوں کہا خدا نے	۲۹
Do 6-10	had Moses been	موسیٰ سے بہہ کہا	۲۲—۵
Do 6-12,	himself the au-	حس سے معلوم ہوتا	۱—۶
Do 6-26	thor	۷ کہ حصرت موسیٰ	۲
Do 6 28	2ndly—Against	اسکی لکھنے والے نہیں	۹
Do 6-29	the genuineness of	ہدس کوئی تیسرا	۱۰
Do 7-1	the Pentateuch is	شخص لکھتا ہے کہ وہ	۱۲
Do 7-6	brought the argu-	اگر وہ ہونی تو منکلم	۲۶
Do 7-7	ment that it speaks	کی مینعہ سے لکھتی *	۲۸
Do 7-10	of various incidents and events as though	دوسری بہہ کہ	۲۹
	they had happened in the time of Moses,	بعض اسے نام اور	۱—۷
	though they did not in fact happen till	حالات ان کتابوں میں	۶
	long after his death	آئے ہیں جو بہت دور	۷
		بعد حصرت موسیٰ	۱۰
		علیہ السلام کے واقع	

ہوئی ہیں \*

For instance, it is stated, in the book of Genesis XIII 18, "Then Abraham removed his tent and came and dwelt in the plain of Mamres which is in Hebron, and built there an altar unto the Lord" In like manner the word *Hebron* occurs in ch XXXV 27 and ch XXXVII 14 of the same book *Hebron* was the name of a village which the Israelites so named, after they had conquered Palestine, but before that time its name was (Josh XIV 15) Kirjath-arba, from which circumstance it follows that this book was written after the conquest of Palestine by the Israelites, an event that took place subsequently to the time of Moses

Again it is stated in the book of Genesis XXXV 21, that "Israel jour-

پیدا اس باب ۱۳—۱۸ میں ہے "اور ابراہام نے اپنا قسرو آٹھا نا اور ممیری کے بلوطوں میں جو حدروں میں ہے حارھا اور اسطرح اسی کتاب کے باب ۳۵—۲۷ اور باب ۳۷—۱۴ میں حدروں کا نام آنا ہے اور حدروں انک گاؤں تھا یہی اسرائیل نے حب فلسطین کو فتح کنا یہ آس گاؤں کا نام حدروں رکھا اگلے زمانہ میں آسکا نام + ورنہ ارج تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب بعد فتح ہوئے فلسطین کے لکھی گئی ہے جو واقع ہوئی بعد زمانہ حصرت موسیٰ علیہ السلام کے \*

† دیکھو باب یوسع  
باب ۱۳ — ۱۵

اور کتاب پیدا اس باب ۳۵ — ۲۱ میں ہے "بہر اسرائیل نے کوچ کدا اور اپنا حیمہ

neyed and spread his tent beyond the tower of Edar." Edar was the name of a tower on one of the rampart-gates of Jerusalem. Whence it is inferred that this book was written after the foundation of Jerusalem, which took place not in the time of Moses but long after

Again it is stated in the book of Genesis XXXVI 31, that "these are the kings that reigned in the Land of Edom, before there reigned any kings from the children of Israel." This verse shows that this book was written at a time when there had already been some kings of the children of Israel, which circumstance did not happen till long after Moses

In the book of Exodus XVI 35, 36, it is related that "the children of Israel did eat manna forty years, until they came to a land inhabited, they did eat manna, until they came unto the borders of Canaan. Now an omer is the tenth part of an ephah." It is demonstrable from this verse, that this book was written at a time after the Israelites had been settled into Canaan, and the eating of manna discontinued, and the weight called Ephah introduced. All these things did not occur (Josh V) during the lifetime of Moses

In the book of Numbers XXI 3, it is mentioned that "the Lord hearkened to the voice of Israel, and delivered up the Canaanites, and they utterly destroyed them and their cities, and he called the name of the place Hormah." This verse speaks of the destruction of the Canaanites and of the place

برج عندر کے آسٹروپ استادہ کنا، اور عندر اُس منارہ کا نام ہی حو اور سلیم کے دروازہ پر تھا اِس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب بعد تعمید اور سلیم کے لکھی گئی ہے اور تعمید اور سلیم کی بعد زمانہ حصر موسیٰ کے ہوئی ہے \*

اور کتاب بدادس باب ۳۶ — ۳۱ میں ہے "بادشاہ حو ملک ادوم سرسلط ہوئے بعد اُس سے کہ بنی اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہو نہی تھی" اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب بنی اسرائیل میں چند بادشاہ ہو چکے کے بعد لکھی گئی ہے جو حصر موسیٰ کے زمانہ کے بعد ہوئے ہیں \*

اور کتاب خروج باب ۱۶ — ۳۵ و ۳۶ میں ہے "اور بنی اسرائیل چالدس برس تک حب تک کہ وہ بنی اسرائیل میں آئے میں کھائے رہی حب تک کہ وہ زمین کنعان کی مباحی میں آئی میں کھائے رہی اور انک او مریعا کا دسواں حصہ تھی" اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب آسوف لکھی گئی حب بنی اسرائیل کنعان میں پہنچنے کے بعد اور میں کھانا موقوف ہو چکا تھا اور ورنہ کارانج ہو گنا تھا اور یہ باتیں ‡ حصر موسیٰ عہد السلام کی زندگی میں نہیں ہوئیں \*

اور کتاب اعداد باب ۲۱ — ۳ میں ہے "بہواہ نے بنی اسرائیل کی آواز سنی اور کنعانوں کو گرفتار کر دیا اور انہوں نے انہیں اور انکی دستوں کو حرم کر دیا اور آسنے اِس مکان کا نام حرم رکھا اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب آسوف تصدیق ہوئی

ی دیکھو کتاب تصات  
باب ۱۷

Canaan being afterwards called Hor-  
mah, which events did not come to pass  
(Judges I 17) till long after the time  
of Moses The inference is that this  
book could not have been written by  
Moses

In the book of Numb XXXII 41,  
it is stated that "Jair the son of Ma-  
nessah went and took the small towns  
thereof, and called them Havoth-Jair"  
Likewise in Deuteronomy III 14,  
it is mentioned that "Jair the son of  
Manessa took all the country of Argob  
unto the coasts of Jeshure and Maacha-  
the, and called them after his own name,  
Bashan-havoth-Jair, unto this day"

These verses evidently refer to a time  
when Jair had possessed himself of the  
countries therein spoken of, which was  
long posterior to the time of Moses

Chapter XXXIV of the book of Deu-  
teronomy treats of the particulars of the  
death and burial of Moses, from which  
it may justly be concluded that he cer-  
tainly could not have been the author of  
this book

To answer and refute all the above  
objections against the genuineness  
of the Pentateuch, has been felt diffi-  
cult only by those persons, who have  
held the existing Pentateuch to be the  
original work of Moses, while we Mo-  
homedans holding it to be written by

ہے حسب کدعادی قتل ہو چکی تھے اور اُن  
مستندوں کا نام حرمہ ہولیا تھا اور یہہ رافعات  
حصرت موسیٰ علیہ السلام کے بہت ہی پہچھے  
ہوئی ہیں اِس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ اِس  
کتاب کو حصرت موسیٰ نے نہیں لکھا بلکہ  
کسی اور شخص نے اُنکے بہت دنوں بعد  
لکھا ہے \*

کتاب اعداد باب ۳۲-۴۱ میں ہے کہ  
مدسا کا بیٹا نادر نکلا اور اُسے اِس بواحي  
کے گاؤں کو لے لیا اور اُنکا نام یاسر کے گاؤں  
رکھا اور کتاب استناد کے باب ۳-۱۴  
میں ہے کہ مدسا کے بیٹے یاسر نے ارحوف  
کی ساری مملکت حصورنوں اور معکانوں  
کی بواحي تک لی لی اور اُسے حالوب  
یاسر باساں اُسکا نام رکھا (حو اُسکا نام تھا  
وہی نام اِج تک ہے) \*

اِس درسوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ  
کتانیں اُس زمانہ کے بعد لکھی گئی ہیں  
کہ حسب نادر نے اُن ملکوں کو لے لیا تھا اور  
یہہ رافعة بہت مدد بعد حصرت موسیٰ  
کے ہوا ہے \*

کتاب استناد باب ۳۴ میں حال ووات  
حصرت موسیٰ علیہ السلام کا اور ذکر اُنکی  
مدیر کا مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے  
کہ یہہ کتاب حصرت موسیٰ علیہ السلام کی  
لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ کسی اور شخص  
کی لکھی ہوئی ہے \*

اِس اعتراضات کے رفع کرنے میں اللہ  
اُن لوگوں کو مسکلس بنس آئی ہیں حو  
اسناد کے قائل ہوئے ہیں کہ توریت  
مقدس حوات ہمارے ہاتھ میں موحود  
ہے اُسی نسخہ کی نقل ہے جس کو  
حصرت موسیٰ علیہ السلام نے حود لکھا تھا

Ezra, have no difficulty in repelling and resisting all such objections because, when Ezra is held by us to be the author of the present Pentateuch, it is then quite as we should expect it to find Moses throughout spoken of in the third person, and to find all those events which occurred up to the time of Ezra, related in the manner they are. If, therefore, the question be considered rationally and dispassionately, it will be obvious that all the foregoing arguments which have been advanced as militating against the genuineness of the Pentateuch as at present known by that name, so far from leading to that conclusion, should, on the contrary, be regarded as so many evidences in its favour

مگر حیکہ ہم مسلمان اسدات کے قایل ہیں کہ یہ توریث مقدس حصہ عزرا علیہ السلام کی لکھی ہوئی ہے تو کس طرح کی مشکل دہی نہیں ہے کیونکہ اس توریث مقدس کو حصہ عزرا علیہ السلام نے لکھا تو ضرور تھا کہ حصہ موسیٰ کو تمام کثاف میں عام کی صمد سے لکھا جاتا اور جو حالات کہ حصہ عزرا کے وقت تک گدر چکے تھے وہ اس طرح لکھے جاتے جس طرح کہ توریث مقدس میں لکھے گئے ہیں، پس اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو یہ سب باتیں قوی دلیل ہیں اور صحت توریث مقدس کے نہ کس طرح کا اسپر شدہ کر دیکھی \*

Some of the ancient writers state that the five books of the Law had been originally divided into fifty four parts. Many of the Jews pretend that this division was prescribed by Moses himself, but others, with greater probability, ascribe it to Ezra. The purpose to be answered by dividing the Pentateuch into so many parts was, that one of them might be read in their Synagogues every sabbath. There were fifty four weeks and fifty four sabbaths in a Jewish regulated year. But in their usual years the number of the weeks being only fifty two, they combined the two smaller parts with the two larger and thus reduced the above mentioned fifty four parts of the Pentateuch to fifty two —

قدیم مورخ دنا کوئی ہیں کہ حصہ موسیٰ علیہ السلام کی پانچوں کثاف چوں گہروں میں منقسم نہیں بہت سے یہودی اسدات کے قایل ہیں کہ یہ تقسیم خود حصہ موسیٰ علیہ السلام نے کی تھی مگر عالداً یہ معلوم ہوتا ہے کہ حصہ عزرا علیہ السلام نے یہ تقسیم کی بھی اس تقسیم کا مدسا یہہ تھا کہ ان گہروں میں سے ایک ایک گہرا ہر سمت کو یہودیوں کے معد میں پڑھا جاتا تھا ان کے حسابی سال میں چوں سب ہوتی تھی مگر انکی معمولی سالوں میں سنتوں کی تعداد صرف ناں بھی اسلئے وہ دو چھوٹی حصوں کو برے حصوں میں ملاکر ان چوں حصوں توریث مقدس کو ناں حصے کر اپتی تھی \*

Till the reign of the tyrant Antiochus Epiphanes, the Jews used to read, in their synagogues, only the Law, but on being prohibited from reading the Law they divided the books of the Prophets into fifty four parts, and when the reading of the Law was restored by the order of Maccabees, the part which was read from the Law, served them for their first lesson, and the part from the Prophets for their second lesson

These parts were subdivided into verses, which, if not to be ascribed to Ezra, were made not long after him. It seems that the subdivision of these parts into verses was intended for the convenience of translation into the Chaldee language, since, after the return of the Jews from the Babylonish captivity, as the Hebrew language ceased to be the common language of the people and was supplanted by the Chaldee language, it became customary with the Jews to read the Law first in the original Hebrew, and afterwards to explain it to the people in Chaldee, for which purpose the subdivision of the formerly-used parts into verses was very convenient

The division of the Scriptures into chapters as we now have them, (excepting the Psalms which have been so divided from the first) is modern. Some ascribe its execution to Stephen Langton, Arch-bishop of Canterbury in the reigns of John and Henry III, but others, with greater probability, believe that the author of this invention was Hugo De Sancto Caro, generally called Hugo Cardinalis, as after being at first a Dominican, he was

ایں ٹیوکس ای پی فیدس کے طالع عہد تک یہودی اپنے معدوں میں صرف توریت کو پڑھتے تھے مگر حب اس کے پڑھنے کی ممانعت ہوئی تو انہوں نے اس کی بدلہ بدعمروں کی کتابوں کے چون گری کر کر آنا پڑھا مقرر کیا اور حب میکی بدر کے پھر ترت کے پڑھے حائے کی احار دی تو ہر سنت کو اول توریت مقدس میں کا گنرا اور پھر بیعمروں کی کتابوں میں کا ادک گنرا پڑھا حانا تھا \*

بہ گری چھوٹے چھوٹے گروں میں منقسم تھے اور عالتاً یہ تقسیم حصہ عزرا کے حو کی بھی نا آئے بعد بہت قرب زمانہ میں کی گئی بھی اس تقسیم کے رواج کا عالتاً بہ سب تھا کہ حب یہودی بدلی کی فید سے چھوٹ کر واس آئی تو عری رباں کا استعمال بہ حانا رہا تھا اور اس کی بدلہ کالڈی رباں بولی حاتی تھی اسلئے بہ فاعده تہر گنا بہا کہ اول توریت مقدس اصل عری رباں میں پڑھی حاتی تھی اور اس کے بعد لوگوں کے سمجھانے کے لیئے کالڈی رباں میں ترجمہ سانا حانا تھا اور اسکام کے لیئے بہ تقسیم بہت ہی مفید تھی \*

رور کے سوا مافی کتب مقدسہ کی تقسیم بانوں میں حیسیکہ اب ہمارے پاس موحود ہے بہ حال کے زمانے کی ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ستنے نے بہ تقسیم کی ہے مگر عالتاً بہ ہے کہ اس تقسیم کو ہیو گوڈی سیدک ٹوکرونی اسکاں کنا ہے حو ہیوگو کارڈی بیلنس کے نام سے مسہور ہے یہ شخص سنہ ۱۲۴۰ ع میں بہایت مشہور عالم تھا اس کے کتب مقدسہ



at once raised to the dignity of a Cardinal. This Hugo flourished about the year 1240. He wrote a Commentary on the Scriptures and also executed a Concordance to the Latin Vulgar Bible, enabling the reader to trace out any word or phrase of Scripture with greater ease and speed. For this purpose he considered it necessary to divide the Scriptures into parts which we call chapters, and again to subdivide each chapter into sections, which he did by placing the letters of the alphabet at certain distances in the margin. There was no division of the Scriptures into chapters prior to his time, and the parts so constructed by him, now form the chapters of the existing Bible. The subdivision of chapters into verses, as is preserved in our Bibles, was first made in 1445, by Mordecai Nathan, a learned Jewish Rabbi, who in imitation of Hugo Cardinalis executed a Concordance of the Hebrew Bible. He followed Hugo in his division of chapters, but he broke up Hugo's subdivisions of chapters into smaller sections, and this useful and commodious contrivance has been since followed in all the ordinary copies of the Bible. Thus the Jews received their division of chapters from the Christians, in like manner the Christians borrowed their division of verses from the Jews.

برایک شرح بھی لکھی اور کنکارڈس کا طریقہ ایجاد کیا اُسکا مفسر یہہ تھا کہ کتب مقدسہ کا حوسا لفظ یا مقام چاہیں اسانی سے مل جائے اسلئے ضرور ہوا کہ کتب مقدسہ چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کی جائیں اور ہر ایک حصہ چھوٹے چھوٹی ٹکڑوں میں اور ہر ٹکڑہ فقروں میں کسواسطے کہ اُسوقت تک تمام بدیلوں میں مطلوب تقسیم نہ تھی یہہ حصے حب سے تقسیم ہوئے بدل کے اب ہیں مگر ان باتوں کی تقسیم ورسوں میں ایسی نہ تھی جیسے اب ہے ہیوگو کی ترکیب آنکی مکرر تقسیم کریکی بدرجہ حروف ا ب ت کے تھی حواسیہ ہر ایک دوسرے سے برابر فاصلہ پر بقدر طوالت باتوں کے لکھی جاتے تھے ان باتوں کی مکرر تقسیم ورسوں میں حسیکہ اب ہمارے پاس موجود ہے ایک مسطور یہودی عالم مورڈیکہ بیتھن نے قریب سنہ ۱۴۴۵ع کے کی ہے اس عالم نے یہودوں کے استعمال کے لئے ہدوگو کارڈی بیلز کی نقل سے عدنی کتب مقدسہ کے لئے ایک کنکارڈس لکھا اگرچہ اُسے ہیوگو کی کتاب کے ناموں کی تقسیم میں ضروری کی مگر اُسے باتوں کو ورسوں کی تقسیم میں زیادہ اراستگی دی اور ہر بات کے لئے ورس بعدی آیتیں ایجاد کیں نہہ ترکتب بہایت مفید اور زیادہ ارامدہ بھی اور حسومت سے ایجاد ہوئی سب اُسکو تسلیم کرتے آئے بہر حال یہہ تقسیم باتوں اور ورسوں کی حب سے نکلی ہمیشہ مروج رہی اور حسطرح کہ یہودوں نے کتب مقدسہ کے ناموں کی تقسیم کو عیسائیوں سے لے لیا اسطرح عیسائیوں نے ناموں کی تقسیم کو یہودوں سے حاصل کیا ❁

Further, the Summaries of the contents of each chapter, and the marginal references inserted in most Bibles, do not owe their origin to the original authors, but are of a later invention. Among the marginal references, there are some, of which the authority is certified and attested by certain indications in the text all such are to be held by us Mohomedans as inspired and free from all error. But all the other references which the learned have annexed on the authority of their own opinions, are not considered or admitted by us in the same light, i.e. as being inspired or infallible. The chronological references subjoined to the margin of the Bible are likewise of a recent date, as they were added by Dr William Lloyd, Bishop of Worcester, who died in 1717.

علاوہ اسکے تبدیل میں جو ہر باب کے سرے پر اس باب کا خلاصہ ہوتا ہے اور ورسوں کے حوالہ جو حاشیہ پر لکھے جاتے ہیں بہہ اصلی تبدیل میں نہیں تھے حال کے زمانہ کے انکار ہیں مگر، ان حوالوں میں بعض حوالے وہ ہیں جنکا نشان اصل متن میں پانا جاتا ہے، اس قسم کے حوالوں کو ہم الہامی سمجھتے ہیں اور ان میں غلطی یا نقصان کا احتمال نہیں کرتے باقی حوالے جو عالموں نے اپنی رائے سے اضافہ کیئے ہیں انکو ہم الہامی نہیں سمجھتے اور ان میں خطا اور غلطی کا امکان جانتے ہیں، تاریخیں جو تبدیل کے حاشیہ پر لکھی جاتی ہیں بہہ بھی اصلی تبدیل میں نہیں تھیں حال کے زمانہ میں ڈاکٹر ولیم لائیڈ صاحب نے جو مشہور وارسٹر کے تھے اور سنہ ۱۷۱۷ع میں انہوں نے انتقال کیا اسکو انکار کیا ہے \*

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ کتاب پیدائش کا

## INTRODUCTION TO THE BOOK OF GENESIS



The Greek word *Genesis* means *Creation*, and hence it is applied to the first book of the Bible, which treats of the creation of the world and the origin of the human race

This name was first given in the Septuagint version, for the Jews do not employ it. They were accustomed to call a book by the name of its author, or by its initial word. And the first word of this book being *Bereshith* (1 e in the beginning), the Jews have accordingly known it by that name

We Mohomedans hold the five books of Moses to have been written again by Ezra after they had been lost. We therefore accept this book as rewritten. Those persons who maintain it to have been written by Moses himself, have made various attempts to determine its probable chronology. Eusebius and other critical divines suppose it to have been written at the time Moses tended his father-in-law's sheep in the wilderness of Midian.

If this opinion be received as correct, the inference is inevitable, that Moses wrote this book at an epoch prior to his endowment with the gift of prophecy and the revelation to him of the Divine purpose and commands.

لفظ پیدائش ترجمہ ہے حیدس کا جو یونانی لفظ سے نکلا ہے، اس کتاب میں دنیا کی پیدائش اور انساں کی نسل کا بیان ہے۔ اسکا کتاب پیدائش نام رکھا ہے یہ نام ترجمہ سببوا الحداثہ میں رکھا گیا ہے، یہودی اسکا یہ نام نہیں لیتے یہودیوں کی عادت تھی کہ ہاتھ تو وہ کتابوں کا نام انکے مصنفوں کے نام سے لیتے تھے یا اس کتاب کے شروع میں جو لفظ ہوتا تھا وہی نام اس کتاب کا لیتے تھے اس کتاب کے شروع میں لفظ برشتہ ہے جسکے معنی سرے کے ہیں۔ اسلئے یہودی اس کتاب کا بھی نام لیتے ہیں \*

حدکہ ہم مسلمان یہ تسلیم کرتے ہیں کہ پانچوں کتابیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ حضرت عزرا علیہ السلام نے لکھی تھیں تو اس کتاب کو بھی ہم مسلمان حضرت عزرا کی لکھی ہوئی تسلیم کرتے ہیں مگر جو لوگ اسدات کے قائل ہیں کہ یہ کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لکھی ہوئی ہے انکو اسدات بر گھنگو کرنے کی ضرورت نہیں آئی ہے کہ یہ کتاب نہ لکھی گئی تھی نہ موسیٰ نے اس اور علمائی محققین عیسائی یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے اس کتاب کو اس زمانہ میں لکھا تھا کہ وہ انبی سسوال میں مدین کے جنگل میں بکریاں چراتے تھے اس واسے بہرہ اعتراض یہ

ہوتا ہے کہ اگر بہہ صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ بہہ کتاب حصرت موسیٰ نے نہی ہوئے سے اور وحی آئے سے پیسٹر لکھی ہے \* تہیودورت صاحب کی رائے جسکو مولدن ہنور صاحب اور اور متاخرین علماء محققین عیسائی بھی اختیار کرتے ہیں یہہ ہے کہ ” حصرت موسیٰ نے اس کتاب کو آسوف میں لکھا ہے حدکہ وہ مصر سے مدی اسرائیل کو نکال کر لائے تھے اور حدکہ کوہ طور نا کوہ سینا سر اُنکو توریت عداوت ہوئی تھی ، کیونکہ مدل اسکے کہ خدا نے حصرت موسیٰ کو نکارا احسا دکر کتاب حروج کے تدرسے نام میں ہے ، حصرت موسیٰ مثل اور آدموں کے ایک انسان تھے اور مدی نہیں ہوئے تھے اور بدون مدی ہونیکے اسی درستہ سے تمام حالات مددانس اور وافعاف حو اُنکے وفات تک گذرے نہیں لکھے سکتے تھے “ اس رائے سر سحر اسکے کہ ایک ویاسی نات ہے اور اسکے کوئی سند موحود نہیں ہے اور کچھہ اعتراض نہیں ہوسکتا \*

The opinion advanced by Theodoret, and subsequently adopted by Moldenhawer, and other modern critics, is, “that Moses wrote this book after the departure of the Israelites from Egypt and the promulgation of the Law from Mount Sinai, for, previously to his receiving the divine call related in Exodus Cha III, he was only a private individual, and was not endowed with the spirit of prophecy Without the spirit he could not have recorded, with so much accuracy, the history of the creation and the subsequent transactions to his own time ” The objection against this opinion is, that it is not founded on any authority and is merely conjectural

Rabbi Moses ben Nachman and other Jewish writers suppose “that God dictated to Moses all the contents of this book, during the first forty days that he was permitted to hold a communication with the Almighty on Mount Sinai, and that on his descent he committed the whole to writing ” They found this opinion on Exodus XXIV 12, where Jehovah says to Moses “come up to me in the mount, and be thou there, and I will give thee the tables of stone, and the law, and the precepts, which I have written, to teach them ”—understanding by the table, the decalogue, by the precepts all the judicial

رب موسیٰ بن نکمان اور اور عالم یہودوں کی یہہ رائے ہے کہ حدکہ حصرت موسیٰ کو کوہ طور سر چالیس دن خدا کے سامنے حاضر رہدیکے احارف ہوئی تھی ، اُن دنوں میں خدا تعالیٰ نے حصرت موسیٰ کو اس کتاب کا تمام مضمون بتا دیا تھا اور بہاڑ سر سے اُنرے کے بعد آدھوں نے اُسکو لکھا اس رائے کی سند میں وہ لوگ کتاب حروج نام ۲۴—۱۲ ہنس کرتے ہیں حو بہہ ہے “ اور خداوند نے موسیٰ کو کہا کہ بہاڑ سر صحفہ ساس آ اور وہاں رہ اور میں تجھے نتہو کی لوحیں اور شریعت اور احکام حو میں نے لکھی ہیں دونکا ناکہ تو اُنہیں سہلارے

and ceremonial ordinances, and by the law, all the other writings of Moses, whether historical or doctrinal. There is nothing to be said against this opinion, for the book of Genesis must perforce have been written after the occurrence of the events related in it, since it was impossible that Moses could have written it *before* that time

یہ عالم کہتے ہیں کہ پتھر کی لوحوں سے تو وہ دس احکام مراد ہیں جو حصرب موسیٰ کو ملی تھے اور شریعت سے تمام وہ احکامات مراد ہیں جو مدہدی رسومات اور شرعی باتوں سے متعلق ہیں اور اور احکام سے تمام نافی تحریریں حصرب موسیٰ علیہ السلام کی مراد ہیں جو تعلیمانہ یا مورخانہ لکھی ہیں، اس رائے کو کوئی اعتراض واقع نہیں ہو سکتا کیونکہ جو کتاب حصرب موسیٰ علیہ السلام نے لکھی تھی وہ بالترتیب ان تمام واقعات کے بعد لکھی ہوگی کیونکہ اس سے پہلے لکھا جانا ممکن نہ تھا \*

Notwithstanding the existence of the foregoing opinions Divines unanimously affirm, that the chronology of this book, that is to say, the probable time at which it was written, is uncertain, nor is it possible to ascertain it. Mr. Hoine thus quotes a passage from some pious writer 'It is, however, as impossible, as it is of little consequence, to determine which of these opinions (i. e. those which differ in assigning the date of this book) is best founded, and it is sufficient for us to know, that Moses was assisted by the spirit of infallible truth in the composition of this sacred work, which he deemed a proper introduction to the laws and judgments delivered in the subsequent books'

داوحوں ان تمام باتوں کے علماء محققین کی یہ رائے ہے کہ درحقیقت زمانہ تحریر اس کتاب کا جسکو حصرب موسیٰ علیہ السلام نے لکھا تھا تحقیق نہیں اور نہ اسکا تحقیق ہونا ممکن ہے، چنانچہ † ہمارے صاحب نے ایک نئے مدہدی مورخ کا قول نقل کیا ہے کہ، "اس نابکو فرار دنیا کہ ان راتوں میں، سے (یعنی حورائیں دریاں اختلاف زمانہ تحریر کتاب بدادس کے ہیں) کوں سی رائے بہانہ عمدہ اصلاح رکھتی ہے جسکا کہ نا صوری ہے ونا ہی غیر ممکن ہے، اور ہماری لئے یہ حادنا کافی ہے کہ موسیٰ اس مقدس کتاب کی تصدیق میں نا قابل قصور ہوا ہے مدد کنا گنا تھا، اور جس کتاب کو موسیٰ نے فوائس اور اور احکام کا حوالہ دیا کی کتابوں میں ہیں مداس دیباچہ سمجھا ہے \*

† ہمارے صاحب کا  
انتروتکس جلد ۲ صفحہ ۲

According to the dictates of our religion, we unquestionably believe this

ہم مسلمانوں کے مذہب کے بموجب  
یہ بات نا قابل شک کے ہے کہ یہ کتاب

book to have been written under divine inspiration, because there are particulars of the creation of the world related in it, which it was impossible to know without the aid of inspiration, and the several narratives which are contained in our Holy Koran, in which we have implicit belief, are also found embodied in it

This book comprises the history of about 2,369 years according to the vulgar computation of time, or of 3,619 years according to the larger computation of Dr Hales. It contains the history of the creation of the world and of man, the propagation of mankind, the deluge, the division of the earth among mankind, the diversity and confusion of languages, together with the particulars of the patriarchs, to the death of Joseph

Some divines have much debated on the contents of the first, second, and third chapter of this book. The divines of Germany and the Unitarians of England, particularly Bauer, Rosenmuller, and Dr Geddes assert, that the narrative of the creation and fall of man is not a recital of real events, but an ingenious philosophical fable, invented by Moses after the example of the ancient Greek writers, to give the greater weight to his legislative enactments, and designed to account for the origin of human evil, and also as an introduction to a history, great part of which they consider to have been a mere poetical fiction. This notion has been put

ار روم الہام کے لکھی ہے کیونکہ اس میں دنیا کے پیدا ہونے کے ایسے حالات لکھے گئے ہیں جنکا بعد الہام کے لکھا جانا ممکن نہیں ہے، اور بہت سے قصص اگلے زمانوں کے حوفاں محمد میں خدا تعالیٰ نے فرمائے ہیں، اور جن میں ہم مسلمان درہم بھی شبہ نہیں رکھتے وہ اس میں پائے جاتے ہیں \*

اس کتاب میں موحی عام حساب کے دو ہزار تیس سو آئندہ برس کے حالات مدبرج ہیں، اور ڈاکٹر ہنلر صاحب نے جو اس زمانہ کو وسعت دی ہے ان کے حساب موحی تیس ہزار چھ سو آئندہ برس کے حالات ہیں اور دنیا کی پیدائش اور انسان کی خلقت اور ان کا پہلا اور طوفاں کا آنا اور زمیں کا انسانوں میں تقسیم ہونا اور زبانوں کا اختلاف اور بیدیوں کے حالات حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات تک اس کتاب میں مذکور ہیں \*

اس کتاب کے پہلی اور دوسری اور تیسری باب ہر بعض عیسائی عالموں نے بہت گفتگو کی ہے علماء محققین حرمس اور علماء موحی انگلستان جو نوبی تدریس کھلاتے ہیں علی الخصوص ڈاکٹر صاحب اور رورن ملر صاحب اور ڈاکٹر گڈس صاحب کی یہ رائے ہے کہ بنائندائس اور ڈاکٹر تدرل حضرت آدم علیہ السلام و افعال اصلہ نہیں ہیں بلکہ دانیائی سے ایک بنانا ہوا قصہ ہے جسکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یونانی مورخوں کے طریق پر اپنے فوائد کے با وفار ہونے کے لیئے بنا لیا تھا اور آسکے دربعہ سے گناہ کی اصلیت کا سناں بتایا تھا، پس یہ باب

forth by Rosenmüller as an indisputable fact.

گونا گونا گویا بطور برات استعمال یا تشبیہ شاعرانہ کے ہیں، اسلئے وہ عالم ان میں سے بہت باتوں کو صرف شاعرانہ چھوٹ سمجھتے ہیں روز مار صاحب کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسی حقیقی بات ہے جس پر اعتراض نہیں ہو سکتا \*

The Jews who lived previously to the time of Jesus Christ, believed that the accounts given in the first three chapters of this book, were real facts

یہودی عالموں کی جو حصر مسمیٰ علیہ السلام سے بیسترتے یہہ راے ہے کہ اس کتاب کے تیدوں باتوں میں جو کچھ مذکور ہے وہ اصالی اور حقیقی ہے، بعدی جس طرح مذکور ہے اسی طرح پر ہوا ہی \*

Some Christian commentators have solved the difficulty by taking some parts of them for literal, and other parts for allegorical accounts.

بعض علماء مفسرین عیسائی نے یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ان باتوں کے بعض حصوں کو بطور تمثیل کے سمجھتے ہیں اور بعض سے لفظی معنی مراد لیتے ہیں \*

In his Introduction to the Critical Study of the Scriptures, Mr Horne has largely treated on this subject, and has, by producing several authoritative references from the Old and New Testaments, endeavoured to prove, that none of the accounts in the first three chapters is a narrative, but, on the contrary, a real fact. I quote the following as one of his remarkable arguments in defence of the views in question. "If it be granted that Moses was an inspired lawgiver, it becomes impossible to suppose that he wrote a fabulous account of the creation and fall of man, and delivered it as a divine revelation, because that would have been little, if at all, short of blasphemy."

† ہارن صاحب کا اشتروڈکش جلد ۲ صفحہ ۶ لغات ۹

† ہارن صاحب نے اپنے اشتروڈکش میں اس پر بہت سی گفتگو کی ہے اور عہد عیدوں اور عہد حدید کی کتابوں کی بہت سی سندوں سے ثابت کیا ہے کہ ان باتوں میں کوئی بات بھی بطور قصہ کے مذکور نہیں ہے بلکہ سب اصالی اور حقیقی ہیں انک بہایب عمدہ دلیل انہوں نے یہہ لکھی ہے کہ "جب یہہ بات مادی حاورے کہ حصر موسیٰ علیہ السلام نے وحی کے بموجب توریت لکھی ہے تب یہہ خیال کرنا ناممکن ہے کہ انہوں نے بدداس اور تدرل انسان کا بدن چھوٹ لکھا اور بطور وحی کے لوگوں کو دیا کیونکہ یہہ بات حداد کی بسدت دندام دہی سے کم دہوگی \*

Mr Horne does not admit any of the accounts in these chapters, to be allegorical, and he affirms that the Mosaic

ہارن صاحب اس بات کی بھی احارب نہیں دیتے کہ ان باتوں کے کوئی بات بھی تمثیلی سمجھی حاورے بلکہ وہ لکھتے ہیں

narrative is a relation of real facts, as he says "to consider the whole of that narrative as an allegory 'is not only to throw over it the veil of inexplicable confusion, and involve the whole Pentateuch in doubt and obscurity, but to shake to its very basis Christianity, which commences in the promise, that 'the seed of the woman should bruise the head of the serpent' In reality, if we take the history of the fall in any other sense than the obvious literal sense, we plunge into greater perplexities than ever. Some well-meaning pious commentators have indeed endeavoured to reconcile difficulties by considering some parts of the Mosaic history in an allegorical, and other parts in a literal sense, but this is to act in a manner utterly inconsistent with the tenor and spirit of that history, and with the views of a writer, the distinguishing characteristics of whose production are simplicity, purity, and truth. There is no medium, nor palliation, the whole is allegorical, or the whole is literal' In short, the book of Genesis, understood in its plain, obvious, and literal sense, furnishes a key to many difficulties in philosophy, which would otherwise be inexplicable. Thus it has been reckoned a great difficulty to account for the introduction of fossil shells into the bowls of the earth but the scriptural account of the deluge explains the fact better than all the romantic theories of philosophers. It is impossible to account for the origin of such a variety of languages in a more satisfactory manner than is done in the narrative of

کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ بیان اصلی حقیقتوں کا ہے اس تمام تاریخ کو تمثیلی سمجھنا اس پر نہایت پرہیزی کا پردہ ڈالنا ہے اور تمام توریت کو سک اور تاریکی میں مبتلا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ مذہب عیسائی کی بنیاد کو لرلہ دینا ہے جسکی ابتدا اُس وعدہ سے ہے کہ عورت کا تحم سادب کے سر کو کچلیگا۔ وہی الحقیقت اگر ہم تدرل انسان کی تاریخ کو سوائے ظاہری لفظی مراد کے اور کسی مراد میں سمجھیں تو ہم بڑی پرہیزیوں میں مبتلا ہونگی بعض معسروں نے ان تمام مشکلات کے دفع کر کے اس طرح ترک و کس کی ہے کہ حضرت موسیٰ کی تاریخ کے بعض حصوں کو تمثیلی مراد میں لیا ہے اور بعض کو لفظی مراد میں مگر ایسا کرنا انک ایسا طور ہے کہ جو اُس تاریخ کے مضمون کی اصلیت اور منشاء سے اور انک ایسی مورخ کی راؤں سے بالکل نامطابق ہے جسکی کتاب کی مسہور علامتیں سادگی اور صفائی اور راستی ہیں اُس میں نہ ملاوت ہے اور نہ بناوت ہے کل تبدیلی ہے نا کل لفظی ہے — اگرچہ چند اعتراض کتاب بیدائش کے زمانہ ہمارے واقعات پر کیئے گئے ہیں اِس طور سے کہ اُسکے روزے دینا کی مدت کم ثابت ہوتی ہے نہ نسبت اُسکے جیسا کہ بعض زمانہ حال کے خود بسند حکماء کے خیالات سے ثابت ہوتا ہے، مگر جسقدر زیادہ امتحان کیا جاوے اور جو مصول اور اعالیہ بیانات کالدینا والوں اور مصریوں اور چینیوں اور ہندیوں کی تاریخ میں ہیں اُن سے حتماً زیادہ مقابلہ کیا جاوے اوتدائی زیادہ



the confusion of tongues which took place at Babel, Genesis XI 1-9 And although some futile objections have been made against the chronology of this book, because it makes the world less ancient than is necessary to support the theories of some modern self-styled philosophers, yet even here, as we have already shown by an induction of particulars, the more rigourously it is examined and compared with the extravagant and improbable accounts of the Chaldaean, Egyptian, Chinese, and Hindoo chronology, the more firmly are its veracity, and authenticity established In fine, without this history, the world would be in comparative darkness, not knowing whence it came, nor whither it goeth In the first page of this book, a child may learn more in an hour, than all the philosophers in the world learned without it in a thousand years "

We Mohomedans accept and defend the arguments of Mr. Horne, with some exceptions, in what he says on the subject under consideration Moreover according to the guide of our religion it is great infidelity or impiety to take the accounts in the three chapters for a narrative invented by Moses or Ezia, (whom we believe to have restored the Pentateuch to the Jews after it was destroyed) The opinion of Mr. Horne that even none of these accounts must be considered in the allegorical sense, is the only point in which we differ from him It is a standard principle with us Mohomedans to take a word in the strictest original and literal meaning

استحکام سے اس کتاب کے زمانوں کی تاریخ کی صداقت اور سچائی قائم ہوتی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بدون اس تاریخ کے دنیا میں حیسبیکہ اب روشنی ہے اسقدر اس میں تاریکی ہوتی کہونکہ یہہ نہیں جانا جاتا کہ کہاں سے دنیا آئی اور کہاں کو جاتی ہے اس مقدس کتاب کے اول صفحہ سے ایک سچہ ایک گہنہ میں اس سے زیادہ اہمیت حاصل کرسکتا ہے حقے میں تمام حکماء نے دنیا کی بعد اس کتاب کے ہزار برس میں حاصل کی ہے \*

ہم مسلمان اسناد میں ہمارے صاحب کے بالکل طرفدار ہیں بلکہ ہمارے مذہب بموجب یہہ حلال کرنا کہ حسب موسیٰ علیہ السلام نا حسب عزرا علیہ السلام نے یہہ جھوٹا قصہ انہی طرف سے بنادیا ہے محض کفر والحاد ہے ، مگر ہمارے صاحب نے جو اسقدر سچائی کی ہے کہ اس میں سے کسی مقام کو بھی نمائندگی مراد میں لینا جائز نہیں رکھتے اس میں ہم اُن کے ساتھ نہیں ہیں ہم مسلمانوں کے ہاں فاعده ہے کہ ہمدسہ جہاں تک ہوسکتا ہے لفظ سے اس کے اصلی اور حقیقی معنی مراد لیتے ہیں ، مگر جہاں کہیں کہ سداں کلام سے یا اور کسی دلیل سے معلوم ہوتا ہے

which can possibly be derived from it, but we are at liberty to deviate from it, when the mode of expression used in the subject or some other circumstance may reasonably suggest that the real literal meaning of a word is not to be followed, but, on the contrary, what suits the sense of the subject. Such a meaning of a word is termed metaphorical, and the authority on which we adopt it may be derived either from the same passage which contains the word, or from some other passage in the book. By this guiding principle we Mohammedans can accept in a figurative sense, any of the expressions in these three chapters, as well as in other parts of the Bible.

For the purpose of understanding the real intent of Scripture language it is not only allowable to take a word in a part of the Divine writing in a metaphorical sense, but it is even absolutely necessary to do so. It is to be observed that God sent the Prophets to regulate our morals and to sanctify our souls, and made revelations to them, in order that we might improve our lives and attain eternal salvation. The doctrines which they taught, were so new and strange to us, that we had never dreamed of them before. Further those doctrines were of so mysterious and sublime a nature, that it was beyond the capacity of man to comprehend them and to reach to their real truth. Again they consisted of such numerous points that their right apprehension could not successfully be effected without a more lofty and elevated mental capacity than mankind

کہ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں ہیں بلکہ تمثیلی معنی مراد ہیں جسکو ہم محاربا استعارہ کہتے ہیں وہاں آسکے تمثیلی معنی قرار دیتے ہیں مگر دلیل سے حوالہ دہ دلیل اسی مقام میں موجد ہو یا دوسری مقام میں، پس اسطرح ہم مسلمان ایں باتوں میں اور بدر تمام تبدیل کے اور مقامات میں اس طرح پر معدوں کا لینا حاسر سمجھتے ہیں \*

کلام الہی کی اصلی مراد سمجھنے کے لئے بعض مقامات میں اسطرح پر معدوں کا لینا حاسر ہی نہیں ہے بلکہ نہایت ضروری ہے، عور کرے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تہذیب احلاق اور پاکیزگی روح کے لئے انبیاء بھیجی اور انکو وحی عذاب کی ناکہ آس سے ہم اپنے احلاق بھی درست کرنے اور نجات اندی بھی حاصل کرنے ضرورہ تعلیمیں ہمارے حلال اور گماں میں بھی نہ تھیں علاوہ اسکے اُن میں اسے دمنے اور ناکہ مضامین بھی تھے حدکا سمجھ میں آنا اور آنکی اصلیت اور حقیقت کا دریافت کرنا انسان کی سمجھ اور فکر سے باہر تھا اور اسے مضامین تو بہت کثرت سے تھے حدکا بعد ترقی علم کے سمجھ میں آنا بعد ممکن تھا اور رحمت اور حکمت الہی مقتضی اسباب کی تھی کہ ہماری تمام جماعت انسانی بقدر

were ordinarily endowed with The wisdom and goodness of God required that the revelations which He made, might be available to all mankind in proportion to their respective capacities, even in the time when society was in its infancy, and learning consequently in a very imperfect state The wisdom of God therefore required, that the revelations of his will should be communicated in such a style, and clothed in such clear language that the blessings derivable therefrom might be brought within reach of every man in every age Hence it was essentially requisite that those ideas and meanings which the finite understanding of man cannot comprehend, or which by reason of the infant state of our society we are incapable of understanding, should be conveyed to us in allegories, and though in some ages they might have nevertheless been regarded as though they were realities, yet this could not injure the moral or spiritual improvement of man because an allegorical expression whether taken as such, or as the simple reality, will have a uniform result in both cases It was inevitably necessary that the words of God should be communicated to the people not only in plain language but also in allegories, in order that our weak understanding might not be left destitute of the true illumination and knowledge of the spiritual efficacy of the words of God. To consider, therefore, the words of God pure from allegorical forms of expression, and not to regard the metaphors which are actually used in them, is

ایسی اندی استعداد کے آس سے فائدہ اٹھانے خصوصاً آسوں میں بھی جبکہ ہماری سوسائٹی بچوں کی حالت میں تھی اور کسی طرح علم کے ترقی نہیں پائی تھی اسلئے مقتضائے حکم یہ تھا کہ خدا کی وحی ایسی طور و انداز بیان سے نازل ہو کہ آس کے اصلی نکتہ سے کسی زمانہ میں اور کوئی شخص محروم نہ رہی، بس ضرور ہوا کہ اسے مضامین خود حقدق انسان کی سمجھ سے باہر ہوں تاہم اس کی حالت ہماری سوسائٹی کی آئینے سمجھنے کی لٹاؤں پرکھتی تھی وہ بطور مثال اور تسدیب کے بیان کئی حائوس اور گو کہ وہ مضامین منافی اور تسدیب کسی زمانہ میں حقائق سمجھ گئے ہوں، مگر آس سے کچھ نقصان اور فداہ ہماری حلقی اور روحانی تربیت کو نہیں تھا کیونکہ آس کے نکتہ میں حواء وہ مضامین منافی اور تسدیب سمجھی حائوس جس طرح ترکہ بیان ہوئے تھے حواء اصلی اور حقدقی کس طرح کا تعارف نہ تھا ان ناعتوں کے سبب ضرور تھا کہ کلام الہی صرف بطور حقدق ہی کے نہ بیان کیا جاوے بلکہ بطور مثال اور تسدیب کے بھی ہو تاکہ ہماری معدد عقل آس کے ذریعہ سے آس اصلی تعلیم اور آس متحد نتیجہ سے محروم نہ رہے، بس کلام الہی کو نکسر تمیل اور تسدیب سے حالی سمجھنا اور آس کے سناں اور آس کے مقتضی سے درگاہا اسامی ہے جسکے آس کے تمام کلام کو تمیل اور تسدیب اور خیالات ساعرانہ سمجھنا \*

somewhat the same as taking all of his words in a metaphorical or poetical sense

As expressions of the kind of which I have been speaking, have puzzled and perplexed those who have faith in them, in the same manner some such words which seem to be opposite and contradictory in the sense conveyed by them when judged by the light of modern improvements in learning and discoveries in science, have much more led to their bewilderment and perplexity. But, on the other hand, the same light of advanced learning likewise shows us, that the fault lies in our own finite and imperfect capacities to comprehend the meaning of the words of God, and not that there is anything defective in those words intrinsically which prevents us from understanding them rightly. By the mission of the prophets to make revelations of the Divine will to mankind, it was intended to improve and enlarge our moral and spiritual knowledge, and it was no way concerned with those matters, the flourishing state of which depends on our experience and the progress of learning and science. It was therefore necessary that the words put into the mouths of the prophets for promulgation to the world, should be of such a nature as would allow of their being understood by mankind in every stage of the gradual progress of learning and science. It was likewise necessary that such words only should be employed as might not militate against the reality, so that the

حس طرح کہ اسام مدکورہ بالا کے مصامین  
نے حو کلام الہی میں واقع ہیں اُسپر  
اعتقاد رکھنے والوں کو کہہ دیا گیا ہے اُسی  
طرح اُن العاط نے بھی حو کلام الہی میں  
واقع ہیں اور حال کی ترمیمی علم نے اُنکے  
برخلاف ثابت کیا ہے، حد سے زیادہ اُنکو  
گھمرا دیا ہے مگر وہی ترمیمی علم ہمکو بہ  
بھی دکھاتی ہے کہ اُن العاط کے تعدیل معانی  
میں حصدقہ تصور تھا ہمارے علم کا تھا  
نہ کلام الہی کا، درحقیقت ابداء کے  
بہتے اور وحی کے بارل کرنے سے اصلی  
مقصود انسان کی روحانی تربیت ہے حو  
امور کہ تحریر اور ترمیمی علم پر منحصر  
ہیں حو رور رور انسان کو ہوتی حابی  
ہے اُن سے کچھ بھی علاوہ نہیں ہے اِسلئے  
صورت تھا کہ حو العاط ابداء کے دل میں  
دالی حاوی وہ انسان کی ہر حال  
علم اور سمجھ سے باہر ہیں مگر اُسکے  
سانہ نہ بھی صورت تھا کہ وہ العاط حقیقت  
کے بھی برخلاف ہیں تاکہ ہر ایک زمانہ  
نے آدمی بقدر اندی علم کے حو اُس  
زمانہ میں رکھتے ہیں اُس سے روحانی فائدہ  
آتا اور حد تک انسان کے علم کو زیادہ تر  
ترمیمی ہو اور حقیقت ابداء بدست سانس  
کی زیادہ تر اُسپر منکشف ہوں تو وہ  
حال لے کہ حو العاط ابداء کے دلوں میں  
دالے گئے تھے وہ بھی اسی ترمیمی علم  
کی طرف اشارہ کرتے تھے اُنکے معانی کی  
تعدیل میں جہان تک تصور تھا ہماری ہی  
علم کا تھا نہ اُن العاط کا، اِس بیان سے

men of every age might, in proportion to the learning of the age, avail themselves of the blessings to be derived from them, and that when the knowledge of mankind might attain to the highest pitch of its progress, and the true signification of allegorical language be made better known they might see, that the words uttered by the prophets did also actually point to that light and progress, and it was owing to some thing that was defective in their own understanding that they did not at first comprehend the facts in their true nature, and not that there was anything ambiguous or mystical in the words themselves. It will be observed from these remarks how seriously important are the words uttered by the prophets, which, notwithstanding the progressive advancement of the thoughts of one age beyond those of another, have ever remained consonant with the real truth, and have, at the same time, been abundantly sufficient and suitable for our spiritual instruction and enlightenment.

The prophets were, beyond all doubt, fully conversant with the true sense of the allegories, as well as with the real meanings of the words in which their messages were announced by them to mankind, but the apprehension of them by mankind depended on their progress in learning, and it was therefore quite unnecessary for the prophets to interfere with the various meanings of words, in which the people of the age received and understood them according to the knowledge of the day.

معلوم ہو سکتا ہے کہ کلام انبیاء کا کس قدر عظمت اور مدرست رکھتا ہے کہ باوجود ہماری مخالف اور متضاد خیالات کے مطابق حقیقت اور ہر ایک وقت ہماری روحانی تربیت کو معید اور کافی تھا \*

انبیاء بلاشبہ خدا کی طرف سے حقیقت انبیاء اور اُن الفاظ کی حقیقی مراد سے واقف تھے، مگر چونکہ وہ الفاظ صرف برہمنی علم سے علافہ رکھتے تھے اور ہر ایک زمانہ کے آدمی بقدر اپنے علم کے اُن الفاظ کے حوصلے تعبیر کرتے تھے اُس میں انبیاء کو مداخلت کرنی ہرگز ضروری نہ تھی کیونکہ وہ لوگ روحانی تربیت اور انہی بحال دینے کو آئے تھے نہ اُن الفاظ اور اصطلاحات کی اصلاح کو اور اگر وہ ایسا نہ کرتے تو جو اصلی کام اُنکا تھا وہ پہنچے نہ جاتا اور

ایک نیا جھکڑا برنا ہوتا ہو اُس زمانہ کے علم اور اُس زمانہ کے آدمیوں کی سمجھ سے بالکل باہر ہوتا \*

بعضے خود پسند فلاسفہ ہمکو طعنہ سے یہ بات کہتے ہیں کہ کلام الہی کے الفاظ کے حوالہ سے لیتے چلے آئی ہیں۔  
 اُنکو اس باعث سے کہ زمانہ حال کی ترقی علم سے اصالی حقیقت اُنکی برخلاف ثابت ہوئی ہے چھوڑنا نہ چاہئے۔  
 کیونکہ ایسا یہو کہ آئندہ کی ترقی علم سے کوئی اور ایسی بات ثابت ہو جاوے جو اُسکے بھی برخلاف ہو اور پھر اُن معدومے چھوڑنے کے بھی فکر نہ کرے، مگر اُنکا یہ طعنہ ہمکو کچھہ رنج نہیں پہونچانا کیونکہ ہمارا علم کتنا ہی ہم اُسکو ترقی نہ پہونچاؤں کلام الہی کے دلائل کے سمجھنے میں فاصلہ ہے مگر کلام الہی بلاشبہ اسی چیز ہے کہ جہاں تک علم کی ترقی ہو جب ہم اُسپر غور کریں گے اُسکو حقیقت کے مطابق پائیں گے اور جہاں تک فصول پائیں گے اُسے ہی علم کا پائیں گے نہ کلام الہی کا \*

of God itself which tends to lead to such a result.

If I were not anxious to compress my observations on this subject within moderate limits, I should have adduced several illustrations from the Scriptures, but as all the points of controversy are to follow in their proper places in the body of my Commentary, to which I now proceed

اگر مجھ کو اندیشہ طوالت کا نہوتا تو  
میں اس مقام پر ایسی اس گفتگو کے اثبات  
پر بہت مثالیں کلام الہی سے لاتا مگر جو  
کہ مدنی تفسیر میں نہ تمام بحثیں اپنے  
اپنے موقع پر اے والی ہیں اسلئے مناسب  
ہے کہ اب میں انہی تفسیر پر متوجہ  
ہوں \*

کتاب پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
کتاب پیدائش  
مکمل رسول  
اللہ صلی  
۲۰۷۵

ספר תורה

## توریت مقدس

ספר בראשית

GENESIS

کتاب پیدائش

## CHAPTER I

پہلا باب

۱ اسماں اور زمین کی پیدائش ۳ روسی کی ۶ نسا کی ۹ حسی کا تری  
سے الگ کیا جانا ۱۱ اور سب نباتات و درختوں کا اوگنا ۱۴ سورج اور چاند  
اور ستاروں کی پیدائش ۲۰ دریائی جانوروں اور ہندوں کی ۲۴ جنگلی جانوروں  
اور چارباہوں کی ۲۶ خدا کی صورت پر اسماں کے پیدا ہونے کا احوال ۲۹  
اُنکی حوراک کا سندوست

פרשת בראשית

## سورة براءتیت

—•••••—

توریت مقدس

مطابقت قرآن مکید اور حدت سے

§ نوحا ۱ — ۱ و ۲  
نامه عبرانیان ۱ — ۱۰  
↓ دربر ۸ — ۳  
۳۳ — ۶  
۸۹ — ۱۱ اور ۱۲  
۱۰۴ — ۲۵  
۱۳۶ — ۵  
۱۴۶ — ۶

۱ † الحمد لله الذي خلق السموات والارض  
سب تعرف الله كو حسبه ندا كذا آسمانوں اور زمین کو  
‡ الله خالق كل شيء وهو على كل شيء  
الله پیدا کرے والا ہی ہر چیز کا اور وہ ہر چیز کا سنوار  
وکل لہ مقاليد السموات والارض  
نے والا ہے اُسکے پاس ہن کنہیاں آسمانوں اور زمین کی

(ا) براءتیت براءت الہیم اتہ الشمیں  
۱ § سری میں پیدا کیا † خدا نے آسمانوں کو  
وامتہ الہیم:  
اور زمین کو

## HOLY KORAN

## GENESIS

1 Praise be unto God, who hath  
created the heavens and the earth—  
Soora Anam, v 1

I N the beginning God created the  
heaven and the earth

God is the creator of all things and  
He is the governor of all things His  
are the keys of heaven and earth—Soora  
Zoomur, v 62, 63

## NOTES

تفسیر

CHAP I V 1 This verse does not refer  
to the Divine method of procedure, in the  
creation of the universe, but is simply

۱ پہلی درس سے دینا کی پیدائش  
کی ترتیب کا ذکر شروع نہیں ہوا بلکہ خدا  
کی عظمت اور اُسکی شان خدا کو پہلی

اسعیاء ۴۴ — ۲۴  
یرمیاہ ۱۰ — ۱۲  
۵۱ — ۱۵  
ذکرناہ ۱۲ — ۱  
اعمال ۱۴ — ۱۵  
۱۷ — ۲۴  
نامه کلوسیایں ۱ — ۱۶ اور ۱۷  
نامه عبرانیان ۱۱ — ۳  
مساہدات ۲ — ۱۱  
۱۰ — ۶

† سورة انعام آیت ۱  
‡ سورة زمر آیت ۶۲ و ۶۳



designed to convey to us a right sense of the exalted majesty and omnipotence of God as the Great Architect and Governor of heaven and earth, and of all things visible and invisible, and that the same Almighty Being is the Author and Giver of the Law which all his creatures are bound to obey

Rabbi Shumoon ben Yuba says in his Commentary entitled "Rushee," that the first verse in the first chapter of Genesis should not be understood as giving any description of the process by which the universe was created, but merely as informing us that heaven and earth were created in the beginning, by which it is not meant that they were made before all other creatures because, the Hebrew word *berisheeth* signifying the beginning, always denotes the priority of some one thing in regard to another

This chapter may be said to describe the creation of the universe thus that before the vast multitudes and variety of creatures which inhabit the universe were called into being, there was nothing that existed but only God, that when it pleased Him to lay the foundations of the present world, He formed the water in the first instance, then darkness, light, heaven, earth, vegetables, planets, brutes, and lastly man We Mohammedans also profess to believe the creation of the present world to have taken place in the manner related

It must not be imagined that God felt any difficulty in executing his designs in creating this world, and that consequently he was obliged to frame

ہی یہ بات بتائی کہ تمام دنیا کا یعنی آسمان اور زمین کا اور جو کچھ آسمان ہے پیدا کرنے والا خدا ہے اور وہی کتاب اور شریعت دیتا ہے جسکی تابعداری اس سب کو جنکو اسے پیدا کیا کرنی چاہئے \*

یہی شمعون بن یوحنا یہودی عالم نے تفسیر رشی میں لکھا ہے کہ پہلی آیت سے یہ مطلب سمجھو کہ یہ آیت مخلوقات کی ترتیب بتاتی ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ آسمان اور زمین پہلی پیدا کیئے گئے یہ مطلب نہیں ہے کہ سب سے پہلی پیدا کئے گئے کیونکہ *בראשית* (برأست) کے لفظ سے ہمیشہ ابتدائی اوصاف مراد ہوتی ہے \*

اس باب میں جس طرح برآمدگی عالم کا بیان ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ برآمدگی عالم سے پہلے خدا کی ذات کے سوا کچھ نہ تھا جب عالم شہادت آسے پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے مٹی پیدا کرنا بہر اندھیرا بہر نور بہر ہوا بہر آسمان بہر زمین بہر نباتات بہر سورج چاند ستاری بہر حیوانات بہر حشرات انسان اور بھی مدد عالم شہادت کے پیدا ہوئے میں ہم مسلمانوں کا ہے \*

یہ مطلب حلال کرو کہ یہ کام خدا پر کچھ مشکل تھی اسلئے اسے رفتہ رفتہ آنکو بنایا یا نہیں درحقیقت یہ سب چیزیں

† دنبر ۱۳۸ — ۵  
سورۃ نعل آت ۳۰

† دنبر ۱۳۸ — ۶  
سورۃ فرقان آت ۲

things by degrees one after another since, in truth, all things were created at the very moment when it pleased Psa CXXXVIII 5 God to command Soora Nahil, v 40 then appearance But by his perfect wisdom He has established a decree Psa CXLVIII 6 blished a decree Soora Foorkan, (1 e limit) to all v 2 things in this world, and all the works of creation are in perfect harmony with an admirable system, and regulated and controlled by the unvarying law of cause and effect

The Hebrew word *Elohim* meaning God used in this verse is not the *substantive name* of God, but only one of his names *attributive*. The Jewish doctors take note of a mysterious and remarkable fact in this place. They inquire into the reason why God commenced the speech here in his name *attributive*, and not in his name *substantive*. In the solution of the question they suggest, that had it, on the contrary, pleased God to speak of his name in the *substantive* form, it would have been essential thereto that He should deal in the strictest justice with his creatures, in which case it would have been impossible for the world to exist. Hence God was pleased to speak of himself in his name *attributive*, the nature of which makes it requisite that mercy and tenderness should be shown to his meak and erring creatures. God has, in a subsequent passage, spoken of himself by his names *substantive* and *attributive* jointly with Gen II v 4 the view of intimating to his creatures in this world, that

ایک آن منں اُسکے کس † کے کہتے ہی موجود ہو گئی تھیں مگر اُسے ابدی حکمت کاملہ سے عالم شہاد کی ایک تقدیر † بعدی امدارہ مقرر کیا ہے اور اُسکی حکمت کا مقتضی یہہ ہوا کہ اُن سب چیزوں کا ظہور عالم شہاد میں ایک نہایت خوب صورت ترتیب سے اور مندی اسدات پر ہو کیونکہ اُسے اِس عالم کو عالم اسدات بنانا ہے اِسلئے اُن سب چیزوں کا ظہور عالم شہاد میں نہ ترتیب اور درجہ اسدات کے کیا ہے \*

אלהים (الوہیم) خدا کا اسم نہیں ہے بلکہ اسماء صغاف میں سے ہے علماء یہود اِس مقام پر ایک نکتہ لکھتے ہیں کہ خدا نے اپنے کلام کو کدوں نہیں شروع کدا اِس اسم داب سے اور شروع کدا الوہیم کے نام سے جو اسماء صغاف میں سے ہے بہر اِسکا بنا یوں کرے ہیں کہ خدا حادبا بھا کہ اگر دنا اسم داب سے نسائی حائیگی حسکا مقتضی خلال اور عدالت ہے تو دنا آنا دہیگی اسلئے اُسے ادبی رحم کو نہر دنا بعدی اپنے اسماء صغاف میں سے اُس نام کے ساتھ حسکا مقتضی رحم ہے آنا کدا اور بہر دونوں کو بعدی عدالت اور رحم کو ملا دنا جہاں کہا יהוہ אלהים † (ہوہ الوہیم) نا کہ اِصاف اور رحم دونوں سے دنا کا انتظام ہے ہمارے خدا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کے پیدا کرے سے پہلے یہہ بات لکھی ہے کہ

† سدانس ۲—۴

في المسكوة  
ان الله تعالى كتب  
كتاباً قبل ان يخلق  
الخلق ان رحمتي  
سابق عصبي

He will deal with them according to the requirements of justice, but that it shall be tempered by mercy. There is a tradition in the Mishkat which ascribes to our Prophet the saying, that God had determined before he created the world, that in the treatment of his creatures His mercy should surpass his justice or wrath.

The Christian divines deduce the doctrine of the trinity of God from the word *Elohim*, by arguing that, as the Hebrew word *Bara* used in this verse with *Elohim* (nominative to it,) is plural, the inspired Writer has designed to demonstrate the plurality of persons in the unity of the Godhead namely, as the plural noun denotes the plurality of persons, so the singular verb joined to it denotes the unity of the Godhead.

The conclusion arrived at from this train of reasoning was not and is not accepted as correct by learned Jews, either in the ancient or modern times, and yet there can be no question that they were thoroughly versed in the Hebrew idiom. It is also disallowed by us Mohammedans because, the expression from which Christians derive their opinion, can be made to prove neither the trinity of persons in the Godhead, nor any plurality in Him at all.

The Hebrew word *Elohim* has its origin from *Elah* meaning worship, which is now obsolete in the Hebrew language, but the word *Elawah* derived from this root is still in use among the Jews, and is applied both to the true and false objects of worship.

مدبری رحمت میری عصب سے آگی  
نڑھی ہوئی ہے \*

علماء عیسائی اس لفظ سے تثلیث ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ *ברא* (برأ) فعل واحد ہے اور *אלהים* (الوہیم) اسکا فاعل صمدیہ جمع کا ہے اس طرح کلام سے مانا جاتا ہے کہ حضور موسیٰ کو خدا کے وجود کی تثلیث ظاہر کرنے کا ارادہ تھا چنانچہ یہ جمع کا اسم وجودوں کی جمعیت ظاہر کرتا ہے اور فعل واحد کا اس کے ساتھ لگانے سے خدا کی نکتائی ظاہر ہوئی ہے \*

اس حوالہ کو تمام اگلے اور حال کے یہودی جو عبری زبان کے محاورہ سے نسخہ و افہام ہیں اور ہم مسلمان بھی صحیح ہیں جانتے کیونکہ اس مقام سے یہ تثلیث نائی جاتی ہے اور یہ جمعیت وجودوں کی ثابت ہوتی ہے \*

*אלהים* (الوہیم) کے لفظ کا مادہ *אל* (الہ) سے جمع عداد مگر یہ لفظ یہودی زبان میں مستعمل نہیں ہے *אלوہ* (الوہ) کا لفظ جو اس سے مشتق ہوا ہے وہ مستعمل ہے اور معدود نوحی اور معدود باطل دونوں معدود میں اسکا استعمال آتا ہے \*

The use of *Elohim* in reference to the true objects of worship Neh IX 17 It is likewise applicable both to the true and false objects of worship, and also to kings, judges, chiefs, and angels. It is not an essential rule to be followed, that this word should always be used only in the sense of a noun plural, since it is often used as denoting only one person. In the passages to which I refer in the margin, God was pleased to address Moses, that He would make him an *Elohim* to Pharaoh, and that he should be to him (Pharaoh) in stead of *Elohim*, i.e. a judge. These passages clearly prove that the use here made of this word, conveys the sense only of one person, without any plurality whatever, but on the contrary, the unity of the individual addressed.

The use of *Elohim* as a noun plural in reference to the false objects of worship Deu XIII 17 —XXXII 39 Jud V 8 —X 14 1 Kings IX 2 2 —XIX 18

Now, it remains to be considered, when or on what occasions according to the Hebrew usage, this word is employed as a noun singular, and when as a noun plural. We find by examining the con-

### אלהים (الوہم)

الوہم بمعنی معبود سرحق اسی لفظ سے بنا ہے  
 حکمیا ۹-۱۷ اسکے معنی معبودان  
 الوہم بمعنی معبود باطل کے ہن اسکا استعمال  
 دانیال ۱۱-۳۸۳۷ بھی معبودان باطل  
 ۲ تواربع ۳۲-۱۵ اور معبود سرحق  
 حنوق ۱-۱۱ دونوں پر آتا ہے علاوہ  
 ایوب ۱۲-۶ اسکے بہ لفظ بادشا  
 ہوں اور فاصدوں اور سرداروں اور مرشتوں کے  
 معنی میں بھی آتا ہے جمعیت کے معنی  
 اس لفظ میں لارمی نہیں ہن بلکہ اکثر جگہ  
 اور واحد حقیقی شخصی کے استعمال کیا  
 جاتا ہے چنانچہ حن ورسوں کا اشارہ جاشہ  
 پر ہے اُس میں  
 خروج ۱-۷ خدا نے حنوب  
 خروج ۱۴-۱۶ موسیٰ کو کہا کہ میں  
 نے تجھے فرعون کے  
 لیئے اِلهים (الوہم) بنایا اور بہ بھی کہا  
 کہ تو ہاروں کے لیئے الوہیم ہوگا ان ورسوں سے  
 سکونی طاہر ہے کہ بہ لفظ اکیلے حنوب  
 موسیٰ پر نولاگنا حنمیں کسی طرح نہ تئلب  
 کے نہ جمعیت کے معنی ہن بلکہ واحد  
 حنقی کے معنی میں استعمال کنا گیا ہے \*  
 اب بہ دیکھنا چاہئے کہ عبری زبان  
 کے محاورہ کے موافق اِس لفظ کا استعمال  
 واحد اور جمع پر کنونکر آنا ہے سو ہم کتاب  
 مقدس سرور کرے  
 (الوہم) بمعنی جمع سے بناتے ہن کہ اکثر  
 واسطی معبودان اِس لفظ کا استعمال  
 باطل کے جمعیت کے معنی  
 استئنا ۱۳-۱۷ میں معبودان باطل  
 ۳۲-۳۹ برہواہے اور بادشاہوں

.1 Chro V 25  
2 —XIII 9  
—XXV 14  
Psa XCVII 7  
—CXXXVI 2  
Jer XXV 11  
—XI 12  
—XVI 20

Its use as a noun plural in reference to kings, & chiefs

Exo XXII 28 }  
Deu X 17 }

—Ankelos  
Psa LXXXII 1  
—CXXXVIII 1  
Ge VI 2 - Ankelos  
—VI 4— Arabic

1811

Exo XXI 6  
—XXII 8  
—XXII 9

Its use as a noun plural in reference to angels

1 Sam IV 8  
—XXVIII 13  
2 —VII 23

Psa LXXXII 6  
—VIII 5

Its use as a noun singular in reference to the true object of worship

Gen I 1  
1 Kings XVIII 24  
&c &c

persons in such instances as that above referred to, yet, from the capabi-

tents of the Bible, that the use of this word as a noun plural is made very often when allusion is made to the false gods, and that, when speaking of angels or distinguished and exalted personages

it is generally used in the plural sense, and very seldom as a noun singular, but when ever reference is intended to the true

object of worship, it has always been used as a noun singular In the verse under notice it is so applied, and hence it must have been used as a noun singular It, therefore, denotes the singularity, and not the plurality, of the object to which it is applied

If it be argued that although this word does not convey the idea of the plurality of persons in such instances as that

یاسر داروں اور قاضیوں

یا فرشتوں پر اکثر

معنی جمعیت اور

کدہبی معنی وحدت

اور معدود برحق پر

ہمیشہ معنی واحد

حقیقی استعمال

ہوئے پس بموجب

اس استعمال کے

ثابت ہوا کہ اس

مقام پر حوالہ

الوہم کا لفظ معدود

برحق کے معنوں

میں آیا ہے صرف

وحدت حقیقی اس

سے مراد ہے اور کسی

طرح معنی جمعیت

کے اسمیں نہیں

ہیں پس جمعیت

وجودوں کی اس لفظ

سے ثابت نہیں ہوتی

اور اگر درنقدیر بہ

ناب کہی جاوے کہ

گو جمعیت وجودوں

کی اس سے ثابت

نہو مگر اس لفظ کا

معنی جمع بھی

استعمال میں آئے

سے ایک لطیفہ اور

اسرارہ جمعیت

وجودوں کا نکلتا ہے

کو یہاں معنی واحد

حقیقی استعمال کیا

قصات ۸—۵

۱۴—۱۰

۱ سلاطین ۲—۹

۲ سلاطین ۱۸—۱۹

۱ تواریخ ۲۵—۵

۲ تواریخ ۹—۱۳

۱۴—۲۵

۷—۹۷ ربور

۲—۱۳۹ ربور

۱۱—۲۵ یرمیاہ

۱۲—۱۱

۲۰—۱۶

(الوہیم) معنی

بادشاہان و سرداران

وماضیان

۲۸—۲۲ حروج

موجب ترجمہ اُنلس

۱۷—۱۰ استئنا

موجب ترجمہ اُنلس

۱—۸۲ ربور

۱—۱۳۸

۲—۶ پیدائش

۴

موجب ترجمہ اُنلس

و ترجمہ عربی سنہ ۱۸۱۱ع

۶—۲۱ حروج

۸—۲۲

۹—۲۲

(الوہیم) معنی

فرشتہ ہا

۱ سموئیل ۸—۴

۱۳—۲۸

۲ سموئیل ۷—۲۳

lity of its being used as a plural noun also, it can, in a certain sense, be taken to represent that idea, though it may have been in reality used in this verse, as a noun singular. It might be replied that it is idle to insist upon this inferential argument, unless the trinity of persons in the Godhead has been first proved. We Mohomedans can arrive at no other conclusion but the sole and indivisible unity of God from the contents of all the Scriptures.

The Hebrew word *shemayim* used in this verse, has been rendered heaven in the singular number by several translators of the Bible, but in a Persian translation of the Old Testament published 1845, it is rendered in the plural it seems, however, to be a noun plural from the evidence of some other parts of Scripture. Job XXVIII 24 Though heaven —XXXVII 3 is, in reality, one thing in itself, —XLI 3 yet from its stages and varieties it can be spoken of as an object that admits of plurality hence, whether the expression in question is used in the singular or plural number, the result is the same.

All the ancients imagined that the firmament was a vault-like body that surrounded the earth on all sides, & revolved round it, and that the sun, moon, and stars were all studded in that heaven, and moved with it. Josephus supposed that the Heaven or firmament stood pendulous, unsupported by anything, and resembled the form of a crystalline case.

زبور ۸۲-۶ گیا ہو مگر نہہ تقریر  
زبور ۸-۵ حب ہو سکتی ہے  
(الوہیم) بمعنی حب ثلاثی  
حداء واحد حقیقی وجودوں کی پہلی  
پیدايش ۱-۱ ثابت ہو حارب  
۱ سلاطین ۱۸-۲۴ حالانکہ ہم مسلمانوں  
وعیرہ ۳۹ کے نزدیک تمام  
سکرچر سے بحر وحد  
حقیقی کے اور کچھ ثابت نہیں ہے \*

۱۵۵ (سمم) اس لفظ کا ترجمہ اکثر مترجموں نے آسمان واحد کے صیغہ سے کیا ہے مگر فارسی ترجمہ سنہ ۱۸۴۵ء میں جمع کے لفظ سے ترجمہ ہوا ہے اور صیغہ جمع ہونا اس لفظ کا کتاب مقدس کے اور + معاموں میں سے بھی پانا جاتا ہے آسمان حقیقت میں ایک شی ہے آسپر تعدد کا اطلاق باعتبار اُسکے انواع باطدقات کے ہوتا ہے اسلئے آسپر حواء معرہ کے صیغہ کا استعمال کنا حارب حواء جمع کے صیغہ کا دونوں کا نقشہ صحیح ہوتا ہے \*

تمام متقدمین کما یہودی اور کیا عیسائی اور کیا مسلمان نہہ خیال کرتے تھے کہ آسمان مثل کدہ کے محکم ہے اور زمیں کے چاروں طرف محیط ہے اور زمیں کے گرد گھومتا ہے اور چاند سورج ستاری سب اُس میں حری ہوئے ہیں اور اُسکے ساتھ پھرتے ہیں حوریمس صاحب نے کہا

+ دیکھ کتاب ایوب  
۲۸-۲۲  
۳۷-۲  
۳۱-۳  
۲۸-۱۲  
۱-۲  
زبور  
اشعہ

ہے کہ آسمان معلق قائم ہے اور بلوری  
حانہ کی مانند ہے \*

The ancients were in the habit of ap-  
pealing to the au-  
thority of Scrip-  
ture in support of  
their notions, the Mohomedans likewise  
regulated their  
own belief in ac-  
cordance with the  
information found  
on this subject  
in their Holy † Koran. But in point of  
fact neither the Koran nor the Bible con-  
tain any account which can tend to favour  
any such conclusions on the subject as  
those above alluded to. They furnish  
us with only so much information, that  
the firmament was made by God, but  
do not relate anything as regards its  
form and substance. It is proved from  
some passages in the Holy Scriptures  
and the Koran, that by the firmament  
is meant only the canopy that we see  
alott over our heads, since, it has been  
said in Genesis, that God commanded  
the rising out from the water, of that  
\* Gen I 8 which He afterwards  
called \* heaven. We are informed by  
the Holy Koran, that what is called  
firmament is only the mass ‡ of mists  
‡ Soora II M above, and also  
Sijda, V 11 that God causes  
Soori Nimul, V 60 the rains to fall  
from within the firmament. Thus  
it is, that the heaven from which the  
rains fall, is the same with the fir-  
mament. Those whose minds were in-  
fluenced by the systems of Aristotle,

وہ لوگ کتاب ہائے اقدس † سے بھی  
اپنے اس خیال کی سختگی سمجھتے تھے  
اور مسلمان ‡ فرماں محمد کے الفاظ سے  
اسنطرح کے معنی نکالتے تھے مگر درحقیقت  
سکر بچر یا فرماں محمد ان معدوں کی طرف  
اشارہ نہیں کرتا اُن سے صرف اسقدر ثابت  
ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بند  
کنا اور پہہ ناف کہ وہ کدسا ہے اور کنوکر  
ہے اس سے نحب نہیں کی چند حا  
کتاب مقدس اور فرماں محمد میں اسے  
لفظ آئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان  
صرف اُس حو کا نام ہے جو ہم کو بلند  
دکھائی دیتا ہے کیونکہ توریت مقدس  
میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نابی میں  
پہلاؤ بند کیا اور آسکا نام † آسمان رکھا اور ‡  
فرماں محمد سے پایا جاتا ہے کہ جسکا نام  
آسمان ہے وہ دحان یعنی بھارات ہیں  
اور پہہ حگہ فرمایا ہے کہ آسمان سرے  
مندہہ ہسنا ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ  
اسی حو کا جہاں سے مندہہ آتا ہے  
آسمان نام ہے اگلے لوگوں کے دلوں میں جو  
ارسطو کی حکمت سے رہی تھی اور  
جسکے سبب وہ یقین کرے تھے کہ آسمان  
بلوری کدس کی مانند ہے انہوں نے  
کتاب ہائے اقدس میں جہاں درا بھی  
سہارا پایا وہی معنی لگائے مگر کتابہائے  
اقدس میں حو حقیقت تھی وہ بدستور  
قائم ہے اور ہم سے قائم رہیگی گو ہمارا  
علم اور ہماری عقل کندی ہی بدلتی  
حواے \*

‡ حوقل ۱—۲۲  
حورج ۲۳—۱۰  
دور ۱۰۳—۲  
‡ سورہ نعر ادت ۲۲  
سورہ وعد ایت ۲  
سورہ مومن ایت ۶۴  
سورہ ملک ادت ۳  
سورہ طور ایت ۵

‡ ہندادش ۱—۸  
† سورہ حم سجدہ ادت ۱۱  
سورہ النمل ادت ۶۰

and who, consequently, believed that the firmament was constructed in the shape of a crystalline case, neglected no occasion to strengthen this opinion by referring to the Scriptures, whenever they found in them anything which was in the least degree in conformity with their own belief. But the Scriptures stand, nevertheless, unshaken and unchangeable in their truths, and shall ever remain so, although our own imperfect knowledge and weak and finite judgment may be ever vacillating & uncertain.

The Hebrew word *arvis* (earth) is one thing in itself, but under the idea of its kinds it may nevertheless be expressed in a plural form. The Hebrew \* 2 Chro XIII 9 plural of it is \* *ar-* —XVII 10 *asooos*, the Arabic has likewise some words significant of its plural sense. The earth being a generic noun, conveys the same sense both in the singular and plural number.

All controversies touching the shape or form of the earth with reference to what is related about it in the Scriptures or the Koran, have long since ceased. All men now know that both Science and Scripture agree in this point that the earth is spherical, but the question whether it is in rest or in motion, is yet unsettled only with those who are unwilling to accept the results of modern scientific discoveries and researches, and to give up their old prepossessions.

The system and reasoning of Aristotle have so strongly got hold of their minds, that they think if they were not to believe the theory of the earth be-

۲۶۸ (ارض) زمین حقیقت میں ایک ہے مگر لحاظ اُسکی انواع کے کبھی جمع کے صیغہ سے بولی جاتی ہے + اور عبری زبان میں ארצות (اراضوت) اُسکی جمع آتی ہے جیسے عربی میں ارضوں اور ارضات اور اروض اور اراض اور اراضی اُسکی جمع آتی ہے مگر یہ اسم حدس ہے اور جمع اور واحد دونوں کا تکیہ واحد ہے \* اسناد میں کہ کتاب ہائے اقدس اور قرآن مجید سے زمین کی صورت کیسی ثابت ہوتی ہے مدت سے کچھ تنازع نہیں رہا اور سب لوگ سمجھتے ہیں کہ زمین گول ہے اور کتب سماویہ اور تحقیقات علمی کو اسناد میں متحد جانیے ہیں مگر درباب حرکت اور سکون زمین کے ان لوگوں کے درمیان میں حد کے دل ان امور پر پرتور فکر سے حالی ہنس اور صرف اپنی موروثی رائے کی پیروی پر سرگرم ہیں اب تک تنازع دایمی ہے \*

ان لوگوں کے دلوں میں ارسطو کی حکمت نے ایسا مصبوط قدم گاڑا ہے کہ وہ بہت سمجھتے ہیں کہ اگر اسناد کا



ing motionless, and of the firmament, sun,  
‡ Psa XCIII 1 moon, and stars  
—CIV. 5 revolving round  
—XIX 4, 6 it, they would be  
Soora Yaseen 28 acting contrary to  
—Tariq 11 what is stated in  
—Kaif 86, 90 the ‡ sacred re-  
—Namul 61 cords, more espe-  
—Momin 64 cially when their  
—Najum 6 own senses and

judgments tend to lead them to conclusions which are identical with the language of the inspired Historian. But certainly they are to blame in this unreasoned attachment to antiquated ideas long since exploded for it is to be observed, that if the Word of God is silent with respect to the *motion* of the earth, so, on the other hand, it says nothing to the contrary about its being fixed. Thus Holy Writ stands invariable in its truth in either case, whether the earth, or the firmament be proved by the labors of science, to be the body that is in motion. i. e. whether the sun be fixed or revolving round the earth, or whether the earth itself be revolving. It remains now to discuss those arguments by which the followers of the system of Aristotle pretend to prove from various passages in Scripture their theory of the earth being at rest, but I shall postpone this discussion until I come to write my commentary on passages in question. The subject will therefore be taken up again.

What we are told in this verse that the heaven and earth were created by God, is designed only to intimate to us, that God is the creator of every thing great or small, that he holds the keys

اعتقاد نہ کیا حاوے کہ زمین ساکن ہے اور وہ کسی طرح سرگرمی نہیں اور آسمان اور چاند اور سورج اور ستاری سب زمین کے گرد بھرتے ہیں تو تمام کتب سماویہ کی بدنامی نہ خاتی ہے کیونکہ وہ اپنے اعتقاد میں کتب سماویہ کے چند مقاموں میں ‡ سے بھی اس طرح سمجھتے ہیں مگر یہ ‡ ان کی غلطی ہے کیونکہ کتب سماویہ استعمالہ میں چپ ہیں اور جس طرح ان میں زمین کا متحرک ہونا مذکور نہیں ہے اس طرح ان سے زمین کا ساکن ہونا بھی ثابت نہیں ہے پس حواہ زمین ساکن ہو اور آسمان متحرک اور حواہ آسمان ساکن ہو اور زمین متحرک کتب سماویہ حدسکہ نہیں انہی حقائق پر قائم ہیں باقی رہی وہ مقامات حدسہ ارسطو کی حکمت کی بدروی کرے والی زمین کا ساکن ہونا اپنے خیالات کے موافق نکالتی ہیں ان کے خیالات کی غلطی ہم انہی تفسیر میں مناسب مناسب مقامات پر ہر ایک ورس کی تفسیر کے نیچے بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ \*

عرصہ اس آیت میں آسمان اور زمین کی پیدائش کے بیان سے صرف اتنی بات متنبی مقصود ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرے والا خدا ہے اسی کے ہاتھ میں سب چیز

‡ زبور ۹۳ — ۱

۵ — ۱۰۳

۱۹ — ۶, ۳

سورہ یسین آیت ۳۸

سورہ الطاری آیت ۱۱

سورہ کہف آیت ۸۶

آیت ۹۰

سورہ النمل آیت ۶۱

سورہ مومن آیت ۶۳

سورہ عم آیت ۶

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمد رسول  
اللہ صلی  
۲۵۷۵

to all mysteries, and exercises unlimited authority and control over all things

When it becomes known to man that all things in the universe had their beginning at one time, he is naturally inclined to think of a time prior to that creation. What he thus goes to inquire about, is stated in the next verse viz, that at that time there existed nothing but God alone, and that in the present world there was then nothing except the waters with the spirit of God moving on the face of them

کی کھدائیں ہوں اور وہی سب چیزوں پر قادر ہے \*

مگر جب انسان کو بہت بات معلوم ہوئی کہ بہت تمام عظیم السان چیزیں اور جو کچھ اُن میں ہے وہ سب پیدا کیا ہوا ہے تو اُسوقت اُسکے دل میں بہت خیال گذرتا ہے کہ اِس تمام مخلوق سے پہلے کیا تھا اُسکا بدن دوسری ورس میں ہے کہ خدا کے سوا کچھ نہیں تھا اور عالم شہادت میں صرف ہائی تھا اور خدا کی روح اُسکو سے رہی تھی \*

۱ مسکرات اب دہا/العلی

مطالعہ نراں متعدد اور حدیث سے

#### HOLY KORAN & Prophetical Sayings

۴ ربور ۳۳ - ۶  
اسعیاء ۴۰-۱۳، ۱۴  
|| سورہ ہود آیت ۷

۲ ایں کان رہا بدل ان خلقی  
رسول خدا سے لوگوں نے پوچھا کہاں تھا ہمارا خدا پہلی  
حلقہ فال کان فی عماء ماتکتہ  
پیدا کرے انہی حلقہ کے فرمانا تھا نبی عما کے نہ نیچے  
ہواء وما فوقہ ہواء || وکان عرسہ علی الماء  
اُسکے ہوا اور نہ اُور اُسکے ہوا ار تھا عرس اُسکا پانی پر

2 The people inquired into the prophet, where their God was before he had created the world. The Prophet answered them, that He was covered under the clouds (veil), and there was no air to have occupied a place either above that veil, or under it—Mishkat Chap on the Creation His throne (glory,) rested on the waters—Soora Hood, v 7

|| سورہ انعام آیت ۱  
۳ ربور ۳۳ - ۹  
۴ نامہ کاربہاں ۴-۶

۳ || الحمد لله الذي خلق السموات والارض  
سب تعریف اللہ کو جس نے خدا کیا آسمانوں اور زمین  
و جعل الظلمات والنور  
کو اور کیا اندھیرا اور اوجالا

توریت مقدس

#### GENESIS

בְּהָאֲרָץ הָיְתָה תוֹהוּ וָבֹהוּ וְרוּחַ יְהוָה עָלַי-  
۲ اور زمین تھی دہراں اور خالی اور اندھیرا اُور  
פְּנֵי תְהוֹם וְרוּחַ אֱלֹהִים מְרַחֶפֶת עַל-פְּנֵי  
מִינֶה נֹאֲמָר יְהוָה הָיָה הָאֵר וְרוּחַ יְהוָה  
הָיָה :  
پانیرونی

2 And the earth was without form and void, and darkness was upon the face of the deep. And the Spirit of God moved upon the face of the waters

۳ וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים יְהי אוֹר וַיְהי-אוֹר :  
۴ اور کہا خدا ے ہو ۴ نور اور ہوا نور

3. Praise be unto God, who hath created the heavens, and the earth, and hath ordained the darkness and the light—Soora Anam, v 1

۴ || فالق الاصحاح

نکالنے والا صبح کے اوجالی کا

\* تولع اللیل فی الدہار و تولع الدہار

نولاتا ہے رات کو دن میں اور تو لاتا ہے دن کو

فی اللیل

رات میں

4. God causeth the morning to appear—Soora Anam v 96 He maketh the night to succeed the day—Soora Al-amran, v 27

۵ \* و جعلنا اللیل والدہار اتتین مضمونا

اور بنا ہمیں رات اور دن کو دو نشان بھر مٹایا

است اللیل و جعلنا آت الدہار مدصرة

ہمیں سار رات کا اور کیا ہمیں ناس دن کا دیکھتے کو

5 We have ordained the night and day for two signs of our power, afterwards we blot the sign of the night, and we cause the sign of the day to shine forth—Soora-Bani Israel, v 12

3 And God said, Let there be light and there was light

۶ ویرا اَلْهَیْمِ اَتَدَہْأُور دَی-مُور

۴ اور دیکھا خدا نے نور کو کہ اچھا ہے اور فی دلا کر دیا

وَبَدَلْ اَلْهَیْمِ بَیْنِ دَہْأُور وَبَیْنِ دَہْأُور :

خدا نے درمیان نور کے اور درمیان اندھیری کے

4 And God saw the \* light, that it was good and God divided the light from the darkness

۶ ویرا اَلْهَیْمِ اَتَدَہْأُور یوم وَلَہْأُور

۵ اور کہا خدا نے نور کو دن || اور اندھیری کو

دَہْأُور لَیْلَہِ وَیَہْأُور وَیَہْأُور یوم

کہا رات اور † تھی شام اور تھی صبح دن

اَنَدَہْأُور :

دہلا

5 And God called the light Day, and the darkness he called Night † And the evening and the morning were the first day

قبل پیدائش قبل پیدائش

مسیح علیہ مسیح علیہ

اللہ صلع اللہ صلع

۴۵۷۵ ۴۰۰۰

|| سورة انعام آیت ۹۶

فی (نسخہ) روشنی کو

تاریکی سے تقسیم کیا

\* سورة آل عمران آیت ۲۷

\* Heb between the light and between the darkness

\* سورة نسی اسرائیل

آیت ۱۲

|| رنور ۷۲-۶۹

۲۰-۱۰۴

† (نسخہ) سام اور

صبح ہوئی اول دن

† Heb and the evening was, and the morning was

## NOTES

V 2 It cannot be denied that what is stated in this verse, relates only to the beginning of this present material world, since, the existence of spirits and angels (spoken of in the other parts of Scripture,) is not alluded to in it.

## تفسیر

۲ کوئی شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ اس دوسری ورس میں بھی جو کچھ بیان ہوا ہے وہ عالم شہادت کی ابتدا کا نشان ہے کیونکہ کتاب ہائے امدس سے ارواحوں کا اور مرشدوں کا بھی وجود پایا جاتا ہے اور انکی پیدائش کا اس مقام پر کچھ ذکر نہیں ہے \*

The inspired Writer considered it sufficient to instruct us in those things only, which are patent to our sense of seeing, and did not think it necessary to treat of by-gone worlds, or of the works of eternal Wisdom and Omnipotence which had a prior existence

The belief that we Mohomedans hold as regards the creation of the world, is summed up in these words —There existed from eternity only one Holy Being, when Moses enquired the name of that Being, the answer he received, \* Ex III 14 was \* I AM THAT I AM, and it was required of him that he (Moses) should convey His message to the Israelites, and say that it came from I AM, which proves that it is God alone who has ever lived as the *only* holy Being This ever-existing Being has likewise been possessed of perfect attributes from all eternity The perfect attributes which He has ever possessed, have been borrowed by him from no one else, as they have existed only in Himself, nay, his essence itself has been his attributes and his attributes his essence The knowledge and the will of God, two of his perfect attributes, required that whatever was to happen, or to be done by God, should be known to him from all eternity, so that the most insignificant and petty object with all the circumstances or accessories connected with or depending upon its existence, had been open to the knowledge of God from the very beginning These attributes of God, viz, his knowledge and resolution, are called by us Mohomedans the *divine writing*

حرف ۳—۱۴

حسرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں چٹروں سے جو ہم کو دکھلائی دیتی تھیں انسانوں کو تربیت کرنا کافی سمجھا تھا اسلئے انہیں کی ہدایت کا حال بتلانا شروع کیا ورنہ اس سے پہلے بہت کچھ اور اور بہت کچھ ہو چکا تھا \*

ہم مسلمان حسرت کہ ابتدائی اوردیس عالم پر اعتقاد کرتے ہیں وہ بہت ہے کہ ازل سے صرف ایک مقدس اور پاک ہستی تھی جسے حسرت موسیٰ نے اُس مقدس اور پاک ہستی کا نام † پوچھا تو یہی جواب پانا کہ میں وہ ہوں جو ہوں اور تو میرا پیغام اسطرح بھولچا کہ وہ جو ہے اُسے مجھے بھٹکا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جسے مطلق وہی ایک پاک ہستی ہے بہت ہستی مطلق حسرت ازل سے موجود تھی اسطرح تمام صفات کمال بھی اُس میں ازل سے تھیں اور وہ صفات کمال اور کہیں سے اُسکے پاس نہیں آئیں تھیں بلکہ خود اُسکی ذات میں تھیں نہ نہ بلکہ اُسکی ذات وہی اُسکی صفات تھیں اور اُسکی صفات وہی اُسکی ذات تھی انہی صفات میں سے ارادہ اور علم کی صفات بھی تھیں اُن کا مقتضی بہت تھا کہ جو کچھ خدا کو کرنا تھا اور جو کچھ ہونا تھا وہ سب اُسکے علم میں موجود ہو چنانچہ ہر ایک درہ درہ اور جو کچھ اُسپر گذرنے والا تھا وہ سب کچھ اُسکے علم میں محفوظ تھا اسی صفات باری کو ہم مسلمانوں کے ہاں لوح و قلم تعبیر کیا ہے مسکوٰۃ میں

مسکوٰۃ حدیث ہے کہ سب

ان اول ما خلق الله سے پہلے خدا نے قلم و قلم فعال نہ ایک کو پیدا کیا پھر اُسکو کہا

*board and pen* There is a tradition in the Mishkat, that having created the *pen* in the beginning God commanded it to write, on which the *pen* asked what it was to write God said it was to draw up an outline or sketch of the universe The pen then recorded what existed at that time and all that was to follow It should not be understood that the pen so used by God, was like what we have in daily use, the expression is rather to be taken in a figurative sense as referring to that attribute of Omnipotence, by which all things were created and accomplished by His own will—The figure of the pen is employed in order to convey to our finite sense, by means of a common and well known implement, some idea of the greatness of the Divine will and power, and of its incomprehensible working in the creation of the world and all that is in it

There is another tradition in the Mishkat to this effect, that before creating the heaven and earth God had pre-conceived or determined all the details of what He should do, and it is stated in the Bookhance that he had traced on his celestial tablets, the entire scheme of the creation, and the number and variety of his creatures Are we then to imagine that the tablets here spoken of may be likened to our own common writing board or slate? By no means, but this figure is used as in the former case, to assist our minds in some slight degree in the conception of the illimitable vastness of the Divine intelligence in the display of creative power in such amazing variety, and such transcendent grandeur

قال ما اكتب قال  
اكتب القدر مکتب لکھوں اللہ تعالیٰ نے  
ماکان وما هو کاین الی فرمایا کہ لکھہ اندازہ  
الادد عالم کو دہر آسے لکھا  
حوتھا اور حوا دتک  
ہوئے والا ہے، ”یہہ مت سمجھو کہ یہہ فلم  
ہمارا سا دیرہ کا یا پر کا فلم تھا بلکہ آسے  
صعب ارادہ کو ان الفاظ سے تعدبر کنا ہے  
تاکہ لوگ محسوسات میں آسکی مثال  
سمجھ کر خدا کی عظمت اور آسکی  
زرگی ہر امرار کریں \*

اسطرح مسکواۃ میں حدیب ہے کہ  
اللہ تعالیٰ نے آسمان  
مسکواۃ  
کتب اللہ مقادیر پہلے مسکوفات کا اندازہ  
الحلاق مدد ان بحلق لکھ لیا تھا اور بحاری  
السموات والارض میں ہے کہ ہر چہر  
بحاری  
کتب فی الذکر لکھ لیا تھا، کنا  
کل شی  
لوح محفوظ ہماری  
سی کات کی بحتی  
یا بتھر کی سلمت تھی دہس آسے صعب  
علم کو عام لوگوں سمجھا دیکو لوح محفوظ  
سے تعدبر کیا ہے \*

Upon the whole, it is to be understood, that all that has hitherto occurred or is to happen, was not hidden from the knowledge of God. The attribute of Omnipotence afterwards required, that what was thus stored in the knowledge of God, should be developed, and so it happened. It is true, the development of all objects was effected in a moment, yet, it was necessary that this should take place so as to advance by degrees. The first degree of the development of objects consisted in their having been put forth by the knowledge of God, in which only they existed before, but this opening of them did not take place so as to show them distinctly the one from the other, or in other words, their individuality was not established. The second stage of development related to the distinction made between themselves (by which that individuality was secured) to their knowledge or recognition of each other, and to the state of their being pointed to one another by their proper and distinguishing names. This degree likewise extended to the love and attachment of the objects developed among one another, the effects of which we see so openly in this world. This degree of the development of objects is denominated in our religion the *world of spirits*. It is stated in the Bookhuree and the Mishkat that our prophet said, the spirits were assembled in great masses like armies, whoever of them befriended and attached himself to another in that world, has to enjoy the acquaintance and love of the other whom

عرصہ کو کچھ ہوا اور ہوگا یہ سب چتریں علم الہی میں موجود تھیں پھر انکی صفت قدرت نے مقصدی اپنے کمال کے یہ چاہا کہ انہی صور علمیہ کا حوداف ناری میں تھیں طہور ہو چنانچہ انکا طہور ہوا اگرچہ انکا طہور آبی ہو مگر نفس طہور میں تدریج لازم تھی اسلئے انک مرتبہ طہور کا وہ تھا کہ اس صور علمیہ کا طہور علم ناری سے تو ہوا مگر انہوے کچھ امتیاز انک دوسری سے حاصل کنا دوسرا مرتبہ طہور کا وہ تھا کہ اندر صور علمیہ نے حوا انک طرح کا طہور حاصل کیا تھا اسکا طہور اس درجہ تک ہوا کہ انہوں نے امتیاز بھی حاصل کنا اور اپس میں بھی ایک دوسری کو پہچانا اور میں اور ہم کا اطلاق ہونے لگا بہانہ تک کہ وہیں انک نے دوسری سے دوستی و محبت بھی حاصل کی حسنا اثر ہم اس عالم میں بھی پاتے ہیں اور اسکا نام ہماری مذہب میں عالم ارواح ہے مسکواہ میں بحاری اور مسلم سے حدیث نقل بحاری و مسلم کی ہے کہ رسول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الارواح حدود محدہ وما تعارف منہا اختلف وماتنا کر منہا اختلف سے وہاں حسنے حس کو حانا نہاں بھی آپس میں القہ ہوئی اور حسنے حسکو وہاں بحانا ان میں نہاں بھی نا واقعیت رہی مگر یہ مرتبہ طہور کا اسما ہے کہ اس میں کوئی چتر قابل اسارہ حسنی کے نہ تھی حب دوسری مرتبہ کا طہور ہوا اس میں ہر ایک چتر

he knew there, in this world also, and whoever had no occasion to introduce himself to another, does not know him or has any concerns with him likewise here. In other words, the attachment or friendship cemented in that world of spirits was perpetuated also in our own material world. But this degree of the development of objects contained nothing that could be distinguished by the power of sense. It was not until they had reached the third stage of development that they became apparent to human sense, and assumed an individuality which gave them distinctive appellations by which they were thereafter known. We call this degree of the development of objects the *world of fancy*. After these objects had attained a more sensible state, they were provided with bodies such as we now see them to possess. This degree of the more sensible development of objects is designated the *present world*. The inspired Writter has also said in the 2nd verse, that there was nothing apparently to be seen before the distinct appearance of the present world, that in the beginning all things were hidden, as it were, under a veil, and the spirit of God moved on the waters. Our prophet has likewise said that before God had created this world, He was in *uma*, i.e. in a state of being unobserved or concealed from or not open to, observation. The waters had already been created, and the throne of God was placed on them. *Uma* literally signifies thin transparent clouds, but, in its secondary meaning it is used in the

انتشارہ حسی کے قابل ہوئی اور یہہ اور وہ کا  
آسپر اطلاق ہوئے لگا اور اسکا نام ہماری  
مدھب میں عالم مثال ہے اور حس اور  
ربادہ ظہور آپہی صورہ علمیدہ کا ہوا تو ہر  
چدرے ایک طاہری وجود ہی حاصل  
کنا حسکو ہم تم دیکھتے ہس اور اسکا نام  
ہماری مدھب میں عالم سہاد ہے اس  
دوسری ورس میں حصوف موسیٰ علیہ السلام  
نے یہی فرمایا کہ عالم سہاد سے پہلے کچھ  
طاہر میں نہ تھا اور سب چدر بردہ میں چھپی  
ہوئی تھی انقدے عالم سہاد میں ناسی  
تھا اور روح خدا کی آسکو سی رہی یہی  
اور یہی نام ہماری حداد بنعمدر خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ عالم  
سہاد کے بعدا کرنے سے پہلے خدا عما میں  
بعدی بردہ میں تھا نادی پیدا ہو چکا تھا  
اور آسکا عرش نادی برتھا عما کے معنے  
لعب میں دایک انر کے ہس اور آس سے  
مراد حجاب کی لی حاسی ہے مگر اس لفظ  
سے اسمقام میں نہ بارنگ ابر مراد تھا  
نہ بردہ حس سے آوت ہو جاتی ہے بلکہ  
خود اسے آب میں بوسندہ ہونا مراد تھا  
اس مطاب کے واضح کرنے کے لئے رسول  
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
آس عما کے نہ اور ہوا تھی نہ بچپی ہوا  
تھی بعدی آس سے یہہ طاہری نادل نا  
یہہ طاہری بردہ میں سمسمو بلکہ ہوا  
ناب کی عیدب سمسمو \*

sense of a veil However, in the above expression, it is not used in either of these senses, but is meant here to intimate that God was hidden in himself To attest this signification of the word our prophet has added that *uma* had no air either above or below it, for which reason it should not be taken as signifying what we understand by an ordinary cloud or veil

The four degrees out of the five above related by me, have been in existence from eternity, for they have originated from God himself, as his perfect attributes or powers made their appearance inevitably necessary, and they therefore necessarily existed from eternity with those attributes of God which caused their development, and which have been for ever with God When the universe reached the fourth degree of development or the *world of fancy*, there remained no attributes of God which had not then made their appearance, and thus all of them became perfect, and none was defective, since, in truth, there is no excess of anything shown in the fifth degree of the appearance of objects when compared to the *world of fancy* hence, it was not necessary that the present world should be in existence from eternity Moreover, God only caused the objects of the *world of fancy* to appear in this world in the manner and in the order that His wisdom proposed Thus, at one time he made the water appear in this world, at another darkness, at another light, at another the firmament and the earth, at another the beasts of the

یہہ باہج درے طہور عالم کے حو بیان  
ہوے اُن مں سے پہلے چار درے قدم  
ہیں کیونکہ خدا سے اُنکا وجود اور اُنکا طہور  
بمقتضائے اُن صفات کمال باری کے ہوا ہے  
حوارل سے اُس میں تہیں پس حب سے وہ  
تہیں حب ہی سے اُنکا طہور بھی تھا اور  
حب طہور عالم کا عالم مثال تک ہو گداو  
کوئی ایسی بات حب سے نقصان نا تعطل  
صفات باری مں ہونا ہی نہیں تھی کیونکہ  
عالم شہاد مں کوئی ربانہتی معدوی عالم  
مثال پر نہیں ہوئی ہے اسلئے عالم شہاد  
کا قدم ہونا کچھ ضروری نہ تھا بلکہ وہ  
تمام جہیں حو عالم مثال مں موجود تھیں  
حب ترتیب اور تدریج سے کہ اُس ہستی  
مطلوب کی حکمت نے تقاضا کنا اُس طرح  
اُنکا طہور عالم شہاد مں ہوتا گنا کسی  
وقت اُسے باند کو طاهر کنا اور کسی دن  
اندھری اور نور کو کسی دن آسمان اور  
زمین کو اور کسی دن چرند و پرند کو اور  
کسی دن آدم کو اور کسی دن ہم تم کو اور  
معلوم نہیں کہ ابھی اور کیا کنا اُس کو طاهر  
کرنا ہے اور ک تک یہی

چوتھیا دستم درں دس گم  
کہ حیرت گرفت آستندم کہ ہم  
مگر ایں تمام حالات سرور کرنے سے طاهر



field and the birds of the air, at another man, and at another you and me. Who can tell what he may yet do or when he may do it We may here embody the Poet's idea, that during long and anxious nights I mused upon this world and the mysteries of creation, which surpass man's comprehension, until at length I was overcome by stupor, and obliged to flee On taking the foregoing observations into consideration, the lesson to be derived therefrom is, that all that of which we see this world composed, is nothing but as a line drawn on the water, or a castle built on the air, and that it is for that sole Being only to enjoy and exist for ever, who has designated himself I AM. What a noble idea has been embodied by some good man in this expression "Every thing is false besides God"

Another remarkable and profitable inference drawn from those observations, is also worthy of consideration It is this, that all created things have but one source of existence and owe them being to the same substance or essence The stone, the tree, the animals all share equally with ourselves in this respect The only difference between us and them is in the diffusion among us of the substance which we all have in common in a proportionately greater or less degree Hence it has become an inevitable rule, that all things in the world must bear a certain relative proportion to one another Thus minerals, such as stones &c. may be conceived as gradually, yet insensibly,

سے کہ جو کچھ ہم دیکھتے ہیں سب نقش  
برآف ہے اور حی فایم اور دایم صرف  
وہی ایک ہستی ہے جسے کہا کہ میں  
ہوں ولہ دامن قال مصرعہ  
الا کل شیء ماحلا للہ باطل \*

ایک تراشکہ جو اس گفتگو سے نکلتا  
ہے فائل عور کے ہے اور وہ بہہ ہے کہ تمام  
عالم کا وجود انک ہی چتر سے ہوا ہے  
جس چتر سے کہ ہمارا وجود ہوا ہے اوسے  
چتر سے پتھر اور درخت اور حیوانات کا  
بھی وجود ہوا ہے اور جو چتر ہم میں ہے  
وہی چتر ان سب میں ہے صرف ظہور  
کے طریقہ کا فرق ہے جسکے سبب ہم کو  
انسان اور نباتوں کو حیوان اور درخت  
پتھر کہا جاتا ہے وہ اصلیت سب کی  
ایک ہے اور اسباب نے پہچان ضروری  
کردی ہے کہ تمام چیزیں جو عالم میں  
ہوں وہ سب ایک نسبت کے ساتھ ہوں  
مثلاً معدنیات چاہئے ایک قسم پتھر کی  
دوسری قسم پتھر سے نباتات کے قریب

veiging into, and acquiring the nature and properties of the vegetable kingdom, and possibly some specimen of mineral may be found as partaking largely of the vegetable character, and so also the things of the vegetable kingdom may, in the process of ages, betray a resemblance to the animal kingdom, and some description of vegetable may possibly be found at last as possessing the peculiar characteristics of an animal to such a degree as to lose its own individuality as a vegetable. In like manner, the various species of animals may be said to bear, link by link, a progressive yet unmistakeable conformity and resemblance to man, and it may not be impossible to pitch upon some particular species as carrying that resemblance to such an extent as to be almost identical. It is evident that people will not, in the present state of our knowledge, believe in the successive connection and resemblance of creatures among themselves, of which I have treated, but I hope the gradual and anxiously expected progress in learning and science, will illustrate the fact, and teach us to believe in it, and then the accuracy and truth of that which proceeded from the pen of the inspired writers will be abundantly made manifest. It is also to be observed that as there are creatures inferior to us in degree, in the possession of the divine essence which we all have in us, so there are also others that are superior to us in that respect. There can be no reason to support the opinion of those who deny the existence of the latter creatures, or beings superior to ourselves.

ہوتی حاویں یہاں تک کہ اخیر مسم معدنیات کی نباتات سے نہایت مسانہ اور قریب قریب ہوا سی طرح نباتات چاہیئے کہ ایک مسم نباتات کی دوسری مسم نباتات سے حیوانات کے قریب قریب ہوتی حاویں یہاں تک کہ اخیر مسم نباتات کی نہایت قریب قریب حیوانات کی قریب قریب انسان کے ہو اس ترتیب سے معدنیات و نباتات اور حیوانات کے پیدا ہونے پر اگرچہ ابھی لوگ یقین نہ کرینگے مگر برہمی علم کی حورور برور ہوتی حاتی ہے امد ہے کہ وہ ہم کو اس سب باتوں پر یقین کرادے گی اور حان لیا حاوینگا کہ حو نام ملہم شخصوں کے ہونڈوں سے لیگئی ہے وہ کدسی سچ تھی اسی جگہ سے یہہ نام بھی سمجھ لو کہ حسب طرح ہم اپنے سے نیچی درجہ بدرجہ مخلوقات دیکھتے ہیں اسی طرح ہم سے اوپر بھی درجہ بدرجہ بہت سی مخلوقات خدا کی ہے جس سے اگر انکار کیا حاوی ہوا انکار کے لیئے کوئی دلیل نہیں ہے \*

Our best doctors are of opinion that no great debate should be undertaken or agitated in respect to the matters of the creation of the world, that it is sufficient for us strongly to abide with this belief only, that there existed nothing in the beginning or from eternity except God alone, and that all things sprung out of nothing and began to exist by the omnipotent command and will of God. These are the fundamental principles of faith believed in, and received by us Mohomedans, as well as by the Jews and the Christians

—*Void and without form*— This verse expressly intimates, that the earth had not then assumed any regular shape or form, and that the matter of which it was afterwards composed, was dispersed and diffused in the waters

The Hebrew word *Hoshih* used in this verse has been taken by all Commentators in the sense of *darkness*, i.e. the object which prevents us from seeing things for want of light. The meaning of the word so adopted is indeed right, but independently of it another notable meaning may be suggested, viz. the darkness here spoken of may not be taken to imply the usual want of light, for, nothing had hitherto been created, nor were there yet any creatures who might be said to have been capable of distinguishing between darkness and light. The darkness is intended here to express what is spoken of under the name of *umma* in our religious books. The plain sense of the verse may be thus understood viz. that all things had

مگر ہمارے مذہب کے اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ درباب اور بندش عالم کے زیادہ کاوش اور بحث کرنی نہیں چاہئے بلکہ صرف اس قدر مصدقہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ ابتدا میں صرف داب ناری تھی اور کچھ نہ تھا بعد ازاں اس کے حکم کے تمام چدریں بدست سے ہست ہو گئیں اور آسمان اپنے کمال قدرت سے انکو موجود کر دیا چنانچہ یہی اعتقاد ہم مسلمانوں کا ہے اور یہودی اور عیسائی بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں \*

(ویران اور حالی) بعدے زمین نے اتک کوئی صورت نہیں بنائی تھی اور آسمان مادہ جس سے زمین بنی منتشر اور باریک میں ملا ہوا تھا \*

אֲחֻרַי (اندھرا) تمام معسوس اس لعط سے بھی تاریکی سمجھتے ہیں جو بدست پہلے روشنی کے موجودات کے دکھائی دینے سے ناراض تھی یہ بہ معنی جو معسوسوں نے لئے صحیح ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس اندھری سے یہ ظاہری اندھرا مراد نہ لیا جاوے کیونکہ انہی تک نہ کوئی حشر ظاہر ہوئی تھی اور نہ کوئی دیکھنے والا تھا بلکہ اس مقام پر اندھری سے وہی حجاب مراد لیا جاویں جسکو ہماری زبان کی مقدس کتابوں میں عماء کہا ہے اور مراد یہ ہے کہ تمام چدریں جو اسکے بعد ظاہر ہوئیں سب پردہ میں تھیں اور اس پرے تماشا کرنے والے تک کوئی تماشا پردہ نہیں سے نہیں دیکھا لایا بلکہ اب ہی اب تھا \*

not hitherto been created or caused to make their appearances, and that the great and all powerful Designer and Maker of the universe had not then exerted his will to raise the curtain and call into being his myriads of creatures, but that He and He alone, was in the midst of chaos

The H word *toohoo* of this verse has been rendered by some translators, *water, waters, sea, deep* It is translated *gumer* or *loogja*, i e a mass of water, in the Arabic Version pub 1811, and in the Persian 1822, 38 The rendering in those versions is very exact to the Original Hebrew It is evidently proved from this verse that water was created the first of all

The Hebrew words *Robah elohim* signifying the Spirit of God, are deserving of our earnest consideration and attention The *rooah* signifies both *spirit* and *air*, and some translators \*

\* Chaldee-Ankelos have rendered it Arabic 1811 *air* The expression in this verse is thus explained by some learned Hebrew scholars † “the throne of God’s glory rested in the air of heaven by the breath of his mouth, i e by his command” This explanation of the expression is quite identical with what is stated in our Holy Koran, namely “that the throne of God stood on the water,” but its exposition is differently made by our learned divines —some say, it is un-

תהום (تہوم) کا ترجمہ سب مترجموں

نے نانی نا باندوں	عربی سنہ ۱۸۱۱ع فارسی سنہ ۱۸۲۸ع فارسی سنہ ۱۸۳۸ع
ناسمندر کیا ہے اور	
عمر عربی اور فارسی مترجم	
لجہ نے عمر اور لکھ حسکو	
ارژو میں پانڈکی	
تھدر سے بعدیر کنا	

حاسکتا ہے ارژو حقیقت اس سے بہتر ترجمہ نہیں ہو سکتا اس ورس سے علانیہ طاہر ہے کہ سب سے پہلے نانی پیدا ہو چکا تھا \*

ורוח אלהים (اور روح خدا کی) یہ

انک لفظ دہانت عورت طلب ہے اس کے معنی روح کے اور رواج کے بعدی ہوا کے ذروں آے ہیں کئی مترجموں نے

اس لفظ کا ہوا ترجمہ	آنگلس کالڈی
کنا ہے † علماء	ترجمہ
یہودی اسکا مطلب	عربی سنہ ۱۸۱۱ع
یہ لکھتے ہیں کہ	رواج اللہ
خدا کے حلال کا	

تحت قائم تھا بیخ حو کے خدا کے منہ کی ہوا سے بعدی اس کے حکم سے “یہ مطلب بالکل مطابق ہے اس مضمون سے جو ہماری قرآن محمد میں آتا ہے کہ (خدا کا عرش نانی سر ہوا) مگر اس کے معنی بنان کرنے میں ہماری ہاں کے علماء میں اختلاف ہے بعضی کہتے ہیں

† دیکھو تفسیر رشی

necessary for us to make any great debate on the subject, that we are only explicitly to believe that there was a throne of God, and it was placed or seated on the water. The right signification of the expression is made evident, from the use of the Arabic word *arsh*, † ۱ e † See Kamoos throne which represents the glory and greatness of God, it is therefore to be understood that the water had been created in the very commencement of the formation of the present world, and the Glory and Majesty of God specially shone and appeared on the water since, He was to make all things spring out of it. The expression "the Spirit of God moved &c" conveys exactly the same sense with the foregoing

Christian divines, in opposition both to us Mohomedans as well as to the Jews, apply a different sense to the aforesaid expression. They affirm that the word *spirit* here represents the third person of the Trinity, viz the Holy Ghost. But we Mohomedans and the Jews likewise do not concur with them in this opinion because, in the first place, it is to be observed that according to our views the doctrine of the Trinity cannot be deduced from all the Scriptures. Again, independently of this opinion, the word *spirit* as here used can, by no means, be made to represent one of the persons in the Trinity, for, it is here used as a *noun governed* by the *governing or possessive noun* God, which, standing for the Hebrew word *elohim* according to the sense adopted by the

کہ ہمکو اس پر زیادہ غور کرنی درکار نہیں ہے اور اسی پر اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کا ایک عرس ہے اور وہ بانی سر رکھا ہوا تھا مگر مطلب جو صریحاً اس سے پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ عرش کے معنی سررگی اور حلال کے میں القاموس العرش العر آتے ہیں جس مراد آیت کی صاف ہے

کہ عالم شہادت کی آفرینش سے پہلے صرف بانی پیدا کنا گنا تھا اور خدا کی شان اور اسکا حلال بانی برتھا کیونکہ وہ بانی ہی سے تمام چیزوں کو عالم شہادت میں پیدا کرنے والا تھا اور اسی واسطی آسکے حلال کو بانی برہو نے سے مخصوص کیا گنا ہے اور یہی مراد اسمقام میں روح کی بانی برہو نے سے ہے \*

مگر علماء مسیحی روح کے لفظ سے برخلاف یہودیوں کے اور برخلاف ہم مسلمانوں کے مراد لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تثلیث میں کا تیسرا وجود جسکا نام روح القدس ہے وہ اس مقام سر روح کے لفظ سے مراد ہے مگر ہم مسلمان اور امر یہودی اسکو تسلیم نہیں کرتے ہیں کیونکہ اول تو تمام سر پچر سے تثلیث ثابت نہیں اور اگر بائعصر اُس سے قطع نظر یہی کنا حارے سر روح کے لفظ سے تثلیث میں کا تیسرا وجود مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ روح کا لفظ صاف ہے الہم کی طرف اور حب الہم کو جمع کا صیغہ قرار دینا تو اُس میں تینوں وجود تثلیث کے بعدی باب اور دنیا اور روح القدس داخل ہیں اور صاف ہمیسہ غیر ہوتا ہے صاف الیہ کا جس تو یہہ روح بالضرور غیر ہونی

Christian doctors, is a noun plural comprehending under it the three persons of the Trinity, viz, the Father, the Son, and the Holy Ghost. It is well known that the *noun governed* is a quite different thing from the *noun governing* whence, it is of necessity proved that the word *spirit* under question should be a thing different from and independent of the Father, the Son, and the Holy Ghost. How then can the word *spirit* as here applied, be assumed as indicative of the third person of the Trinity?

The Hebrew word *marahapheth* expresses that position of a bird which she assumes at the time she swells her body with a view to cover all her eggs. This word is here applied as a simile to convey to the human mind some idea of the state in which God is supposed to have stood, when he was about to create all things out of the water.

The Hebrew word *mayim* has been rendered by some translators *water* in the singular, and by others *waters* in the plural. From some passages \*

\* Gen I 9 of Scripture it seems to have been used both in the plural, as well as in the singular number. Both ways may therefore be taken to be correct.

V 3 This verse describes the primary process of creation and the very earliest of the Almighty's handiworks. From the expression, "Let there be light," it is proved that the creation of

چاہیئے ناپ اور نیستی اور روح القدس یعنی امانم ثلاثہ تثلیث کے بھر کنوکر اس روح کے لفظ سے تثلیث میں کا قدسرا وجود مراد ہو سکتا ہے \*

מרחפת (مرحفت) سے لے والی غدري میں بہہ لفظ آن معدوں میں بولا جانا ہے حد تک کوئی حادثہ اندی سننے کے وقت پھول کر اور سب اندوں کو اپنے لیے کر لیتا ہے اسمقام پر اس لفظ کا استعمال بہہ مناسب تھا تاکہ خدا کی وہ شان جو آسمان میں تھی حلال میں آجائی کنوکر خدا تعالیٰ پانی ہی سے سب چتر پیدا کر رہا تھا \*

מים (مہم) (نایک) بعض مترجموں نے اس لفظ کا واحد کے صعدہ سے ترجمہ کیا ہے بعض نے جمع کے صعدہ سے کتاب اقدس میں اس پر جمع کا بھی اطلاق آتا ہے اسلئے کہ کئی جگہ اسکے لئے ‡ جمع کا فعل آتا ہے مگر حقیقت میں بہہ لفظ اسم جنس ہے اور اس پر باعتبار تعدد انواع کے جمع کا اطلاق ہونا ہے پس واحد اور جمع دونوں کا تذکرہ واحد ہے \*

۳ اس آیت سے اس عالم کی بیدائش کا ذکر شروع ہوا، اس کلام سے کہ خدا نے کہا کہ نور ہو معلوم ہوتا ہے کہ تاریکی پہلے پیدا ہو چکی تھی یہی بعض علماء ہمارے

‡ بیدائش ۱—۹  
۷—۲۳

darkness preceded that of light Some of the doctors of our own religion assert, that darkness in itself is nothing, and it is only the want of light that is so named This assertion is however not correct, for, if it be admitted to be so, it will then be concluded that before the light had no existence, the darkness prevailed over all space from eternity with God, and did not owe its creation like all other objects, to God, which would be too absurd an idea to be seriously accepted God has so regulated and fixed the system of our world, that in it darkness and light are to follow each other by turns, and this constant and regular succession of one to the other has of necessity impressed on our minds the conviction, that darkness should not stand in the place of light, nor light in that of darkness As we cannot realize the appearance, at the same time, of both darkness and light, so we cannot conceive the absence of both at the same time But this want of power to grasp such an idea is due to the imperfect and frail nature of our own understanding for, as we cannot know what had existed in space before anything was created, so in like manner we cannot know or find out what had been there when light and darkness were not in existence We believe that there existed nothing except God from all eternity, darkness and light having been created by Him it is therefore folly to think of darkness as an object that was not created by God

† D O,lv and The Hebrew word  
Mant, Vol I Pa 2 yomut † literally

مدھت کے بہہ کہتے ہیں کہ تاریکی امر  
وحدودی نہیں ہے بلکہ عدم الدور کا نام تاریکی  
ہے مگر یہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا  
کدو کہ اس سے لارم آنا ہے کہ تاریکی قدیم  
اور عدم مخلوق ہو اور بہہ صریح باطل ہے  
حدا بعالمے اس دنیا کا انتظام 'سطرح' پر  
کردنا ہے کہ تاریکی حاتی ہے اور روشنی  
آتی ہے اور تاریکی آتی ہے اور روشنی  
حاتی ہے اور اس سلسلے سے ہمارے حلال  
میں ہم رہا ہے کہ تاریکی ہوگی سو  
روشنی ہوگی اور روشنی ہوگی تو تاریکی  
ہوگی اور حد سے بہہ باب ہمارے حلال  
میں نہیں آتی کہ تاریکی اور روشنی دونوں  
انک ساتھ موجود ہوں و سب سے ہی ہماری  
حلال میں بہہ باب نہیں آتی کہ تاریکی  
اور روشنی دونوں انک ساتھ ہوں مگر  
بہہ تصور ہماری عقل کا ہے جیسا کہ ہم  
نہیں سمجھ سکتے کہ جب کوئی چیز پیدا  
نہیں ہوئی تھی تو کتنا تھا و سب سے ہی  
ہم اسکو نہیں سمجھ سکتے کہ جب تاریکی  
اور نور دونوں نہ تھے تو کتنا تھا ہم نقص کرے  
ہیں کہ ابتدا میں صرف خدا کی داد ہی  
آسکے سوا کچھ نہ تھا نہ ادھر نہ روشنی  
نہر آسکے سب کو پیدا کیا پس تاریکی امر  
عدمی نہیں ہے بلکہ مخلوق اور امر وحدودی  
ہے \*

בְּחֹשֶׁךְ (وَنُور) (اور کہا) † شب

پدرک صاحب کہتے ہیں کہ یہ جہاں کہیں

meaning commanded or ordered, has been rendered *said* in all the English versions of the Bible "Wherever in the history of the Creation" says Bishop Patrick "we read these words *He said*, the meaning must be understood *He willed*" "With God," says Bishop Pearson, "to will is to effect, to determine is to perform" The word under consideration has been however translated *willed* in the Arabic Version pub 1811, and we Mohomedans accept it as rightly applied in this sense It is to be remembered that we and Christians are here shown quite to agree in explaining the meaning of this word

—light) The light which is spoken of in this verse, denotes a natural object which seems to have been called into being before the creation of the Sun, Moon, and stars, which would appear to have derived their effulgence from that light

The creation of light related in this verse has occasioned a great many difficulties to some Christian divines Those who have made laborious investigations into the phenomena of the present world, have agreed that light had existed for ages previous even to the first day of Creation for, the exhumed remains of animals belonging to ages long gone by and anterior to man's appearance upon earth, had eyes from which it was not unreasonably argued and concluded that since eyes were given to see with, and that in order to see it was necessary to have light, hence light must have then existed But all this seemed directly con-

بدائش کے حال میں پہلے لفظ آنا ہے تو اسکے معنی پہ سمجھنے چاہئیں کہ خدا نے چاہا، "نفس پندرس صاحب اسکی دلیل میں کہتے ہیں کہ،" پہلے عجب موت خدا کی سرور تعریف ہے کہ اسکا چاہنا کسی کام کا گونا کر لینا ہے اور ارادہ کرنا گونا پورا کرنا ہے، "عربی ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ ع میں جہاں پہلے لفظ آیا ہے اسکا ترجمہ ساء کنا ہے یعنی چاہا ہم مسلمان بھی اس لفظ کے یہی معنی سمجھتے ہیں اور اسناد کو نا رکھنا چاہئے کہ اس لفظ کے پہلے معنی لئے میں ہم اور عیسائی دونوں متفق ہیں \*

۶۶ (اور) (نور) اس لفظ سے ایک قدرتی نور مراد ہے جو قبل پیدائش آفتاب اور ستاروں کے پیدا کدا گیا تھا اور وہی نور آفتاب اور ستاروں کے وجود کا مادہ ہے \*

نور کی بدنامی نہ ہو اس طرح اس ورس میں بنا ہوئی ہے بعض علماء عیسائی کو بہت مسکلیں ہیں انہی میں جس لوگوں نے دنیا کے حالات پر موحودہ علامتوں سے زیادہ تحقیقات کی ہے وہ کہتے ہیں کہ روسی اول دن کے کام سے بھی مدتوں بدستور موحود تھی کیونکہ حیوانات کی حوثیقہ ہڈیاں اسی زمانوں کے ہادیہ آئی ہیں جو انسان کے طہور سے مدتوں بدستور گذر گئے تھے ان ہڈیوں میں انکھیں موحود ہیں اور طاہر ہے کہ ان حیوانات میں انکھیں دیکھنے کو بدائی گئیں تھیں اسلیئے اس زمانہ میں بھی روشنی کا ہونا ضرور ہوا اور پہلے سب نائن کتاب اقدس کے برخلاف



trary to the Scriptures, which spoke thus of the first day, *and God said, Let there be light and there was light*, (Gen I 3) and that the work of the first day included the *creation* of the *Sun, Moon, and stars* (Gen I 16, 18)

The difficulty here presented has been thus solved by some Christians. "in the first place, it is not said that light was *created* or *made* at all it is *called forth* it is commanded to shine out of darkness, which was upon the face of the deep Nor, with reference to the second passage, it is said that the Sun, Moon, and stars were *created* on the *fourth day* the word is *made*—God *MADE* *two great lights*—the original word for which is used in the sense of *did, appointed, constituted, set for a particular purpose or use*, and never once in the hundred and fifty places where it occurs in Genesis, it is used in the sense of *created*" The language of this quotation is an attempt to prove that the objects spoken of in it, had already had a prior existence, and that at this time God only assigned to them their respective spheres or appointments

This solution of the difficulty is not however so satisfactory as to be acceptable to the mind The Jews, Christians, and Mohamedans all concur in saying, that by relating in the very beginning of his Cosmogony that God is the Creator of every great and small thing, the object of the sacred Historian was to illustrate the inconceivable and omnipotent supremacy of Jehovah, and so to impress upon the minds of men,

معلوم ہوتی ہیں جسمیں اول روز کا بیان اسطرح † برہے کہ خدا نے کہا نور ہو پھر نور ہوگنا اور پھر چوتھے دن کے کام میں سورج چاند ستاروں کی ‡ پیدائش کا بیان ہوا ہے \*

† پیدائش ۱—۳

‡ پیدائش ۱—۱۶  
لعاب ۱۸

اس مسئلہ کا حل بعض علماء عیسائی نے اسطرح برکنا ہے کہ "اول مقام میں یہہ نہیں کہا گنا ہے کہ روشنی ارسرو بددا کی گئی یا بدائی گئی تھی بلکہ آسکو طلب کیا گنا تھا اور آسکو یہہ حکم دیا گنا تھا کہ تاریکی میں سے جو بادی کے منہ پر تھی چمک نکلی اور دوسری مقام پر یہی یہہ نہیں کہا گنا ہے کہ آفتاب اور چاند اور سداری چوتھے روز بر بددا کئے گئے تھے بلکہ جو عدری لفظ یہاں استعمال ہوا ہے وہ بمعنی کنا اور مقرر کنا اور بدانا اور حاص مطلب یا استعمال کے لئے مقرر کنا کے معدوں میں مستعمل ہوا ہے دترسو حگہ کثاف بددائیس میں یہہ لفظ آنا ہے اور ایک حگہ یہی بددا کرنے کے معدوں میں استعمال نہیں کنا گنا " حاصل یہہ کہ یہہ سب چیزیں پہلے سے تھیں صرف ان کو کاموں پر مقرر کنا گنا تھا \*

مگر یہہ تقریر جو بدان ہوئی دلچسپ نہیں ہے پہلے ہی ورس سے تمام یہودی اور عیسائی اور مسلمان کتاب اقدس کا یہہ منساو سمجھتے ہیں کہ ان تمام چیزوں کا بدان ابتداء ہی میں اسلئے ہوا ہے تاکہ اسداف کے حان نے سے کہ تمام چیزوں کا بددا کرنے والا خدا ہے لوگوں کے دل میں خدا کی عظم اور بزرگی بددا ہو اور آسکی شریعت کی اطاعت برسرگرم ہوں اور

the exalted nature and boundless Power of this Divine Being, that they might the more willingly, and with becoming awe and reverence, receive and obey his laws and his commands. The attainment of this object would have been impossible, had it not been said, that there had existed nothing from eternity but God alone, He created the light, the sun, moon, and stars &c. On the other hand, if such a form of expression had been adopted that the light, sun &c, had long been in existence, that they were merely called forth or appointed by God to their respective functions, it might possibly have left room for cavil, and engendered the notion that there existed some other power more mighty than our God, and that He had only to arrange and reduce to order and system, the designs and creations of a still higher Power. We Mohomedans, therefore, do not admit the above solution of the difficulty as satisfactory and correct. What we understand to be the teaching of these verses is, that all things which we now see had then no existence, when it pleased God to begin to create them, of which He created light the first day, and the sun the fourth day. The objection offered against this explanation cannot, in truth, be raised, as will appear from the discussions which I shall shortly enter upon in connection with the subject.

V 4 *God saw &c*) This does not imply that God possessed no knowledge of the beauty and magnificence of Light before he called it into being,

پہلے باب حب ہی حاصل ہوتی ہے حب کہا جاوے کہ پہلے ان چیزوں میں سے کوئی چیز نہ تھی خدا ہی نے نور پیدا کیا خدا ہی نے سورج چاند ستاری پیدا کیئے اور اگر بحلاف اسکے ایسا طور کلام احتیاج کیا جاوے جسکا بہہ مدعا ہو کہ نور اور سورج پہلے سے تھے صرف اُنکو خدا نے طلب کیا تھا نا ایک خاص کام پر مقرر کیا تھا تو وہ مطلب حاصل نہیں ہوتا بلکہ بہہ سدمہ رہتا ہے کہ خدا سے بھی بڑا کوئی اور شخص ہے جسے اُن کو پیدا کیا اور خدا صرف اُن کو کاموں پر مقرر کرے والا اور صرف اُن کا منظم ہے اسلئے ہم مسلمان اس تقریر کو تسلیم نہیں کرے بلکہ ان ورسوں کے بھی معنی سمجھتے ہیں کہ بہہ سب چیزیں معدوم تھیں درحقیقت خدا نے پہلے دن نور پیدا کیا اور چوتھے دن آفتاب پیدا کیا اور حوا اعتراض کہ اسپر کیا جاتا ہے درحقیقت وہ اعتراض نہیں ہوتا چنانچہ عنقریب اُسکی نسبت جو گفدگو ہم بنا کر رہی گی اُس سے معلوم ہو جاوے گا \*

۴ וַיֵּרָא אֱלֹהִים (ویرا لوهیم) (اور دیکھا) خدا نے نور کہ اچھا ہے) اِس سے بہہ مطلب نہیں ہے کہ خدا کو پہلے نور کی کیفیت معلوم نہ تھی حب اُسکو پیدا کرچکا تو بہہ باب

and that He acquired this knowledge only after its creation. By no means, on the contrary, this language is only to be understood as indicative of the surpassing elegance and ineffable grandeur of the works performed by the Almighty Power, and by the Divine approbation, it may be concluded, that it was a kind of assent or command that all his great works were to continue, to the end of time, to perform the functions severally appointed for them

—*divided*) That is separated the light from the darkness, so that where light prevailed, darkness should not intrude, and vice-versa. It is therefore shown that on the formation of light, darkness had not perished, but they both occupied their respective places

V 5 The two Hebrew words *arab* and *bokee*, occurring in this verse, signify the evening and the morning. The evening is the time when the day is over, and it begins to grow dark, the morning is the time when the night is over and it begins to grow light. However, these words are not taken here in the sense in which we now respectively understand them, but the evening is intended to represent the *darkness*, and the morning the *light*. Hence, the verse implies that the darkness was the night of the first day, and the light its day

Christian divines seem to accept these words in the same sense as we do. "By the evening," says Dr. Wells, is denoted the whole course of darkness,

حادثی کہ اچھا بنا بلکہ اسطرح کا طرز کلام صرف اُس چیز کی حویلی اور اچھا بن کے ظاہر کرنے کو استعمال ہوتا ہے اور مراد اُس سے صرف اس قدر ہے کہ جو کچھ بنا بنا ہے وہ اسطرح جاری رہے \*

וַיְבַדֵּל (وہ جدا کر دیا) اور بدلا کر دیا) یعنی نور کو جدا کر دیا اور اندھیری کو جدا کر دیا اِس طرح نہ کہ جہاں نور ہو وہاں اندھیرا نہ ہو اور جہاں اندھیرا ہو وہاں نور نہ ہو اِس سے معلوم ہوا کہ نور کے جدا ہونے سے اندھیرا بالکل معدوم نہیں ہوا بلکہ نور اب بھی جگہ پر موجود رہا اور اندھیرا اب بھی جگہ پر موجود رہا \*

۵ (شام اور صبح) اِس ورس میں دو لفظ ہیں ایک عرب جس کے معنی شام کے ہیں اور دوسرا عبرت کے معنی صبح کے ہیں۔ حقیقت میں شام اُس وقت کو کہتے ہیں جب دن ختم ہوتا ہے اور رات شروع ہونے کو ہوتی ہے اور صبح اُس وقت کو کہتے ہیں جب رات ختم ہوتی ہے اور دن شروع ہونے کو ہوتا ہے مگر یہاں بہت مراد نہیں ہے بلکہ یہاں اندھیر کو شام اور نور کو صبح کہا ہے جس معنی اِس ورس کے بہت ہیں کہ اندھیرا تو پہلے دن کی رات ہی اور نور پہلے دن کا دن تھا \*

علماء عیسائی نے بھی ان دونوں لفظوں کے اُسی معنی لئے ہیں † ڈاکٹر ویلر صاحب کہتے ہیں کہ شام سے اس مقام پر تاریکی کا

and by the morning the whole following course of light The evening is mentioned before the morning, probably because the darkness was before the light according to the history of the Creation ”

“Hence the natural day of the Jews,” says Bishop Kidder, “began in the evening Lev XXIII 32 ” For the same reason the lawful day with us Mohomedans begins likewise with the night which precedes it, and ends with the evening of the following day Never do we begin our day with the morning, and end it by the following night

+ احبار ۲۳ — ۳۲

This verse shows that darkness existed for a certain period of time after it had been created, and that light likewise existed for a certain period after its formation After the expiration of that period light changed its former place with some other body, and darkness was substituted because what we call *day* could not be so said, unless there was a regular course of the return of darkness and light after one another Two questions may be urged against the above reasoning —

1 Whether the successive courses of darkness and light were only twelve hours long, or what was the exception to this rule?

2 In what manner the courses of the return of one and the other alternately followed each other?

Our answer to the first question is, that we do not know anything of the extent of the interval in the courses of darkness and light, the night and day, for, these nights and days were not the

تمام دور مراد ہے اور صبح سے آسکے آگے انہی روشنی کا تمام دور اور شام کو صبح سے پہلے عائداً اسلئے بیان کیا ہے کہ اندھیرا پیدائش کی تاریخ سموح احوالے سے پہلے وجود رکھتا تھا \*

’سب کدر صاحب کہتے ہیں کہ “بھی سب ہے کہ یہودیوں کا قدرتی دن شام سے شروع ہوتا ہے “ہم مسلمانوں کے ہاں بھی اسی سب سے ختم شرعی دن ہنس انکا حساب رات سے جو آس دن کے پہلے ہے شروع ہوتا ہے اور دن کے پورا ہوئے سر ختم ہوتا ہے نہ کہ دن سے شروع ہو اور آسکے آگے آنے والی رات سر ختم ہو \*

اس ورس سے پانا جاتا ہے کہ جب اندھیرا بددا ہو چکا تو وہ ایک زمانہ تک رہا اور جب دور بددا ہوا تو وہ بھی ایک زمانہ تک رہا پھر دور دوسری جگہ چلا گیا اور اندھیرا پھر آگیا کیونکہ اگر دور کا دورہ بھی پورا نہ ہوئے تو اندھیری احوالے سے پہلے دن کا اطلاق نہیں ہو سکتا اسلئے اس مقام پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں

ایک یہ کہ آس اندھیری اور احوالی کا زمانہ کس قدر تھا آیا یہی بار بار گہنتہ کا نا کیا

دوسری یہ کہ اس اندھیری اور احوالے نے کس طرح پورا اپنا دورہ کیا \*

پہلے سوال کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ اس رات اور دن کی مقدار ہم کو معلوم نہیں ہے کیونکہ یہ رات اور دن ان سببوں سے نہیں ہوا تھا جیسی اب ہم اپنی

effects of such causes as produce those of our own time. They were effected by God Himself without any other apparent cause. Whence it may be suggested, that as long as darkness prevailed it was night, and as long as it continued to be light, it was day, but we cannot know what was the duration of either. It is possible for each of them to have been as long as 12 hours—more or less, and it is thus, that we do not assign any length of time to the first three days of Creation since, they are days such as were caused by quite a miraculous power of God without the operation of any natural or visible causes such as those of our day.

Our answer to the second question is, that as the system of planets had not then been established, God brought about the successive courses of darkness and light in the same miraculous or supernatural manner, in which He had created them.

We acknowledge that Nature is the Work of God, and Revelation his Word, that no discrepancy should ever occur between them forasmuch as both proceed from the same Source. We find in the system of Nature that the motion of the earth occasions the alternate return of darkness and light—night and day. It may then be asked, how it happened, that contrary to the system or law of nature, the three first days performed their usual courses of darkness and light?

With respect to this objection, it is to be considered, that if we were to bind things from all beginning to the

رات اور اپنا دن رکھتے ہیں بلکہ بغیر ظاہری سد کے خدا نے اندھنرا اور اوحالا پیدا کیا تھا پس جب قک اندھیرا رہا رات تھی اور جب تک اوحالا رہا دن تھا اور آنکھیں مقدار معلوم نہیں ممکن ہے کہ بارہ بارہ گھنٹہ ہوں نا اُس سے کم نا اُس سے بہت زیادہ اور اسی سد سے پہلے تین دنوں کی مقدار ہم کچھ معن نہیں کرے کیونکہ وہ تینوں دن بغیر ظاہری سد کے محض قدرتی دن ہوں \*

اور دوسری سوال کا جواب ہم یہہ دیتے ہیں کہ انہی تک نظام سمیسی مرتب نہیں ہوا تھا اسلئے جس طرح اندھیری اور اوحالکا پیدا کرنا محض قدرت سے تھا اسطرح آنکا دورہ بھی محض قدرت سے تھا \*

ہم اسباب کو تسلیم کرے ہیں کہ نیچر خدا کا کام ہے اور وحی اسکا کلام ہے اور اُسکے کام اور اُسکے کلام میں کبھی اختلاف ہونا نہیں چاہیئے کیونکہ وہ ایک مدد سے نکلے ہیں ہم اُسکے نیچر کو دیکھتے ہیں کہ زمین کی حرکت سے اندھنرا اور اوحالا رات دن ہوتا ہے پھر کہا جاسکتا ہے کہ برخلاف اس نیچر کے اندھیری اور اوحالے نے جس دن تک کیونکر اپنا دورہ کیا \*

مگر سمجھنا چاہئے کہ اگر ابتدا ہی سے ہر ایک چیز کو قوانین نیچر کا ناسد مانا جاوے تو تمام عالم کے وجود سے جو

law of nature, we shall of necessity be compelled to deny the existence of all the universe, which is so apparent to us, and which cannot be denied even by a child because, when there existed nothing except God, then what law of nature was followed in the creation afterwards of all the universe? It is therefore obvious that down to the time of which I am speaking, no law of nature like the present one had been ever established, which might have been in operation in producing the three first days We have it certainly as one of the laws of nature, that the light produced by the sun, and the movement of the earth cause our day and night but to go back to the Creation it may be reasonably asked what was that law of nature under which God created the sun and the earth? True it is, that we see the law of nature operating so that we reap the same corn which we sow, such as barley for barley, and wheat for wheat, but it is astonishing to see that no law of nature was had recourse to, when it was commanded by God, that the fruit-tree yielding fruit after its kind with its seeds in itself, should be produced out of the earth Hence the law of nature is to be looked upon from the time, and not before it—when it pleased the Almighty and All-wise God to submit the operations and functions of the universe to a certain fixed system which we call the *law of nature*—We are to distinguish between the terms used in the expressions of God, they have two forms of development The one consists in his will to produce something out of nothing, and in such cases

ہر دم ہماری انکھوں کے سامنے ہے اور جس سے انک بچہ بھی انکار نہیں کرسکتا انکار کرنا پڑتا ہے کیونکہ حب کچھ نہ تھا اور حد اہی حد تھا تو کوسے مواییں نیچر کی پابندی سے آسے عالم کو پیدا کیا طاہر ہے کہ آسومت تک کوئی قاعدہ نیچر کا موجد نہ تھا جسکی پابندی کا ہم خیال کرنے سے شک اب ہماری لئے قاعدہ قدرت کا یہہ ہے کہ آفتاب کی روشنی اور زمیں کی گردش سے ہم اندھیرا اوحالا رات دن رکھتی ہیں مگر آفتاب اور زمیں کی بیدایس کوسے قاعدہ قدرت پر تھی بلا شدہ ہماری انکھوں کے سامنے قاعدہ قدرت یہہ ہی کہ ہم حوتے ہں اور حو کاٹے ہں اور کدھوں ہوتے ہیں اور گدھوں کاٹے ہں مگر حب کوئی درخت دنیا میں نہ تھا تو کوسے مواییں قدرت کی پابندی سے ہمدے بھلدار درحب نائی تھے حدکا بیج اُپھی میں تھا نیچر کی پابندی حب سے ہوئی چاہئے حب سے کہ آس فادر مطلق ے اپے انظام کو قدرتی فوائس کا باند کیا نہ آس سے پہلے ہمنر کو اسمقام ہر حد کے طرر کلاموں کو کہ وہ دو طرح ہر بولی گئے ہیں ایک اسطرح ہر کہ ایک چنر دوسری چنر سے ہدا نہیں ہوئی بلکہ آسے کہا کہ ہو ہو گئے یہہ طرر کلام صرف آس فادر مطلق کی قدرت ہمکو بتاتا ہے اور اپے قدرتی کاموں کو نیچر کے فوائس کی پابندی سے آرادی حقتا ہے دوسری اسطرح ہر کہ انک حنر کو دوسری چنر سے بتاتا ہے یہہ طرر کلام فوائس قدرت کی پابندی ہمکو سمجھانا ہے بس نیچر کی پابندی ہمکو حب ہی سے چاہئے حب سے کہ آس

He adopts such a form of language as this—*Let it be so* This form of expression imparts to us the Almighty power of God and his freedom from all laws, in doing anything that He wishes to do The other is used when He wishes to create one thing out of another. This mode of expression shows to us his adherence to the law of nature in whatever He thought it proper to do in accordance thereto Accordingly we are to regard the operation of the law of nature in things from that time only, when it pleased the all-independent God to leave to it the future continuation and regularity of his works

The result of the above observations leads to the conclusion that if, on the establishment of the system of planets, and the dependence of the day and night on the law of nature, we were to assume the courses of day and light contrary to it, we should then be liable to blame, but, while we are speaking of a time which existed before the establishment of the law of nature, we are no way open to any censure whatever

فادر مطلقے اپنے کاموں کو نیچر کا باند

کیا \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
مستند رسول  
اللہ صلع  
۲۵۷۵ ۲۰۰۰

اس سے بہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر بعد مرتب ہوجائے نظام شمسی کے اور باند ہوجائے رات دن کے نیچر کے قوانین برہم اندھیری اوجالے کے دورہ کو خلاف نیچر قرار دیں تو اللہ ہم خلاف قاعدہ نیچر کے رات کہتے ہیں مگر حجب کہ ہم آسومت کی رات کہیں جو نیچر کے قوانین کے مقرر ہوئے سے پہلے کی ہے تو ہم بر قوانین نیچر کے توڑنا ارام نہیں آسکتا \*

مطابقت دران مہید اور حدیث سے

توریت معذس

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

GENESIS

۶ † اولم برالدن کفرول اس السموات ولا رص  
کیا نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین  
کانتا رتقا معتقدہما وجعلنا من الماء کل  
دورن ہے گتھری پھر ہم نے اُنکو کھولا اور کنا ہم نے نادی سے  
شی حی افلا یومدون  
ہر چیز ربدہ کو کنا پھر پھر یس نہیں کرتے

(۶) ۶ یأمر الہیم یحی رکوع  
اور کہا خدا نے ہو || بھلاؤ  
בתוך המים ویحی מבדیل בין מים למים :  
درمیاں پانی کے اور کی ہو ندلیے والا درمیاں پانی کے نادی کو

† سورة انبیاء آیت ۳۰  
|| ایوب ۳۷ — ۱۸  
نور ۱۳۶ — ۵  
یرمیاہ ۱۰ — ۱۲  
۵۱ — ۱۵  
کی (نسخہ) انگریزی مترجم  
نے آسمان ترجمہ کیا ہے

‡ ثم استوى الى السماء وهي دحان  
پھر متوجہ ہوا طرف آسمان کے اور وہ دھواں ہے  
فقال لها ولارض اثنيا طوعا او کرها فالقنا  
پھر کہا اُسکو اور زمیں کو آڑ حوشی سے نا درر سے کہا  
اتسنا طائعنس  
دوبڑے ہم آئے حوشی سے

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام اللہ صلعم  
۲۰۰۰ ۲۰۷۵  
‡ حم سعده آیت ۱۱

6 Do not the unbelievers know, that the heavens and the earth were solid, and We clave the same in sunder, and made every living thing of water? Will they not therefore believe?—Soora Umbya, v 30

Then God set his mind to the creation of heaven, and it was smoke and He said unto it, and the earth, Come either obediently, or against your will They answered, We come, obedient to thy command—Soora H M Syda, v 11

6 ¶ And God said, Let there be firmament in the midst of the waters, and let it divide the waters from the waters.

## NOTES

V 6 The Hebrew word *ruqee* occurring in this verse has been \* vaii-  
\* Arabic 1811,—skin

Urdu 1842

Rom Cha 1855

Ditto—1860

Persian 1848,—Atmosphere

English Vulgate 1848

English

Persian 1845,—Ruqee (i e heaven)

ously rendered by Translators, and the Arabic rendering is the worst of all, since it can by no means convey a just idea of its real meaning This word is also used, without any alteration in its pronunciation, in the Arabic language, and it stands for the first of

## تفسیر

۶ اس ورس میں حو ۱۸۱۱ (رفع)

عربی سنہ ۱۸۱۱ علد کالفظ ہے آسکا ترجمہ

اردو سنہ ۱۸۴۲ ع مختلف طرح سے

رومن کیپرکٹر ع ۱۸۵۵ ع صا مترحمیں لے کنا ہے

رومن کیپرکٹر ع ۱۸۶۰ ع حدمیں عربی ترجمہ

فارسی سنہ ۱۸۲۸ ع سب سے برا ہے کہ

انگریزی ولگت ع ۱۸۳۸ ع کس طرح اُس سے

عربی لفظ کی مراد حاصل نہیں ہوتی

فارسی سنہ ۱۸۳۵ ع رقع یہہ لفظ عربی کا

سندسہ عربی زبان میں بھی مستعمل ہے

اور اسکے معنی † آسمان یا پہلے آسمان کے

ہیں انگریزی ترجمہ اسکے بہت مزب

وہب ہے † نسب ہارصاحب کہتے ہیں

† رقیع کامیر السماء  
اور السماء الارلی قاموس  
‡ تفسیر دائلی حلد اول  
صفحتہ ۲



heavens in the Koran Its English translation is very near to the original "It is derived from a verb" says Bishop Horne, "which signifies to *spread abroad, expand, enlarge &c*" Upon the whole, this word does not imply a hard metallic substance, moreover it seems to be used in Hebrew in the sense conveyed by our Arabic word *sama*, which is applicable to an object having the quality of height, expansion, and atmospheric substance I have, upon these grounds, rendered the word in my Urdu Text by an expression of corresponding character signifying expansion

This verse points to the event of the creation of air, since the heat of light caused the production of mists in the waters which effected expansion between them, and thus separated waters from waters, in the same manner as a bubble is seen to be divided in its upper and lower waters by the air between them

کہ "یہ لفظ ایسی مصدر سے نکلا ہے جسکے معنی ہنس چاروں طرف پھیلنا اور کشادہ ہوجانا اور بتلا کرنا " بہر حال اس لفظ سے حواہ بحواہ سحب مادہ کے معنی حاصل نہیں ہوتے بلکہ حس طرح عربی میں سماء کے لفظ کا اطلاق ملدیدی اور وسعت اور حوہ برآتا ہے اسطرح اس عربی لفظ سے بھی وسعت اور بھلاؤ مراد ہے اور اسی لفظ سے منی نے اردو میں بھلاؤ اس کا ترجمہ کیا ہے \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلم  
۲۵۷۵

اس مقام سے ہوا کا پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے کسلائے ک، دور کی حرارت نے بادی میں تھاراف بددا کئے جسکے سدب وسعت پیدا ہوئی اور بادی بادیوں سے جدا ہو گئے حیسے بلبلہ منی ہوا بدد ہو کر بادی سے بادی جدا ہوحاتا ہے اور بدد میں وسعت بددا ہوحاتی ہے \*

## GENESIS

توریت مقدس

7. And God made the firmament, and divided the waters which *were* under the firmament from the waters which *were* above the firmament and it was so

(۱) וַיַּעַשׂ אֱלֹהִים אֶת-הַרְקִיעַ וַיַּבְדֵּל  
۷ اور سانا خدا نے بھلاؤ کو اور + بددا  
בֵּין הַמַּיִם אֲשֶׁר מִתַּחַת לַרְקִיעַ וּבֵין  
درمیاں نانکے حو تھا تھے بھلاؤ کے اور درمیاں  
הַמַּיִם אֲשֶׁר מֵעַל לַרְקִיעַ וַיְהִי כֵן :  
پانیکی حو تھا اُور + بھلاؤ کے اور ہوا ایسا ہی

+ امتال ۸ — ۲۸

8 And God called the firmament Heaven And the evening and the morning were the second day

(۲) וַיִּקְרָא אֱלֹהִים לַרְקִיעַ שָׁמַיִם  
۸ اور کہا خدا نے بھلاؤ کو آسمان  
וַיְהִי-עֶרֶב וַיְהִי-בֹקֶר יוֹם שֵׁנִי :  
اور تھی شام ا ر بھی صبح دس دوسرا

+ ربر ۱۲۸ — ۲

## NOTES

V 7 From the expression in the 7th verse—"that God made the firmament, and divided the waters under it from those above it," most of the Christian and Jewish doctors conclude the existence of waters above the heaven, and they have, to support this opinion, hazarded the speculation that the *clouds* are the waters above the firmament or heaven. It must be acknowledged that in some passages in the Scriptures the expression of the waters above the firmament is used to represent the clouds, but it is not necessary to take those words in this place as bearing such a meaning, for the existence of waters cannot be proved from this passage

The expression "the waters were divided from the waters" has been used merely with a view to intimate the expansion which had now taken place, that is, when the mists were produced in the waters, they were then in a state, like a bubble, to exhibit an expansion between them it does not however prove, that the waters above the expansion so caused remained in existence, and it is clearly seen from the ninth verse, that owing to the mists being produced these waters were absorbed or perished, for in it those waters are only spoken of which stood beneath the expansion and not those above it

The Holy Korian informs us that in the beginning the earth and the heaven

## تفسیر

۷ سانوں ورس منں حو بہہ کلام واقع ہوا ہے کہ خدا نے پھیلاؤ کو بندھا اور حو پانی پھیلاؤ کے اوپر تھی اور حو پانی پھیلاؤ کے نیچے تھے اُن منں فرق کنا اِس کلام سے اکثر علماء یہودی اور عیسائی بہہ نتیجہ سمجھتے ہنں کہ کتاب اقدس سے آسمان یا حو کے اوپر پانی کا موحود ہونا ثابت ہوتا ہے اسلئے اُنہوں نے آسمان پر کے پانیوں سے اِس منں کے پانی مراد لیئے ہنں بہہ باب تسلیم کر بی چاہئے کہ چندہ کا کتاب ہائے اقدس منں آسمان پر کے پانیوں سے اِس منں کے پانی مراد لیئے گئے ہنں مگر اِس حکم اسطرح بر مراد لئے کی کچھ ضرورت نہیں ہے کیونکہ اِس مقام سے آسمان کے اوپر پانیوں کا موحود رہنا پایا نہیں جانا \*

اِس مقام منں پانیوں کا پانیوں سے خدا ہونا صرف پھیلاؤ کے پیدا ہونے کے لئے دیا گیا گنا ہے یعنی حو پانی میں سمب پیدا ہونے بحارات کے بدلہ کی طرح وسعت پیدا ہوئی ہو پانیوں سے پانی خدا ہو گئے مگر بہہ باب کہ اُس پھیلاؤ کے اوپر کے پانی دستور موحود رہے کسی طرح کتاب اقدس سے پایا نہیں جانا بلکہ دوس ورس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہنں بحارات کے سمب اوپر کے پانی معدوم ہو گئے کیونکہ اُس ورس میں نیچے کے پانیوں کا خدا ہے اگر اوپر کے پانی موحود رہتے تو ضرور اُن کا بھی کہیں ذکر آنا \*

قرآن مجید سے پایا جاتا ہے کہ آسمان و زمین سب ایک کتہری میں بندھے ہوئے

were placed together in a mass, that the heaven was afterwards separated therefrom, that the heavens are a misty, and not a hard, substance This shows, that what has been so many ages after discovered by science, was implicitly told to us in revelation

V 8 The expansion above spoken of as produced between the waters, is explained in this verse to be the same with the firmament or heaven, which proves that the heaven is not tangible or bodily substance as it was imagined to be by the ancients, it is moreover the heaven which we understand by the word *atmosphere*, together with whatever is beyond its limits.

The works spoken of in this verse were finished on the second day It was shown in the fifth verse wherein God spoke of the first-day works, that at the first it was dark, and light had subsequently followed, again, that after light had disappeared, darkness returned, which thus made up the first day Now it is stated in this verse, that the evening and the morning were the second day, which leads to the conclusion that darkness and light performed their successive courses in the same manner on the second day as they did on the first day, that is, the darkness which had followed on the expiration of the first day, now disappeared, and was replaced by light which vanished likewise, and was again followed by darkness, thus it was that the second day ended

تھے بعدی سب اکٹھی تھے پھر آنکو کھول لیا آسمان صرف سحاراف ہنس کوئی سخت مادہ نہیں ہے یہہ بیان زیادہ تر آسمان کی حقیقت کو وضاحت سے ظاہر کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ حو اب صدہا سال پہلے ہی تحقیقات علمی نے ہمکو بتائی وہ کس طرح پہلی ہی سے وحی کی زبان سے نکل چکی تھی \*

۸ وہی پہلا حو ابی میں ہوا کے بعدا ہوئے سے ہوا تھا آسکو خدا تعالیٰ نے آسمان کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کوئی جبر محسوس نہیں ہے حدسا کہ اگلوں نے خیال کتا تھا بلکہ صرف وسعت کا حسکو ہم حو کہتے ہنس آسمان نام ہے \*

اس ورس میں حو کام بیان ہوئے وہ دوسری دن حتم ہوئے نائچونس ورس سے جہاں خدا نے پہلے دن کا ذکر کیا نہہ باب معلوم ہوئی تھی کہ پہلے اندھیرا تھا پھر اوجالا ہوا اور پھر اوجالا چلا گنا اور اندھیرا آیا کہ آسکے سب پہلے دن کا رات دن حتم ہوا اس ورس میں حو نہہ باب کہی کہ سی سام اور نئی صبح دوسرا دن اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کس طرح پہلے دن اندھیرے اور اوجالائے دورہ کتا تھا اس طرح اس دوسری دن کے اندھیری اور اوجالے نے دورہ کتا پہلے دن کے حتم ہوئے پھر حو اندھیرا آتا تھا وہ چلا گنا اور پھر اوجالا آتا اور وہ سی چلا گنا حسکے سب دن پورا ہو گنا اور اسی اندھیری اوجالے کو خدا نے دوسرا دن کہا یعنی اندھیرا دوسری دن کی رات تھی اور اوجالا دوسری دن کا دن \*

قل بیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قل بیدایش  
محمدرسول  
اللہ صلعم  
۲۰۷۵

قلل پیداش قلل پیداش

مسید علیہ مستند رسول

السلام الله صلعم

१०५०                      १०००

† ابوب ۲۶—۱۰

Λ—ΨΛ

دستور ۳۳-۷

0-90

9-1-58

4-134

۲۹—۸ امداد

٢٢—٥٨

۲ نامه یثرب ۳-۵

## GENESIS

9 And God said, Let the waters  
under the heaven be gathered together  
unto one place and let the dry *land* ap-  
pear and it was so

10 And God called the dry *land*  
Earth, and the gathering together of  
waters he called the Sea and God saw  
that *it was good*

11 And God said, Let the earth  
bring forth grass, the herb yielding seed,  
*and* the fruit-tree yielding fruit after his  
kind, whose seed *is* in itself, upon the  
earth and it was so

‡ نامہ عنبریاں ۶—۷

§ ۶-۴۴۴

تورنت مجلس

(ט) פ וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים יִקְוּ הַמַּיִם

9 اور کہا خدا نے تہر حارس + یابی بیٹے سے

מִתַּחַת הַשָּׁמַיִם אֶל־מָקוֹם אֶחָד וּתְרָאָה

آسمانوں کے سمحہ حگہہ ایک کی اور دیکھائی دے

היבשה ויהי-כן :

حسکی اور ہوا ایسا ہی

( י ) וַיִּקְרָא אֱלֹהִים לַיִּבְשָׁה אֶרֶץ

۱۰ اور کہا حدائے حسکی کو رمیں

וּלְמַקְוֵה הַיָּמִים קָרָא יָמִים וַיֵּרָא אֱלֹהִים

اور تہراو ناسی کو کہا سمندر اور دیکھا حد اے

כי-טוב :

کہ اچھا ہی

(יא) וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים תְּדַשָּׁא הָאָרֶץ

۱۱ اور کہا خدا نے یہوتاؤں کو ‡ دے

דָּשָׁא עֶשֶׁב מִזְרִיעַ זֶרַע עֵץ פְּרִי עֹשֶׂה פְּרִי

بھرتا و گھاس کے دیسے والے سمع کے درخت بھل کے دیسے والے بھل اسی

לְמִינֵנו אֲשֶׁר זָרְעוּ-בּוֹ עַל-הָאָרֶץ וַיְהִי-כֵן :

۸ قسم کے حکماء میں اُن میں ہو اُوپر زمیں کے اور ہوا اسماہی

## NOTES

V 9—10 It was said in the second verse, that the earth being without form and uninhabited, was scattered in detached and confused matter on the waters. Now it seems, that on account of the natural heat of light and the production of air, its confused particles became more congealed and united, and that by the command of God the waters now being collected together in one mass, the dry land appeared, which God called the *earth*, and the collection of water He called the *sea*.

gummi

۱۰۹ دوسری وز سے بہہ نام معلوم ہوئی تھی کہ رمس یانی میں نقرتور تھی اور کوئی صورت نہیں رکھتی تھی بسبب نور کی حرارت اور ہوا کی بیدائیس کے اجراء ارضیہ حو بانہی میں ملے ہوئے تھے ان میں رادہ بر سکتی آگئی بھی اب حدائے حکم دنا کہ بانہی ایک جگہ جمع ہو جاوے اور تمام اجراء ارضیہ مجتمع ہوکر حسکی طائر ہو چداچہ ایسا ہی ہوا اور حدائے حسکی کا نام رمس اور باندوں کے مجمع کا نام سمندر رکھا \*

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

## HOLY KORAN &amp; Prophetic Sayings

۱۲ ﴿ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا زُرْعًا  
اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور ڈالا ہم نے اُس پر بوجھ  
وادیوں میں وہاں سے کل سی مورون و جعلنا  
اور اڑگائی ہم نے اُس سے ہر چہر اندازہ کی اور بنادی  
لکم وہاں معاش و من لستم لہ نزارعین  
تم کو اُس سے روزیاں اور حنکو تم نہیں روزی دیئے

12 We have also spread forth the earth, and throned thereon stable mountains, and we have caused every kind of vegetable to spring forth in the same, according to a determinate weight and we have provided therein necessities of life for you, and for him whom ye do not sustain—Soora Ilujur, v 19, 20

توریت مقدس

## GENESIS

( ۱۲ ) وَتَرَعَا الْاَرْضَ دُشَا عِشْب مِزْرِع  
اور نکالا زمین سے پھوٹا گھاس کے دسے والے  
زُرْعَ لَمِينَهُو وِعِزْ عِشْب-فَرِي اَشْر  
بیج انہی قسم کے اور درخت لائے والے پھل کے حنکا بیج  
زُرْع-فَرِي لَمِينَهُو نَرَا اَلْاِلهِمْ كَي-مُوب :  
اُس میں ہی انہی قسم کا اور دیکھا خدا نے کہ ہی اچھا

12 And the earth brought forth grass and herb yielding seed after his kind and the tree yielding fruit, whose seed was in itself, after his kind and God saw that it was good

## NOTES

V 12 After God had formed the earth, He commanded it to bring forth out of itself, grass, herbs, and fruit-trees with their seeds in themselves, that thus in future all those vegetables and plants might come forth and grow up in conformity to the law of nature, and that mankind might use and enjoy their productions

## تفسیر

۱۲ زمین کے بنانے کے بعد خدا تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اپنے میں سے ہر قسم کی گھاس اور ساگ اور پھل دار درخت نکالے اور ان کے بیج بھی انہیں میں ہوں جسکے سب آئندہ کو وہ تمام روئندگیان دینا میں بیج کے فائدہ کے موافق پھیلتی رہیں اور انسان کی نسل اُسکی نسل سے فائدہ اُٹھاتی رہے \*

## GENESIS

13 And the evening and the morning were the third day

توریت مقدس

( ۱۳ ) וַיְהִי-עֶרְבַּי וַיְהִי-בֹקֶר יוֹם שְׁלִישִׁי :  
اور بھی سام اور تھی صبح دس تیسرا

## NOTES

V 13 The works spoken of in this verse and the foregoing ones were com-

## تفسیر

۱۳ یہ کام تیسری دس ختم ہوئی اور حسب طرح پہلے اور دوسرے دن اندھیری

قبل پندائیش قبل پندائیش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام الله صلعم  
۲۰۰۰ ۲۰۷۵  
﴿ سورة حجر آیت  
۱۹ و ۲۰

مک پیدائش مک پیدائش  
مسبح علیہ مسبح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۳۵۷۵ ۳۰۰۰

pleted on the third day, which performed its course in the same manner as the two first days had done

اور احوالے نے اندا مدرتی دورہ کنا تھا اسی طرح اِس دن بھی اُس نے اپنا دورہ پورا کیا \*

توریت مقدس

GENESIS

(۱۴) ف ینامر اَلْاَهِیْمَ یَہِیْ مَآرَتِ  
۱۴ اور کہا خداے ہوں حکمدار † نہج بھیلاو  
بَرَکِیْعَ הַשָּׁמַיִם לַהַבְדִּילָהּ בֵּין הַיּוֹם וּבֵין  
اسمانوں کے † بدلنے کو درمیاں دن کے اور درمیاں رات  
הַלַּיְלָה וְהָיוּ لְאֹתָתָם וּלְמוֹעֲדֵיהֶם  
کے اور ہوں سنانوں کو اور عیدونکو اور دنونکو اور  
וְשָׁנִים :  
ہسرنکو

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings

۱۴ || هُوَ الَّذِي جَعَلَ السَّمْسَ ضَاءً وَالْقَمَرَ  
وہی ہی حسنے بنایا سورج کو روسنی اور خاند کو  
نورا و مدرہ منارل لتعلموا عدد السدس  
اورالا اور تہرائیں اُسکو منرکیں تاکہ دہکانو گنی ہسون  
والحساب  
کی اور حساب  
† وجعلنا الليل والنهار اوتی فمکونا  
اور کیا ہمے رات اور دنکو دو ساں دہر متایا ہمے  
انت الليل وجعلنا ادب النهار منصورة  
ساں رات کا اور کیا ہمے ساں دن کا دنکھے کو کہ  
لتدفعوا فصلا من رنکم ولتعلموا عدد السدس  
تلاس کرو صل ایے ہورردگار کا اور حانو گنتی ہسون  
والحساب  
کی اور حساب

\* ونسئلونک عن الالهة فل هي  
اور نوحہتے ہیں تھہسی تے ساند کے نکلنے کو کہ  
مواہیب للناس

ہتہ رمت تہرے ہس واسلے آدمیوں کے

† وجعل الليل سکنا والسّمس والقمر حسدا  
اور بناکی رات آرام اور سورج اور خاند حساب  
والک تقدس العرعر العلیم و هو الادی  
ہتہ اندارہ رکھا ہے ترے دانا ے اور اُسی ے  
جعل لکم النجوم لتہتدوا بہا فی ظلمات الدر  
نادیئی تمکو تاری تاکہ راہ ناو اُسے اندھیرومنس جنگل اور  
والنکر ود مصلنا الاناب لقوم علموں  
دریا کے ہمے کھول کر متائیں ستایاں اُن لوگونکو حوحاتے ہس

14 It is God who hath ordained the sun to shine by day, and the moon for a light by night, and hath appoint-

14 And God said, Let there be lights in the firmament of the heaven to divide the day from the night, and let

ed her stations, that ye might know the number of years, and the computation of time —Soora Yonoos, v 5

We have ordained the night and day for two signs of our power afterwards we blot out the sign of the night, and we cause the sign of the day to shine forth that ye may endeavour to obtain plenty from your Lord by doing your business therein, and that ye may know the number of years, and the computation of time —Soora Bani Isael, v 12

They will ask thee concerning the phases of the moon Answer, They are times appointed unto men —Soora Bakr, v 189

He hath ordained the night for the rest, and the sun and the moon for the computing of time This is the disposition of the mighty, the wise God It is he who hath ordained the stars for you, that ye may be directed thereby in the darkness of the land and of the sea —We have clearly shown forth our signs unto people, who understand —Soora Anam, v 96, 97

them be for signs, and for seasons, and for days, and years

تقلید پیدائش  
مستند علیہ  
مستند رسول  
اللہ صلع  
۲۵۷۵  
۲۰۰۰

## NOTES

V 11 This verse, with the following ones, treats of the formation by God, of the sun, moon, and stars, of their appointment to their respective offices, and of the completion of the system of planets, which confined henceforth the succession of day and night to the law of nature

تفسیر

۱۴ اس ورس میں اور اسکے بعد کے  
ورسوں میں سورج اور چاند اور ستاریں بنائے  
اور انکواراف دن کی حکومت سر مقرر کر دیا  
اور نظام شمسی کے اراستہ ہو جائیگا دکر  
ہے جسکے سبب رات اور دن کا ہونا بدلتا  
کے فوائد کا باعث ہو گیا \*

قبل پیدائش  
قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
مسلم  
الک صلم  
۳۵۷۵  
۳۰۰۰

## GENESIS

15 And let them be for lights in the firmament of the heaven to give light upon the earth and it was so

توریت مقدس

(۱۵) וַיְהִי לְמִאֲוֶרֶת בְּרִיקָעַ הַשָּׁמַיִם

۱۵ اور ہوں چمکدار بیچ نہیلو آسمانوں کے اوجھالا

لְהָאִיר עַל-הָאָרֶץ וַיְהִי כֵן :

بہرہ بھائے کو اُور زمین کے اور ہوا اسہی

## NOTES

V 15 There are likewise in these verses, some words worthy of debate as to their significations One of them is the Hebrew word *mo-oris* used for the sun, moon, and stars individually Some Translators have rendered it *lights*, and hence there have been persons who have,

English } lights  
Vulgate 1848  
Arabic 1811

Urdu } stars  
Persian

on the ground of this erroneous translation of the word, raised the objection, that it is misnomer to call the moon a body full of light, when it is really in itself a dark body, and receives its light from the sun Some have replied to this question by saying that, though the moon is, in point of fact, not a luminous body *per se*, yet, since it *seems so to us*, it was, on this account, so represented by God, in order to come within the scope of our imperfect understanding But this suggestion is not correct, for even the original word does not imply a luminary or a body full of light, but, on the contrary, a *lighted* body So the sun, moon, and all the planets, and stars may be called lighted bodies, and the effulgence shed by them may therefore be either their own natural property, or it may be a reflected light from other celestial bodies

## تفسیر

۱۵ چند لفظ ان ورسوں میں قابل

بحث ہیں اول لفظ *מִאֲוֶרֶת* (مارب) کا یہ لفظ سورج اور ستاروں سے بھی بولا گیا ہے اور چاند پر بھی بولا گیا

انگریزی ترجمہ }  
انگریزی ونگٹ }  
سنہ ۱۸۳۸ء }  
اردو و فارسی ترجمہ نیز  
عربی سنہ ۱۸۱۱ء انوار کے سب لوگوں نے

بہہ اعتدال سے بیس کیا ہے کہ چاند بالذات روشنی نہیں ہے بلکہ آفتاب کی روشنی سے چمکتا ہے پھر کیونکر خدا نے چاند کو بھی خلاف واقع کہا کہ آسمان میں روشندانہ نائیں بعض لوگوں نے اسکا بہہ حوالہ دنا کہ گو چاند بالذات روشنی نہیں ہے مگر اس سب سے کہ ہم کو وہ روشنی دکھائی دتا ہے اُس پر روشنی کا اطلاق کیا گیا ہے مگر بہہ حوالہ ٹھیک نہیں کیونکہ دراصل عذری لفظ کے ترجمہ میں غلطی ہے عذری کا لفظ ہی روشنی کے معنی نہیں دیتا بلکہ دورانی جسم کے معنی دیتا ہے جسکو عری ہی منور کہتے ہیں بس تمام ستارے اور چاند سورج منور ہیں حوالہ اُنکی دورا بیس حوالہ اُنکی داب میں ہو حوالہ دوسری سب سے وہ منور ہوئی ہوں \*



مطابقت قرآن معید اور حدیث سے	توریت مقدس	قبل پیدائش	قبل پیدائش
HOLY KORAN & Prophetic Sayings	GENESIS	مسیح علیہ السلام	مسیح علیہ السلام
۱۶ † تبارک الذی جعل فی السماء سراجا بڑی برک ہے اُسکی جسے نائے آسمان میں سورج و جعل فیہا سراجا و قمرا مندرا اور رکھا اُسے چراغ اور چاند ارحالا کرے والا ‡ ہوا الذی جعل الشمس صباء والقمر نورا وہی ہے جسے بنا سراج کو چمک اور چاند کو ارحالا * وجعل القمر منہیں نورا و جعل الشمس اور کنا چاند اُسے ارحالا اور رکھا سورج چراغ سراجا دوس	(۱۶) וַיַּעַשׂ אֱלֹהִים אֶת-שְׁנֵי הַמָּאֹרֹת ۱۶ اور بنایا † حدائے دو چمکداروں הַגְּדֹלִים אֶת-הַמָּאֹר הַגָּדֹל לַיּוֹמָם بڑوں کو چمکدار بڑا واسطے سرداری הַקָּטָן לַלַּיְלָה וְאֶת-הַמָּאֹר הַקָּטָן دس کے اور چمکدار ‡ چھوٹا واسطے سرداری הַלַּיְלָה וְאֶת-הַקּוֹכָבִים : رات کے اور ستاروں کو	† رنور ۱۳۶—۹۷۸ ۱۳۸—۵۳ (انگریزی ترجمہ) حکومت کرنیکو دس کو ‡ رنور ۸—۳    ایوب ۳۸—۷ † سورہ فرقان آیت ۶۱ ‡ سورہ یونس آیت ۵ * سورہ نوح آیت ۱۶ ‡ سورہ نبا آیت ۱۳    سورہ ملک آیت ۵	† رنور ۱۳۶—۹۷۸ ۱۳۸—۵۳ (انگریزی ترجمہ) حکومت کرنیکو دس کو ‡ رنور ۸—۳    ایوب ۳۸—۷ † سورہ فرقان آیت ۶۱ ‡ سورہ یونس آیت ۵ * سورہ نوح آیت ۱۶ ‡ سورہ نبا آیت ۱۳    سورہ ملک آیت ۵
۱۶ Blessed be He who hath placed the signs in the heavens, and hath placed therein a lamp by day and the moon which shineth by night—Soora Foot- kan, v 61 It is He who hath ordained the sun to shine, and the moon for a light— Soora Yonoos, v 5 He hath placed the moon in the hea- vens for a light, and hath appointed the sun for a taper—Soora Noah, v 16 We have placed in the heaven a burn- ing lamp—Soora Nubaa, v 13 We have adorned the lowest heaven with lamps—Soora Mulk, v 5	16 And God made two great lights; the greater light * to rule the day, and the lesser light to rule the night he made stars also	* Heb for the rule of the day	

## NOTES.

## تفسیر

V 16 It is said in this verse,  
that God made two great lights, i. e. the

۱۶ اس ورس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے  
دو بڑی مندور چدریں بنائیں بعدی چاند

قبل پیدائش      قبل پیدائش  
مسیح علیہ      مسیح علیہ  
اللہ صلعم      اللہ صلعم  
۲۵۷۵      ۲۰۰۰

† تفسیرِ قانلی حد ۱  
صفحہ ۳

sun and the moon Some persons have objected to the expression on the ground that, as the moon is smaller than many other celestial bodies, it is a misapplication of words to call that luminary a great light

With reference to this objection Dr Wells, Bishops Patrick and Stackhouse say thus —“The moon, though, certainly, an opaque or dark body and less than most of the planets, may be not improperly called a great body since, on account of its nearness, it communicates more light, and is of more use and benefit to us than all the planets put together ” It does not however appear from the language of the Scriptures in this passage, that God has designated the moon to be a large body, when especially in this very verse it is represented to be a *lesser* body

Here God speaks only of those heavenly bodies, which He desired to make the rulers of our day and night, accordingly it is said that He made the greater of the two, the ruler of the day, and the lesser that of night The fact of their being both called large bodies in the beginning of the verse, is due merely to the common usage observed in the original language, in which it was not uncommon to include two words however different from one another, in the same form of expression Thus, for instance, the Hebrews speak of the east and west jointly—as *the easts* or *the wests* Hence, on taking into consideration the peculiarity of expression in the original language, it can never be admitted that God has pro-

اور سورج اسپر لوگوں نے بہہ اعتراض کیا کہ چاند نہ سست اور ستاروں کے برابر نہیں ہے بلکہ اور بہت سے ستاری اس سے بڑی ہیں پھر حدائے چاند بڑی ہو بیکیا کیونکر اطلاق کیا \*

† ڈاکٹر ولبر صاحب اور بس پٹرک صاحب اور سینک ہوس صاحب نے یہہ حوالہ دیا ہے کہ، “چاند کو اگرچہ وہ نالاشعہ تاریک جسم اور نہ سست بہت سے سیاروں کے وہ ایک چھوٹا جسم ہے اگر بڑی روشنی کہیں تو نا مناسب نہیں ہے کیونکہ زمین کے قریب ہونے کے سبب چاند نہ سست دنگر ستاروں کے ہمکو زیادہ روشنی پہونچاتا ہے اور زیادہ میص رساں اور کار آمدنی ہے \*

مگر درحقیقت کتابِ امدس کے طرر کلام سے یہہ نہیں پایا جاتا کہ حدائے چاند کو اور سیاروں سے برابر بنایا ہے خصوصاً اسی صورت میں حدکہ اسی ورس میں اسپر چھوٹی ہونے کا بھی اطلاق کیا گیا ہے اصل مطلب یہہ ہے کہ یہاں سے حدائے کو اُن کو اک کا بنا منظور ہے حدکو رات دن سر آئے حکومت بحسی ہے اسلئے اسمقام بر فرمانا کہ دو منور چنرں بنائیں اُن میں سے جو بڑی ہے اُسکو دن سر حکومت دی اور جو چھوٹی ہے اُسکو رات سر حکومت دی شروع درس میں جو دونوں بڑی ہونے کا اطلاق ہوا ہے وہ ایک محاورہ بناں کی صاف ہے کیونکہ اکثر یہہ ہونا ہے کہ جب دو چنروں کا ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں تو دونوں کو اک ہی

nounced those planets to be the greatest lights.

حکم میں شامل کر لیتے ہیں گو وہ آسمان میں کیسے ہی مختلف ہوں جیسے مسنون اور معروف دونوں پر تعلیماً مشرفین یا معرین کا اطلاق ہوتا ہے پس اس طرز کلام سے چاند کا اور ستاروں سے بڑا ہونا مانا نہیں جاتا \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
محمود رسول  
اللہ صلع  
۲۵۷۵

### GENESIS

تورب معدس

17 And God set them in the firmament of the heaven to give light upon the earth,

(۱۷) וַיִּתֵּן אֱלֹהִים בְּרָקִיעַ

۱۷ اور کہا اُنکو حدائے سمع بھلاو آسمان کے

הַשָּׁמַיִם לְהָאִיר עַל-הָאָרֶץ.

اور حالاً بھلائے کے لئے اُوپر رمس کے

18 And to rule over the day and over the night, and to divide the light from the darkness and God saw that *it was* good

(۱۸) וְלִמְשֹׁל בַּיּוֹם וּבַלַּיְלָה וּלְהַבְדִּיל

۱۸ اور † سرداری کے لئے دن میں اور رات میں

בֵּין הָאֵוֶר וּבֵין הַחֹשֶׁךְ וַיֵּרָא אֱלֹהִים

اور بدلا کر دن کے لئے درمیاں نور کے اور درمیاں اندھیری کے اور

בֵּי-טוֹב :

دن کا حدائے کہ ہی اچھا

19 And the evening and the morning were the fourth day

(۱۹) וַיְהִי-עֶרֶב וַיְהִי-בֹקֶר יוֹם רְבִיעִי :

۱۹ اور تھی سام اور تھی صبح دن چوتھا

† برص ۳۱ — ۳۵

### NOTES

تفسیر

V 17-19 It is proved from the foregoing verse, that God was now pleased to confine the courses of light and darkness to the sun, moon, and stars after He had created them, that whatever functions He had hitherto been pleased to perform by his own supernatural power, those functions his wisdom now required to be restricted or regulated by a certain appointed process of working, i.e. what we call, the law of na-

۱۷—۱۹ اُنھاروں ورس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاند اور ستاری اور سورج بددا کرنے کے بعد اندھیری اور احوالیکا دورہ اُن سے متعلق کیا اور حوکام پہلے وہ صرف ابتدی قدرت کاملہ سے کرتا تھا اب اُسے بمقتضائے ادبی حکمت کاملہ کے اُسکو نیچر کے قوانین کا باندہ کیا اسی لئے نہ رات اور نہ دن جسکا اِس ورس میں ذکر ہے اُسی نیچر کی ہاندہی سے ہوا

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ \* معتمد رسول  
اللہ صلعم السلام  
۳۵۷۵ ۳۰۰۰

ture Accordingly the day spoken of in this verse, originated under this law, i e it was brought about by the motion of the earth which had already been formed, the night rolled on, and the day followed it These were the ordinary day and night, each twelve hours long

In this verse God has been pleased repeatedly to speak of the creation of the sun, moon, and stars, of their appointment in the universe to give light Bishop Patrick thus comments on the subject "By repeating this subject so often, Moses intended to fix in the people's minds this notion that though the heavenly bodies be very glorious, yet they are creatures made by God, and set or appointed by his order to give us light, and therefore He alone is to be worshipped, not they"

† تعبد ذاتی حاکم  
صعۃ ۳

یعنی زمیں کی حرکت سے جو ابھی بددا ہو چکی ہے رات گئی اور دن آیا اور یہ رات دن بھی معمولی دن تھا یعنی بارہ گھنٹہ کی رات اور بارہ گھنٹہ کا دن \*

اں ورسموں میں کئی دفعہ خدا نے سورج اور چاند اور ستاروں کا پیدا کرنا اور آئنا آسمان میں روشنی کے لیئے رکھنا بیان فرمایا اسکی ہمدست سبباً بزرگ صاحب † لکھتے ہیں کہ اس مضمون کو مکرر بیان کرنے سے لوگوں کے دلوں میں اسدات کا حما دنیا مقصود ہے کہ گو آسمانی احرام کدسی ہیں شاں دار ہیں لیکن آنکو بھی خدا ہی نے بنانا ہے جسے اور مخلوق کو اور اپنی ترتیب اور انتظام سے ہمکو روشنی دینے کے واسطے آنکو مقرر کیا اسلیئے آسنکی پرستش کرنی چاہئے نہ ان احرام پوزانی کی \*

## GENESIS

توریت معدی

20 And God said, Let the waters bring forth abundantly the \* moving creature that hath † life, and ‡ fowl that may fly above the earth in the \* open firmament of heaven

\* oi creeping

† Heb Soul

‡ Heb let fowlly

\* face of the firmament of heaven

† (ترجمہ انگریزی) درد

حر اوزی

‡ (ترجمہ انگریزی) بیچ

کھولی ہوئے وسعت آسمان کے

|| باب ۶ - ۲۰

۱۴ - ۷

۱۹ - ۸

دور ۱۰۴ - ۲۱

21 And God created great whales, and every living creature that moveth, which the waters brought forth abundantly, after their kind, and every wing-

(د) וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים יִשְׂרָצוּ הַמַּיִם שָׂרָץ

۲۰ اور کہا خدا نے کھلاڑی مائی کھلاڑے والی

נֶפֶשׁ חַיָּה וְעוֹף יְעוֹפָה עַל-הָאָרֶץ

حاش حیاتی کے اور † اوزے والی اور ‡ زمین † پر اوز

عَل-פְּנֵי רָקִיעַ הַשָּׁמַיִם:

مہدہ پہلا آسمانوں کے

(د۱) וַיִּבְרָא אֱלֹהִים אֶת-הַתְּנִינִם

۲۱ اور بنانا کتا || خدا نے مکھلوں

הַגְּדֹלִים וְאֶת כָּל-נֶפֶשׁ הַחַיָּה הַרְמִשֶׁת

یری کر اور ہر حیاتی حاش والی حلے والی کر

ed fowl after his kind and God saw that it was good

۲۲. اَیִשֶׁר יִשְׂרָאוֹל הַיָּמִים לְמִינֵהֶם וְאֵת כָּל־עוֹף  
חֲסִידוֹ כָּל־בְּרִיתָא תְּהָא דָּאִי נִי אֲנִי قִסְמוֹן کَر اَوَر هَر پَرَنَد  
کَنֶפֶף לְמִינֵהוּ וַיֵּרָא אֱלֹהִים כִּי־טוֹב :

قیل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قیل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صعلم  
۲۰۷۵

22 And God blessed them, saying, Be fruitful, and multiply, and fill the waters in the seas, and let fowl multiply in the earth

نار و آلی کی قسمن کو اور دیکھا خدا نے کہ ہوا اچھا  
( ۲۲ ) وַיִּבְרַךְ אֹתָם אֱלֹהִים לֵאמֹר פְּרוּ  
۲۲ اور برکت دی انکو خدا نے کہتے کہ || بھلو  
وּרְבוּ וּמִלְאוּ אֶת־הַיָּמִים בַּיָּמִים וְהָעוֹף  
اور بڑھو اور بھرو ناسکو دریا میں اور برکت  
יִרְבַּךְ אֲרָץ :

|| باب ۸ — ۱۷

23 And the evening and the morning were the fifth day

( ۲۳ ) וַיְהִי־עֶרֶב וַיְהִי־בֹקֶר יוֹם־חַמִּישִׁי:  
۲۳ اور بھی سام اور تھی صبح دس ناسترواں

## NOTES

V 20—22. In these verses God is pleased to speak about birds of the air, and fish of the sea. The Hebrew word *tuneenum* in these verses has been the subject of much argument as to its proper signification, it also occurs in \* Exo VII 9, 10, 12 other passages of Scripture in the sense of a *serpent*, but has been rendered as *dragon* or *alligator*, in this place, by all the Translators. "It signifies" says Dr Wells, "all the largest kinds of fishes." Some have used it in the sense of *whale*, a very large animal of the sea, and they add, that it is applicable to all those sea-animals whose blood is warm, and who suckle their young ones. In fact it cannot be doubted, that this word implies a large species of sea-animals, as used in this passage.

## تفسیر

۲۰. لعابت ۲۲. ان ورسونمن اللہ تعالیٰ  
۲۰ تمام دریاؤں اور سڑک حادوروں کا پیدا  
ہونا بیان فرماتا ہے ان ورسوں میں *תנינים*  
(تندیم) کا لفظ آتا ہے جسکے معدوں پر  
بھٹ کی گئی ہے یہ لفظ اور جگہ بھی  
کتاب اودس میں آتا ہے وہاں اس کے +  
معنی ارڈھی کے ہیں مگر تمام مترجموں  
نے اس مقام پر اس لفظ کا ترجمہ دریاؤں پر  
حادورا مگر سمجھ کیا ہے ڈاکٹر ولس صاحب  
کہتے ہیں کہ اس سے تمام قسموں کی  
سڑی سمجھداں سڑک ہیں بعض لوگ خدا  
کرتے ہیں کہ سڑک اس لفظ سے وہل  
سڑک ہو جو سمندر کا بہت بڑا حادور ہے  
بلکہ یہ اصطلاح ان تمام دریاؤں حادوروں  
کی لئے لی جاسکتی ہے جیسا کہ  
گرم ہوتا ہے اور جو اپنے بچوں کو دودھ والا  
تھے ہیں بھر حال اس میں کچھ سک

+ خروج ۷-۹ و ۱۲

تہیں ہوسکتا کہ یہاں اس لفظ سے دریا کی  
نہی حانور مراد ہیں \*

۲۳ یہہ بانچوان دن حو اس ورس  
میں مذکور ہے یہہ نہی وہی دن ہے  
حو سورج کی روشنی اور رات کی گردش  
سے فوادیں نیچر کی سادگی سے ہوا تھا \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۲۰۰۰ ۲۰۵۵

V 23 This verse treats of the  
fourth day which took its course under  
the law of nature, viz through the mo-  
tion of the earth and the light of the  
sun

### GENESIS

24 And God said, Let the earth bring  
forth the living creature after his kind,  
cattle, and creeping thing, and beast of  
the earth after his kind and it was so

25 And God made the beast of the  
earth after his kind, and cattle after  
then kind and every thing that creepeth  
upon the earth after his kind and God  
saw that it was good

تورات مقدس

(بر) פ וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים תוֹצֵא  
۲۴ اور کہا خداے نکالی زمین حتیٰ حال  
הָאָרֶץ נֶפֶשׁ חַיָּה לְמִינָהּ בְּחֵמָה וְרֶמֶשׂ  
والی اُنکی قسموں کو حوائی اور رنکے والی  
וְחַיְתוֹ אֶרֶץ לְמִינָהּ יְהִי־כֵן :

اور حانور رات کے اُنکی قسموں کو بھر ہوا ایسا ہی  
(בה) וַיַּעַשׂ אֱלֹהִים אֶת־חַיֹּת הָאָרֶץ  
۲۵ اور بنایا خداے حانوروں رات کو  
لְמִינָהּ וְאֶת־הַבְּהֵמָה לְמִינָהּ וְאֶת־  
اُنکی قسموں کو چوہوں کو اُنکی قسموں کو اور سب  
בְּלֶרֶמֶשׂ הָאֲדָמָה לְמִינָהּ וַיִּרְא אֱלֹהִים  
رست کے حلی والوں کو اُنکی قسموں کو اور دیکھا خداے  
בְּרָאָה :

کہ ہی اچھا

### NOTES

V 21—25 These verses contain an  
account of the creation of beasts of the  
forest, and there is nothing in them  
besides, that needs to be explained

تفسیر

۲۴ و ۲۵ ان ورسوں میں تمام صحرائی  
حیوانات کے پیدا ہونا حو رست پر چلنے  
ہیں بیان ہوا ہے اور کوئی لفظ ان ورسوں  
میں ایسا نہیں ہے جس پر کچھ سمجھ  
کی جاوے \*

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے	توریت مقدس	قبل پیدائش مسیح علیہ السلام
HOLY KORAN & Prophetical Sayings.	GENESIS	۲۰۰۰ ۲۵۷۵
۲۶ + وادفال ربك للملائكة انبي حاعل اور جب کہا سرے پروردگار نے فرشتوں کو معہ فی الارض خلعه مدانا ہے زمین میں ایک ناب	(۶) ویامر الہیوم: نغشا آدم ۲۶ اور کہا خدا نے بناوین ہم + آدم کو انبی پرچھائیں بذلمنو کدموتنو ویرو بدغت الہم سے مانند اپنے سننے کے اور + غالب ہومتھلنوں درنا دراور وبعوف השמים وببھما وببذل-ہارز پرورد آسمانوں پر اور چوٹوں پر اور ساری زمین پر وبذل-ہرمش ہرمش علی-ہارز: اور سب رنگتے والوں پر جو رنگتے ہیں زمین پر	۱ سورۃ بقرہ آیت ۳۰ + باب ۵ — ۱ ۶ — ۹ دور ۱۰۰ — ۳ واعط ۷ — ۲۹ اعمال ۱۷ — ۲۰، ۲۸، ۲۹ ۱ نامہ کارنہیاں ۱۱ — ۷ ایسیں ۲ — ۲۲ کلاساں ۳ — ۱۰ معنوب ۳ — ۹ + باب ۹ — ۲ دور ۸ — ۶
26 When thy Lord said unto the angels, I am going to place a substitute on the earth — Soora Bakr, v 30	26 And God said, Let us make man in our image, after our likeness and let them have dominion over the fish of the sea, and over the fowl of the air, and and over the cattle, and over all the earth, and over every creeping thing that creepeth upon the earth	

## NOTES

## تفسیر

V 26 The original Hebrew words which compose this verse, and which are worthy of particular attention, may be rendered thus God commanded or and we make man It has already been shown, that Christians, Jews, and Mohamedans all agree in accepting this dogma, that wherever in the Scripture Cosmogony the expression "God commanded or said" is used, it is always to be interpreted "God wished" Hence the precise meaning of the verse is, that God wished to make man

English Translators have thus rendered the expression above alluded to God said, Let us make man This mode of translating the expression conveys

۲۶ نغشا آدم (نغشا آدم) اس  
ورس کے بہہ الفاظ ہیں کہ خدا نے کہا یا  
حکم دیا کہ ہم بناوین آدم کو بہہ ناب اور  
میان ہوچکی کہ علماء یہود اور علماء  
مسیحی اور ہم مسلمان بالاتفاق اسباب کے  
فایل ہیں کہ کتاب مدائن میں جہاں  
کہیں بہہ لفظ آنا ہے کہ خدا نے حکم دیا  
آس سے بہہ مراد ہے کہ خدا نے چاہا  
نہ اس اس جگہ یہی اس لفظ سے یہی  
مراد ہے کہ خدا نے آدم کا مدانا چاہا \*

انگریزی مترجموں نے اس ورس کے  
شروع کا ترجمہ اس طرح کرکنا ہے "اور خدا  
نے کہا مدائے دو ہمیں آدمی" یہہ طرز

قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلع  
۳۵۷۵

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰

an idea of conference or consultation among a number of individuals touching a certain matter settled and determined by mutual consent Consequently, because the English Translators have rendered the expression in a manner calculated evidently to show that God took some other being besides Himself into consultation on the subject of the creation of man, Christian divines have been led to deduce therefrom the supposition of a plurality of persons in the Godhead, or in other words, the doctrine of the Trinity

“This is the language of God,” says Epiphaneus, “to his Only begotten Son as all the faithful believe, and again he adds that “Adam was formed by the hands of the Father, the Son, and the Holy Ghost”

“It is the language of Saint Barnabas, one of the Apostolical fathers,” says Archbishop Wake, “and for this cause the Lord was content to suffer for our souls, although He be the Lord of the whole earth, to whom God said, before the foundation of the world, ‘Let us make man &c’”

“Saint Chrysostom” says Bishop Wilson, “concludes some observations in the following eloquent terms Who was He, to whom God said, Let us make man? Who else but He, the Angel of the Great Council, the Counsellor, the Mighty one, the Prince of peace, the Father of future age, the Only begotten Son of God, the Equal to his Father in es-

ترحمہ انسی ہے جسکے کئی شخص ہوں وہ سب ملکر انک کام کرنا چاہیں اور آپس میں کہیں کہ ہم کو بہ کام کرے دو اس طرح کلام کو موح اردو کے محاورہ کے اس طرح پر کہنا چاہیئے اور خدا نے کہا آؤ ہم بناویں آدمی کو حب انگریزی مترجموں نے اس طرح سرا سکا ترجمہ کیا جس سے انسان کے پیدا کرنے پر خدا کا مشورہ کرنا اور ملکر کام کرنا نکلتا تھا تب علماء عیسائی نے کہا کہ اس طرح کلام سے الہیت منی جمعیت و حود و یکی یا ئی حاتی ہے \*

انہی فیلیس صاحب نے کہا کہ خدا نے بہ کلام صرف اپنے پیدا کیئے ہوئے سے کیا ہے جیسیکہ تمام اماندار یعنی عیسائی یقین کرتے ہیں اور پھر بہ باب کہی کہ آدم باب اور سے اور روح قدس کے ہاتھ سے بنا \*

آرچ بشپ دیک صاحب کہتے ہیں کہ سنت نارناس کا کلام جو متقدمین حواریوں میں سے ہے بہ کہ اسلیئے خداوند (یعنی صرف مسیح علیہ السلام) ہماری جانبوں کے لئے ادا آتھا ہے پر راضی ہوئی اگرچہ وہ تمام دنیا کے مالک تھے اور جسے خدا نے اعار دیا کے پیستہ بہ کہا کہ بنائے دو ہمیں آدمی \*

نصب ولس صاحب کہتے ہیں کہ سنت کرنا سستم صاحب نے اسی کلام پر آگے اے والی فصیح باتوں میں چند کیعینیں بطور مدحہ کے لکھی ہیں کہ کون بہا وہ جس سے خدا نے کہا آؤ ہم انسان کو بنائیں کون اور ہو سکتا ہے سواء آسکے جو مزی کو دسل کا فرشتہ برا صلاح کار — اور



sence, by whom all things were made?  
To Him it was said, let us make man "

It is clear on consideration, that the translation of the expression in question as rendered by the Christian Translators, does not, by any means, coincide with the original Hebrew. The expression is made up of these four words in the original, viz—*Eumur* (commanded or said), *Elohim* (God), *Nasark* (make or we make), the fourth corresponds with *man*. The united sense of these words would be God commanded or said, we make man, and while it has been above illustrated that the word *commanded* or *said* wherever used with respect to God, is always to be understood to signify *wished*, the real sense of the expression would be thus elucidated *God wished, we make man*. It is now to be observed that the words of the original Hebrew can no way be rendered to express the union or consultation of God in the expression under discussion, with any one else, in the creation or formation of man, especially when we see God claiming so often to himself the honor of this work, saying, that "He will give the honor of it to no other, but himself "

The original word *nasark*, a plural verb, remains now to be taken in

نوا فوی مطلق اور شاہرادہ امن بدر زمانہ  
آئندہ کا یعنی پیدا کیا ہوا بنتا خدا کا ہے  
اور حوا صلیب میں اپنے ناب کی برابر  
ہے کہ حصے تمام چہروں کو پیدا کیا آسی  
ہی سے یہہ کہا گنا تھا کہ بنائے دو ہمیں  
آدمی \*

مگر حوا عور کنا حارے تو یہہ ترجمہ  
حوا انگریزی مترجموں نے اختیار کیا ہے  
وہ کسی طرح عدوی لفظوں سے نہیں نکلتا  
اس مقام سر عدوی کے صرف چار لفظ ہیں  
ایک *וְנָסַרְנוּ* (وہو مر) جسکا ترجمہ ہے (اور  
حکم کنا) اور اگر بطور حاصل مطلب ترجمہ  
کیا حارے تو اسکا ترجمہ نہہ ہے (اور کہا)  
دوسرا لفظ ہے *אֱלֹהִים* (الوہم) جس کے  
معنی خدا کے ہیں تیسرا لفظ ہے *נִשְׂאָרָה*  
(نعمہ) جسکے معنی ہیں بناؤں یا بناؤں  
ہم چوتھا لفظ *אָדָם* (آدم) کا ہے جس  
تحت لفظی ترجمہ اسکا یہہ ہوا کہ  
(اور حکم کنا خدا نے بناؤں ہم آدم کو)  
تمام کتاب پندایش میں جہاں پہلا لفظ  
آنا ہے اس سے یہہ مراد لی گئی ہے  
کہ خدا نے چاہا اس تقدیر پر ترجمہ ان  
الفاظ کا نہہ ہوتا ہے کہ (اور چاہا خدا نے  
بناؤں ہم آدم کو) جس ان عدوی لفظوں  
سے کسی طرح یہہ بات نہیں نکلتی کہ  
آدم کے بنائے ہر خدا نے کسی سے مسورہ  
کنا ہو یا خدا کے ساتھ کسی سے ملکر آدم کو  
بنانا ہو خصوصاً اس صورت میں کہ اسنے  
نارہا اسکام کو اپنے ہی اوپر موقوف رکھا  
ہے نہہ کہتے ہوئی کہ میں نہ دوں گا عرب  
اسکام کی کسکو \*

نوامی رہا لفظ *נִשְׂאָרָה* (نعمہ) کا جو  
صدعہ جمع متکلم کا ہے اسکا استعمال ہو

قبل پندایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پندایش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۵۷۵

قبل پیدائش      قبل پیدائش  
مسیح علیہ      مسیح علیہ  
اللہ صلعم      اللہ صلعم  
۲۵۷۵      ۲۰۰۰

† پیدائش باب ۱—۲۶

consideration According to the usage of almost every language, any one of exalted dignity speaks of himself as plural, and the verb which is used in describing his actions is likewise in the plural called the pluralis majestaticus, or plural of majesty God has here related several magnificent things, with a view to illustrate the superiority of man's honor and dignity over all other creatures Thus, as He has said, that we have made man in our image, and have conferred on him authority and power over all the beasts of the field, and all other created things in the world In like manner, God in speaking of himself, has made use of such expressions, to denote his Holy name and Divine attributes, as were, in the time of Moses, most suitable and becoming to the glorious dignity and exalted supremacy of a most mighty monarch, in order that by showing himself to be such an incomparably powerful and wonderful Creator of man He might add to the splendour of man's special esteem and veneration in his eyes This practice of speaking of one's self in the plural number has ever been, and is daily, seen prevailing in all countries, and more especially in the East, and in such cases it is that the party alluded to is but one person, sole and individual, and not more than one Hence the adoption of this mode of speech by the Divine Being ought not certainly to lead us to conclude or even to conceive the idea of a plurality of persons in the Godhead, more especially when we find him frequently declaring in his

مزا شخص اپنے لئے کرتا ہے خدا تعالیٰ نے انسان کی عرب اور آسکی قدر اور آسکا مرتبہ حنادیکو بہت سے مصامیں یہاں مرمای ہیں جیسے آسکو اندی + صورت سر دانا اور تمام حیوانات سر آسکو سرداری دنا اسطرح اپنے آب کو بھی اسے لفظ سے بتانا ہے جس لفظ کا استعمال آس زمانہ کے محاورہ کے مراموں حد تک حصص موسیٰ کو وحی دی گئی انک نری دی افتدرا اور عظم الساں بادساہ کو رہا تھا ناکہ اپنے تئیں انسان کا ایسا عظم الساں ہندا کنندہ طاہر کر کر رناده براساں کی عظم اور سرام اور دیگر مخلوقات پر حدکا ہندا ہوتا ابھی دنا ہو چکا ہے ثابت کرے اسطرح کا استعمال بہت دفعہ انسان بھی اپنے سر کیا کرتے ہں مگر کدھی کسکو ایسی منکلم کے وجودوں کی جمعیت کا خیال بھی نہیں گذرنا چہ حائیکہ آس واحد حقیقی کے اسطرح پر کلام کرنے سے آسپر وجود وکی جمعیت کا گمان گذری جسے بارہا بتانا کہ من اکتلا اور برالا ہوں میرا شریک دوسرا کوئی نہیں \*

Holy Word, that He is one in himself, without any sharer in his person or his works

—Adam) It is to be asked, whether the Adam spoken of in this verse is identical with the Adam alluded to in the 7th verse of the 2nd Chapter of Genesis This is a question that may excite much surprise and bewilderment, and possibly some people may not hesitate a moment to convict me as guilty as Galileo was unjustly held to be, when he first suggested the idea of the Earth's motion However, being a staunch follower of Scripture I am, under its guidance, obliged to confess that this Adam was distinct from that Adam, who is spoken of in the 7th verse of the 2nd Chapter of Genesis Moreover, it is unknown how many more Adam may have existed between the two here alluded to, nor yet how many successive generations of animals and vegetables may have also had their existence within that interval God has thus said to his Prophet in the Soora-Kauf, verse 109, advising him how to represent Himself to the people "If the sea were ink to write the words of my Lord, verily the sea would fail before the words of my Lord would fail, although We added another sea like unto it as a farther supply" It has been a dogma of our religion that the words of God are to be understood as comprehending as well the creatures of God In this view of the matter it will then be seen that, on the authority of the above quotation from the Holy Word of God, there is no limit either fixed by God himself or to be impudently assigned

تبار پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰  
تبار پیدائش  
محمد رسول  
اللہ صلع  
۲۵۷۵

۵۸ (آدم) یہاں یہ سوال ہے کہ یہہ  
آدم جسکو خدا نے پیدا کیا وہی آدم ہے  
جسکا ذکر دوسری باب کے ساتویں ورس  
میں ہے یا یہہ اور کوئی آدم تھا یہہ سوال  
اسا ہے کہ لوگ اس کے حواف کو دیکھ  
کر تعجب کریں گے اور کچھ دور نہیں کہ  
اسکو ایک نئی باب سمجھ کر سمجھو یہی  
اسطرح محرم تھراوس جس طرح کلیلیو  
کو مدین کی حرک بر محرم تھرا یا تھا  
مگر میں محدود ہوں کیونکہ کتاب اقدس  
حسپر میں مصبوط اعتقاد رکھتا ہوں یہی  
ہدایت کرتے ہے کہ یہہ آدم اور تھا اور وہ  
آدم ہمارا باب جسکا ذکر دوسری باب کے  
ساتویں ورس میں ہے اور تھا اور معلوم  
نہیں کہ ان کے درمیان میں اور کئی آدم  
گزر گئے اور کئی سستیں حیوانات اور نباتات  
کی اس درمیان میں ہو گئیں اللہ تعالیٰ  
سورہ کہف میں اپنے بندہ کو فرماتا ہے  
کہ تو کہہ دے کہ اگر  
سورہ کہف آنت  
۹۰۱  
فل لوکان الذکر مداد  
لکلم زنی لعد  
الذکر فل ان تعد  
کلم زنی ولو حننا  
مقلہ مداد  
گو و سا ہی دوسرا  
سمندر آسکی مدد کو یہی لی اوس اور  
ہمارے ہاں یہہ باب تھر چکی ہے کہ کلمات  
اللہ خدا کی مخلوقات کو کہتے ہیں بس  
اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا  
کی مخلوقات نے حدود عد ہے \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلیم  
۲۵۷۵

by man to the times of Creation or to the varieties of His creatures

It is to be observed that it is said in the present verse, that God intended to form this Adam, and, in the 27th verse, that He now did what He had before desired to do, ۱ e created this Adam, and that He did not create him alone, but also provided him with a fellow creature of an opposite sex, ۱ e made them male and female, again, He ordered them to inhabit and \* re- \* Gen I 28 plenish the earth, to rule over all the created things of the earth, and permitted them to eat † Gen I 29 of all kinds of † vegetables and fruits and all that He wished was done, on which having seen † Gen I 31 † every thing that He had formed, God approved of all \* Gen II 1 \* as well done After all this was accomplished, the inspired Writer has afterwards said, as a concluding remark, that the heaven and the earth were formed with all the hosts of them Thus it is decidedly shown, that all that God had resolved to do, was now done, and nothing remained to be done

I now proceed to the consideration of the 7th verse of the 2nd Chap of Genesis in which the creation by God of that Adam is spoken of, who is our common father and from whom all mankind have descended It is here stated, that there had hitherto been no grass and herbs to be seen on the earth, while it is evident that before the appearance of the former Adam on the

دیکھو اس ورس میں خدا نے اس آدم کا بنانا چاہا اور ستائیسویں ورس سے طاہر ہے کہ اسکو پیدا کر دیا اور اسکو اکیلا نہیں بنایا بلکہ برومادہ حوئی کا حوڑا بنایا پھر انکو حکم دے دیا کہ زمین † کو معمور کرو اور بھلو اور بڑھو اور تمام حیوانات برسر داری کرو اور جمع اقسام کے † نباتات کے پھل کھا دیکھو انکو احار دے دی اور پھر ایسا ہی ہو گیا اور خدا نے § سب پر حو آسنے بنایا تھا نظر کی اور دیکھا کہ سب اچھا ہے اس سب کچھ ہو چکنے کے بعد † مقدس مروج فرماتا ہے کہ آسمان اور زمین اور اس کی ساری آبادی تیار ہو گئی اس سے صاف ثابت ہے کہ پہلے کارخانہ حو خدا نے بنانا تھا وہ سب بورا ہو چکا تھا کوئی باب آسمیں ہوئی نامی نہیں رہی تھی \*

اب غور کرو کہ دوسری باب کے ساتویں ورس میں ہماری باب آدم کے بنانے کا ذکر ہے وہاں مذکور ہے کہ اب تک یعنی ہماری باب آدم کے بنانا ہوئے تک || میدان کے سب نباتات زمین سر بہ تھے اور میدان کی سب گھاس نہ اوگی تھی اور اس پہلے آدم کے بنانا ہوئے سے پہلے تمام † نباتات اوگ چکی تھی \* پہلے آدم کو سب نباتات کے پھل کھا دیکھو احار دے دی تھی اور اس

|| باب ۲ — ۵

† بنائیس ۱ — ۱۱

\* بنائیس ۱ — ۴۹

earth, vegetables of all kinds had  
 † Gen. I 11. † grown up. The  
 † Gen. I. 29 former Adam had  
 † permission from his Divine Maker to  
 eat of all kinds of vegetables and fruits,  
 while the latter Adam, our parent, was  
 \* Gen II 17. not \* permitted to  
 eat indiscriminately of the fruits of all  
 trees or vegetables.

The former Adam was formed by God  
 † Gen I 27. with a † fellow-  
 creature to himself, while the latter  
 Adam being formed alone was placed in  
 the † garden of Eden, and was af-  
 † Gen II 18, 22 terwards united to  
 be man and wife with Eve who was  
 produced from his own rib

Again, the former Adam had  
 permission to eat only \* of the fruits  
 \* Gen I 29 of trees, and not  
 the flesh of animals, whereas, on the  
 contrary, the latter Adam seems to have  
 been allowed the privilege of subsisting  
 † Gen VII 2, 3 on † animal food,  
 as well as on the products of the earth

The birds and beasts of the time of  
 the former Adam were all to feed whol-  
 † Gen I 30 ly on the † herbs  
 of the field, while those of the time of  
 the latter or our parent Adam are not  
 all seen to live upon herbs only

Let it be considered, that it is ob-  
 vious from the 31d verse, of the 2nd  
 Chap of Genesis, that God had finished  
 all those of his works which He was  
 pleased to undertake for the time of the  
 former Adam, and from the 5th verse  
 of the same Chapter, that He afterwards  
 set out with the works of the creation of  
 the latter Adam, our father It is,

ہماری باپ آدم کو سب درختوں کے پہل  
 کھانسی † احار نہ تھی \*

قبل بیدائش قبل بیدائش  
 مسیح علیہ متھد رسول  
 السلام اللہ صلع  
 ۳۵۷۵ ۳۰۰۰  
 † بیدائش ۲ — ۱۷

† بیدائش باب ۱ — ۲۷ آس آدم کو خدا نے حوڑا بنایا † اور اس  
 آدم کو اکلا بغیر حوڑی کے بنا کر باغ عدن  
 † بیدائش ۲ — ۲۲، ۱۸ † میں رکھا اور پھر آس کی نسلی سے  
 آسکا حوڑا پیدا کیا \*

‡ بیدائش ۱ — ۲۹ پہلے آدم کو صرف درختوں کا ‡ پہل  
 کھانسی احار تھی حوڑا کے کھانسی  
 احار نہ تھی اور معلوم ہوتا ہے کہ دوسری  
 ‡ بیدائش ۷ — ۳، ۲ آدم || کو حوڑا کھانسی احار تھی \*

† بیدائش ۱ — ۳۰ آکلے رمادہ کے † بریدی اور چریدی  
 سب درختوں کی پتی کھاتے تھے حالانکہ  
 ہماری رمادہ کے بریدی اور دریدی درختوں  
 کی پتی نہیں کھاتے \*

دیکھو خدا نے آس پہلے آدم کے بنائے  
 کو اور حو کچھ سامان آسکو دیا تھا آسکے  
 بنان کو دوسرے باب کے تیسرے ورس نو  
 باکل سورا کرتا ہے اور پھر باسچویں ورس  
 سے ارسوبو ہمارے باب آدم کے پیدا کرنے  
 کا ذکر کرتا ہے بس صاف ظاہر ہے کہ وہ  
 خدا مکمل اسے رمن پر اور اسی آسمان  
 کے تلے تھے اور پھر خدا مکمل اسے

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۵۷۵

therefore, to be safely concluded that the creation of the time of the former Adam, was distinct and altogether different from that of the latter Adam, though it existed on the same earth and under the same heaven with the other, or the present one, and we do not know how many more creations may have taken their courses previously thereto, or how many more are likely to follow

Now where are those geologists and philosophers, who having discovered certain remains and bones of animals of the most distant time, have ventured to attack the veracity of Scripture in respect to its account of the creation. They sadly neglected to learn the lesson that Scripture itself informs us of the fact of the existence of many creations before the time of our parent Adam. Having discovered only twenty nine distinct creations of animals and vegetables, separated from one another by great catastrophes, they have thereby presumed to call in question the truth of Scripture. If they were to discover as many more thousands or millions of creations, the mighty word of God would still stand unshaken and firm in its position, though, from the weakness and imperfection of our understanding and reason, we may have been unable to comprehend it in its true light

The Hebrew word *salim* occurring in this verse, has been translated *image* by all the Translators of the Bible. Its real meaning is *shadow*. The other original word *doomoos* used in the same verse signifies likeness. I therefore

زمیں پر اور اسی آسمان کے تلے ہے اور نہیں معلوم اور کتنی بستیاں مخلوقات کی اسی رمیں بر اور اسی آسمان کے تلے گذر گئیں اور گذر تی حاوس گی \*

اف کہاں ہیں وہ خود بسند فلاں اور کہاں ہیں وہ خدا لوح جس کو چند حیوانوں کی برائی ہڈیاں پاکر کتاب مقدس برحملہ کرتے ہیں اور بہہ بہنہ جانتے کہ خود کتاب مقدس ہم کو ہدایت کرتی ہے کہ اس رمیں پر ہمارے باپ آدم سے پیستربہت سی بستیاں گذر چکی ہیں ان لوگوں نے تو انہی آنتیس ہی قسم کی حیوانی اور نباتی پیدائشیں پائیں ہیں جو انک دوسرے سے نسب و افعال احقر کے علاحدہ ہو گئی ہیں اور آنتی ہی برکت اب اس پر حملہ کر دیکو طیار ہو گئی ہیں اگر وہ لوگ آنتیس کی جگہ آنتیس ہزار آنتیس لاکھ باروں تک یہی کتاب مقدس ایسی جگہ صبح اور سچی ہے گو اس کے معنی سمجھنے میں ہم نے ابھی کم روز عقل کے سدھ کیسی ہی غلطی کی ہو \*

(ابھی سرچھائیں سے مانند ابھی شکل کے) (صلم) کا لفظ جو اس ورس میں آتا ہے اسکا ترجمہ سب مترجموں نے صورت کیا ہے اس کے معنی صورت کے بھی آئے ہیں مگر اصلی معنی اس کے سایہ کے ہیں

suggest the former of these expressions may be rendered in its primary sense

جسکو برجھائیں کہتے ہیں اس ورس میں  
دوسرا لفظ דמוٹ کا آیا ہے جسکے  
معنے بھی شکل اور صورت کے ہیں اسلئے  
پہلی لفظ کے وہ معنے لینے چاہیئیں جو  
آسکے اصلی معنے ہیں \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پیدائش  
معمد رسول  
اللہ صلعم  
۲۵۷۵

The said word *Doomoos* has the syllable *ku* signifying *similar* prefixed to it in the original, and thus being joined with it, would make up *Kudoomoos*. This prefix of the word has been neglected by all the Translators, though its rendering with the rest would have led to an excellent meaning

It is to be remarked that according to the meanings suggested by me for the word above alluded to, the sense of the passage under consideration would be rendered thus God said or wished, we make man in our shadow similar to our own likeness. This form of expression clearly shows, that God is not to be regarded as an image consisting of eyes, face &c, like that of man, but that man being formed in the shadow of God, (and consequently of very little worth when compared to Him,) bears, in a very slight proportion, certain resemblance to Him in some of His attributes as mercy, knowledge, intellect, power of invention, justice &c

God was pleased to give superiority to man over all other creatures. Of this honor man has not to this day been deprived by God, notwithstanding that the Jews maintain the contrary, nay, moreover, every man may be said to possess in himself this distinction but, to our own great grief and woe, we have wandered far away from our true

دوسرا لفظ دموٹ کا جو اس  
ورس میں آیا ہے آسپر کاف تسدہہ کا بھی  
ہے جسکا ترجمہ سب مترجموں نے چھوڑ دیا  
ہے حالانکہ وہ حرف ایک برے عمدہ  
مطلب کی طرف اشارہ کرتا ہے \*

اب سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے  
فرمانا کہ ہم بناؤں آدم کو اپنے ساتھ سے  
مانند اپنی شکل کے اس طرح کلام سے  
صاف جانا جاتا ہے کہ اس سے یہہ مراد  
ہیں ہے کہ نہہ فد و فامت ہاتھ بناؤں  
آدیکہ ناک کان جو انسان کے ہیں اسے  
ہی خدا کی صورت ہے بلکہ انسان خدا  
کے سایہ سے بنا ہے اور آسکے مسانہ بنا ہے  
یعنی جو صفئیں خدا میں ہیں انہی کا  
برجھادوا اس میں ہے اور آسکی مسانہ  
صفئیں اس میں بھی ہیں جیسے علم اور  
رحیمی اور ربوبیت اور ایقان اور عدالت  
اور قدرت و غیرہ \*

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا کی تمام  
مخلوقات پر سرداری دی ہے نہہ منصب  
انسان کا انسان سے چھینا نہیں گنا حیسانکہ  
یہودی اعتقاد کرتے ہیں بلکہ ہر انسان  
میں موجود ہے مگر خود ہم اپنی اعلیت  
کو بھول گئے ہیں اور جس جبر کے لئے ہم  
بنے ہیں وہ چتر ہم سے چھوڑ دی ہے اگر ہم

خود اپنے مددگار کے لایں نہیں تو ہم  
وہی ہیں جو ہمیں \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلع اللہ صلع  
۳۵۷۵ ۳۰۰۰

source of honor and happiness, and have  
perversely and wantonly neglected the  
rule which we were bound to follow  
However, if we still were in this our  
sinful and misguided condition, to do  
things worthy of the dignity and es-  
sence of our lofty nature, we may again  
become entitled to the distinctive posi-  
tion in which we were primarily placed  
by God, and may thus once more raise  
ourselves to what we were in reality  
designed to be

مطالعہ قرآن مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings

† سورة تين آیت ۳

۲۷ † لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم

ہم نے بنایا آدمی حوب سے حوب اندازہ پر

\* سورة موم آیت ۶۴

\* وصوركم فاحسن صوركم

|| ۱ کارنتھیاں ۱۱-۷

اور تمکو صورت بنائی پھر اچھی بنائی صورتیں تمہاری

† مسکوٰۃ کتاب الاداب

† عیسیٰ ہربرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ

باب السلام

امو ہربرۃ نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ

§ پیدائش ۵ — ۲

علیہ وسلم خلق اللہ آدم علی صورتہ (و می

ملائی ۲ — ۱۵

علیہ وسلم نے پیدا کیا اللہ نے آدم کو ایسی صورت پر اور ایک

متی ۱۹ — ۴

روانہ علی صورتہ الرحمی)

مارک ۱۰ — ۶

ردایہ میں ہے کہ اُوپر صورت رحمی کے

27 Verily we created man of a most  
excellent fabric — Soora Teen, v 4

It is God who hath formed you, and  
made you form beautiful — Soora Mo-  
min, v 64

Abu Hoorara has related, the Prophet  
said that God had created Adam in his  
likeness, and according to another more  
distinct authority, after God's own  
image — Mishkat

توریت مقدس

GENESIS

( ۱۷ ) ویرا اَلہیم ، اَتہا ادم

۲۷ اور پیدا کیا خدا نے آدم کو ایسی

بצלّمو اَلہیم برا اَتہو زکر

پرچھائی سے || خدا کے سایہ سے پیدا کیا اُسکو پر

ونکہ برا اَتہم :

اور مادہ کی پیدا کیا اُسکو

27 So God created man in his own  
image, in the image of God created he  
him, male and female created he them

#### NOTES

V 27 Created them male and female,  
That is, the Adam spoken of in this

تفسیر

۲۷ (پیدا کیا اُسکو برومادہ) یعنی  
اِس انسان کو جسکا ذکر ان ورسوں میں



verse was created at the very beginning of his existence simultaneously with a female hence, contrary in this respect to the next Adam to whom reference is made in the subsequent verses, since, the latter was created alone by himself, and *afterwards* provided with a companion of the opposite sex brought out of his own rib.

ہے ساتھ کے ساتھ حورِ زکا حورِ زکا پیدا کیا  
برخلاف اُس انسان کے جسکا ذکر آگے آتا  
ہے کیونکہ اُسکو اول صرف اکیلا پیدا کیا تھا  
اُسکے بعد اُسکی پسلی سے اُسکا حورِ زکا بنایا  
\* ھ

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام اللہ صلعم  
۲۰۰۰ ۲۵۷۵

## GENESIS

## توریت مقدس

28 And God blessed them, and God said unto them, Be fruitful, and multiply, and replenish the earth, and subdue it and have dominion over the fish of the sea, & over the fowl of the air, and over every living thing that \* moveth upon the earth

(כח) ויברך אתם אלהים ויאמר  
۲۸ اور بركت دے اُنكو خدا نے اور کہا اُنكو  
لہم اَلٰهِيْمُ فَرُوْا وَرَبُّوْا اَرْضَ-الْاَرْضِ  
خداے † بھلو اور بڑھو اور بھرو زمین کو اور لو اُسكو  
وكنبشہ ورددو بدگتِ هِيْم وبعوہِ השמים  
اور غالب ہو مچھلیوں دونا پر اور پرند آسمانوں پر  
وَبَلِّ-חיה הרמשת על-הארץ :  
اور سب جانوروں پر جو چلنے والی ہیں زمین پر

\* Heb creepeth

† پیدائش ۹ — ۱, ۷  
اعمال ۲۶ — ۹  
دور ۱۲۷ — ۳  
۱۲۸ — ۳, ۳

29 And God said, Behold, I have given you every herb † bearing seed, which is upon the face of all the earth, and every tree, in which is the fruit of a tree yielding seed, to you it shall be for meat

(כט) ויאמר אלהים הנה נתתי לכם  
۲۹ اور کہا خداے خبردار میں نے دی تمکو تمہارے  
את-כל-עשב זרע זרע אשר על-פני  
کھیتی سب گھاس دسی والی بیج کی جو اُپر منہ  
כל-הארץ وאת-כל-העץ אשר-בו  
تمام زمین کے ہی اور سب درخت جسکی ساتھ ہے بھل  
פרי-עץ זרע זרע לכם יהיה לאכלה :  
درخت دسی والی بیج کا † تمہارے لئے ہو کھانسیکو

† Heb seedling seed

† پیدائش ۹ — ۳  
ایوب ۳۶ — ۳۱  
دور ۱۰۳ — ۱۵, ۱۴  
۱۳۶ — ۲۵  
۱۳۶ — ۷  
اعمال ۱۴ — ۱۷  
|| دور ۱۴۵ — ۱۶, ۱۵  
۱۴۷ — ۹  
ایوب ۳۸ — ۴۱

30 And to every beast of the earth, and to every fowl of the air, and to every thing that creepeth upon the earth, wherein there is † life, I have given every green herb for meat, and it was so

(ל) ולכל-חית הארץ ולכל-עוף  
۳۰ اور واسطے || سب جانوروں زمین کے اور واسطے  
השמים ולכל رמש על-הארץ אשר-  
سب † پرند آسمانوں کے اور واسطے تمام رنگینے والوں  
בו נפש חיה את-כל-ירק עשב לאכלה  
زمین پر کے جسکے ساتھ حیدي حای ہی سب ہتی  
ויחי بن :

† Heb a living soul

گھاس کی کھانسیکو اور ہوا اہساہی

توریت مقدس

GENESIS

(۱) ویرا اٰلہٖم اٰت-کلا-اشر

۳۱ اور دنکھا + حدائے س چیروں کو حسنی

عشا ودها-شوب ماہ ویدا-عرب ویدا

نایا تھا اور حانا کہ وہ اچھی ہیں بہت اور تھی شام

بکر یوم الحشی :

اور تھی صبح دس چھٹا

مطابقت قرآن معید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings

۳۱ اِن رَنکَم اللہ الٰہی حَلَقَ السَّمَوٰتِ

تمہارا پروردگار اللہ ہے حسنی نفاثی آسمان اور

والارض فی ستۃ اِیام

زمین چھ دن میں

فی اللہ الٰہی حَلَقَ السَّمَوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

اللہ ہے حسنی پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور

مندیما فی ستۃ اِیام

حوانکی بیستمیں ہے چھ دن میں

قُلْ یٰۤاٰیُّشَ قُلْ یٰۤاٰیُّشَ قُلْ یٰۤاٰیُّشَ

مسیح علیہ معبود رسول

السلام اللہ صعلم

۳۰۰۰ ۲۵۷۵

سورۃ اعراف آیت ۵۴

سورۃ یونس آیت ۲

سورۃ ہود آیت ۷

۲۳ — ۱۰۴ ربور

۱ تمودی ۴ — ۲

فی سورۃ سجدۃ آیت ۴

|| سورۃ ملک آیت ۳، ۴ ||

|| الٰہی حَلَقَ سَمَوٰتِ طَعَامًا مَّا تَرٰی

حسنی نفاثی سات آسمان درجۃ درجۃ کیا دیکھا

فی حَلَقَ الرَّحْمٰنِ مِّنْ تَعْرِفٍ مَّارِجِ النَّصْرِ

ہے بنائے رحمن میں کھچہ فرو بہر دوہرا کر نگاہ کر

ہل تری مں مطور ثم ارجح النصر کرتی

کہیں دنکھا ہے کھچہ حرائی بہر دوہرا کر نکاہ کر دو دربار

یَنْقَلِبُ النَّکِ النَّصْرِ حَاسِئًا وَهُوَ حَسْبُ

اوتی اوے تیرے ناس تیری نگاہ رد ہو کر تھک کر

31 Verily your Lord is God who hath created the heaven and the earth in six days —Soora Araf, v 54 , Soora Yonoos, v 2 , Soora Hood, v 7

31 And God saw every thing that he had made, and, behold, *it was* very good And the evening and the morning were the sixth day

It is God who hath created the heavens and the earth and whatever is between them, in six days —Soora Syda, v 4

It is God who hath created the seven heavens resting one above another, thou canst not see in a creature of the Most merciful any unfitness or disproportion Lift up thine eyes again to heaven, and look whether thou seest any flaw then take two other views, and thy sight shall return unto thee dull and fatigued —Soora Mulk, v 3, 4

## NOTES

V. 28—31. God now blessed the couple whom He had so created, telling them to multiply on the earth, and provided them with all the necessities of life, and having seen what He had already done, He gave his approval to it. The period here spoken of being the sixth day.

Learned Professors of Christianity have concluded upon the authority of the Hebrew Scriptures, that the Creation of the world took place only 4,004 years before the Christian era, which makes it now 5,866 years old. But they have had many difficulties to encounter in arriving at this result. For, recent discoveries and the progress of learning and science, have brought to our knowledge facts which prove the earth to have been more ancient than what the learned Divines decided it to be, that it has passed through various periods of animal and vegetable creations, and that light existed long before the Earth itself was called into being.

The zeal of the learned Professors has led them to the utmost of their power to defend the truth of the Scriptures from the attacks of science, and to this end various speculations have been put forward, in order to reconcile apparent discrepancies. Some have supposed the sun to have been formed on the very first day of creation, or even before it, and that on the fourth day it was only

## تفسیر

۲۸ لعایت ۳۱ اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے اُس حواریکو برکت دی کہ زمین پر بھلس اور بڑھیں اور سب کچھ اُنکے کھانسیکو بھی دیا اور حواریکچھ اُسے ندایا تھا اُسکو دیکھا کہ اچھا ہے اور یہہ چھٹا دن تھا \*

علماء مسیحی نے یہہ حدل کیا ہے کہ عبری کتاب مقدس کے روسے دنیا کی پیدائیس صرف چار ہزار چار برس پیسٹر سہ حصہ مسیح علیہ السلام کے ہوئی ہے جسکے بموجب اہ تک دنیا کی عمر صرف ۵۸۶۶ برسی ہوئی ہے مگر اِس حدال بر آئیکو سخت سخت مسکلیں در بندس آئیں کیونکہ زمانہ حال میں حو تحقیقات حالات زمین اور تحریرہ اشیاء موجودہ کے علم نے ترمیمی بکری اُسکی بہت سی دلدلوسے حیکو مسادہہ کھنا چاہئے ثابت ہو گیا کہ زمین اِس زمانہ سے بہت پہلے کی ندی ہوئی ہے اور اُسپر متعدد بستیں حیوانی و نباتی گذر چکی ہں اور یہہ کہ روشنی بہت پہلے سے تھی نہ دستم اُسکے حب سے کہ اُسکا ندنا ہونا حدال کیا گنا ہے \*

اِن مسکلوں کے حل کر دیکے لیئے اور کتاب اقدس کو اِن اعدرافات سے محفوظ رکھنے کے لیئے علماء عیسائی نے بہت سی کوسسں کیں بعضوں نے کہا کہ آفتاب پہلے ہی دن نا اُس سے بھی پہلے ندانا گنا تھا اور چوتھے روز صرف اُسکو دن کی حکومت پر مقرر کیا گنا تھا بعضوں نے چہہ دن کے کاموںکو چہہ زمانی فرار دیا ہے اور ساتوں

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۳۵۷۵

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰

قبل پیدائش  
محمد رسول  
اللہ صلی  
۳۵۷۵

appointed to light the earth or to rule the day Others have suggested that the six days of creation may have been six periods of long duration, and the seventh day to have been the ordinary Sabbath day However an attentive and careful consideration of the peculiar style of expression used in the Scriptures, must inevitably demonstrate the fact, that if we attempt to indulge in speculations not warranted by its plain and direct teaching, we shall simply be straying from the true text, and laying ourselves open to the charge of endeavouring to foist the language of the sacred Records to our own will and purpose, in order to make it harmonize with our own finite and imperfect notion of fitness and propriety, as regarded by the light of modern science But the sober and invincible truths of holy Writ need no fictitious support from the feeble judgment or crude opinions of zealous defenders, as the Poet has said —

The surpassing beauty and perfection of the object of our tender veneration and regard doth not stand in need of our imperfect love to make it still more perfect the face which is beautiful in itself, needs not the aid of trinkets and ornaments to make its beauty apparent

دن سنت کو وہی معمولی دن مگر جو  
طرز اور مدد کثاف اقدس کا ہے حب  
آسپر عور کی حاتی ہے تو صاف پانا حاتا  
ہے کہ اس طرح کی باتیں بیان کرنی حواہ  
نحوہ کثاف اقدس کو اپنی مرضی کے  
موافق ربر دستی سے کہنچنا ہے حالانکہ  
کثاف اقدس اپنے حگہ سچی ہے اور بالکل  
تحقیقات علمی کے مطابق ہے حسا کہ  
میں نے اوپر بیان کیا ہے اور کس طرح  
کثاف اقدس میں اس قسم کی تکلفات  
کی حاجت نہیں \*

امت

رعسو باسم ما حال نار مستعنی  
\* است

نہ اب ورنگ حال و حظ چہ حاجت  
روزی رندارا \*

## دوسرا باب CHAPTER II.

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ محمد رسول  
اللہ صلعم  
۳۰۰۰ ۳۵۷۵

۱ پہلا ست ہوا ۲ خلقت کی وضع کا بنیاں ۸ عدن میں ایک باغ کا لگایا  
حانا ۱۰ اُسکی نہروں کا بنیاں ۱۷ تک وند کے نہتاں کے درخت سے کھائے  
کا منع ہونا ۱۹ ۲۰ سب جانوروں کے نام رکھے جانے ۲۱ عورت کی پیدائش  
اور شادی کے دستور کے جاری کرنے کا بنیاں

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱ و ۲ † ان ربکم اللہ الذی خلق السموات  
می شک تمہارا پروردگار خدا ہی جسے بنائے آسمان  
والارض فی ستة ایام ثم استوی علی  
اور زمین چھ دن میں بھر ٹہرا عرش پر تدبیر کرتا  
العرش یدبر الامر مامس سعید الا من بعد  
کلم کی نہیں ہی کوئی سعارش کرنے والا مگر اُسکی  
ادبہ دالکم اللہ ربکم فاعبدوه اولا تدکرون  
احارت کے بعد وہ ہی اللہ پروردگار تمہارا بھر اُسکو  
پروحو کیا تم دھیاں نہیں کرتے

۳ † هذا یومم الذی فرض علیہم  
بہ دن ہی اہل کتاب کا حرمہر کیا اللہ نے اور  
نعمی یوم الجمعة فاحملوا فیہ مہدانا  
یعنی دن جمعہ کا بھر احلاف کیا انہوں نے اُسمن بھر  
اللہ والداس لدا فہ جمع الیہود عدا  
بتادنا ہمکو اللہ نے وہ دن اور آدمی یعنی اہل کتاب اُسمن  
والصاری بعد عی

ہمارے ہتھ ہن ہر دنا دن ہتھ اور عیسائی دودن ہتھ

1—2 Verily your Lord is God, who hath created the heavens and the earth in six days, and then ascended his throne, to take on himself the government of all things. There is no intercessor, but by his permission. This is God your Lord, therefore serve him. Will ye not consider?—Soora Yonoos, ۷, 3.

توریت مقدس

GENESIS.

(ا) † ویכלو השמים והארץ וכל  
س چکی آسمان اور زمین اور سب  
عناہ :  
لکس †  
(ب) ویכלو الہים بיום השביעי  
۲ † || اور حالی ہوا خدا دن ساتویں میں  
ملاکتو אשר عשה ویسبت بיום השביעי  
انے کام سے جسکو بنایا اور آرام کنا دن ساتویں میں  
مکل-ملاکتو אשר عשה :  
ہر انے کام سے جسکو بنایا

(ج) ویبرد الہים את-יום השביעי  
۳ اور برکت کی دی خدا نے دن ساتویں کو  
ویقدس اتو כי בו سבת مکل-ملاکتو  
اور ستھرا کنا اُسکو کیونکہ اُسمن آرام کنا ہر اسی کام سے  
اشر-برآ الہים לעשות :  
جسکو پیدا کنا خدا نے بنا کر

† سورة یونس ات ۳  
† چھتر روز خدا نے جنم  
کیا انے کام کو جسکو وہ  
کرچکا تھا اور اُسے آرام  
لیا ساتویں روز تمام انے  
کام سے جو اُسے پورا کر  
لیا تھا — ستھرا کنا  
† زبور ۳۳—۶  
|| خروج باب ۲۰—۱۱  
۱۷—۳۱  
اسدنا باب ۵—۱۲  
نامہ عبریاں باب ۲—۲

† مسکواہ باب الجمعة  
فی نعمنا باب ۹—۱۲  
اسعیاء باب ۵۸—۱۳

1 Thus the heavens and the earth were finished, and all the host of them

2 \* And on the seventh day God ended his work which he had made, and he rested on the seventh day from all his work which he had made

\* On the sixth day God ended his work which he had made. He rested on the seventh day from his work which he had made ——— Septuagint

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰ ۲۰۷۵

\* Heb Created to  
make

3 The Friday is the day which God had ordained as the Sabbath of those who possess the Scriptures But these, in time, differed as to its observance Afterwards God was pleased to reveal it to us, and our observance of it is followed by that of the Jews and Christians respectively, the former keeping it holy a day after, and the latter two days after we do —Mishkat

### GENESIS

4 These are the generations of the heavens and of the earth when they were created, in the day that the LORD God made the earth and the heavens,

† پیدائش ۱—۱۲  
دبر ۱۰—۲۱

5 And every plant of the field before it was in the earth, and every herb of the field before it grew for the LORD God had not caused it to rain upon the earth, and there was not a man to till the ground

† پیدائش ۱—۱۲  
دبر ۱۰—۱۲

§ ابر ۳۸—۴۷, ۲۸

|| سدائیس ۳—۲۳

\* Or, a mist which  
went up from &c

6 But \* there went up a mist from the earth, and watered the whole face of the ground

\* مسکراہ نام سدائیس

† پیدائش ۳—۴۳, ۱۹

دبر ۱۰—۱۲

واعظ ۱۲—۷

اشعیاء ۶۴—۸

۱ نامہ کرتھیاں ۱۵—۳۷

† ابر ۳۳—۴

اعمال ۱۷—۲۵

‡ پیدائش ۷—۲۲

اشعیاء ۲—۲۲

مطالعہ فراں معید اور حدیث سے

### HOLY KORAN & Prophetical Sayings

۷ \* ان اللہ خلق آدم من مصلۃ مصلھا

اللہ نے پیدا کیا آدم کو خاک کی مٹی سے جو لی

میں جمیع الارض

تھی تمام زمین سے

3 And God blessed the seventh day, and sanctified it because that in it he had rested from all his work which God \* created and made

توریت معص

(د) ف اٰلہ تولدوت השמים

۲ یہاں ہے جنم پترہ آسمانوں

وہا ارض بہہرام بיום عשות יהوہ

اور زمین کا جنم دناہوے سچے دن ساے حدائے

الہیہ ارض وسمیہ:

معنود کے رمیں اور آسمانوں کو

(ه) وکل شیہ השדה طرم יהوہ

۵ اور سب درخت ‡ جنم کے انک نہیں تھے

بارض وکل-عشب השדה طرم یضمہ

زمین میں اور سب گھاس جنگلی انک نہیں اوگتی تھے

کیلا المشر יהوہ الہیہ علی-ہارض

کیونکہ نہیں برساں ‡ تھا حدائے معنود کے اوپر زمین

وادم این לעبد اتہ-ہادمہ:

کے اور آدم نہیں تھا واسطے کماے || زمین کے

(و) وادر یعلہ من-ہارض وھشקה اتہ

۶ اور کھڑ چڑھتی تھے زمین سے اور تر کرتے تھے

کل-فنی ہادمہ:

تمام مہنہ زمین کو

توریت معص

### GENESIS

(ز) ویצר יהوہ الہیہ اتہ-ہادم

۷ اور بناائی حدائے معنود کے آدم کی ‡

عفر من-ہادمہ ویفہ بافیر نشمت

مٹی زمین سے اور بھرنے ‡ اُسکی ناک ‡ میں دم

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ محمد رسول  
السلام اللہ صلعہ  
۲۰۰۰ ۲۵۷۵

\* سورہ ص آیت ۷۱ و ۷۲  
+ ۱ نامہ گرتہاں ۱۵  
— ۲۳

\* اذ قال ربك للملائكة اني خالق  
حب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں کو میں  
سُوراً من طين فادا سويته و نعمت فده  
ہوں ایک آدمی مٹی سے بھر حب ٹھیک بنا چکوں اور  
من روحي فقعدوا له سعدين  
بھونکوں اُسے ابھی روح بھر گریز اُسکے لیئے سعده کرتے

‡ اذ قال ربك للملائكة اني خالق  
حب کہا تیرے پروردگار نے فرشتوں کو میں بناؤں  
من صلصال من حماء مسنون فادا سويته  
ایک آدمی مٹی گوندھی ہوئی سے بھر حب ٹھیک بنا  
و نعمت فده من روحي فقعدوا له سعدين  
چکوں اُسکو اور بھونکوں اُسے ابھی روح گریز واسطے  
اُسکے سعده کرے

في خلقه ندى و نعمت فده من  
بنا میں نے اُسکو اپنے ہاتھ سے اور پھونکی میں  
روحي  
نے اُسے انہی روح

۸ ‡ قال انوالقاسم اللحي و انومسلم  
کہا انوالقاسم تلخ کے دھنے والے نے اور انومسلم اصہاں  
الاصهائي هذه الحده في الارض و حمل  
کے دھنے والے نے کہ یہ ناع رمن میں ہی اور اللہ تعالیٰ  
الاهداط على الانتقال من بقعة الي بقعة  
نے جو انارے کا لفظ کہا ہی اُسکے معنی ایک جگہ سے  
کما في قوله تعالى اهبطوا مصرا  
دوسری جگہ حائے کے ہن حسا کہ دوسرے جگہ  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ اردو نہر میں

‡ وقال المعبر له (و هم من المسلمين)  
اور کہا معبر کیوں نے جو ایک فرقہ مسلمانوں میں کا ہی  
ادہاستان کان نارض ولسطن اودن فارس  
کہ وہ حنۃ ایک ناع تھا ولسطن کے ملک میں یادریاں  
و کرماں حلقہ اللہ تعالیٰ امتحاناً لانم  
فارس اور کرماں کے اُسکو بنا دیا اللہ تعالیٰ نے آدم کے ارمانیکو

(ح) وسمع يهوه الالهيم بن بعدن

۸ اور لگنا في حدائے معبود نے ناع عدس || میں  
مقدم وشم شمس ات-ہاادم אשר يضر :  
ہلے سے ‡ اور رکھا \* وہاں آدم کو جسے بنا دیا تھا

‡ تفسیر کبیر سورہ بقرہ  
آیت ۳۵  
في پیدائش ۱۳—۱۰  
اسعدا ۵۱—۳  
حرقیل ۲۸—۱۳  
یونیل ۲—۳  
|| بدادس ۳—۲۴  
‡ بدادس ۴—۱۶  
۲ سلاطین ۱۹—۱۲  
حرقیل ۲۷—۲۳  
\* پیدائش ۲—۱۵

‡ بیضادی سورہ بقرہ  
آیت ۳۵





8. Abu Kasim and Abu Mooslem have said, the Garden was situated on the earth, since "Get ye down" as said by God, implies, they say, a migration from a former place to another corresponding with the other instance where God commanded saying, "go down" — Tufseer Kabeer, Soora Bakr, v 35

Moutizlee, a Mohomedan sect, represent the paradise to have been a garden lying in Palestine, or between Faris and Chirman, and that it was formed by God to be an instrument in the trial of Adam — Beizawee Soora Bakr, v 35

9 Kazee Ayaz has related, that the Suddur-ool-moontiha, a tree of the utmost knowledge (or tree of the knowledge of good and evil) lay on the earth so called, because the knowledge of angels, he says, was confined to it — Mishkat

10. The Prophet said, the Sudur-ool-moontiha was shown to him, that under its root (i.e. where it lies) there ran four streams, two larger and two smaller, that on his asking Jibrael about them, he was told, the smaller ones belonged to the Garden, and the larger identified with the Euphrates, and the Nile — Bookharee

### GENESIS

11 The name of the first is Pison that is it which compasseth the whole land of Havilah, where there is gold,

12 And the gold of that land is good there is bdellium and the onyx stone.

8 And the LORD God planted a garden eastward in Eden, and there he put the man whom he had formed.

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مصیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰  
محمدرسول  
اللہ صلعم  
۳۰۷۵

9 And out of the ground made the LORD God to grow every tree that is pleasant to the sight and good for food, the tree of life also in the midst of the garden, and the tree of knowledge of good and evil

10 And a river went out of Eden to water the garden, and from thence it was parted and became into four heads

توریت مقدس

(یا) شם האחד פישון הוא הסובב

† مي ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ع ۱۱ نام پہلے کا تیسوں ہے † وہ نہر نحتی ہے  
نیل

את כל-ארץ החוילה אשר-שם הזהב

|| پیدائش ۲۵ — ۱۸ تمام || زمیں حویلہ کو جس حکمت ہے سونا

(وب) הזהב הארץ ההוא טוב שם

۱۲ اور سونا اُس زمیں کا اچھا ہے جہاں \* ہے

\* اعداد ۱۱ — ۷

הבדלה ואבן השهם :

† دی ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ع † مرقی اور نہر حواہرات کے  
نحاس

قتل پیدائش قتل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
۲۰۰۰ ۲۰۷۵

\* Heb *Cush*

¶ فی ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ع  
ملا الحسنہ

† (انگریزی ترجمہ)  
اتھوپیا

† Or, *eastward of Assyria*

‡ دابیال ۱۰ — ۲  
دحلہ

|| (انگریزی ترجمہ)  
طرف مشرق

†† فی ترجمہ سنہ ۱۸۱۱ع  
موصول

‡ Or, *Adam*  
\* پیدائش ۲ — ۸

13 And the name of the second river  
is Gihon the same is it that compass-  
eth the whole land of \* Ethiopia

14 And the name of the third river is  
Hiddekel that is it which goeth † to-  
ward the east of Assyria And the  
fourth river is Euphrates

15 And the LORD God took ‡ the  
man, and put him into the garden of  
Eden to dress it and to keep it

مطابقت دران متعید اور حدت سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings

‡ سورة نقر آیت ۳۵

۱۶ ‡ ولما بنا آدم اسكن است وروحک

اور ہم نے کہا ای آدم رہ تو اور تیری عورت  
الحنة وكلا منها رعدا حيث شئتما  
ناع میں اور کھا اُس میں معطوط ہو کر حس حکمت چاہو  
ولا تقربا هذه السمكة فتكونا من الظلمين  
اور اس مت بھت کر اس درخت کے پھر ہوگی ہم انہی نزدیک  
کرنے والوں میں سے

\*\* Heb *eating thou shalt eat*

‡ پیدائش ۲ — ۹  
|| پیدائش ۳ — ۱ و ۳

د ۱۱ و ۱۷

\* پیدائش ۳ — ۱۹ و ۳  
نامہ رومان ۶ — ۲۳

۱ نامہ کرنتھیاں ۱۵ — ۵۶  
يعقوب ۱ — ۱۵

۱ یوحنا ۵ — ۱۶

‡ (انگریزی ترجمہ)  
دسک

†† Heb *dying thou shalt die*

17 But of the tree of knowledge of  
good and evil, thou shalt not eat of it  
for in the day that thou eatest thereof  
†† thou shalt surely die

GENESIS

(ی) وسم-ہنہر השני גיחון הוא  
۱۳ اور نام نہر دوسری کا حیثوں رہ  
הסובב את כל-ארץ כוש :

بھونکتی ہے تمام زمین کی کوش † کو  
(د) وسم-ہنہر השלישי חדקל  
۱۴ اور نام نہر تیسری کا دکل ‡ ||  
ہوا ההלך קרמת-אשור והנהר הרביעי  
رہ حاتی ہے آگی || اشور کے †† اور نہر چوتھی  
ہوا פרת :

رہ نرات ہے  
(م) ויקח יהוה אלהים את-האדם  
۱۵ اور لیا خداے معبود لے آدم کو  
וינחהו בגן-עדן לעבדה ולשמרה :

اور رکھا \* اُسے ناع عدس میں اُسکی سنوا کو اور اُسکی باعدانی کو  
توریت مقدس  
GENESIS

(ن) ויצו יהוה אלהים על-האדם  
۱۶ اور سمجھا خداے معبود لے آدم کو  
לאמר מכל עץ-הגן אכל תאכל :  
کہہ کر کہ ہر درخت ناع سے کھا † کھا

16 And the LORD God commanded  
the man, saying, Of every tree of the  
garden \* \* thou mayest freely eat

توریت مقدس

(ی) ומעץ הדעת טוב ורע לא  
۱۷ اور ‡ درخت بھال مٹائی اور نرائی سے  
תאכל ממנו כי ביום אכלך ממנו מות  
مت || کھا اُس سے کہو کہک دسک دس کھائے تیری کے اُس

תמות :  
سے مرے سے ‡ مر گیا تو

18 And the Lord God said, *It is*  
not good that the man should be alone,  
I will make an help \* meet for him.

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

### HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۹ \* ۲۰ \* وعلم آدم الاسماء كلها ثم عرضهم  
اور سکھائے آدم کو نام سارے ہر وہ دکھائے درشتونکو  
على الملكة فقال ابليس باسماء هؤلاء  
کہا ہمارے مسکھو نام انکے اگر ہو تم سچے بولی تو سب  
انکتم صدقن قالوا سبحك لا علم لنا  
سے برا لا ہے ہم جانتے نہیں مگر جو تو نے ہم کو سکھایا  
الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم قال يا  
بے شک تو ہی ہے حابے والا اور یا نیکار کہا اے آدم  
آدم انكتم باسماءهم فلما انكتم باسماءهم  
بتادی انکو نام انکے ہر حب اُسے بتادی نام انکی کہا  
قال الم افل لكم انبي اعلم غيب السموات  
میں نے نہ کہا تھا تم کو مسکھو معلوم ہیں ہر وہ آسمان  
والارض واعلم ما تدرون وما نكنتم تكتفون  
اور زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرو اور جو چھپا ہے

۲۱ و ۲۲ و ۲۳ \* ذكر السدي عن ابن مسعود  
رواہ کی سدی نے ابن مسعود اور ابن عباس اور  
واس عباس و ناس من الصحابة ان الله  
بہت سے صحابوں سے کہ اللہ تعالیٰ نے حب رکھا آدم  
لما اسکی آدم الحکیمہ فقی فیہا وحده وما  
کو ناع میں تو رہا نہ وہ آسمان اکیلا اور نہیں تھا  
کل معہ میں ستائش نہ فالقی اللہ تعالیٰ  
اُسکے ساتھ کوئی جس سے دل لگے ہر ذاتی اللہ  
علیہ السلام ثم احد من اصلاعه من شقه الايسر  
تعالیٰ نے آدم کو بید پہر لی اُسکی سبیلوں میں سے  
وضع مکانہ لکھا وخلق حوا منها فلما  
بائیں طرف سے اور رکھا اُسکی جگہ گشت اور پیدا

( ١٨ ) وياמר יהوه اלהים لا-  
١٨ اور کہا خداے معبود نے نہیں ہے اچھا  
شوب היות האדם לבדו اعשה-לו  
ہو آدم کا اکیلا نہاں اُسکے لیئے مدگار  
عوز כנגדו :  
اُسکی مانند

توریت مقدس

### GENESIS.

( ١٩ ) وיצר יהوه اלהים من-  
١٩ اور ہانکا خداے معبود نے (میں سے  
האדמה כל-חיות השדה ואת כל  
ہر جانور جنگل کو اور ہر پرند آسمانوں کو  
عוף השמים ויבא אל האדם لראות  
اور لا \* ناس آدم کے دیکھنے کو کنا کہا ہے اُنکو  
מה-يقرأ-לו וכל אשר يقرأ-לו האדם  
اور جو کچھ کہے اُنکو آدم حیتی جاں والی کو  
נפש חיה הוא שמו :  
وہ ہو اُسکا نام

( ٢٠ ) ויקרא האדם שמות לכל-  
٢٠ اور کہا آدم نے نام ہو ایک حورانہ کے لیئے  
הבהמה ולעוף השמים ולכל חית  
اور پرند آسمانوں کے لیئے اور ہر جانور جنگل کے لیئے  
השדה ולאדם לא מצא عوز כנגדו :  
اور آدم نے نہ پایا مدد کار انبی مانند

( ٢١ ) ויפל יהوه اלהים  
٢١ اور اوتاری خداے معبود نے نسد +  
תרדמה על-האדם ویשן ויקח אחת  
اور آدم کے ہر وہ سوگنا اور لی ایک اُسکی سبیلوں  
מצלעתיו ویסגר בשר תחתנה :  
میں سے اور حور دنا گوشت اُسکے نسی

( ٢٢ ) ویבן יהوه اלהים את-הצלע  
٢٢ اور بنا خداے معبود نے نسلی کو  
אשר-לקח من-האדם לאשה ویבאה  
جو لی تھی آدم سے عورت اور لایا ! اُسکو ناس  
אל האדם :  
آدم کے

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ معبود رسول  
السلام اللہ صلع  
۲۰۰۰ ۲۵۷۵  
\* Heb as before  
him \*

+ پیدائش ۳ — ۱۲  
۱ نامہ کرتھیاں ۱۱ — ۹  
۱ نمرودی ۲ — ۱۳

\* سورہ بقرہ آیت ۳۱ و  
۳۲ و ۳۳  
+ سیدائش ۱ — ۲۰ و ۲۱  
§ ( انگریزی ترجمہ )  
بنانا

\* رومر ۸ — ۶  
پیدائش ۶ — ۲۰

+ تفسیر کبیر سورہ بقرہ  
آیت ۳۵  
+ پیدائش ۱۵ — ۱۲  
۱ سموتیک ۲۶ — ۱۲

\* امثال ۱۸ — ۲۲  
نامہ عبریاں ۱۳ — ۲

(د) ویامر האדם זאת הפעם  
۲۳ اور کہا آدم ے یہہ ھے اب هتي †  
عصم معصمي وبشر مبشري لזات  
ميري هتي ميں ے اور گوشت ميري گوشت ميں ے اسليئي  
يکرام اשה כי מאיש לקחה זאת :  
کهي حازے ناري کيونکه نر ے لي گئي † هي یہہ

استيقظه وحد عدد راسم امرأة فاعدة مسالها  
کيا حوا کو اُس ے بهر حب آدم حاکا نا ئي ايے سرهاے  
می ادم قالت امرأة قال ولم خلقت  
عورت بيتي هوتي بهر بوجها اُس ے تو کون هي  
قالت لتسكن الي وقالتي الملكة ما اسمها  
اُسے کہا ميں عورت هون آدم ے کہا تو کيون پيدا  
قال حوا قالوا لم سميت حوا قال لانها  
کي گئي هي نولي تاکه رھے تو ميرے ساتھ بهر درشون  
خلقت من شى حى  
ے بوجھا اسکا کيا نام هي آدم ے کہا حوا انہوں ے  
کہا کس ليئے ترے نام رکھا حوا کہا اسليئے کہ وہ پيدا  
هوتی هي حيتي چير ے

قل پیدایش قل پیدایش  
مسیح علیہ محمد رسول  
السلام  
۲۰۰۰ ۳۵۷۵  
† پیدایش ۲۹ — ۱۲  
قصہ ۹ — ۲  
۲ سمونل ۵ — ۱  
۱۹ — ۱۳  
نامہ نام ایسیاں ۵ — ۳۰  
† پہلا نامہ کرتھیاں  
۸ — ۱۱

† بقاري کتاب الانبياء  
باب خلق آدم

† قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
فرمایا رسول خدا صلى الله عليه وسلم ے وصيت  
استوصوا بالنساء حيرا فان المرأة خلقت  
کرر تم عورتوں کو بھلائي کي کيونکه عورت پيدا هوتی  
من صلح  
هي نسلي ے

\* Or, the man

† Heb Called

19—20 And God taught Adam the names of all things, and then proposed them to the angels, and said, Declare unto me the names of things if ye say truth They answered, Praise be unto thee, we have no knowledge but what thou teacheth us, for thou art knowing and wise God said, O Adam, tell them their names And when he had told them their names, God said, Did I not tell you that I know the secrets of heaven and earth, and know that which ye discover, and that which ye conceal — Soora Bakr, v 31, 32, 33

21—23 Suddee quotes from Ibn Musood, Ibn Abbas, and other Apostles of the Prophet, that when God placed Adam in the Paradise, he was alone

19 And out of the ground the Lord God formed every beast of the field, and every fowl of the air, and brought them unto \* Adam to see what he would call them and whatsoever Adam called every living creature, that was the name thereof

20 And Adam † gave names to all cattle, and to the fowl of the air, and to every beast of the field, but for Adam there was not found an help meet for him.

21 And the Lord God caused a deep sleep to fall upon Adam, and he slept and he took one of his ribs, and closed up the flesh instead thereof,

there, having no associates with himself to relieve him at his hours of uneasiness resulting from solitude. Afterwards God caused a deep sleep to fall upon Adam, took off his left rib, substituting flesh thereof, and formed Eve of it. When Adam awoke, he saw a woman sitting by his head side, and questioned her who she was. She replied, she was a woman. Adam then asked her, what for she was created. She said she was formed to live with him. Again, the angels asked Adam, what her name was, and he told them that it was Eve. They then returned why he called her by this name, and to which he replied, because she was formed out of a living creature — Tufseer Kabecr

The Prophet once said, we always ought to instruct the woman in good things, because she was created out of the crooked rib — Bookharee.

#### GENESIS

24 Therefore shall a man leave his father and his mother, and shall cleave unto his wife and they shall be one flesh

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings

۲۵ \* ان لك الاتحوع فيها ولا تعری  
مہکون بہہ ملاہی کہ نہ بھوکا ہو تو اُسے نہ نکلا

وانک لانطموء و فہا ولا تصحی

اور یہہ کہ نہ بیاس لکی تحکو اُسے نہ دھوپ

25 Verily, We have made a provision for thee, that thou shalt not hunger therein, neither shalt thou be naked and there is also a provision made for thee, that thou shalt not thirst therein, neither shalt thou be incommoded by heat. — Soora T. H, v 118, 119,

22 And the rib, which the LORD God had taken from man, \* made he a woman, and brought her unto the man.

23 And Adam said, This is now bone of my bones, and flesh of my flesh she shall be called † Woman, because she was taken out of † Man

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰  
۳۵۷۵  
محمدرسل

\* Heb. builded

† Heb. Isha

† Heb. Ish.

توریت مقدس

(بر) על-כן יעזב-איש את-אביו

۲۳ اسی † سے سے چھڑی گا مرد اپنے باپ کو  
واہات اامو ودבק باشتو وديو لبشر  
اور اسی ما کو اور ملے گا اسی عورت سے اور ہوگا گوشت  
اآحاد :  
اک

† پیدائش ۳۱ — ۱۵  
دور ۳۵ — ۱۰  
متی ۱۹ — ۵  
مارک ۱۰ — ۷  
۱ نامہ گرتھیاں ۶ — ۶  
نامہ ایسیاں ۵ — ۳۱

توریت مقدس

#### GENESIS

(בת) ויהיו שניהם ערומים האדם  
۲۵ اور † تھے وہ دونوں تنگے آدم  
واشتو ולא יתבששו :

اور اُسکی عورت اور نہ شرمانے نہ تھی

25 And they were both naked, the man and his wife, and were not shamed

\* سورة طہ آیت ۱۱۸، ۱۱۹  
† پیدائش ۳ — ۷، ۱۰، ۱۱

فی خروج ۳۲ — ۲۵

اسعہ ۳۷ — ۳

NOTES.

Chap II, V 1 —From the Hebrew word *yakhullo*, used in this verse, is derived the Arabic word *khuloo*, signifying the completion of a work undertaken, or cessation from it. The verse is understood to express, that the heavens and the earth were now completed

—*host or army*,) Under this term are comprehended all the creatures or objects contained between the heavens and the earth, and, from their vast variety and admirable order, they are alluded to under the term host or army

V 2 —*finished and rested*) The first of the two words conveys the information, that God had now done all that He wished to do, and the other, that He afterwards, i. e. on the 7th day of Creation, performed no work

The clause above explained has been thus translated in the English Version—“and on the seventh day, God ended his work,”—plainly intimating that something had been executed by God also on the seventh day for which reason Bishop Patrick reasonably recommends the clause to be rendered *had ended* rather than *ended*, because God did not work on that day

The verse under comments is more explicitly translated in the Septuagint, “on the sixth day God ended his work which he had made, He rested on the seventh day from his work which he *had made*”

تفسیر

۱ اس آیت میں (خلوا) عذری لفظ ہے اور عربی لفظ خلوا کا اسی سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں فارغ ہونیکے اور کام چھوڑ دینے کے پس ورس کا مطلب یہ ہے کہ فارغ ہوئے آسمان اور زمین اور تمام لشکر بعدی سب اس چکے \*

(لشکر) اس لفظ سے وہ تمام چیزیں جو آسمان و زمین میں ہیں مراد ہیں اور حسب کثرت اور بہانت عمدہ ترتیب کے جو آسمان میں ہے انہیں لشکر کا اطلاق ہوا ہے \*

۲ (اور حالی رہا اور آرام کیا) پہلی لفظ سے صرف یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کو حد تک کرنا اس کو منظور تھا پیدا کرچکا اور دوسرے لفظ سے یہ مراد ہے کہ ساتویں دن آسمان کچھ پیدا نہیں کیا \*

انگریزی میں ترجمہ اس فقرہ کا اس طرح ہر کیا ہے “اور حد اے ساتویں دن ختم کیا اپنے کام کو اس سے بنا حاتا ہے کہ ساتویں دن بھی کچھ کام ہوا حالانکہ اس دن کچھ کام نہیں ہوا اسلئے + حسب شرک صاحب نے فرمایا کہ رناتہ تربہ کہا چاہئے کہ وہ ہوا کوچکا تھا کیونکہ حد اے ساتویں روز کچھ کام نہیں کیا \*

سپنو احمد ترجمہ میں اس شہدے کے روح کرینکو کہ ساتویں روز کچھ کام ہوا تھا رناتہ وصالحت کی ہے اور اس میں ترجمہ اس ورس کا اس طرح ہر کیا ہے “چھتے روز حد اے ختم کنا اپنے کام کو حسکو وہ کرچکا تھا اور آسمان آرام لیا ساتویں دن تمام اپنے کام سے حو آسمان ہوا کرلیا تھا \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۷۵

God's having rested on the seventh day as stated in this verse, is identical with the corresponding passage in the Holy Koran viz—"God formed the heavens and the earth in six days, and then took his majestic seat on His magnificent throne, i. e., undertook no work afterwards."

V 3.—*blessed and sanctified*) That is, the seventh day is to be observed as the day for worshipping and praising God.

The seventh or Sabbath day is one that is held by the Jews, by the Christians, and by us Mohomedans likewise, to be a sacred and holy day. The Jews were strictly enjoined to observe the Sabbath day, and severe punishments were threatened in case of disobedience. The two following questions may be put as to the observance of the Sabbath.

I. Was the Sabbath observed from the very beginning of the world, or did its institution take place only at the time of the delivery of the Mosaic Law?

II What day is to be received as the Sabbath?

The solution of the first question is differently offered by the Jews and Christians. Some of them say, that the observance of the Sabbath was ordained from the very beginning, and others that it owes its origin to the Mosaic Law. We Mohomedans believe that as it was ordained to be holy from the beginning, it must have been so observed from that time, but it appears that its observance was required in

اس ورس میں جو یہہ "مضمون" ہے کہ ساتویں دن خدا نے آرام کیا بالکل مطابق ہے اس مضمون کے جو قرآن مجید میں آیا ہے کہ (خدا نے چھ دن میں آسمان اور زمین پیدا کیا پھر تھرا عرش پر) یعنی اس دن کوئی چیز پیدا نہیں کی \*

۳ (برکت دی اور ستھرا کیا) یعنی ساتویں دن کو ایسا خیال کرنا چاہئے کہ خدا کی عبادت کرنے کا اور اس کی برکت حاصل کرنے کا دن ہے \*

ساتواں دن سنت کا وہ مبارک اور پاک دن ہے جسکو یہودی اور عیسائی اور ہم مسلمان سب مانتے ہیں یہودیوں کو اس دن کی تعظیم کرنا بہت تاکید تھی یہاں تک کہ اس کے وہ ماننے پر انکو سخت سخت عذاب ہوئے مگر دو باتیں اسمیں بحث طلب ہیں \*

اول یہہ کہ سنت کی تعظیم انتہائے بددائیس عالم سے تھی یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں مقرر ہوئی تھی \*

دوسرے یہہ کہ سب کا دن کونسا ہے

پہلے سوال کے حوالہ میں یہودی علماء میں اور ندر عیسائی علماء میں اختلاف ہے بعضوں کی یہہ رائے ہے کہ انتہائے افریڈس عالم سے سنت کے ماننے کا حکم تھا بعضوں کی یہہ رائے ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں اس کے ماننے کا حکم ہوا ہم مسلمانوں کا یہہ مذہب ہے کہ حسب طرح وہ دن انتہائے افریڈس عالم سے مدارک اور پاک بدایا گیا تھا اسی طرح

قبل پیدائش  
قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
۲۵۷۵  
اللہ صلعم  
محمد رسول

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
۲۵۷۵

different ways by the several Prophets in their respective laws The Mosaic \* Exo XX 10 Law thus commands, "In it thou shalt not do any work, thou nor thy son, nor thy daughter, thy man-servant, nor thy maid-servant, nor thy cattle, nor the stranger who is within thy gates" From the ordinances and practice of Christ we are taught, that † Mat XII 1 —13 whatever is virtuous and to the good of others, may be undertaken on the Sabbath, and that secular works of pressing necessity may be also attended to The religion of us Mohamedans does not hold those works as good or praiseworthy, which may be performed before the time appointed for the observance of the Sabbath, and worldly concerns are forbidden to be attended to within this period of worship, and in no part of the day (as allowed by the Christian laws,) are we prohibited from engaging in acts tending to the advantage and good of others

Different suggestions have likewise been advanced in solving the second question Although Scripture tells us to take the 7th day for the Sabbath, yet it does not fix on any particular day which may justly be so called However, there is little doubt that the ancient Jews knew the day peculiar to the Sabbath, but in the course of time as they were accustomed to enlarge and diminish, for certain purposes, the proper number of their weeks in the month, and that of months in the year, and sometimes to exchange one month for

حسب ہی سے اسکے مارنے کا حکم ہے مگر احکام اس دن کی تعظیم کے ہر زمانہ کے نبی کی سرپرست بموجب مختلف ہوتے رہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حکم تھا † کہ اس دن کوئی شخص کچھ کام نہ کری اور نہ وہ اسکا بدنامہ اسکی بدنامی اور نہ اسکا خدمتکار نہ اسکی موسمی اور نہ اسکا مہمان ‡ حضرت مسیح علیہ السلام کی شریعت میں سب کے دن ایسے کام کر دینا جس سے دوسرے کو دیکھی بھونچتی ثواب اور دنیا کے ضروری کام کر دیکھی بھی احارب ہوئی ہم مسلمانوں کے † مذہب میں سبت کے دن جو عبادت کا معنی وہاں ہے اس سے پہلے دنیا کے کام کر دینا اچھا نہیں ٹھہرایا اور عبادت کے معنی وہاں دنیا کے کاموں کو منع فرمانا اور عبادت کے بعد دنیا کے کاموں کی احارب ہوئی مگر دوسرے کو دیکھی بھونچنا یا ہر وہم ثواب رہا جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی شریعت میں تھا \*

دوسرے سوال کے جواب میں بھی اختلاف ہے اگرچہ کتاب مقدس سے صرف ساتواں دن سبت کا معلوم ہوتا ہے اور اس بات کی تفصیل نہیں ہے کہ وہ کونسا دن تھا مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ اگلے زمانہ کے یہودی سبت کے اصلی دن کو سکوسی حانتے بھی لیکن حسب آں میں مہندوں اور ہندوں کے گھٹائے بڑھائے اور اولتے بدلنے کا رواج ہو گیا تھا تو حلال کنا حاسکتا ہے کہ اس سبت سے نا اس سبت سے کہ آپہنوں نے بہہ حلال کنا کہ ساتوں دنوں میں سے ایک دن سبت کا ہونا

† خروج ۲۰ — ۱۰

‡ متی باب ۱۲ — ۱  
لعايت ۱۳

‡ سورة حمزة آيت ۱۰۹



another, they seem to have confused the right account of time, and thus lost the proper Sabbath day. It may also reasonably be conjectured, that, under the consideration that one of the seven days must be the Sabbath, the Jews must have appropriated their Sabbath to the certain day, on which God might have blessed them with some great favor. Accordingly they determined their Sabbath to be the Saturday.

It is well known that Christ also inculcated the keeping of the Sabbath holy; but, nevertheless, he did not point to any particular day for it. From his preaching to the Pharisees regarding the Sabbath it can only be concluded, that the Sabbath is to be looked upon as a holy and blessed day, and not that it was the actual Sabbath day which the Jews of that time observed as the Sabbath. Hence, the Christians have been led to receive Sunday for their Sabbath, since, it is the day on which Christ rose from the dead, and no other day can therefore be more happy and hopeful. The assigning of the Sabbath to Sunday is attributed by the Christians to the Apostles, and they add to it, that after Christ had risen from the dead, there were two Sabbaths to pass even in his presence, but they all agree in acknowledging that Christ neither ordained a certain day for the Sabbath, nor commanded them to exchange the Sabbath day of the Jews with the Sunday.

We learn from our religious Records, that our Prophet informed us that the day appointed by God to be the Sabbath,

چاہئے اور اسلئے جس دن کہ آپر خدا کی برکت اور بخشش ہوئی بھی آسکو آتھوں نے سنت کا دن قرار دیا اصلی سنت کے دن کو کھو بدتھی اور اسی سب سے آتھوں نے ہفتہ بعدی سنیچر کو سنت کا دن قرار دیا \*

ذیل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۳۵۷۵  
ذیل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰

حسرت مسیح علیہ السلام نے بھی اگرچہ سنت کے مقدس ہونے کو موقوف نہیں کیا مگر یہ ناف نہیں فرمائی کہ وہ کونسا دن ہے موسیوں سے جو گفتگو سنت کے دن کی ناست ہوئی اُس سے سنت کے دن کا مقدس ہونا تو پایا جاتا ہے مگر جس دن کو اُس زمانے کے یہودیوں نے سنت کا دن ٹھہرایا تھا اُسکی تسلم نہیں پائی جاتی پس عدسائوں نے اتوار کے دن کو سنت کا دن ٹھہرایا کیونکہ اُس دن حسرت مسیح علیہ السلام رددہ ہو کر آئے تھے اور اُس سے زیادہ اور کوئی دن معارف نہیں ہو سکتا اس تقریر کو عیسائی حسرت مسیح کی حوازیوں پر سد کرتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حسرت مسیح علیہ السلام کے رددہ ہونے بعد دو سنت انکی سامنے بھی ہوئے مگر اسمی کسکو عذر نہیں ہو سکتا کہ وہ حسرت مسیح علیہ السلام نے سنت کا کوئی دن مقرر کیا اور وہ یہودیوں کا جو سنت تھا اُسکی تعدیلی کا اتوار سے حکم دیا \*

ہمارے مذہب میں یہ ناف ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا

تنب پیدائش - تنب پیدائش  
مسیح علیہ  
الک صلم  
۲۰۷۵

was *Friday*; that the Jews and Christians had differed among themselves in receiving it, that to us Mohomedans God had been pleased to point to *Friday* for the Sabbath, and that the Mohomedans were therefore to solemnize the Sabbath on Friday

V 4 It is apparent from this verse that the subject which has been treated of from the beginning of the Book, is here concluded, and the first Chapter may therefore be considered to end with this verse

V 5 It may be distinctly seen from the foregoing verses, that, before coming to the speech in the present verse, God had finished the work of Creation, and all that He wished to remark about them With reference to God's repeatedly taking notice of the Creation in this passage, the Jews and Christians have explained, that ere this God had briefly and successively treated of the works of Creation in general, and now He therefore turns back his attention to some of the notable works to be related in detail, such as the formation of Adam and Eve

However, the above explanation offered by them does not prove to be sound and satisfactory It is stated in the verse in question, that hitherto there had been no plants on the earth, no herbs had grown up, God had not caused it to rain on the earth, and there was not a man to till it It may easily be observed from the description in this verse, that God is here speaking of a time when the former Creation had

کہ سدت کا دن جسکو خدا نے مرض کیا تھا وہ جمعہ کا دن ہی یہودی اور عیسائی آس دن کے معین کرنے میں مختلف ہو گئے مگر ہمکو خدا نے بتادیا کہ وہ جمعہ کا دن ہی اسلئے ہم مسلمان جمعہ کے دن کو سدت کا دن مانتے ہیں \*

۴ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس مطلب کا بیان ابتدا سے شروع ہوا ہے وہ یہاں ختم ہوتا ہے پس پہلے باب کا اس جگہ ختم ہونا چاہیئے \*

۵ پہلے ورسوں سے علانیہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ تمام معلومات کی پیدائش کا بیان کرچکا اور حو حو کچھہ آسکو پیدا کرنا تھا وہ پیدا کرچکا اب اسمقام پر حو پھر پیدائش کا ذکر شروع کیا ہے اسکی سدت یہودی اور عیسائی یہہ ناب کہتے ہیں کہ پہلے تمام چیزوں کی پیدائش سلسلہ وار مختصراً بیان کی تھی اب ابھی میں سے بعض چیزوں کے حصوہ آ حو اور آدم کی پیدائش کا مفصل حال بیان ہوتا ہے

مگر یہہ ناب ٹھیک نہیں معلوم ہوتی کیونکہ اس ورس میں بیان ہے کہ انتک درخت نہ تھے اور گھاس نہ اوگی تھی اور خدا نے میدہہ نہ برسایا تھا اور آدم نہ تھا کہ زمین کا کام کرے اس بیان سے صاف پایا جاتا ہے کہ حو کچھہ کارخانہ اشکار اور حیوان کا پہلے پیدا ہوچکا تھا وہ سب نبات ہو گیا تھا صرف آسمان اور زمین رہ گئی تھی مگر آسپر کی اشکار اور حیوان معہ

already, been destroyed, and of that epoch neither men, animals, plants, nor inanimate things had survived except the earth and heavens, the earth was entirely unoccupied and solitary God wished again to have it peopled, and therefore created another Adam or Man.

In my Comments on the Chapter I have furnished several instances, in which the former Adam has been proved, for various reasons, to be quite different from, and independent of, the latter or succeeding Adam. It cannot therefore be admitted that the description of the Creation in this Chapter, is a detailed explanation of the foregoing works of it because had this been really the case, then the subject here treated of, would not have differed in any respect from the preceding account

The Hebrew word *terim* which occurs in this verse, has been rendered *before* by all the Translators, and it is this rendering of the word, which has encouraged them to conceive, that the account here given is a more full and comprehensive account of the preceding subject. However, the translation of the word alluded to is not exactly identical or synonymous with the original. Rabbi Shumeon says in his Commentary Rusee, that the word *terim* implies *not hitherto*, and not *before*. Hence the verse may with propriety be taken to signify that hitherto there were no plants, no herbs &c on the earth. It may now therefore be reasonably concluded, that the subject here discussed is not a repeated detailed statement of the foregoing history of the Cosmogony but one independent of it

انسان کے کچھ باقی نہیں رہا تھا اور زمین خالی اور سب انسان بھی پھر خدا نے اسکو آباد کرنا چاہا اور ایک اور آدم کو پیدا کیا اور پھر زمین کو آباد کیا \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام السلام  
۲۰۰۰ ۲۰۷۵

میں نے پہلے باب کی تفسیر میں بہت سے مثالیں بیان کی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلا آدم اس دوسری آدم سے بہت سی باتوں میں مختلف تھا پس ایسی حالت میں کس طرح نہیں ہو سکتا کہ یہہ بیان پہلے بیان کی تفصیل ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو دونوں بیان مختلف ہوتے \*

اس ورس میں טרם (طرم) کا عبری لفظ ہے جسکا ترجمہ سب مترجموں نے بدل کا کیا ہے اور اس ترجمہ نے اوکو اسناد پر زیادہ دلبر کیا ہے کہ جو بیان یہاں ہوا ہے اسکو پہلے بیان کی تفصیل سمجھیں مگر درحقیقت ترجمہ اس لفظ کا بدل نہیں ہے یہی شمعون جو معتبر علماء یہودی سے ہیں انہوں نے انہی تفسیر رشی میں لکھا ہے کہ طرم کے معنی بدل کے ہیں بلکہ اسکے معنی ہیں اب تک نہیں جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ کوئی درخت اب تک زمین پر نہ تھا اور کوئی گھاس اب تک زمین پر نہ آگئی تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان ورسوں میں جو بیان ہے وہ پہلی انادی کی تفصیل نہیں ہے بلکہ نئی انادیس اور نئی انادی کا ذکر ہے \*

قتل پیدائش قتل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
اللہ صلعم  
۳۵۷۵ ۳۰۰۰

V 6 This verse imparts to us an idea of that state of the world, in which it was placed after it had been once destroyed or demolished, i.e. the heavens and earth were already existing, the earth was desolated and solitary, the mists rose out of it, and watered its whole surface

V 7 The original word does not signify *dust* as translated in the English Version, but dust or clay absorbed with water together to become like plaster, such as the potter uses in making earthen toys &c. An excellent lesson is derived from this passage, that man whose essence or substance is owing to a mere handful of dust, must not forget it, and thus become haughty and proud of himself after he is raised to the possession of certain external and internal qualifications

—*breath of life*) That, is God infused life into the earthen image of man which He had made. It is to be observed that God's having formed man out of the dust—a thing also created, leads us to the inquiry that his body is not immortal. But the soul put into the man's body is an object that did not form the component part of any thing created, but proceeded from God himself. It may therefore be inferred that the soul having had its source from the only immortal Eternal Being, shall always exist. It is also to be considered that though both our body and soul have the same origin viz God, yet in this there is a difference of degrees as to their nearness to God. The body be-

۶۔ اس درس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اس میں بھی پہلی آنادی کے دنوں ہونے کے بعد دنیا کی جو حالت تھی اسکا بیان ہے یعنی زمیں اور آسمان سے کچھ موحود تھے مگر زمیں حالی اور دنوں پر تھی اور شدم زمیں کے مہدہ کو تر کر دیتی تھی \*

۷ (عبر) کا عبری لفظ جو اس درس میں ہے اس کے معنی بری مٹی کے ہیں جس سے لکڑی گوندھی ہوئی مٹی کے ہیں جس طرح کھار برتن یا کھلونے بنادیکو مٹی کو گوندہ کر طیار کرتے ہیں " یہہ اشارہ ہے اسدات کا کہ انسان ہمیشہ اپنی اصلیت کو یاد رکھے اور جو جو طاہری اور روحانی کمالات آئندہ اسکو حاصل ہوتے ہوں اس پر معرور نہ ہو کیونکہ اس کے اصلیت صرف آدمی ہے کہ وہ کچھ سے بنا ہوا ہے \*

(دم زندگی کا) یعنی اس مٹی کے بننے میں اللہ تعالیٰ نے حار قالی جس کے سبب وہ حادار ہو گنا اس سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے کالبد کو مٹی سے بنایا جو انک پیدائش کی ہوئی چتر تھی " یہہ اشارہ اسدات کا ہے کہ اس کے وجود کو ہمیشہ بقا اور قیام نہیں ہے مگر روح جو اس میں قالی گئی ہے وہ کسی بددا کی ہوئی چتر میں سے نہیں نکلی بلکہ وہ خود خدا سے نکلی ہے جس میں اشارہ اسدات کا ہے کہ انسان کی روح کو فنا ہونا نہیں ہے وہ ہمیشہ دائم و قائم و قیامی ہے کیونکہ ایک نا قادی ہستی سے نکلی ہے اور یہہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ اگرچہ عمارا جسم اور ہماری روح دونوں

fore it may be imputed to its original principal source God, has to pass through some intermediate state, as it was formed out of dust, while there is no degree of separation between our soul and God, since that was received by man from God himself thus our soul bears a nearer relation to God than our body, and in regard to their respective relations to God we may distinguish them as things of different essences.

It has been related in the foregoing Chapter that every living creature was created together with man, and here it is said that the breath of life was breathed into the latter, which proceeded from God himself. Being then so blessed we have to enjoy not only the animal feelings and desires, such as those of sleeping, awaking, moving, eating, drinking &c, but are possessed also of a substance which has not been bestowed upon any other living creatures, and which enables us to reason, to think, to understand, and to love

V 8—11—Pison.) Some identify this river with the Phasis now called Phaz, which runs down from the Moschic hills through the regions of Colchis, into the Black Sea, others prefer making the river Pison the same with the Cyrus, now called Kur which runs into the Araxes, though it is said to have formerly flowed into the Caspian Sea by a separate course. But the Jewish Rabbis think the Nile to have been called the Pison in former times, suggesting the name Pison to have been derived from the considerable quantity of cotton (as it literally signifies) which

حدا سے نکلے ہیں مگر ہماری جسم کے حد سے نکلے ہیں بہت سے درجہ بنج میں ہیں کیونکہ وہ مٹی سے بنا ہے مگر ہماری روح کے حد سے نکلے ہیں کوئی درجہ بنج میں نہیں کیونکہ وہ خود خدا ہی سے نکلی ہے اسلئے ہماری روح ہماری جسم سے ایسا برتر اور اعلیٰ درجہ رکھتی ہے جسکے سبب ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دونوں مختلف اصناف رکھتے ہیں \*

پہلے باب میں کہا گیا تھا کہ ہر ایک حاکم دار خدا کا گدا اسمقام پر انسان کی نسبت کہا گیا کہ آس میں زندگی کا دم نہونکہ خود خدا ہی سے نکلا تھا اسلئے ہم میں اس روح کے سبب صرف دم خدا اور چلنا بھرنا اور کھانا پینا اور سونا خاک خدا ہی نہیں ہے بلکہ آس میں ایک اور چیز بھی ہے جو اور حیوانوں میں نہیں اور جسکے سبب ہم ہر ایک چیز کو سوچتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں \*

۸ لعایب ۱۴ (ندسون) دریا کا نام ہے بعض کہتے وہ † دریا ہے جو مدیس کہلاتا تھا اور اب فار کہلاتا ہے اور جو موسچک بہاؤ میں بہر کرالسنس کے ملک میں ہو کر بحر اسود میں گرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دریا سندس ہے جو اس زمانہ میں کر کہلاتا ہے اور خود دریا ارسس میں شامل ہو جاتا ہے اور بن کرے ہیں کہ یہ دریا پہلے الگ بہتا تھا اور سمندر کسپین میں گرتا تھا اور علماء یہود کی یہ تفسیر ہے کہ وہ دریاے نیل ہے اسلئے کہ ندسون کپاس کے پستوں کو کہتے ہیں جو دریا

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰

قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلی  
۲۵۷۵

† نیل کا حوالہ

قبل پیدائش  
قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
اللہ صعلم  
۲۵۷۵  
۲۰۰۰

abounded on the banks of the Nile — Further, the Pison is conjectured by some Christian divines to have been a westerly branch or arm of the Euphrates, which until the time of Alexander the Great fell by a separate direction into the Persian Gulf, but which is now dried up

—*Havilah*,) The name of a country adjoining the Garden of Eden, which may have derived its name from Havilah, the second son of Cush. It was compassed by the R. Pison, and was rich in gold and onyx-stones. It is mentioned afterwards as the East border of the Ishmaelites, their west frontier being the land of Shur, which lay before Egypt, and it is again spoken of as forming the E. boundary of the Amalekites, whom Saul was sent to slay. This would make it correspond with the north eastern portion of Arabia, touching upon Chaldea. Others, however, place Havilah in Colchis, a country on the east side of the Euxine or Black Sea, noted for its abounding in gold, and for the fable of the *golden fleece*

—*Gihon*,) One of the four rivers which flowed from the Garden of Eden, it is supposed to have been the same with the lower part of the Tigris, anciently called Pastigris, and to have run from Eden into the Persian Gulf. By some

بیل کے کناروں پر بہت کثرت سے ہوتی تھی اور اسی سبب سے اسکا یہ نام ہو گیا تھا اور بعض عیسائی علماء کہتے ہیں کہ دریای فرات کا ایک معرہ باروتھا جو علاحدہ دھار ہو کر خلیج فارس میں گرتا تھا اسکا یہ نام ہے اور یہ نام سکندر اعظم کے وقت تک بہتا تھا مگر اب خشک ہو گیا ہے \*

(حونلہ) ناع عدن کے پاس حو ملک ہے اسکا بہ نام ہے اور حونلہ بس کوش کے نام سے نکلا ہے اور آسمیں سونا اور حواہرات بہت ہوتی تھی اور یہ ملک دریائے ہندسوں سے گہرا ہوا تھا اور حو ملک بعد کو مشرقی سرحد نبی اسمعیل کی بنیا کنا گیا ہے اسکو اسی حونلہ کے مطابق سمجھتے ہیں اسکی معرہ حد زمین سر کی ہے حو مصر کے مکادی واقع ہے اور خشکا پھر بنیا ہوا ہے پہلے سموئل باب ۱۵—۱۷ میں کہ وہ ہے مشرقی سرحد عمالقہ کی حد کے قبل کو سال پہنچا گیا تھا اس دن سے حونلہ مطابق ہوتا ہے شمالی مشرقی حصہ عرب سے حو مزب کیلڈنا یعنی عراق عرب کے ہے اور بعض لوگ حونلہ کو ملک کالسس میں قائم کرتے ہیں جہاں دریای فرات ہے اور حو ملک بحر اسود کے مشرقی اہتمام پر ہے حو سونکی لیٹے مسہور ہے اور سونکی اُن کی کہانی وہیں کی ہے \*

(حنحون) بہہ بھی عدن کے چاروں دریاوں میں کا ایک دریا ہے بعضی کہتے ہیں کہ دریای تنگرس یعنی دجلہ کے نیچی کے حصہ کا بہ نام ہے اور خشکا نام قدیم زمانہ میں پاس تنگرس یعنی شاح دجلہ تھا

it is, however, supposed to be the river Araxes or Aris which is said to be called Gihon to this day by the Persians, and which being united with the R Cyrus, falls into the Caspian Sea

اور عدن سے بہک کر خلیج فارس میں گرتا تھا  
نصے خیال کرتے ہیں کہ دریای ارکسریا  
ایرس ہی دریای حیحوں ہے جسکو اب  
بھی اہل فارس حیحوں کہتے ہیں اور جو  
سپرس سے شامل ہو کر سمندر کیسیپیہ  
میں گرتا ہے \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمد رسول  
اللہ صلع  
۲۵۷۵

—Cush,) The countries peopled by the descendants of Cush, the son of Ham, and generally called Ethiopia in the English Bible. Owing to the many families of the Cushites and their various migrations, it is not easy to define the regions mentioned by this name. Indeed, it is thought by many that the Hebrews used the word as extensively and indefinitely as the Greeks did that of Ethiopia, and the English that of the Indies, and that they called every country of the Torrid Zone, and all then inhabitants who were black or tawny, Cush and Cushan. The difficulty of fixing the meaning and extent of Cush is increased owing to the almost exclusive application of the term Ethiopia by the Greek and Roman writers to the regions in Africa south of Egypt. At one time the whole country east of the rivers Tigris and the Nile, seems to have been called Cush, but in process of years, the name was used in a more confined and divided way, from the immigrations of other families separating the several bands of the Cushites one from the other. The only passages in which the English Version retains the original word Cush, are as noted in the margin. But as one word alone is employ-

(کوش) وہ ولایتیں جن میں کوش بن  
حام کی اولاد آباد تھی اور جسکا انگریزی  
میں عموماً انتھوپیا ترجمہ ہوا ہے سب  
کثرت سے ہوئے اولاد کوش اور انکے مختلف  
حکمرانوں کے ان ملکوں کو جسکو اس  
نام سے بیان کیا ہے محدود اور معین کرنا  
آسان نہیں ہے لہذا یہاں سے لوگ خیال  
کرتے ہیں کہ یہودی اس لفظ کا استعمال  
اسی وسعت اور عدم محدود طور سے کرتے  
تھے جسکے یونانی ایتھوپیا کے لفظ کا  
استعمال کرتے تھے اور جسکا کہ انگریز اندر  
کے لفظ کا استعمال کرتے ہیں اور یہ کہ وہ  
لوگ ہر گرم ملک کو اور وہاں کے باشندوں  
کو جسکا سیاہ رنگ تھا کس اور کس کے  
باندھتے تھے کوش کے معنی اور اس  
کی وسعت کے قرار دینے میں اب اس  
سب سے بھی ہونے لگا ہے کہ یونانی اور  
رومی مورخ انتھوپیا کے نام کو انہیں ملکوں  
بحرہ مصر کے جنوب و جنوب مغرب میں  
ہیں بولتے تھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی  
زمانہ میں تمام ملک جو حانب شرق  
تندیس اور مدینہ کے تھے وہ کوش کہلاتا تھا  
ایک مدت بعد اس نام کا استعمال زیادہ  
محدود اور مدقسم طریقوں سے ہوئے لہذا اس  
وجہ سے کہ جس لوگوں نے کوش کے حاندان  
سے علاحدگی کی وہ اور ملکوں میں حاسب  
انگریزی ترجمہ میں اصلی لفظ کوش کا

قبل پیدائش قبل پیدائش  
محمدرسلو مسیح علیہ  
اللہ صلعم السلام  
۲۵۷۵ ۲۰۰۰

ed in the original, it may be convenient therefore to speak of the two names Cush and Ethiopia as one general term. It seems, then, agreed upon, that there are at least three great divisions, under which the name is used in the Bible, and under which likewise, it will be attempted to class the following references, viz, the Eastern, the Arabian, and the African Cush

مندرجہ حاشیہ  
پیدائش ۲-۱۳  
اعداد ۱۲-۱  
اشعیاء ۱۱-۱۱  
یرمیا ۴۶-۹  
حقوق ۳-۷  
ہوا ہی اسلئے کوش اور ایتھوپیا دونوں  
لغظوں کا بیان ایک عام اصطلاح کے طریق پر  
استعمال کرنا بہتر ہی اسلئے بہہ باب الانعاق  
معلوم ہوئی ہی کہ کم سے کم تین بڑی  
قسمیں ہیں جو کوش کے نام سے پیدل من  
بیاں ہوئے ہیں حدکو اسطرح پر ورار دینا  
چاہیئے بعدی مسرئی کوس عربی کوس  
امریقی کوش \*

I THE EASTERN CUSH In Gen II 13 the river Gihon, i e the Tigris is said to compass the whole land of Cush, which can, as it would appear, refer only to Assyria In Isa XI 11, and Zeph III 10, the promised restoration of Israel from Cush is thought to refer to India, and so the word is rendered in the Syriac and Chaldee versions In Zeph II 12, where destruction is threatened against the Ethiopians, they are connected with Assyria, and Nineveh The same countries seem referred to in Ezek XXXVIII 5, where Ethiopia is spoken of as swelling the armies of Gog against Israel, and in Amos IX 7, where the house of Israel are compared to the children of the Ethiopians

(مسرئی کوش) کتاب پیدائش باب  
۲-۱۳ منی نیاں ہوا ہی کہ درباے  
حکوں بعدی درباے بیکرس کوش کی  
تمام رمنی کو گھورتا ہی جس سے صرف  
ایسریا کیطرف اشارہ ہو سکتا ہی اشعیاء  
۱۱-۱۱ اور صعداء باب ۳-۱۰ سے  
موعودہ بحالی دئی اسرائیل کی کوش سے  
اندنا کیطرف اسارہ سمکھا حاتا ہی اور  
سرن کلدنا ترسموں منی اس لغظ کا اسی  
طرح ترجمہ ہوا ہی اور صعداء باب ۲-۱۲  
منی حباں ایتھوپیا کے باشندوں کو درانا  
ہے کہ تمکو تباہ کردیا جاوگا انکو اسرنا اور  
بیدوے سے متعلق کیا جانا ہے حرفل باب  
۳۸-۵ میں بھی ابھی ملکوں کیطرف  
اشارہ معلوم ہوتا ہی جس مقام من  
ایتھوپیا کا بہہ بیاں ہوا ہے کہ بمقابلہ اسرائیل  
کے ایتھوپیا والوں نے یا حوج کی فوجیں  
جمع کیں اور عاموس باب ۹-۷ منی  
مہی ابھی ملکوں کیطرف اشارہ ہی جس



II THE ARABIAN CUSH In Num. XII 1, the wife of Moses is called an Ethiopian, which, as she came from Midian, must refer to Arabia, and Hab. III 7, uses the appellation in the same way, expressly joining Cushan and Midian in one sorrow Job. XXVIII 19, speaks of the topaz of Ethiopia, alluding, as it is thought, to precious stones which came from the mines in the S parts of Arabia In Ezek XXIX 10, God threatens to waste Egypt from the tower of Syene, i.e. its S border, to the border of Ethiopia, its east limit, which would make it Arabia In 2 Chro XXI 16, the Ethiopians are mentioned as near the Arabians, which can hardly be said of Cush in Egypt, from which the latter were separated by the Red Sea, nor of the Eastern Cush from which they were divided by an enormous desert In 2 Kings XIX. 9, and Isa XXXVII 9, Tuhakah, king of Ethiopia, is mentioned as coming to battle against the Assyrians, then ravaging Judæa and in 2 Chro XIV 9, 12, 13, XVI 8, Zerah, the Ethiopian, is described as coming with a host of a million of men against Asa, king of Judeah, who conquered him and drove him back, in both which histories Arabia seems more suitable than any other land In Psa LXVIII 31, LXXXVII 4, the progress of the Gospel in Ethiopia seems to allude to Arabia, as do also the passages in Isa XLIII 3 XLV 14, the first of which speaks of God's giving Ethio-

مقام میں اسرائیل کے گھر کو ایتھوپیا والوں کی اولاد سے مقابل کیا گیا ہے \*

۲ (عربی کوش) کتاب اعداد باب ۱۲ — ۱ میں حصرت موسیٰ کی بی بی کو ایتھوپیا کی رھدی والی بیان کیا ہے جس سے ملحظ اسکی کہ وہ مددان کے رھدی والے تھے عرب کی طرف اسارہ لارم آتا ہے اور حنقوں باب ۳ — ۷ سے عربی کوش کا مدان اس طرح بابا حاتا ہے کہ حب اس میں کوش نا کوشتان اور میدان کا ایک عم میں شامل کر کر مدان ہوا ہے اور ایوب باب ۲۸ — ۱۹ میں ایتھوپیا کے حواہرات کا ذکر ہے جس سے حدال کیا حاتا ہے کہ وہ اسارہ ہی ان حواہرات کی طرف جو عرب کے جنوبی حصوں کی کانوں سے آتے تھے اور حرمدل باب ۲۹ — ۱۰ میں حداتعالیٰ مصر کو اس طرح پکارتا ہے کہ تھکوسن کے برج بعدی تدرے جنوبی حد سے تانہ کنارہ ایتھوپیا کے حوتدیری مسرومی حد ہے تانہ کروننگا ارزوے حسکے ایتھوپیا مقام عرب میں قرارانا ہے اور دوسری کتاب تاریخ باب ۲۱ — ۱۶ میں ایتھوپیا کے رھدی والوں کو عرب کے قرب مدان کیا ہے اور بہہ باب مصر والی کوش کے سدست بہن ہوسکتے کیونکہ اسی عرب کے رھدی والے بدرعہ دریائے رندسی کے بالکل علاحدہ ہو جاتے ہیں اور نہ بہہ باب مسرومی کوش کی سدست کہی جاسکتی ہے کیونکہ اس سے عرب کے سدست ایک ترے جنگل کے سدست جو درمیان میں آتا ہے علاحدہ ہو جاتے ہیں اور دوسرے کتاب سلاطین ۱۹ — ۹ اور کتاب اشعہا ۳۷ — ۹ میں بہہ بیان ہے کہ تہافہ ناساہ ایتھوپیا ایسریا کے رھنے والوں

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پیدائش  
مسیح رسول  
اللہ صلع  
۳۵۷۵

قبل پیدائش قبل پیدائش  
محمدرسلو مسیح علیہ  
اللہ صلعم السلام  
۲۵۷۵ ۲۰۰۰

for the ransom of Israel, and the  
second of the merchandize of the Ethio-  
pians and Sabeans

سے لڑتا ہی جو اُن دنوں میں یہود نہ کو  
تداع کر رہے تھے اور دوسری کتاب تاریخ باب  
۱۴ — ۹ و ۱۲ و ۱۳ و باب ۱۶ — ۸ میں  
یہہ بیان ہوا ہے کہ ربوہ باشندہ انتھیوپیا  
اعضا باشندہ یہودا کے مقابلہ میں ہزاروں  
آدمی لیکر لڑے کو آتا ہے اور حس بادشاہ  
سے آسکو فتح کیا اور بھگا دیا ان دونوں  
تاریخوں کی رو سے عرب نہ خدمت اور کسی  
مقام کے رہا نہ مناسب معلوم ہوتا ہے اور  
رسور ۶۸ — ۳۱ و رسور ۸۷ — ۴ میں مقام  
انتھیوپیا میں کتاب اقدس کی ترقی کے  
مداں سے عرب کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے  
اور اسطرح سے کتاب اسعنا باب ۴۳ — ۳  
اور باب ۴۵ — ۱۴ سے بھی یہی باب  
ثابت ہوتی ہے ان مقاموں میں سے اول  
مقام مدین خدا تعالیٰ بہہ فرماتا ہے کہ  
ہمیں انتھیوپیا کو اسمعدل کی خدمت  
میں دنا اور دوسرے مقام میں انتھیوپیا  
اور سندنا کے لوگوں کی سوداگری کا ذکر  
ہے \*

III THE AFRICAN CUSH It is con-  
jectured that these crossed the Red Sea  
from Arabia at its narrow Strait now  
called *Babelman-deb*, and settled south  
of Egypt, on the upper branches of the  
Nile, Judith I 10, where afterwards  
was the famous kingdom of Meroe, in  
*Nubia* and *Sennaar* The inhabitants of  
these regions still distinguish their coun-  
try by the name of *Ethiopia* and *Ghez*  
(Cush?), and call themselves *Aghazi*  
and *Itioprawan* To this locality we  
may probably refer Esth I 1, VIII 9,  
which describe the Empire of Ahasuerus  
as extending from India to Ethiopia,  
also Isa XVIII 1, XX 3, 4, 5, Ezek

۳ (امرقی کوس) بہہ حمال کیا حاتا  
ہے کہ اولاد کوش عرب سے نکل کر اور رومی  
کو بنگ آداء عرب کی راہ سے جسکو اب  
باب المندب کہتے ہیں طے کر کر مصر کے  
جنوب میں دریاے نیل کی اتر کی  
ساحوں کے پاس آباد ہوئے † حسمقام  
معد اراں ندوینا اور سندنا میں میرو کی  
مستور سلطنت ہوئی اُن ملکوں کے باشندے  
اب بھی اسی ملک کا نام انتھیوپیا اور عر  
حس بر کوش کا گمان ہوتا ہے کہتے ہیں  
اور اپنے تئیں اعرابی اور ایپیروپناواں کہواے  
ہیں بلحاظ اس مقام کے عالما ہم اسارہ  
کرسکتے ہیں استیر باب ۱ — ۱ اور باب ۲۸ — ۹

† حریت باب ۱ — ۱۰

XXX: 4, 5, 9, which denounce woe against Ethiopia, and the land "shadowing with wings beyond the rivers of Ethiopia, and 2 Chro XII 3, where the Ethiopians are described as following with the army of Shishak, king of Egypt, in his attack on Rehoboam, king of Judah. The following passages, likewise, connecting as they do Egypt and Libya with Ethiopia, appear to have more reference to the countries on the Nile than any other, Jer XLVI 9 Nah III 9, Dan XI 43. The Ethiopian nobleman whom Philip baptized, Acts VIII 27, who was the treasurer of the queen of the Ethiopians, is also reputed to have come from these parts, and to have carried back the Gospel into Abyssinia.

پر جمعیں یہ بیان ہے کہ اہا سورس کی شہنشاہی اندیا سے ایتھوپیا تک تھی اور در اشعیاء باب ۱۸ و باب ۲۰—۳ و ۴ و ۵ اور حرفل باب ۳۰—۴ و ۵ و ۹ برہمی اشارہ کر سکتے ہیں ان مقاموں میں ایتھوپیا اور اُس رمن کو حو ایتھوپیا کے درناں کی مقابل ہے نہ دعا دی گئی ہے اور دوسری کتاب تاریخ باب ۱۲—۳ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایتھوپیا والی سدسک ناساہ مصر کی موج کے ساتھ حائے ہن حدکہ رعام ناساہ نے یہودا پر حملہ کیا اسیطرح سے آگے آئے والی مقاموں سے حدس مصر اور لائی بنا کو ایتھوپیا سے ملا دیا ہے ان ملکوں کی طرف حو درناے بدل بر وافع تیر نہ سدس کسی اور مقام کے زیادہ اشارہ پایا جاتا ہے اور وہ مقام یہ ہیں یرمناہ باب ۴۶—۹ یحمدہ باب ۳—۹ دانال باب ۱۱—۴۳ حس امیر ایتھوپیا والکو ملک نے بیدائش ۱۱ کنا حو ایتھوپیا والوکی ساهرادیکا حراچی تھا اُسکا انہی اطراف سے انا مسہور ہے اور یہ باب بھی کہ حب وہ گنا تو گاسپدل کو اندی سنا میں آپے ساتھ لنگدا \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۵۷۵

۱

† اعمال باب ۸—۲۷

—Tigris, One of the largest rivers in Western Asia, which rises among the mountains of Armenia, in Mount Niphates, and after forming the old boundary between Assyria and Mesopotamia, as well as between Babylon and Susiana, is joined by the Euphrates, and then enters the Persian Gulf. It is conjectured to be the same with the Hiddekel, mentioned by the prophet Daniel, X 4, as the river by the side of which he had one of his wondrous visions, and

(دفل) بعدی دحلہ حسکو تنگرس کہتے ہیں معربی اسنا کے درناں میں سے ہوا دریا ہے ارمینا کے پہاڑوں میں سے نہایتس پہاڑ میں سے نکلا ہے اور ایسریا اور مدسو بقوما کی پرانی سرحد کو بناتا ہوا اور نابل اور سسیانا کی حدوں میں ہو کر فرات سے مل جاتا ہے اور بہر حلیج فارس میں گرتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ تیکرس وہ دریا ہے حسکو حصرت دانال †† ہمدیرے ایسا دریا بیان کیا ہے جسکے کنارے ہر آنہوں

†† دانیال ۱۰—۲

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۲۵۷۵ ۲۰۰۰  
|| پیدائش ۱۱ — ۱۲

therefore also is identified with that Hiddekel which was one of the four rivers of Eden, Gen II 14 The Euphrates and Tigris formerly entered the Persian Gulf by two distinct channels, but they have for many ages constituted one river, near a place now called *Corny*, whence to the sea they have one common channel This was indifferently called Euphrates or Tigris, and sometimes Pastigris by the ancients, but now it is commonly denominated *Shatt-el-Aarb*

—*Assyria*,) A very famous country and empire of Asia, on the banks of the river Tigris, which derived its name from Asshur, a son of Shem, Gen X 22, 1 Chro I 17 Its limits varied in different times Assyria, in the proper sense of the term, was bounded generally on the north by Armenia, on the east by Media, on the south by Susiana, and on the west by the river Tigris, Gen II 14, XXV 18, and corresponded pretty well with what is now called *Kourdistan*, but the Assyrian Empire included, according to Strabo, all the Asiatic countries south of Mount Taurus, except Ariana, Arabia, and Palestine

—*Euphrates*,) A wellknown river having two distinct sources Of these the northern one is in the range of the Anti-Taurus, in the north west corner of Armenia, on the borders of Cappadocia, Pontus, and Colchis, and is called *Frat*, and the southern source is in that part of Mount Niphates which joins Mount

ے مشہور عجب حواف دکھا تھا اسلئے وہ دریا اُس ہدف سے مطاب ہو گیا جو عدن کے چار دریاؤں میں سے ایک تھا || فرات اور ٹیگرس بعدی دحلہ بہلے دو علیحدہ علیحدہ دھاروں میں بہہ کر حلیج فارس میں گرتے تھے مگر مدت سے وہ دونوں اُس مقام کے قریب مل گئے ہیں حواف کاربی کہلاتا ہے اور وہاں سے ایک نری دھار سے سمندر میں گرتے ہیں اس دھار کو متقدمین میں سے فرات یا ٹیگرس اور بعض اوقات ناس ٹیگرس کہتے تھے مگر اب عموماً شط العرب کہلاتا ہے \*

(اشور) بعدی اسرنا یہ بہت مشہور ملک ایسیا کی سہدساہی کا ٹیگرس دریا کے کنارے پر ہے اسکا نام اسریتے سام + سے نکلا ہے سند ترقی فتوحات کے اسکی حدود مختلف ہوتی گئیں مگر اسکی اعلیٰ حد تھی شمال کی جانب ارمینیا اور مشرق کی جانب میدنا اور معرف کی طرف سسنادا اور معرف || پردرنا ٹیگرس اور بہ بہت مطاب تھا اُس سے حواف کوردستان کہلاتا ہے مگر بموجب قول سترابو صاحب کے سہدساہی اسرنا میں بہاڑ تارس کے جنوبی اسنا کی ملک بحر آریا ایدا اور عرب اور فلسطین کے شامل ہوتی تھی \*

(فرات) مشہور دریا ہے دو علیحدہ مندرجہ سے نکلا ہے شمالی مندرجہ اس تارس کے بہاڑ کی قطار میں شمالی مغربی کوہ ارمینیا میں حدود ترکی دو سنا اور دانتس کالجس کے ہے اور یہ دھار فرات کہلاتی ہے جنوبی مندرجہ بہاڑ نعیتس کے اُس حصہ میں ہے جو بہاڑ ایدس نارازار سے

+ پیدائش ۱۰ — ۲۲  
اول تاریخ ۱ — ۱۷

|| پیدائش ۲ — ۱۲  
۱۸ — ۲۵

Abus or Ararat, and is now known as the river *Murad*. Both these branches unite opposite the town of Sinerva in Asia Minor, and thence forward pass to the Persian Gulf

مل حاتا ہے اور پہہ دھار درے مراد کہلاتی ہے پہہ دونوں دھاریں مقابل سہر سندروا کی جو اسیا مندر میں ہے مل حاتی ہنس اور پھر حادص فارس میں حاکر گرتی ہنس \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلم  
۲۵۷۵

—*Eden*,) It is interrogated what is meant by this name, whether a locality, a city, or a country? By Eden we Mohomedans understand a spacious region, and, according to the accounts given in our religious Records respecting it, its boundaries may be thus described. On the north, it was bounded by the Black Sea and Russia, on the west, by the Mediterranean, the Islands lying in it, the Libinean Desert, and by other western deserts in Africa, on the south, by the Galla Tribes, the Arabian Gulf, and the Arabian Ocean, on the east, by the Persian Gulf, Persia, and the Caspian Sea. The boundaries above specified would then comprehend the following countries under the region of Eden—Asiatic Turkey, Arabia, and the North Eastern part of Africa containing Egypt, Nubia, and Abyssinia

With reference to the four streams that ran throughout Eden, we Mohomedans suggest, that it is not necessary so to interpret the original, that there flowed originally one single river into Eden to water the Garden, and that after it had irrigated the Garden, it was then divided into four streams or branches. On the contrary it may be well assumed that of the streams that flowed throughout Eden one of them took its direction to water the Garden, and that there ran four rivers in Eden

(عدن) پہہ بوچھا حاتا ہے کہ عدن سے کیا مراد ہے انا کوئی خاص جگہ یا کوئی سہرنا کوئی وسیع ملک ہم لوگ عدن سے ایک وسیع ملک مراد لیتے ہنس اور اگر لحاظ آن بدانات کے جو ہمارہاں کی مقدس تحریروں میں بائی حاتے ہیں اُسکی حدیں معدن کرئیں تو اسطرح برہوسکندی ہیں کہ شمال میں بحر اسود اور ملک روس اور معرف میں بحر فلزم اور آس کے حریری اور صحرائے لندنس اور اور حدگل جو افریقہ میں ہنس اور حدوف میں وہ تکر احباں گالا قومس آباد ہنس اور حادص عرب اور بحر عرب اور شرق میں حادص فارس اور فارس اور کدس بین سی کہ ان حدوں میں انسانی ترکستان اور تمام ملک عرب اور ایک حصہ سوری افریقہ کا حصہ میں مصر اور یوننا اور اسی سدا ہنس داخل ہوتا ہے \*

لحاط آن چاروں نہروں کے جو عدن میں تہنس ہم پہہ کہتے ہنس کہ کتاف اودس کے پہہ معنی لیتے کہ عدن میں سے ایک نہر باغ کے سدرا کر دیکو نکالی تھی اور سہر اُسی نہر کی باغ کے پاس سے چار دھاریں ہو گئی تہنس صروبی تہنس ہنس بلکہ اُس کے معنی پہہ ہنس کہ عدن میں جو نہرس تہنس اُن میں سے ایک نہر باغ کے سدرا کر دیکو نکالی تھی اور عدن میں چار نہرس تہنس جو فرداً فرداً معدی الگ الگ بہتی تہنس اسلئے ہم لوگ بدسون حنال کرتے

کتب پیدائش  
کتب پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
۲۵۷۵

by separate courses Thus we identify the river Pison with the Nile, and Gihon with the stream formed by the junction of the river Araxes and Cyrus The independent courses of those rivers are sometimes called respectively Gihon and Sihon And we make the river Hiddekel identical with the Tigris, and the Parât with the Euphrates These were four rivers that passed throughout the extensive region of Eden, and that when the offspring of man began to multiply and propagate themselves in it, its different parts derived their respective names from the fathers of the various families that settled there

It may be well remarked, that the tradition prevalent among our countrymen that after Adam had been expelled from the Holy Garden, he settled himself in the island of Ceylon, is entirely groundless, not being supported either by the Pentateuch, nor by any of our sacred Writings

† تفسیر ڈائلی حد ۱  
صفحہ ۷

—the tree of life,) “So called,” says Bishop Wilson, “because he that ate of it, would have lived for ever, either by virtue of that tree, or by the appointment of God, as the sacraments are means of Grace”

The passage in question has been further commented upon by other Christian divines in this way, that this Garden being a type of heaven, perhaps God intended by this to represent that immortal life which He meant to bestow upon man with Himself Rev XXII 2

‡ مساهدات ۲۲ — ۲

ہیں رود بیل کو اور حیحوں خیال کرتے ہیں اُس تگڑے درناے سیرس اور ارکسر کو جہاں وہ دونوں مل کر بہتے ہیں اور کبھی اُن دونوں درناؤں کی جدا جدا دھاروں میں سے ارکسر کو حیحوں اور سیرس کو صیحوں کہتے ہیں اور ہدف دل دحلہ کو اور پراب درناے مراب کو کہتے ہیں نہ چاروں درنا ملک عدن میں بہتے تھے جب انسان کی نسل بڑھنے لگی اور ہرانک کی اولاد ملک عدن میں بھیلنے لگی تب ہرانک تگڑے کا جدا جدا نام اُن لوگوں کے نام بڑھو گنا حنکی اولاد وہاں حاکر نسی \*

یاد رہی کہ ہماری ہموطی عوام الناس میں جو نہہ بات مسہور ہے کہ حصرت آدم علیہ السلام حریر سراندسب بعدی لکنا میں رہی تھے یہہ محص علط اورے اصل بات ہے حسا بقا نہ توریت مقدس سے اور نہ ہماری ہاں کی مدھنی کتابوں سے پایا جاتا ہے \*

(درحب زندگی کا) † نسب ولس صاحب کہتی ہیں کہ اس درحب کا نہہ نام اس نسب سے بھا کہ آسمن سے پھل کو جو کوئی کھاری وہ اُس درحت کی ٹائٹر سے حواہ حدائے حکم سے ہمسنہ رندہ رہے کیونکہ شرب حداء کا فصل حاصل کرینکا وسئلہ ہے بعض علماء عیسائی یہہ کہتی ہیں کہ نہہ ناع بہست کا ایک نمونہ تھا اس درحب سے ساند حدائے اُس عمر فانی زندگی کے بیان ‡ کا ارادہ کیا جو آسنے انسان کو مامد ابی زندگی کے بھسنی چاہی \*

—the tree of the knowledge of good and evil) “A tree which” says Bishop Wilson, “would make those who should eat of it sensible of good and evil”

“It was so called” says Dr Hales, “as being the appointed test of the obedience or disobedience of our first parents, procuring good or happiness in the former case, and evil or misery in the latter”

But it is to be asked whether those trees were like such as we see grown up out of the earth, with their branches, leaves, and flowers. Although most of our learned men have, in their Commentaries, expressed opinions identical with those of Christian Divines on the trees under discussion, and likewise do the Rabbis differ no way from them. Yet the case as explained by them is not really so. The subject of which Moses wishes to treat here, has been, (in order to assimilate the same to the narrative of the Garden) related by him in the *metaphor* of trees, from which we are not to conclude that real trees were meant.

The spirit which God breathed into the human body, was superior in its essence to that of other living creatures. The nature of that spirit necessarily required, that man must surpass other beings in those functions which relate to the spirit or soul. The objects in the acquisition of which man was to excel other animals, were these two

(درخت پہچان بھلائی و برائی کا) سب دین صاحب فرماتی کہ یہ ایسا درخت تھا کہ جس سے وہ شخص جو اُسکے پہل کھاویں دیکھی اور بدی سے آگاہ ہوں \* ڈاکٹر ہیلر صاحب کہتی ہیں کہ اس درخت کا یہ نام اسلٹنی تھا کہ وہ ہماری اول مربیوں کی اطاعت یا نافرمانی کے ارمانے کے لیٹنی مقرر کی گئی کسوتی تھی جس سے اول حالت میں بھلائی یعنی خوش نصیبی حاصل ہوتی اور دوسری حالت میں برائی یا بدبختی حاصل ہوتی \*

مگر یہاں یہ سوال ہے کہ کیا یہ دونو درخت ایسے ہی تھے جیسے ہم درخت دیکھتے ہیں جو زمیں سے اُگتی ہیں اور پتے اور شاخیں رکھتے اور بھولتے پھلتے ہیں اگرچہ ہماری مذہب کے اکثر عالموں کی یہی رائے ہے جو علماء عیسائی کہتے ہیں اور اسی پر علماء یہود بھی اتفاق کرتے ہیں مگر یہیں اہل میں یہ نہیں ہے حصص موسیٰ علیہ السلام نے اسمصوم کو باع کی مبادعت سے درخت کے استعارہ میں بیان کیا ہے وہ یہ کہ یہ دونوں سمح کے درخت تھے \*

حدائق الہی نے انسان کی بتلی میں روح قالی جو بلاشبہ اور تمام حیوانوں کی روح سے زیادہ ترسوتر تھی اُس روح کا مقصد یہ تھا کہ انسان نہ بدست دیگر حیوانات کے آن باتو میں جو روح سے علاوہ رکھتی ہیں مومن لبتجاری اور وہ عرف دوچہری تھیں انک وحوت و حوت یعنی ہستی مطلق جسکو حدائے کہا کہ میں

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلہ اللہ صلہ  
۲۵۷۵ ۲۵۷۵

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمد رسول  
اللہ صلی  
۲۰۷۵

things only one the eternal existence, of which God has informed us in his words "I AM", the other a right knowledge of good and evil. The right knowledge of the nature of those blessings God was pleased to reveal to Adam, which He set forth to him by the *allegorical* expression of the trees of life and of good and evil, and not that these trees were like other trees in the garden of Eden

"It must be remembered" says Bishop Patrick, "that the prohibition was given not to Adam only, but to Eve also." We Mohamedans have the same belief in the prohibition being given to them both, as in our Holy Koran the word which signifies prohibition, has been used in the plural form

The words "do not approach the tree" that occur in the Holy Koran connected with the subject, have been used in a peculiar idiom of the Arabic language, and are not to be understood in their literal sense, but they are simply to imply that God wished Adam and Eve not to eat of the tree. For instance, in another passage of the Holy Koran a similar expression conveying the idea of prohibition, thus occurs "Thou shalt not *go near* the worshipping place when thou art intoxicated," which implies simply a refraining from woiship, when in such a state. There is another reference of a greater authority to support the above meaning of the phrase. It is stated in the Holy Koran, that when Adam and Eve ate of the tree, they became sensible of their nakedness, which plainly proves, the

ہوں اور دوسرا پہلائی اور مرانی کا حادنا پس ماہیت ان دونوں چیزوں کی حدائے آدم پر طاہر کی اور ان دونوں چیزوں کی ماہیت کے ظہور اور انکشاف کو حدائے زندگی کے درخت اور معرفت تک وند کے درخت سے تعبیر کیا نہ بہ کہ وہ مثل منع کے اور درختوں کی درخت تھی \*

۱۷ شب پتربک صاحب لکھتے ہیں کہ بہ ممانعت آدم ہی کو نہ تھی بلکہ حوا کو بھی کی گئی تھی ہم مسلمانوں کا بھی یہی مذہب ہے کہ دونوں کو ممانعت تھی چنانچہ قرآن محمد میں تنہا کے صدمہ سے ممانعت کا لفظ آتا ہے \*

قرآن محمد میں حوا بہ لفظ آیا ہے کہ آسکے نزدیک مت ہو اس سے بہ مطلب نہیں ہے کہ آدم و حوا کو اس درخت کے پاس جائے یا چھوئے کی بھی ممانعت تھی بلکہ اس طرح سے بولنا عربی زبان کا محاورہ ہے اور مطلب اس سے بھی ہے کہ آسکو مت کھاؤ حدسیکہ قرآن محمد میں آنا ہے کہ ہمارے پاس مت جائو جب تم دسی میں ہو اسکا مطلب یہی ہے کہ اسے حالت میں ہمارے مت بڑ ہو علاوہ اسکے اس مطلب کے ثبوت ہر ایک تری دلیل بہ ہے کہ قرآن محمد میں بیاں ہوا ہے کہ حوا آدم و حوا نے اس درخت میں سے کھایا تو آنکے برہنہ کی طاہر ہوئی اس سے طاہر ہے کہ کھائے ہی سے منع کنا گیا کیونکہ اگر پاس جائے سے بھی منع ہونا تو معصوم پاس حاد کی کھائے سے پہلے آنکے



prohibition wholly consisted in their not eating of the tree. for had it, on the contrary, been in their approaching it, they would have immediately perceived their nakedness, even when they had merely gone near it, and not yet eaten of it

“It was fit” says Bishop Patrick, “to lay this small restraint upon Adam, to make him sensible, that though he had dominion over all things, yet he was not then Lord, but a servant of the Most High who required this abstinence in token of his subjection, and to prove his obedience to Him.”

The opinion so advanced by the Bishop, is one that is worthy of our cordial acceptance. We Mohomedans, however, so interpret the passage in question, that it was for Adam's own welfare and happiness, that God was pleased to direct him not to eat of the tree, and not that the doing so was any transgression of the Holy Law because, the remaining part of the passage “thou shalt die” is merely the result of Adam's neglect of the simple direction given to him, whereas, had the disregard of that injunction involved a violation of God's Holy Law, the consequences must have been more horrible and grievous, since he must have become obnoxious to the wrath of God. Most of our Divines receive the expression under discussion in the sense in which I have here construed it, though some differ therefrom

برہنگی ظاہر ہوجاتی \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمّد رسول  
اللہ صلع  
۳۵۷۵

† بس پترک صاحب فرماتی ہیں کہ آدم پر یہ تہوری سی بندش اسلئے رکھنی مناسب تھی کہ وہ حار لیوی کہ گو آسکو تمام چدرن برحکومب دی ہے تو یہی وہ آن چدرن کا مالک بہن ہے بلکہ بہانت عظمت والی خدا کا خادم ہے جسے اُس ممانعت سے نکایہ ابھی اطاعت اور ثنوت ابھی فرمان برداری کا چاہا ہے \*

† تفسیر ڈائیلی حد ۱  
صفحہ ۷

یہہ تقریر آنکی بہانت پسندیدہ ہے اور ہم مسلمانوں کو بدل تسلیم ہے مگر اس مقام سے ہم یہہ مطلب سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہہ ممانعت آدم کو صرف اُسکے فائدہ اور نفع کے لئے کی تھی کوئی شرعی گناہ نہ تھا کیونکہ اسی آیت میں آگے کہا گیا ہے کہ اگر تو کھاوگا تو ایک قسم کے مرنے سے مرچاوگا جو نتیجہ ہے صرف اُس ہدایت سے غفلت کرینا اور اگر اُسکا کھانا شرعی گناہ ہوتا تو زیادہ سبب وعدہ آدم کو دی جاتی یعنی کہا جاتا کہ تو اُسکے کھانے سے خدا کے عصہ اور عصہ میں پڑیگا ‡ چنانچہ ہماری مذہب کے ایک گروہ علماء کا یہی مذہب ہے گوکہ بہت سوں نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے \*

‡ دیکھو تفسیر کبیر سرورۃ  
نمبر اب ۳۵

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام السلام  
۳۰۰۰ ۳۰۷۵  
۱ تفسیر ڈائیلی جلد ۱  
صفحہ ۸

—*Thou shalt die,*) Christian Theologists have assigned no other meaning to this phrase, but that of simple death so familiar to mankind They add that this expression does not signify, that Adam should instantly die, but that he should become mortal, and lose the immortality with which he was invested

“Diseases, sickness, and pains, the fore-runners of death,” says Bishop Patrick, “are included in this threatening”

“The threatening implies” says Bishop Beveridge, “a promise that if he had not eaten of the fruit, he should not die, but live This was the first covenant which God made with man”

We Mohomedans, however, do not take the expression in the sense adopted by Christians because Adam was at that time quite ignorant of the nature of death, which had not then appeared in the world, and we cannot therefore suppose that a threat would have been held out of a peril altogether unknown and inconceivable, nay the term cannot here be accepted as conveying with it the signification in which it is generally taken since in the original Hebrew it is said that they shall perish through a kind of death Nor can it be made to imply a spiritual death, because sin had not then existed, and the nature of death was unknown The expression would, therefore, more simply and properly imply, that it should be perilous to himself, if Adam ate of the tree, as it is said in the Holy Koran that they would

(مرے سے مرگنا تو) علماء عیسائی اس سے مرادنا ہی مراد لیتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ اس سے یہ عرض نہیں ہے کہ وہ فی الفور مر جائیگا بلکہ یہ کہ وہ عانی ہو جائیگا اور بقا کو اسکو بخشی گئی تھی اس سے محروم رہے گا \*

سب پٹرک صاحب کہتے ہیں کہ بیمارناں اور تکلیفیں اور بے چیدیاں جو موت کے مقدمات ہیں خدا کی اس تہنیت میں آگئیں \*

سب بیورچ صاحب کہتے ہیں کہ اس تہنیت سے یہ وعدہ نکلتا ہے کہ اگر وہ بھل گو نہ کھا ونگا تو وہ نہ مرنگا بلکہ زندہ رہیگا یہ اول وعدہ تھا جو خدا نے انسان سے کیا \*

مگر ہم مسلمان اسکے یہ معنی نہیں کہتے کیونکہ اس وقت تک آدم موت کو جانتا بھی نہ تھا کہ کیا چیز ہے اسلئے کہ اب تک موت دنیا میں آئی بھی نہ تھی پھر آدم کو موت سے ڈرانا کیا معنی ہیں بلکہ یہاں موت کے لفظ سے مراد مراد بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ عذریٰ جو لفظ ہیں انکا مطلب یہ ہے کہ انک قسم کی موت سے مرگنا اور نہ اس سے روحانی موت مراد لی جاسکتی ہے کیونکہ انک نہ گناہ تھا نہ روحانی موت کی ماہیت معلوم تھی پس ان الفاظ سے صرف یہ مراد ہے کہ تو اپنے حق میں برا کرینگا جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اگر اس درجہ میں سے گھاڑ گئی تو اپنے پر ظلم کرو گی یعنی تمہاری جو یہ حالت ہے اور جسکو تم کوئی دیکھتے ہو اور جانتے ہو بڑھیکے \*

bring evil on themselves, if they thought of eating of the fruit of the tree, i e. to say, the favourable situation in which they were now placed, and of which they were very sensible and conscious, would be inevitably forfeited for ever

V 18. "God had said" says Bp. Patrick, "before the deliverance of the command, that it was not good to let Adam live alone" This he says to deduce therefrom the inference of the command being given to both Adam and Eve

The word signifying a *helper* in this verse, leads us to the idea, that wife has not been given to man merely to gratify his animal desires, but also to share in all his joys and cares, to sympathize with him in his sorrows through all the adverse circumstances of life, and to assist him in the performance of spiritual duties

V 20 The ancient and modern professors of Atheistical philosophy represent the faculty of articulate speech, or language, as the mere *instinctive* expression of the wants and desires of a herd of associated savages, gradually invented for mutual convenience of communication, and established by mutual consent But our late Lexicographer justly remarks, that "language must have come by inspiration a thousand, nay a million of children could not invent a language while the organs are pliable, there is not understanding enough to form a language, and by the time that there is understanding enough, the organs are grown stiff We know, that after a certain age, we can not learn a language" — *Boswell's Life of*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
صلوات اللہ علیہ  
۲۵۷۵  
۲۰۰۰

۱۸ سب بترک صاحب کہتے ہیں کہ درخت کا پھل کھا دیکھی ممانعت سے پہلے خدا نے کہا کہ آدم کا اکیلا رکھنا اچھا نہیں تاکہ یہہ نتیجہ نکلے کہ ممانعت کا حکم آدم وحوہ دونوں کو ہوا تھا \*

اس ورس میں ایک عبری لفظ ہے جسکے معنی مددگار کے ہیں پس آدمی کو حلال کرنا چاہئے کہ حورو درحققت صرف واسطہ نفسانی خواہش کے ہیں نہائی گئی ہے بلکہ اسلئے ہی ہے کہ دن اور دنیا کے کاموں میں آسکی مددگار ہو \*

۲۰ (اور کھا آدم نے نام) قدیم اور زمانہ حال کے عالم حکم ابعدست کے یہہ بدان کرتے ہیں کہ (ربان) ایک عقل سے بنایا ہوا طریقہ کلام کرنے کا ہے جس کو وحشوں کے متعلق گروہ نے آس میں آمدرفت کے آرام کے لئے اور حاجتوں اور خواہشوں طاهر کرنے کے واسطے بتدریج ایجاد کرلیا تھا نہہ طریقہ کلام کرنے کا آس کے اتفاق سے قائم ہوا مگر ہمارا بڑا عالم نہہ ٹپک نہان کرتا ہے کہ ربان ضرور ہے کہ الہام سے حاصل ہوئی ہو ہزاروں بلکہ لاکھوں نر کے ایک زبان نہیں ایجاد کرسکتے کیونکہ حسب اعضا کلام کرنے کے اس قابل ہوئے ہیں تو سمجھئے اس قابل نہیں ہوتی کہ ایک زبان نہائی حاوی اور حسب سمجھئے کافی ہوتی ہے تب اعضا کلام کے عمر ماکر اس

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلع  
۳۵۷۵

*Dr Johnson* This is confirmed by experience Alexander Selkirk, when cast away on the desert Island of Juan Fernandez, almost lost the use of his native tongue, after some years' residence The young savage, called Peter, caught in the woods of Hanover, several years ago, though soon tamed and reconciled to society, never could be taught to speak And lately, the young savage of Aveyron, in France, though put under the care of the celebrated Sicaud, Master of the deaf and dumb school, has never yet been observed to utter an articulate sound, not even to express his most urgent wants

It is remarkable, that Adam was endowed with the faculty of speech in his solitary state, and gave names to the animal tribes before the formation of Eve

V 21—22 God did not form Eve out of the ground as He had done Adam, but created her out of Adam's own side, that thus He might create the greater love between them, as parts of the same whole

God made over the woman He had formed to Adam to be his wife, and thus recommended marriage to all mankind, as founded in nature, in order that by the union of man and woman, the body of man might again become

قابل نہیں رہتے ہم خوف حائے ہیں کہ ایک زمانہ مقررہ کے بعد ہم زبان نہیں سیکھ سکتے — ڈاکٹر جانسن صاحب کا حیا نامہ مصنفہ ڈاکٹر ناسویل صاحب — یہ بات تحریر سے بھی استحکام پائی ہے مثلاً الکدندر سیلکیرک کو حو حوا فریادہ کے حیرتہ کے جنگل میں ڈال دیا گیا تو آسکو وہاں چند برس رہنے کے بعد اپنی زبان کا استعمال بالکل بڑھا حوا وحشی حسکا نام پیتا تھا اور ہندوؤں کے جنگلوں میں سے بکڑا گیا تھا اگرچہ وہ ہل مل گیا مگر آسکو کلام کرنا ہرگز نہ سکھایا جاسکا اور زمانہ حال میں حوا وحشی انوس کا حو فرانس میں ہے اگرچہ آسکو مشہور سنکرے صاحب کے سپرد کیا گیا حو بھری اور گوبوں کے مدرسہ کے معلم ہیں مگر اب تک کہیں نہیں دیکھا کہ آس نے انسان کی طرح کوئی درسا بھی حرو کلام مدہ سے نکلا ہو \* یہ بات معلوم کرنے کے قابل ہے کہ آدم کو آسکی حالت تدبیری میں کلام کر دیکھی حو بحسی گئی تھی اور آس نے حوا کے پیدا ہونے سے بدستور حیوانوں کی حدسوں کے نام رکھے \*

۲۱ لعادت ۲۲ خدا تعالیٰ نے حوا کو مٹی سے بنا دیا نہیں کیا حو طرح کہ آدم کو پیدا کیا تھا بلکہ آدم کی نسلی میں سے پیدا کیا تاکہ اُن دونوں میں زیادہ محبت ہو اور وہ سمجھیں کہ ہم ایک ہی کل میں کے حرو ہیں \*

حس عورت کو خدا نے بنایا تھا آسکو آدم کے حوالہ کنا اسباب کے کرنے سے تمام انسانوں پر شادی کو حاسر کیا کہ کونا قدرت ہی میں اسکی تدبیر ہوئی تاکہ مرد اور عورت کے ملکا نے سے انسان کا

as full. Bishop Patrick has expressed an elegant and beautiful idea in commenting on the passage in question; he says "God himself made the espousals (if I may so speak) between them, and joined them in marriage"

"No mention" says Bishop Patrick, "is here made of God's breathing a soul into her as into him, for Moses only explains what is peculiar to Eve, the rest is supposed in the word, 'I will make an helper meet for him' which the Latin Vulgate rightly translates, 'like unto Him', it was likewise said before that both man and woman were made in the likeness of God"

The object aimed at by Bishop Patrick in the above exposition, seems apparently to be, that God breathed his soul into woman, in like manner as He had done into Adam. However, we Mohammedans do not agree with the Bishop in this view of the matter. We hold that Eve being formed out of a living creature, viz Adam, and therefore naturally born a living being, did not need the infusion of a soul into her

V 23 *This is now bone of my bones, &c*) That is, of all the animals that had hitherto presented themselves to Adam's sight, he found none that re-

حسب بھر پورا ہو حاوی نسب پترک صاحب ایک لطیفہ لکھتے ہیں کہ خود خدا نے انکی سمدت تھرائی (اگر میں ایسا کہہ سکوں) اور انکی سادی کر کے ملا دیا \*

† نسب پترک صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ اس مقام پر اسدات کا کچھ ذکر نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس طرح آدم میں روح ڈالی تھی اس طرح سے حوا میں بھی ڈالی تھی کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صرف اس سے سی کا بیان فرماتے ہیں جو حوا کی نائب خاص خاص باتیں نہیں اور باقی حال ان الفاظ سے نکالا جاتا ہے کہ "میں اُسکے لئے مددگار دوں گا، جس کلام کا رومی واکت میں درستی سے یہ ترجمہ ہوا ہے یعنی ایک مددگار مائد اُسکی اس طرح یہ پہلے بھی کہا گیا تھا کہ انسان اور عورت دونوں خدا کی مسابہت پر بنائی گئی ہیں \*

اس گفتگو کا جو نسب پترک صاحب نے لکھی منشاء یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حوا میں بھی انبی روح بھونکی جس طرح آدم میں بھونکی تھی مگر ہم مسلمان حوا میں اس طرح روح کے بھونکے جانے کا حسن طرح کہ آدم میں بھونکی گئی بھی وائل نہیں ہیں ہماری بردنک یہ بات ہے کہ حوا حاددار چتر سے بنائی گئی تھی اسلئے حاددار ہی بننا ہوئی اور اس سبب سے اس میں روح بھونکے کی حاجت نہ تھی \*

۲۳ (یہ ہے اف ہدی میری ہدی میں سے) یعنی پہلے حاسق حادور آدم کے سامنے آئی تھیں ان میں سے کسی کو

قل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۷۵

† تفسیر دائی حلد ۱  
صفحہ ۸

قبل ہدایش قبل ہدایش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
الک صعلم الک صعلم  
۲۰۷۵ ۲۰۰۰

sembled himself, and therefore when Eve was formed, he said she was a bone of his bones, and flesh of his flesh, that is to say, she was his fellow-creature

V 24 *Therefore shall a man leave,* § c) That is, man should be most attached to his wife This leads us to the consideration that God has so constituted the nature of man that it inclines him to place his highest affections on the woman, and it is for this reason that we observe a natural inclination and attachment to each other between man and woman

—*Wife,*) Some Commentators have been led from this expression to form the opinion, that, under the law of nature, one man has a right to have one woman only for his wife, for, they say, God knew, and none else could know, the evil consequences of unlimited mixture, and that the number of males and females should be so nearly equal, that many of them would be deprived of the comforts of life, if it were otherwise than as God ordained

But on consideration, it will be observed, the passage under discussion leads to a different conclusion Here it is not intimated that one man is entitled to possess one woman only for his wife, for, had this been intended, it would not have been possibly allowable for the prophets to have more women than one, as then wives, which appears to have been the case and it should have been inevitably requisite that men and women

آدم نے اپنا ہم جنس بہن بنایا جس حوا پیدا ہوئی تو کہا کہ ہاں بہن میری ہڈی میں کی ہڈی اور میرے گوشت میں کا گوشت ہے یعنی میری ہم جنس ہے \*

۲۴ (چھوڑی گا) یعنی اپنی حوروں سے سب سے زیادہ محبت اور موانسب کرگما بہن اشارہ ہے اسناد کی طرف کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں انک قدرتی اور حسی رعت عورت کی طرف رکھی ہے جسکے سبب مرد عورت سے انک طبعی رعت اور محبت رکھتا ہے \*

(عورت) بعضی لوگ اس سے یہہ نتیجہ نکالتی ہیں کہ قانون قدرت کے بموجب انک آدمی کو صرف انک عورت کا حق ہے کیونکہ خدا حادثا تھا اور خدا کے سوا کون اسناد کو حاسں سکتا تھا کہ نا محدود امیدوں کے کنا کیا بری نتیجہ ہوتے ہیں اور بہن کہ برو مادہ شمار میں حور برابر ہونی چاہئیں کیونکہ اگر خدا نے حکم دنا ہی اُسکی برخلاف عمل میں آوی تب بہن سے آمنی کے شادی کے ازاموسسی محروم رہیں گے \*

مگر جب عورت سے دیکھا جاتی تو انک اور نتیجہ اس سے نکالاجاتا ہے کیونکہ بہن اسناد سے کہ آدمی کو صرف انک ہی عورت کا حق ہی کچھ نہت بہن ہے اور اگر ایسا ہوتا تو آئندہ دنیا کو کئی عورتیں کرنے کی اجازت ہوتی اور ضرور ہونا کہ دنیا میں ہمیشہ مرد و عورت شمار میں برابر پیدا ہوتے اور ان دونوں کا بعا نہی برابر زیادہ تک ہونا نا انک کے مروجہ کے

قل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰

قل پیدائش  
محمد رسول  
اللہ صلع  
۲۵۷۵

must be born in the world in equal proportions, so that one sex should not in numbers preponderate over the other, and also that every couple should have lived together, for an equal space of time, or that if one died before the other, it would have been necessary for the survivor to pass the remainder of his existence in widowhood without being married to another. The meaning to be actually derived from the passage in question, is therefore this, viz that Adam being in a solitary and helpless state, God was pleased to provide him with a woman as an associate and helper for him, since a wife in reality is a companion and fellow-laborer to assist man in a right and efficient fulfilling of God's will and commands, and when these purposes designed by God in giving to man the right to have woman for a wife, have not been attained and studied by him, he has no right at all to have either one or more than one woman as his wife or wives. Another conclusion that may reasonably be arrived at is, that it is not lawful for a man to have a woman for his wife, and for a woman to have a man for her husband, unless they both have faithfully considered and solemnly acknowledged to be most particularly attached to each other, and to be, as it were, parts of the same body. It is further observed, that God had himself laid a foundation from the very beginning of the world to the union of man and woman as husband and wife, which was afterwards ordained and dictated as a law by the prophets. This is an ordinance so unshaken, and invariable that it has undergone no change

بعد نہ مرد کو اور نہ عورت کو دوسری سادی  
کرنا حق ہوتا بلکہ یہاں سے یہہ نتیجہ  
نکلتا ہے کہ آدم کی برہنہ اور تدہائی  
رفع کرنے کو اور آسکی مددگار ہونیکو اللہ  
تعالیٰ نے آسکی لیڈی حورو بدائی بس  
حققت میں حورو ایک معاون اور مددگار  
ہے خدا کی عبادت اور بند کامونکی  
سکونی انجام ہونیکی لیڈی مگر حب یہہ  
نتیجہ حاصل نہو تو انسان کا نہ ایک  
عورت کا حق ہی اور نہ زیادہ کا دوسرا نتیجہ  
یہہ ہے کہ حب تک مرد عورت کو اور  
عورت مرد کو بالخصوص اپنے نام کا نکرلے  
اور ایسا نہ سمجھے لی کہ گونا یہہ مدہی  
دن کا حورو ہے آسوم تک کوئی عورت  
کسی مرد کو اور کوئی مرد کسی عورت کو  
مباح نہس ہے گونا خدا نے پہلے ہی سے  
آس پدر کو جسکو بدعمروں کی شریعت  
میں نکاح بیان کیا ہے مقرر کیا تھا جو  
کسی شریعت میں اور کسی بدعمر کے  
وقت میں بدلا نہس گنا یہاں تک کہ تمام  
دسلس انسان کی اس قدرتی تقرر کے  
اپنے اسے فاعدہ کے بموجب پابند ہس  
اب ہمکو یہہ سی عورت کرنا چاہئے کہ بنا کرنا  
حو اس مطلق ودرتی فاعدہ کو توڑے  
والا ہے کسقدر سخت اور کیسا برا گناہ  
ہے \*

گناہ پندہ ایش  
مستور رسول  
اللہ صعلم  
۲۵۷۵

گناہ پندہ ایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۵۷۵

among the laws of any prophet, nay, all the races of mankind have, according to their respective ceremonies, uniformly followed it. It must be considered how awful and vicious is the crime of adultery, which directly violates and destroys this noble unchangeable law of nature

V 25 *Were not ashamed,*) Some Christian divines plead as a reason for this, that they had not as yet done anything to be ashamed of, and were innocent

We Mohomedans, however, hold this as a reason for the want of shame with them, that having not as yet been invested with the capacity to make a distinction between good and evil, they had no perception as to what was shameful and what the reverse. Hence it may be inferred, the nakedness of man has been, from the very beginning, regarded as disagreeable and improper, and consequently considered as sin in the Holy Law

۲۵ (وہ شرماتی تھی) بعض علماء عیسائی اسکے وجہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ے گناہ تھی اور اب تک انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی تھی جس سے انکو شرم آتی \*

ہم مسلمان اسکے وجہ یہہ بیان کرتے ہیں کہ اب تک آدم اور حوا کو بیک وید کی پہچان نہیں آئی تھی اس سبب سے انکو بدگی ہوئے سے کچھ شرم نہ تھی اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کا دوسری کے سامنے ننگا ہونا ایسا برا ہے کہ ابتدا سے عیب گنا گیا ہے اور اسلیئے شرع میں گناہ شمار ہوا ہے \*



## تیسرا باب

## CHAPTER III

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۳۰۰۰ ۳۰۷۰

۱ سانپ کا حوا کو قرب دینا ۶ انسان کا گناہ سے سکسنہ حال ہو جانا ۹ خدا کا  
مزد عورت کو اپنے حضور میں بولانا ۱۴ سانپ پر لعنت کا بھیجا جانا ۱۵ عورت  
کی حاص نسل کا وعدہ ۱۶ انسان کی سزا کے احوال ۲۱ اُنکی پہلی برشا ۲۲ اُس  
دوڑوں کا باغ عدن سے نکالا جانا

مطابقت قرآن معین اور حدیث سے

HOLY KORAN &amp; Prophetical Sayings

۱ † موسوس لہما السیطن لنددی لہما  
بہر نہکایا اُنکو شیطاں نے ناکھولی اُس پر جو  
ماوروی عہما من سواتہما  
تھکی تھے اُنسی اُنکے عیب

1. Satan suggested to them both,  
that he would discover unto them their  
nakedness, which was hidden from  
them — Soora Araf, v. 20.

## GENESIS

2 And the woman said unto the ser-  
pent, We may eat of the fruit of the  
trees of the garden

3 But of the fruit of the tree which  
is in the midst of the garden, God hath  
said, Ye shall not eat of it, neither shall  
ye touch it, lest ye die.

توریت مقدس

GENESIS

(ا) (و) הנחש היה ערום מכל  
اور سانپ بھا † متعی † س  
חית השדה אשר עשה יהוה  
חانداز جنگل سے جسکو بنانا خدا نے  
אלהים ויאמר אל-האשה אף כי-  
معنود ہے اور کہا عورت کو تعقیب کیا  
أمر ألهים لا تأكلوا من كل عץ הגן:  
کہا خدا نے نکھارو س درخت حسب سے

† سورة اعراف آیت ۲۰  
† مشاہدہ ۱۲ — ۹  
۲ — ۲۰  
† منی ۱۰ — ۱۶  
۲ نامہ گرنہیاں ۱۱ — ۳

1 Now the serpent was more sub-  
tle than any beast of the field which  
the Lord God had made And he  
said unto the woman, Yea, hath God  
said, Ye shall not eat of every tree of  
the garden?

توریت مقدس

(ب) ותאמר האשה אל הנחש  
۲ اور کہا عورت نے سانپ کو

מפרי עץ-הגן לאכל:

بھل درخت حسب سے ہم کھائے تھے

(ג) ומפרי העץ אשר בתוך-הגן

۳ اور بھل درخت سے جو باغ میں حسب کے ہی  
أمر ألهים لا تأكلوا من كل عץ ولا  
کہا خدا نے مت کھارو اُس سے اور مت  
تגעرو בו פן-תמתון:  
چھوڑو اُسکو کیونکہ مر رہ گئی تھی

† باب ۲ — ۱۷

تورث مقدس

GENESIS

(د) ویاמר הנחש אל-האשה לא

۴ اور ۱۱ کہا سانپ نے عورت کو کہ

موت تمہارے:

مرنا مرے تم

4 And the serpent said unto the woman, Ye shall not surely die

مطابقت قرآن معید اور حدیث سے

HOLY KORAN &amp; Prophetical Sayings.

۴ ‡ موسوس الیہ السیطن قال یا آدم

بہر حیثیں ڈالا اُسکی شیطاں نے کہا ای آدم میں

ہل ادا لک علی سکرۃ الخلد و ملک لاندلی

یتارن تعہکو درخت ہمہ سگی کا اور نادشاہی کی حر

پڑا ہی بہر

4 Satan whispered evil suggestions unto him, saying, O Adam, shall I guide thee to the tree of eternity, and a kingdom which falleth not?—Soora T H, v 120

قل پیدائش قبل پیدائش

مسیح علیہ محمد رسول

السلام اللہ صلعم

۳۰۰۰ ۳۵۷۵

‡ سورۃ طہ آیت ۱۲۰

۱۱ باب ۳ — ۱۳

‡ جو نادشاہت پڑا ہی ہیں

ہو سکتی وہ علم ہی

‡ سورۃ اعراف آیت ۲۰، ۲۱

‡ باب ۳ — ۷

اعمال ۲۶ — ۱۸

۵ ‡ وقال ما نهىكما ربكما عن هذه الشجرة

اور کہا تمکو جو منع کیا ہی تمہارے رب نے اس

الا ان تكونا ملکیں او نکونا من الخلدین

درخت سے مگر یہ کہ کبھی ہو جاو دوستی یا ہو ہمیشہ

وفا سمہما ایہی لکما لمن الصکیں و دلہما

رہے والے اور اُسے قسم کھائی کہ میں تمہارا دوست

معمور

ہوں بہر دگمگانا اُنکو مویب سے

5 Satan said, your Lord hath not forbidden you this tree, for any other reason but lest ye should become angels, or lest ye become immortal Further, he swaie unto them, saying, Verily I am one of those who counsel you aright At last he caused them to fall through deceit —Soora Araf, v 20, 21

(ه) כי ידע אלהים כי ביום

۵ کیونکہ جاسا ہی خدا کہ بیج دس

اכלکم مممنو ونפקחו عینیکم وہیتم

کھائے تمہارے کے اُس سے حب کھل جائیگی آنکھیں

‡ تمہاری تب ہو جاوگی تم

بאלہوم یدعی טוב و رے:

مائد دوسوں کی جانی بھلائی اور پڑائی کو

5 For God doth know that in the day ye eat thereof, then your eyes shall be opened, and ye shall be as gods, knowing good and evil

‡ بھاری کتاب الانبیاء

۶ ‡ ولولا حوا لم تحس انتی روحہا

اگر نہ ہوتی حوا نہ حراپ میں دلواری عورت ایے

حارث کو

\* فیہ اسارۃ الہی ما وقع من حوا فی

اسیں اسارہ ہی اُسکی طرف جو ہوا حوا سے

ترکبہا لادم الاکل من الشجرة حتی وقع فی

اچھا دیکھائے میں آدم کو کھائے درخت سے یہاں تک کہ

(و) وترا האשה כי טוב העץ

۶ اور دیکھا عورت نے کہ اچھا ہی درخت

لماכל וכي تאוہدہوا לעینم

کھائے کو اور ہی بھلا وہ واسطے آنکھوں کے اور

ونحمد העץ להشکیل ותקح مفریو

اچھا ہی درخت دانسمدی کو اور لیا اُسکے بھل سے

\* فتح الباری

دلک معمى خيانتها آنها فلتت مارين  
پڑا اُسے پس معي حرامي ميں ڈالنى كے يہہ ميں كہ  
لہا ابليس حتى ريہہ لادم  
اُسنى قبول كيا اُسكو حو اچھا دکھایا اُسكو شيطان ے  
يہاں تك كہ اچھا دکھایا اُسي آدم كو

‡ انا عرضنا الا مائة علي السموات والارض  
ہم نے دکھائی امات آسمان كو اور زمين كو اور  
والجبال فاعين ان بحملها واشفقن منها  
پہاڑوں كو پھر سب نے قبول كيا كہ اُسكو اُٹھارين  
وحملها الانسان انه كان ظلو ما حولا  
اور اُس سے قرگئی اور اُٹھا ليا اُسكو انسان نے يہہ  
ہی پڑا ے ترس ناداں

6 Had it not been for Eve, her husband Adam should not have fallen into deceit.—Bookharee

This quotation makes an allusion to the manner in which Eve acted in making Adam believe, that it was not an evil thing to eat of the tree, so much so that Adam being persuaded was likewise induced to eat the fruit thereof. The inference is, that what Satan proved good to do to Eve, she believing in it, again proved the same as so to Adam — Futhool Bookharee.

We proposed our trust unto the heavens, and the earth, and the mountains, they refused to undertake the same, and were afraid thereof, but man undertook it verily he was unjust to himself, and foolish — Soora Ahzab, v 72

‡ ۷ ولما ذاقوا الشجرة نذب لهما سواتهما  
پھر جب چکھا درخت کھل گئی اُنر عب اُنكى  
وطعقا لخصمن عليهما من ورق الشجرة  
اور لگی حور نے اپنے اُوپر پتی حس کے

ותאכל ותמן גם-לאישה עמה ויאכל:  
اور کھالیا † اور دیا اپنے مرد کو بھي اپنے ساتھ اور اُسے کھالیا †

تبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح عليه محمد رسول  
السلام الله صلعم  
۲۰۰۰ ۲۵۷۵  
† اول ثمردي ۲ — ۱۳  
† باب ۳ — ۱۲ و ۱۷  
‡ سورة احزاب آیت ۷۲

6 And when the woman saw that the tree was good for food, and that it was pleasant to the eyes, and a tree to be desired to make one wise, she took of the fruit thereof, and did eat, and gave also unto her husband with her; and he did eat

(۲) ותפקחנה עיני שניהם וידעו  
۷ اور کھل گئیں آنھیں \* اُن درختوں کی اور حوا †  
כי עירמם הם ויתפרו עליה תאנה  
انہوں ے كہ ننگی ہيں ہم اور سيٹے تھے ابجير كے

‡ سورة اعراف آیت ۲۲  
\* باب ۳ — ۵  
† باب ۲ — ۲۵

ויעשו להם חגרת.

اور بنایا اپنے یثی تہند

\* ما کلا منها معددت لهما سوأتھما وطعقا  
پھر دروں کھا گئی اُسیں سے پھر کھل گئیں اُنپر  
یحصص علیہما من ورق الحنة وعصى آدم  
اُنکی بری چیزیں اور لگی حورے اپنے اُردن دے ناع کے  
رہ معوے ثم احنتہ ربه فتاب علیہ وھدی  
اور حکم ڈالا آدم ے اپنے رب کا بھر راہ سے نہکا بھر  
نوارا اُسکو اُسکی رب سے بھر متوجہ ہوا اُسپر اور راہ برلایا  
† یعنی آدم قد ادرلنا علیکم لداسا ہواری  
ای اولاد آدم کے ہمیں ادراری تم پر ہوشاک کہ  
سوأتکم ورنسا ولداس التقوی دلک حیر  
دھان کے تمہارے عیب اور رزق اور لباس برھن  
دلک میں ایاب اللہ لعلہم مذکورں یدعی آدم  
گاری کا پہنہ اچھا ہی پہنہ سبایاں ہیں اللہ کی ساید  
لا یعتدکم السطل کما اخرج انوکم من الحنة  
وہ لوگ دھیاں کریں ای اولاد آدم کی نہ نہکارے تمکو  
نذرع عنہما لداسہما لیربہما سوأتھما اذہ  
شیطان حیسا نکالا تمہارے ما باپ کو ناع سے اُتروائی  
یرنکم ہو و فنیلہ میں حیز لاترونہم انا  
اُنکی کترے کہ دکھارے اُنکو عیب اُنکی وہ دیکھتا ہی  
جعلنا السیطین اولیاء للدنس لاورممنوں  
تمکو اور اُسکی قوم جہاں سے تم اُنکو نہ دیکھو ہمے  
دکھے ہس شیطان رفیق اُنکی جو ایماں نہیں لاتی

7 When they had tasted of the tree, their nakedness appeared unto them, and they began to join together the leaves of paradise, to cover themselves —Soora Araf, v 22

And they both ate thereof and their nakedness appeared unto them, and they began to sew the leaves of paradise, to cover themselves And thus Adam became disobedient unto his Lord, and was seduced Afterwards his Lord accepted him, on his repentance, and was turned unto him and directed him — Soora T H, v 121, 122.

7 And the eyes of them both were opened, and they knew that they were naked, and they sewed fig-leaves together, and made themselves aprons

O Children of Adam, we have sent down unto you apparel, to conceal your nakedness, and fair garments, but the clothing of piety is better This is one of the signs of God, that peradventure you may consider O children of Adam, let not Satan seduce you, as he expelled your parents out of paradise by stripping them of their clothing, that he might show them their nakedness, Verily He seeth both him and his companions, whereas ye see them not We have appointed the devils to be patrons of those who believe not — Soora Araf, v 26, 27

## GENESIS.

8 And they heard the voice of the Lord God walking in the garden in the cool of the day and Adam and his wife hid themselves from the presence of the Lord God amongst the trees of the garden.

9 And the Lord God called unto Adam, and said unto him, Where art thou?

10 And he said, I heard thy voice in the garden, and I was afraid, because I was naked, and I hid myself

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۱۱ وَاٰدَمُ رَہْمٰہُمَا اِلٰہِمَا اٰدَمُہُمَا عَلٰی تَلٰکُمَا  
اور نکارا اُنکو اُنکے رب نے کما منع کیا تھا میں نے

توریت معص

(ح) وِیْشْمَعُوْ اٰت-کَوْلَ یٰہوہ  
۸ اور سنی اُنہوں نے آواز § حدائے  
الٰہیہ متہللجہ بنج لروحہ ہویہ  
معنوی حلیے ہوئی حبت میں روت تہدی ہوا دنی  
وِیْتَحْبَا اٰدَمَ وَاٰتَمَ مَفْنِ یٰہوہ  
اور چھب || گنا آدم اور اُسکی عورت منہ سے حدائے  
الٰہیہ بتود عیٰ ہن:

معنوی کے نسخ میں درخت حبت کے  
(ط) وِیْکَرَا یٰہوہ اٰلٰہیہ اٰل-  
۹ اور نکارا حدائے معنوی  
ہاادم وِیْاَمَر لَو اِیْنہ:

آدم کو اور کہا اُسکو کہاں ہی تو  
(ی) وِیْاَمَر اٰت-کَلْجَ شَمْعَتِیْ بَنج  
۱۰ اور کہا تیری آواز کو سنا میں نے حبت میں  
وِیْاِیْرَا کِی عِیْرَم اَنْکِی وَاَحْبَا:  
اور قرا میں کہ دنگا ہوں میں اور چھب گنا میں

توریت معص

GENESIS

(یا) وِیْاَمَر مِیْ دِیْدِیْ لْجَ کِی  
۱۱ اور کہا کسی حبر دی ہچکو کہ

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۲۰۰۰ ۲۵۷۵

§ ایوب ۳۸ — ۱

|| ایوب ۳۱ — ۳۳  
نرمیہ ۲۳ — ۲۴  
عاموس ۹ — ۳

۱۰ باب ۲ — ۲۵

حزق ۳ — ۶  
۱۱ نوحا ۳ — ۲۰

† سورۃ اعراف آیت ۲۲

قبل پیدائش  
قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
۲۰۷۵

السحره واول لکما ان السیطی لکما عدو مین  
تمکو اس درخت سے اور نہ کہا تھا تمکو کہ سیطان  
تمہارے لیٹی کھلا دسوں ہی

עירם אתה המן-העץ אשר צויתך  
تنگا ہی تو کا اُس درخت سے جس سے سمجھا  
لابلתי اכל-ممנו اכלت:

میں نے تمکو ہرگز کھانا اُس سے کھانا کرنے

11 And their Lord called to them,  
saying, Did I not forbid you this tree,  
and did I not say unto you, Verily,  
Satan is your declared enemy —Soora  
Araf, v 22

11 And he said, Who told thee  
that thou wast naked? Hast thou eaten  
of the tree, whereof I commanded thee  
that thou shouldst not eat?

‡ سورة اعراف آیت ۲۳  
\* باب ۲ — ۱۸  
انوب ۳۱ — ۳۳  
امال ۲۸ — ۱۳

۱۲ ‡ والا ربنا طلبنا انفسنا و ان لم تعفر  
کہا اُنہوں نے ای رب ہمارے ہمیں رہائی کی اپنے  
لنا و ترحمنا لکونن من اخصرس  
جاں پر اور اگر تو نہ بخشے ہمکو اور ہم پر رحم  
نکرتے تو ہم ہو حارس نامرادوں سے

(یو) ویامر האדם האשה אשר  
۱۲ اور کہا آدم ے وہ عورت \* جو  
נתתה עמדי היא נתנה-לי من  
دی برے میرے ساتھ اُسے دیا معکو اُس  
העץ ואכל:

درخت سے اور کھانا میں نے

† سورة بقرہ آیت ۳۷

† وتلقى ادم من ربه كلم فتاب عليه  
پھر سیکھنے کی آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں بھر  
ادہ هوالتواب الرحيم  
متوحہ ہوا اُس پر سک وھی ہی معاف کرے والا مہربان

12 They answered, O Lord, we have  
dealt unjustly with our souls, and if  
thou forgive us not, and be not merciful  
unto us, we should surely be of those  
who perish —Soora Araf, v 23

12 And the man said, The woman  
whom thou gavest to be with me, she  
gave me of the tree, and I did eat

And Adam learned words of prayer  
from his Lord, and God turned unto  
him, for He is easy to be reconciled and  
merciful —Soora Bakr, v 37

### GENESIS

13 And the LORD God said unto  
the woman, What is this that thou  
hast done? And the woman said, The  
serpent beguiled me, and I did eat

† ورس ۲  
‡ حاصہ گرتہاں ۱۱ — ۳  
۱ کیمودی ۲ — ۱۲

تورہ مقدس

(۱۳) ویامر יהוה אלהים לאשה

۱۳ اور کہا خداے معبود ے عورت کو

מה-זאת עשית ותאמר האשה

کہا یہہ کیا تو نے اور کہا عورت ے

הגחש השיאני ואכל:

سامپ ے ۴ بھولا یا معکو اور کھا ۱ میں نے

قبل پیدائش قبل پیدائش

مسیح علیہ

السلام

۳۰۰۰

† سورة ص آیت ۷۷، ۷۸

سورة حجر آیت ۳۵

† خروج ۲۱—۲۲، ۲۳

توریت مقدس

GENESIS.

(۱۲) ויאמר יהוה אלהים אל-

† اور کہا حدائے معبودے

הנחש כי עשית זאת ארור אתה

سابق † کو اس لئے کہ کیا تو نے یہ ملعون ہی تو

منכל-הבהמה ומכל חית השדה

تمام چوہانوں سے اور تمام حادار جنگل سے

על-גחנהך תלך ועפר תאכל כל-

اُردہ انتڑیوں کے چلنگا تو اور مٹی کی کھاوگا تو تمام

ימי חיیک :

دن اسی زندگی کے

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

مفاہات قرآن متعدد اور حدیث سے

HOLY KORAN &amp; Prophetical Sayings.

۱۴ † قال فاحرج منها فانك رحيم

کہا تو نکل نہاں سے کہ تو مردود ہوا اور تھکے پر

وان عليك لعنتي الي يوم الدين

میرے بھتکار ہی خدا کے دن تک

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

14 God said unto him, Get thee hence therefore, for thou shalt be driven away from mercy, and my curse shall be upon thee, until the day of judgment—Soora Sooad, v 77, 78, Soora Hajur, v 35

۱۵ \* قال اهبطوا نعصم لعنص عدو

کہا تم نکلو انک دوسرے کے دشمن ہوئی

† قال اهبطوا منہا حمیعا نعصم لعنص عدو

کہا نکلو نہاں سے سب انک دوسرے کے دشمن

† قال رب سما اعو ندی لاریس لہم

کہا ای رب جیسا تو نے مجھکو رکھ سے کھونا میں

فی الارض ولاعوبدہم اجمعن الا عبادک

انکو بہاں دیکھاؤںگا میں میں اور راہ سے کھوؤںگا

منہم المخلصین قال ہذا صراط علی

اس سب کو مگر جو میرے سارے بندے ہیں کہا یہ

مسدقم ان عبادی لیس انک علیہم سلطان

راہ ہی مجھکو تک سیدھی جو میرے بندے ہیں بھکو

الا من اتبعک من العون

اُسے کھتھہ روز نہیں مگر جو تیری راہ چلا حراہ

لوگوں میں

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

14 And the Lord God said unto the serpent, Because thou hast done this, thou art cursed above all cattle, and above every beast of the field, upon thy belly shalt thou go, and dust shalt thou eat all the days of thy life

(۱۵) والیباہ اشیات بینہ و بین

۱۵ اور دشمنی رکھوگا درمیان تنہ اور درمیان

الاشہ و بین زرعہ و بین زرعہ ہوا

عرب کے اور درمیان اولاد نہری کے اور درمیان اولاد اُسکی کے

یشرفہ راء و انا تہ تشرفو عکب :

وہ † † ناکتا کی نہرا سر اور تو ناکتا اُسکی اتہی

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

†

\* سورة اعراب آیت ۲۲

سورة بقر آیت ۳۶

† سورة طہ آیت ۲۳

† سورة حجر آیت ۳۸

لعایت ۲۳

|| متی ۳—۷

۱۳—۳۸

۲۳—۳۳

یوحنا ۸—۲۲

اعمال ۱۳—۱۰

۱ یوحنا ۳—۸

† (سورح لاطنی اور

اکبر یونانی نسخوں کے

تاکیدیگی)

† زبور ۱۳۲—۱۱

اشعیاہ ۷—۱۲

میکائہ ۵—۳

متی ۱—۲۳، ۲۵

لوقہ ۱—۳۵، ۳۳، ۳۱

قامہ گلسناں ۲—۳

† قامہ رومیان ۱۶—۴۰

قامہ کلیسیاں ۲—۱۲

قامہ عربان ۲—۱۲

۱ یوحنا ۵—۵

مساحدہ ۱۲—۱۷، ۷

\* سورة ص آیت ۸۲

و ۸۳، ۸۴

قل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۳۵۷۵

قل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰

عداك مدہم المخلصين قال والحق والحق  
سب کو مگر جو بندے ہس اُنہیں تیرے پیارے فرمایا  
اقول لا ملئس جہنم مدك وممى نعلك  
تو تھک بات بہت ہی اور میں تھیک ہی کہتا ہوں  
مدہم اجمعین  
مٹھکو بھرنا درج تجھسی اور جو امیں تیری راہ چلے  
اُس سے سارے

15 God said, get ye down, the one  
of you an enemy unto the other —Soora  
Alaf, v 24, Soora Bakr, v 36

And God said, get ye down hence,  
all of you, the one of you shall be an  
enemy unto the other —Soora T H, v  
123

The devil replied, O Lord, because  
thou hast seduced me, I will surely  
tempt them to disobedience on the  
earth, and I will seduce such of them  
as shall be thy chosen servants God  
said, this is the right way with me  
Verily as to my servants, thou shalt  
have no power over them, but over  
those only who shall be seduced and shall  
follow thee —Soora Al Hajur, v 38—43

Eblis said by thy might do I swear,  
I will surely seduce them all, except thy  
servants who shall be peculiarly chosen  
from among them God said, It is a just  
sentence, and I speak the truth I will  
surely fill hell with thee, and with such  
of them as shall follow thee, altogether  
—Soora Sooad, v 82—84

#### GENESIS

16 Unto the woman He said, I  
will greatly multiply thy sorrow and thy  
conception, in sorrow thou shalt bring  
forth children, and thy desire shall be to  
\* thy husband and he shall rule over thee

15 And I will put enmity between  
thee and the woman, and between thy  
seed and her seed, it shall bruise thy  
head, and thou shalt bruise his heel

توریت مقدس

( ۱۷ ) اَلْ-هَآءِشَہْ اَمَر  
عورت کو کہا

اَرَبَہْ اَرَبَہْ عَصَبونَکَ وَهَآءِکَ بَعَصَب  
بہت بڑھیکا رنج تیرا اور حمل تیرا ساتھ سہتی ہے

† درج ۲۸ — ۶

اسعیاء ۱۳ — ۸

۲۱ — ۳

یوحنا ۱۶ — ۲۱

ا تمودی ۲ — ۱۵

\* Or *subject to*  
*thy husband*



قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ متعهد رسول  
السلام اللہ صلعم  
۲۰۰۰ ۲۵۷۵

تلדי بنים وال-ایسך شوقند  
حسے گی تو لڑکوں کو اور طرف اپنے مرد کے شو + تیرا  
وہوا یمشل-بد :

اور وہ مسلط + رہنکا تھہر

(۱۷) س ولادم امر کی  
اور آدم کو کہا کہ

شمعت لکل اشته وناکل من  
سنا || توے کہنا عورت اننی کا اور توے کہا لیا گی اُس

دعز אשר צوיתה لاامر لا  
درخت سے حس سے + سمجھانا میں نے تھکو کھڑک رہ

تاכל مومنو ارورہ האדמה  
کہانو تو اُس سے ہوئی ملعون \* رمیں

בעבורہ בעצבון تاכלנה کل ימי  
واسطے تیرے ساتھ معصت + کے کھاوگا تو تمام دن

חייה :

انسی زندگی کے

(۱۸) وکوز ודרר תצמיח לך  
اور کانتا + اور کوزا ارگاویگی واسطے تیرے

واכלת את-עשב השדה :

اور کھاوگا تو گی گھاس کو منداں کی

17 And unto Adam he said, Because thou hast hearkened unto the voice of thy wife, and hast eaten of the tree, of which I commanded thee, saying, Thou shalt not eat of it, cursed is the ground for thy sake, in sorrow thou shalt eat of it all the days of thy life,

18 Thorns also and thistles shall it bring forth to thee, and thou shalt eat the herb of the field,

مطافعت قرآن معہد اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings

۱۹ + ولکم مبی الارض مستقرو متاع  
اور تمکو رمیں دو تہر ناہی اور دوسا ہی اک  
الہی حین مال ویہا تھون ویہا تمونون  
دوت تک کہا اُسمن ہم حنوک کی اور اُسمنس مزوگی  
و منہا تھروں  
اور اُسی سے نکالی حارگی

+ منہا حلقہا کم ومنہا دعد کم ومنہا  
اسی رمیں سے ہمے تمکو دنا اور اسمنس تمکو  
تھروں تارہ احری  
بہر قانتی ہوں اور اسی سے نکالینگے تمکو دوسری بار

تورس معص

GENESIS

(۱۹) بوعت افرہ تاכל لحم  
۱۹ سمنے \* سے انے منہ کے کھاوگا تو طعام

عد شوبہ ال-ہادמה کی مومنہ  
ناعود تیری طرف رمیں کے کہ اُس سے

לקחת کی-عפר اناہ وال-عפר  
لگا گا ہی تو کیونکہ متی || ہی تو اور طرف + متی کے

تשוב :

عود کرنکا تو

+ سورة اعراف آیت ۲۲، ۲۵  
سورة دھر آیت ۳۶  
\* واعط ۱ — ۱۳  
۴ نامہ تھلسناں ۳ — ۱۰  
|| باب ۲ — ۷  
+ ابوب ۲۱ — ۲۶  
۳۳ — ۱۵  
دور ۱۰۴ — ۲۹  
واعط ۳ — ۲۰  
۱۲ — ۷  
نامہ رومن ۵ — ۱۲  
نامہ عربناں ۹ — ۲۷  
+ سورة طہ آیت ۵۵

قنل پیدائش قنل پیدائش  
مسنح علیہ محمد رسول  
اللہ صلع ۲۵۷۵  
۲۰۰۰

19 And ye shall have a dwelling place upon the earth, and provision for a season 'He said, Therein shall ye live, and therein shall ye die, and from thence shall you be taken forth at the resurrection —Soora Araf, v 24, 25, Soora Bakr, v 36

Out of the ground have We created you, and to the same will we cause you to return, and we will bring you forth from thence another time —Soora T H, v 55

### GENESIS

20 And Adam called his wife's name Eve, because she was the mother of all living

21 Unto Adam also and to his wife did the LORD God make coats of skins, and clothed them

22 And the LORD God said, Behold, the man is become as one of us, to know good and evil and now, lest he put forth his hand, and take also of the tree of life and eat, and live for ever

† ورس ۵ مساند  
اسعیاء ۱۹—۱۴  
۲۷—۱۳, ۲  
یزعیاء ۲۲—۲۳  
† ماب ۲—۹

19 In the sweat of thy face shalt thou eat bread, till thou return unto the ground, for out of it wast thou taken, for dust thou art, and unto dust shalt thou return

### توریت معقد

(ب) ויקרא האדם שם אשתו  
۲۰ اور نکارا آدم ے نام انی عورت کا  
حوا کی היא היתה אם כל-חי:  
حوا کہ وہ تھی ماں تمام زندگی  
(با) ויעש יהוה אלהים לאדם  
۲۱ اور بنایا حوا ے معبود ے واسطے آدم  
ولأשתو כתנות עור ويلبشם:  
اور واسطے اُسکی عورت کے لباس حمّہ کا اور پہنایا اُنکو  
(بب) ف وיאמר יהوہ אלהים  
۲۲ اور کہا حوا ے معبود ے  
הן האדם היה כאחד ממנו  
† اب آدم ہرگنما آمد ایک ے اُس میں سے  
لדת טוב ورع וענתה פנישלח  
سبب حوا ے پہلائی اور برائی کے اور اب ساند پڑھارے اُس  
یہی رلکھ گم معץ החיים ואכל  
ہاتھ اور لے ے † بھی درخت زندگی سے اور کھا لیوے  
وحي לעلم:  
اور حیات رہی ہمیشہ

### مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

### HOLY KORAN & Prophetical Sayings

† ۳۲ فلما اهدوا مدينا جميعا فاما يانديكم  
ہم ے کہا نکلو یہاں سے سارے پھر کبھی پہنچے  
‡ سورة نقر آیت ۳۸

### توریت معقد

### GENESIS

(ب) וישלחו יהוה אלהים  
۲۳ اور نکالا اُسکو حوا ے معبود ے

مَنِي هَدِي فَمَنْ تَبِعْ هِدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ  
تَمَكُّوْا رَاةَ كِي حَبْرَ تَوْ حَو كَوْنِي چَلَا مِيْرِي نَتَانِي پَر پَهَر  
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ  
نَه دَر هَوْگَا اُنْكَر اَدَر نَه عَم

\* فَاَحْرَ حَمَا مَمَا كَا مَدَه

بَهَر نَكَا اُنْكَر اُسْمِيْنَ سِي حَسْمِيْنَ وَه دُونُوْنَ تَهِي

23 We said, Get ye all down from hence, hereafter shall there come unto you a direction from me, and whoever shall follow my direction, on them shall no fear come, neither shall they be grieved—Soora Bakr, v 38

Satan turned them out of the state of happiness, wherein they had been.—Soora Bakr, v 36

#### GENESIS

24 So He drove out the man, and he placed at the east of the garden of Eden, Cherubims, and a flaming sword which turned every way, to keep the way of the tree of life

مَنْ-عَدْنِ لَعَبْدِ اَت-هَادَمَا اَشَر  
حَتَّ عَدْنِ سِي رَاسَطِي ذِي كَمَانِي دَمِيْنَ كِي حَو  
لَقَحْ مَشَم :  
لِيَاگِيَا تَهَا دَهَا سِي

تَبْل پیدایش تَبْل پیدایش  
مَسِيح عَلِيَه مُحَمَّد رَسُوْل  
اَللّٰهُ صَعْلَم  
۲۰۰۰ ۲۵۷۵

\* سُورَةُ بَقَر آيَت ۳۶  
ذِي يَاب ۲-۲  
۲۰-۹

23 Therefore the Lord God sent him forth from the garden of Eden, to till the ground from whence he was taken

تَوْرَتِ مَقْدَس

(بَر) وَيُجْرَش اَت-هَادَمِ رِيَشَكْن  
۲۴ اَدَر نَكَا دَا اَدَم كُو اَوْر مَعْرَر كَا  
مَقْدَم لَگَن-عَدْنِ اَتِ الحَرَبِيْمِ وَات  
\* سَامَنِي حَتَّ عَدْنِ كِي || تَرَشِيْمُوْ كُو اَدَر  
لَهْشِ الحَرَبِ المَتَهَفَنَتِ لَشَمَرِ اَت  
حَمَك نَلَوَار گَهَوَمَتِي كُو رَاسَطِي حَفَاظَت  
دَر دَر عِيْنَ الحَيِيْم :  
رَسَتِه دَر حَب رَنَدگِي كِي

\* يَاب ۲-۸  
|| رَنَوْر ۱۰-۲  
نَامَةُ مَعْرِيَاں ۱-۷

#### NOTES

CHAP III V 1—*Serpent*, Jewish, Christian, and Mohomedan doctors singly and wholly all admit or hold, that the term *Serpent* has been here used to represent the *devil*. The author of the Book of Wisdom (Ch II 24) who was well acquainted with the doctrines of the Jewish Church, tells us, "through envy of the devil came death into the world. In John VIII 44, "the devil was" says the Apostle, "a murderer from the beginning" In Rev XII 9, and XX 2, 10, the devil is again called by the Apostle "the

تَفْسِيْر

(سَدَب) تَمَام عِلْمَاءِ يَهُودِي اَوْر عِيْسَائِي اَوْر مُسْلِمَان اِسْپَرَاتَعَاق رَکْهَتِي هِنَس  
کِه سَدَب سِي اِس مَقَام پَر شَيْطَان مَرَاد  
هِي کِتَاب وَرْدَم کَا مَصْدَف حَو يَهُودِي  
مَدَهَب کِي مَسْأَلِ سِي حَوْب وَافَق بَهَا  
اَسِي کِتَاب کِي سَاب ۲۴-۲۴ مَن لَکْهَتَا هِي  
کِه شَيْطَان کِي حَسَد سِي دُنْیا مَن مَوْت کَا  
طَهْوَر هُوَا مَقْدَس يُوْحَدَا کِي اِسْحَدَل سَاب  
۸-۴۸ مَن لَکْهَا هِي کِه شَيْطَان شَرْع  
پِيْدَايَس سِي قَاتِل هِي اَوْر مَسَاهَدَا سَاب  
۱۲-۹ سَاب ۲۰-۲ و ۱۰ مَن شَيْطَان کُو

قتل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قتل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلع  
۲۵۷۵

great dragon, that old serpent that deceiveth the whole world " The devil has not been, in our Holy Koran, alluded to by the word *serpent*, but by the word *Satan* itself It will be seen from the quotations made, that the followers of all the three religions mentioned all concur in the same idea, and agree in taking the serpent for the Devil or Satan

The points to be particularly considered here, relate to our illustration of the manner in which Satan deceived man Jewish and Christian divines are of opinion, that it was in order to deceive man that Satan assumed the form of a serpent "Adam and Eve, perhaps, had noticed," says Rev Scott, "with pleasure and partiality, that the serpent possessed an instinctive sagacity, which more resembled the effects of reason, than that of any other creatures did, and this might suggest to Satan the device of using that animal as his instrument in temptation For the *Serpent* appeared to speak, but in reality Satan spake by the serpent, as in the days of Christ, the unclean spirits employed the tongues of possessed persons Common sense, and the whole Scripture lead us to conclude, that the Serpent was only the instrument, Satan the real agent, who is therefore called the Serpent, the old dragon, a liar and a murderer from the beginning "

Some Christian divines conjecture that Eve was misled from the delicacy and activity of the Serpent, to consider

ایک بڑا ازدھا ہرانا سانس کہا ہے جس نے تمام دنیا کو دغادہی " قرآن محمد میں سانس کا لفظ نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ سداں ہی کا لفظ آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سانس سے شیطان مراد لینے ہر تیدوں مددوں کا اتفاق ہے \*

مگر بحث اس پر ہے کہ سداں نے کیونکر عرب دنا علماء یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ سداں نے سانس کی صورت میں کر یہ کام کیا تفسیر + ہدی واسکات میں لکھا ہے کہ " ساید آدم اور حوا نے اندی صاف دلی اورے سمجھی کے رعنت کرنے سے یہ سمجھا تھا کہ سانس میں انسی حیوانی دانائی ہے حوہ نسب حیوانی دانائی کسی حاور کے (سانس کی عقل کے اثر سے زیادہ مسانہ ہے اسلئے شیطان کو آنکی بہرے درناوت ہو کر آنکے ہکانے میں اسی حاور کی صورت دنا حلال میں آنا کنونکہ سانس گفتگو کرتا ہوا معلوم ہوا مگر حقیقت میں سانس کے ظہور میں شیطان نے گفتگو کی جیسا کہ حصص مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں باباک روحیں آسید ردہ سخصوں کی زبانوں سے بولا کرتی تھیں عام رای اور تمام کتاب اقدس اس نقشہ کی طرف لکھا تی ہے کہ سانس صرف اللہ تھا اور شداں اعمالی کام کرنے والا جسکو اسلئے شروع رما نے سے سانس اور قدیم ازدھا اور چھوٹا اور قاتل کہا جاتا ہے " \*

بعض عیسائی عالم یہہ حلال کرتے ہیں کہ یہہ سانس نسب دغاناری کے حوا کو مرشتہ معلوم ہوا اور آسکی سد میں

+ تفسیر ہدی واسکات  
مطبعة سنة ۱۸۵۲ع  
جلد ۱ صفحہ ۵

him an angel; and they support this notion by referring to II Corinthians XI 3, 14, where it is stated that "Satan is transformed into an angel of light," and that "the Serpent beguiled Eve by his subtlety"

مقدس یوحنا حواریکا قول جو گرتہ ہیں کے دوسری نامہ کے باب ۱۱—۱۴ میں ہے لاتے ہیں اور وہ مول یہہ ہے کہ "شیطان بھی اپنی صورت کو روشن مرشتہ سے بدل ڈالنا ہے" اور اسی باب میں یہہ بھی ہے کہ "سائب نے اپنی دعائری سے حوا کو فریب دیا" \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۳۰۰۰ ۳۵۷۵

But it is for me to notice the sentiments of the Mohomedans on the subject Such of our Mohomedan doctors as are indisposed and unwilling to seek to penetrate into the truth, form similar notions of the fact But when we undertake to lay bare the real state of the fact, it is our essential business first to define and explain what Satan is

On a consideration of what is stated in our sacred Books on the subject, we Mohomedans may rightly conclude that Satan has no separate or distinct existence from that of man As we find there existing several species of creatures inferior to us, there is certainly no reason to deny the existence of any that may be superior, nay, we find the existence of such creatures even witnessed to by both the Christian and Mohomedan Scriptures But Satan is nevertheless nowhere alluded to as belonging to any of those species of creatures

مگر محکو یہہ بتانا چاہئی کہ مسلمان کیا کہتی ہیں ہم مسلمانوں کی عالم حو درجہ تحقیق تک ابتدا قدم بڑھانا نہیں چاہئی اسی قسم کی باتیں بتاتے ہیں مگر اس مقام کی تحقیق اسباب پر موقوف ہے کہ اول یہاں کنا حارے کہ شیطان کنا چنر ہے \*

حدکہ ہم مسلمان اپنے مذہب کی مقدس کتابوں پر غور کرتے ہیں تو یہہ باتیں ہیں کہ شیطان کوئی علاوہ وجود انسان سے نہیں رکھتا بلاشبہ حدسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہم سے نیچے بہت سے درجہ مخلوقات کے ہیں اس طرح ہم کو اسباب سے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم سے اوپر بھی بہت سے درجہ مخلوقات کے ہوں بلکہ آنکھ ہونے کی بہت سی سدس ہولی بدل میں اور انہی مذہب کی مقدس کتابوں میں بھی باتیں ہیں مگر سلطان آن سلسلوں میں سے کسی سلسلہ میں داخل نہیں ہے \*

The real fact being this, that God has, in his perfect wisdom, so constituted man that in his nature there exist two dominant principles one being the principle of good, and the other the principle of evil—one being as it were a spiritual nature, and the other a sensuous nature

حقیقت یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہی حاکم کاملہ سے انسان کا حمیر اور آسکی بناوت انہی قوتوں سے مرکب کی ہے جس میں حیرو شر دونوں ہیں اور حو قوائے ملکوتی اور قوائے بہیمی کہلکائے ہیں ان میں سے قوائے بہیمی جو انسان

قبل پیدائش  
قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلع  
۲۵۷۵

It is this latter that incites man to sin, and is hence known as *Satan*, i. e. the embodiment of our idea of *evil*, and not that there is really a creature, independent of man's existence, to whom the appellation belongs of right I shall now proceed to quote various authorities in support of this opinion from our most revered Scripture the *Mishkat*

Annus has related that our Prophet once said, that Satan moved in that part of man's body, where the blood circulated — Bookharee, and Moslem Will it, then, be understood from this quotation, that Satan is a being independent of man, and operates in him in the manner related?

Abu Hoorara describes the Prophet to have once said, that Satan moved one of us several times, and would question who had created this object, and who that, so much so that he would impudently presume even to inquire who was the creator of God, that when his perfidiousness was so great, we should call upon God for defence, and stop there — Bookharee and Moslem Hence it may now be observed, that all such sinful thoughts have their source within man himself, and that when they are stirred up in his mind, there is to be perceived no other being independent of himself either standing before him or operating on his faculty of thinking,

کو برائی اور شرارت کی طرف ترغیب دیتی ہیں انکا نام شرع میں شیطان رکھا گیا ہے نہ یہ کہ وہ انسان سے علاحدہ کوئی مخلوق ہے اب میں اسکے ثبوت پر چند سندیں دے کر تاہوں \*

مسکوٰۃ شریف میں بخاری و مسلم سے حدیث نقل کی ہے کہ حضرت انس سے روایت ہے کہ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عابد! میں ان الشیطان کے لئے شک شیطان یحری من الانسان بھرتا ہے انسان میں مکاری الدم متعوی حگہ بھرے حوں کے پس اس حدیث علیہ کے روئے کیا تم نہہ خیال کر سکتے ہو کہ شیطان کا ایک علاحدہ وجود ہے جو انسان میں دوڑا بھرتا ہے \*

اور اسی کتاب میں آپہیں کتابوں سے حدیث نقل کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آتا ہے سطان تم میں سے انک کے یاس اور کہتا ہے کسے پیدا کیا اسکو اور کسے پیدا کیا اسکو یہاں تک کہ کہتا ہے کہ کسے پیدا کیا تیری خدا کو پھر حارہ یہاں تک پہنچی تو چاہئے کہ پناہ مانگی

to move them. Therefore it is quite evident that it is the internal principle of evil that is meant by the name of Satan as inciting to unholy thoughts and sinful ideas

خدا سے اور بس کرے،“ دیکھو اس قسم کے وسوسہ انسان کے دل میں آتے ہیں مگر کوئی دوسرا وجود انسان کے سامنے یا آسکے خیال میں نہیں ہوتا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہی خیالات کو جو شریعتوں سے خود انسان میں آتے ہیں اس شیطاں کہا گیا ہے \*

قبل پیدائش مسیح علیہ  
السلام ۲۰۰۰  
قبل پیدائش مسیح علیہ  
السلام ۲۰۵۵  
‡ سورہ ص آیت ۷۷، ۷۸  
سورہ حجر آیت ۳۵  
‡ حرج ۲۱—۲۹، ۳۲

Oosman, son of Ahilas, says that on his once stating to the Prophet, that Satan intruded between him and his prayer to God, and restrained him from performing it well, the Prophet replied, yes, it was Satan named *Khinsab* that so attacked him, and advised that when he chanced next time to meet with such a case, he should invoke God to his protection from the invader, and should spit out on his left with contempt—a term to withdraw the mind from the thing engaged in. He adds that on a subsequent occasion he acted upon the Prophet's advice, and found to his happiness that God hastened to his deliverance and drove Satan off. It is now to be observed that in the position here spoken of a man being engaged in prayer, there was evidently nothing outwardly to disturb him or estrange his mind from its holy occupation, save his own unrighteous thoughts, that must needs intrude at such a time. Hence nothing else but the *animal powers* in man are to signify what we call Satan

آسی کتاب میں مسلم سے حدیث نقل کی ہے کہ  
مسکوة  
عن عثمان بن ابي  
العاص قال قلت  
يا رسول الله ان  
الشیطان قد حال  
بینی و بین صلواتی  
و من فرائی بلبسها  
علی و قال رسول الله  
صلی الله علیه و سلم  
داک شیطان یقال له  
حدر بادا احسنة  
فتعود بالله مدته و اتقل  
علی یسارک ثلثا  
فعلت ذلک فادهنه  
الله عدی رواه مسلم  
تو آسکی برائی سے خدا سے دعا مانگ  
اور دائیں طرف تنہا تھوڑے کر دی (بہ  
ایک فعل وسوسہ مٹا دینا ہے) راوی نے کہا  
کہ میں نے اسے طرچ کنا بہر دور کیا آسکو خدا  
نے مکھسے،“ پس غور کرو کہ جو حائف  
اس حدیث میں مذکور ہے انسی حالت  
میں کوئی دوسرا وجود انسان میں اور  
آسکی ہمارے خیال میں نہیں ہوتا مگر خود

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلہ اللہ صلہ  
۳۵۷۵ ۳۰۰۰

حالات آسے انسان کے حوصاف دلیل ہے  
اسنات کی کہ آنہی وسوسوں کا نام شیطان  
رکھا گیا ہے \*

Ibn Musood relates, that the Prophet said there was in man a portion of Satan, and a portion of the angel, forasmuch as the former developed itself in his love for sin and estrangement from God, while the presence of the latter was evidenced by his desire to follow after, and to be guided by, truth, and in his inclination towards what is pure and good, that any one who had the good luck to be governed by his better angel, must consider it as a special favor from God, and be grateful to Him for it, and that whoever had the misfortune to be a sharer to Satan, i. e. to his evil thoughts and evil passions, should humbly seek for the protection of God, to deliver him from the dominion of the devil or Satan. The Prophet, afterwards, in the course of this discourse, repeated the following verse from the Holy Koran — "The devil threateneth you with poverty, and commandeth you filthy covetousness" — Tirmizi. The authority above quoted distinctly shows, that Satan is nothing more than an ideal embodiment of the animal instincts, or sensuous powers, which constitute a component part of man

آسے کتاب میں ترمذی سے حدیث  
مسلوۃ  
عس اس مسعود قال  
قال رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم ان  
للشیطان لمة ناس  
آدم وللملک لمة فاما  
لمة الشیطان فایعاد  
بالسر وتکذیب  
بالحق وامالمة الملک  
فایعاد بالکیبر وتصدیق  
بالحق فمن وحد  
ذلک فلعلم انه من  
اللہ فلعلم اللہ ومن  
وحد الاخری فلیتعود  
باللہ من الشیطان  
الرجس ثم قراء  
الشیطان بعد کم الفقر  
ویا مومک بالفساء  
رواه الترمذی  
حو سکن آوس  
دوسری کو باوی تو

چاہئے کہ خدا سے بداد مانگے شیطان مردود سے  
پھر حصر لے فرماں مکید کی انت بڑھی  
کہ شیطان وعدہ دیتا ہے تمکو تنگی کا اور  
حکم کرتا ہے سی حیائی کا " اس حدیث  
سے نہایت صفائی سے ظاہر ہے کہ یہی  
مواہی ملکوتی ونبہمی حو ہم میں ہس  
آنہی میں سے ایک کا نام شیطان



Ibn Musood states that the Prophet said, there was none of you that was not attended with both Satan and the angel of virtue, or the spirit of Darkness and the spirit of Light — Whereupon the people questioned the Prophet, whether this was likewise the case with him, to which he replied in the affirmative, but added that, through the gracious favor of Heaven, as he had already subdued Satan to his sway, he (the Satan) directed his (the Prophet's) attention to nothing else but what was good — Moslem This quotation likewise leads to the conclusion, that Satan implies nothing more than the *animal powers* in man, as being the elementary part of his constitution and frame

Abou Hooraira says, the Prophet said there lived no man in the world, who was not influenced by Satan at his birth, except Mary and Jesus, that the infant cried out when thus touched — Bookharaee and Moslem It is the motion of the animal powers in the infant that makes the infant cry out just after the birth The reason for which Mary and Jesus have been in the quotation excluded from the general rule there referred to, being to prove that they were exempt and free from the most predominant of *animal powers*, which overcomes the chasteness of mankind in general.

آسی کذاب میں مسلم سے حدیث نقل کی ہے کہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے (یعنی نبی نوع انسان میں سے) کوئی نہیں ہے جس کے ساتھ انک آسکا ساتھی جن یعدی شیطان سے اور انک ساتھی فرشتوں میں سے نہوں لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے بھی آپ نے فرمایا کہ منبری بھی لیکن اللہ

تعالیٰ نے میری مدد کی ہے آپ پر بھروسہ مطمح ہو گا ہے مجھ کو کچھ نہیں کہتا مگر بھلائی کا، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان وہی فواسق بہمنہ ہیں جس سے انسان کی ترکیب ہوئی ہے نہ اور کچھ \*

آسی کذاب میں بحاری و مسلم سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بچہ نبی آدم کا نہیں ہے جس کی پیدائش کے وقت شیطان نے اس کو لچھو اھو بھروسہ چلاتا ہے شیطان کے چھوئے سے سوائے صرف مریم اور انکی بیٹی صرف مسیح کے پس عور کرو کہ رونا بچہ کا بروقت

قبل پیدائش مسیح علیہ السلام ۴۰۰۰  
قبل پیدائش محمد رسول اللہ صلع ۳۵۷۵

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
محمدرسول  
اللہ صلعم  
۲۰۰۰ ۲۰۷۵

پیدا ہوئی کی ہوتا ہے نہ سب تحریک  
قوای بہیمہ کے جسکو اس حگہ شیطان کے  
چھوٹے سے تعدیر کیا گیا ہے حصرت مریم  
اور حصرت مسیح علیہ السلام کو اس ناف  
سے اسلیٹی مستندی کیا ہے کہ فوائے بہیمہ  
عالم تر موت حو انسان میں ہے اور حو  
آسکی عمت وعصمت میں حلال ذالتی  
ہے آس سے آکا پاک ہونا ہر طرح پر  
ذابت کیا حاوی \*

In his Commentary Phooosos, Shaikh  
Moohiboolah of Allahabad says, that  
whatever prevents us from being devoted  
to our Creator, and makes us neg-  
lectful of his commands, is our Satan  
or devil,—That Satan is our most for-  
midable enemy, as he never ceases from  
pursuing us at all times day and night,  
that he acts within us with the blood  
that circulates in our body,—That it is  
always his desire and office to lead us to  
sin alone,—That devilishness means dis-  
obedience in Arabic, it is this quality  
in man that deserves censure The  
Arabs call an unruly horse the *devil*,  
but they do not apply this term to the  
domestic bullock which calmly grazes  
in the field

It would not be surprising to find  
some Christians and Mohomedans ex-  
pressing their dissent from the explana-  
tion thus made by me respecting the  
nature of Satan, but I may venture to  
say that whatever has been advanced  
on the subject, is certainly matter of  
fact The same inference is deducible  
from the language of the Gospels

‘ Mark IV 15 “Satan cometh im-  
mediately, and taketh away the word

شدیم محب اللہ الہ آبادی در شرح  
مصوص میفرماید چیرکہ داردن ترا ارحو  
ونا حق پس آن شیطان تست شیطان  
دشمن ترس دشمنان تست کہ دمی ار تو  
حدا بسود و شب و روز در تو نا دم سیر کند  
و حر ہلاکت ترا دوست ندارد

شہادت گردن کسی بد در لعنت  
مستحق لعنت آمد این صفت  
اسب سرکس را عرف شیطانس حواد  
ے ستوری را کہ در مرغی نماید

کچھ محب نہیں کہ بعض مسلمان اور  
بعض علماء عیسائی میری اس گفتگو سے  
موافق نہ کریں مگر حقیقت یہی ہے حو  
میں نے بیان کی اور الحیل مقدس سے  
بھی پایا جانا ہے حو میں کہتا ہوں \*

مارک ناف ۴-۱۵ میں ہے کہ ‘شیطان  
می امور آکے آس کلام کے بیج کو حو آنکے

that was sown in their hearts” Is it conceivable that Satan has a self existence, and passes through our bodies like air? Suppose, if it is so, can it be possible that a word whose origin is in the reason, and whose existence or non-existence is confined only to it, should be forced there from by a *being* which may be even Satan itself?

John XIII 27 “And after the sop Satan entered into him” Shall it be then imagined that Satan like air entered into Judas Iscariot, or penetrated through all his faculties and senses?

Paul’s I Epistle to Thess II 18 “Wherefore we would have come to you, even I Paul, once and again, but Satan hindered us” Are we by this to understand that, as we can obstruct one another from doing a certain thing, so Satan likewise appeared, and with his presence or action (whatever it might have been) succeeded in preventing the Apostle and his associates from carrying out their intention?

In summing up the whole argument I may conclude, that if we deeply reflect over the Divine Records, we will be sure to observe, that those *animal powers* alone, and nothing else, which are the component part of man’s nature, are referred to under the name of Satan. There are however some passages in the Holy Scriptures, as well as in the Koran tending to give a real existence to Satan, and these passages it now remains for me to take into consideration, but I

دلوں میں بربا گیا تھا لیجاتا ہے “ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہہ شیطان کوئی علاحدہ وجود انسان سے رکھتا ہے اور ہوا کی مانند انسان کے بدن میں گھس جاتا ہے اگر مرض کرو کہ ایسا ہو تو تم خیال کر سکتے ہو کہ کلام حو ایک عقلی چیز ہے اور عقل ہی میں اسکا وجود ناعدم وجود ہوتا ہے اسکو کوئی دوسرا خارجی وجود وہ شیطاں ہی کیوں بہو لکھا سکتا ہے \*

یوحنا باب ۱۳ — ۲۷ میں ہے کہ “ بعد اس نوالہ کے شیطان اس میں بیٹھا “ کنا تم یہہ حان سکتی ہو کہ شیطان ہوا کی مانند یہود ایس کرپوتی کے پیر میں بلکہ اس کے تمام فوا میں گھس گیا \* مقدس پال کا تھسلویوں کو بہلا خط باب ۲ — ۱۸ میں یہہ فقرہ ہے کہ “ ایک یا دو بار چاہا کہ تمہاری ناس آؤں پر شیطان نے ہمیں روکا “ کیا یہہ حلال کنا حاسکتا ہے کہ حیسی ہم یا تم ایک آدم کو ان کر حائے سے روک دیتے ہیں اسطرچ شیطان اپنی وجود سے حنسا اسکا وجود ہو آیا اور حائے سے روک دیا \*

عرضہ حسب ندفنی نظر کلام الہی پر کی حاورے تو بحر اس کے اور کوئی متعلق نکتہ نہیں نکلتا کہ وہ ہماری فوا حو ہم ہی میں موحود ہیں اور حو بری اور بد کام کر دیکے باعث ہوتے ہیں انہی کو شیطان کہا گیا ہے نہ اور کسی وجود کو کتابہاے مقدس کے بعضی اسے ورس یا فران محید کی بعضی انسی آئٹنس حد سے ظاہر میں شیطان کا ایک اصلی وجود پانا جاتا ہے فائل بحث کے باقی رہیں مگر

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۵۷۵

قتل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۵۷۵

قتل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰

shall not do so here since they will receive due attention in their proper place

However, it may be borne in mind that the *animal powers*, though so essential to the preservation of our life (as being a material part of it,) are but tainted with a determined animosity and hostility and malice to our spirit or soul. This treacherous old serpent has a venom of so fatal a power, that it is impossible for man (unless shielded by Divine mercy) to escape its pernicious effects. It is indeed this deceitful and dangerous Serpent that always allures and tempts us to evil, and woe to us, that we so little care, nay altogether disregard the mischief he is doing to us? Very friendly in appearance, he is such a bitter and hurtful enemy to man, that it became necessary for Prophets to warn us thoroughly about him, and, therefore, as it was a matter of great importance, he is frequently alluded to in the language of revelation, as though he had a real existence, in order to produce upon man a greater impression of his distinctive and malignant character, as an insidious foe that contends with man's better genius so aimly and so persistently as even to make it seem that he made his appearance bodily armed for mortal combat—Hence with this view likewise, the dialogues which are the productions of our own minds, have been so related as though we were engaged in hot dispute with a visible opponent. And sometimes the several effects of the Animal Powers have been

اُن سے اِس مقام پر بحث کرنی ضرور نہیں  
کندہ کہ اُن میں جو گفتگو ہے وہ اپنے اپنے  
مناسب مقام پر آونگی \*

مگر اتنی بات یاد رکھنی چاہیئے کہ  
ناوجودیکہ نہ ہوا ہم ہی میں سے ہیں  
اور ہماری زندگی کے لیئے ایک حرو ہیں  
پر ہماری روح سے انک ایسی دشمنی رکھتے  
ہیں جو کبھی حائے والی نہیں اِس  
رہنمائی برائے سادہ کا ایسا اثر ہے کہ  
اُس سے انسان کو (سحر اُنکے حو سرحدہ  
رحم کرے) نجات نہیں حقیقت میں  
بھی اُردھا جھوٹا دعا دینے والا ہم سے ناپس  
کرتا ہے ہم کو بہکا تا ہے اور ہم اُسکے مرب  
سے عامل رہتے ہیں نہ ایسا دسمن دوست  
نما ہے کہ اندیاء کو ضرور تھا کہ اُسکے حال سے  
اور اُسکے کاموں سے بخوبی سب کو حذر دار  
کردن اس واسطے الہام کی زبان میں اکثر اِس  
کو اس طرح بیان کیا جاتا ہے جسے ایک وجود  
مقابل میں انسان کے تاکہ انسان کی طبیعت  
پر اُسکی برائی اور بد حاصلتی کا ایسا اثر  
پیدا ہو جسدیکہ مقابل کے دشمن کی  
برائی کا اثر ہوتا ہے اور اس واسطے جو سوال  
وحواہ کہ ہم حوہ اپنے آپ سے (یعنی  
اُس شیطانی حصہ سے جو حوہ ہم میں  
ہے) کرتے ہیں اُنکو اس طرح بعد کیا جاتا  
ہے جیسکہ انک مقابل کے وجود سے سوال  
وحواہ کرتے ہیں اور اس واسطے کہ ہی اُسکے  
اثرات کو بطور وجودوں کے تعبیر کیا جاتا ہے  
اور جو انتظام کہ اُن اثرات میں ہیں اُنکو  
بطور ایک لسنکر کے بیان کیا جاتا ہے تاکہ  
انسان اس نعلی دشمن سے نہایت حذر دار  
ہو حواہ وہ حقیقت میں کوئی علامہ وجود  
نہیں ہے ہم حوہ ہی شیطان ہیں اور ہم

mentioned as so many bodies, and the connection that those effects bear to each other, compared, as it were, to the troops of an army; in order that man being fully apprised and forewarned of the gigantic power of Satan, may always be on his alert and quite prepared to meet such a formidable enemy. Otherwise there is no independent existence to Satan, nay it is within ourselves that the *Animal power*—the source of vice, or the *Spiritual power*—the source of virtue, lies. It is therefore to be observed that it was this animal power that centred in Adam and Eve, and having a horrible venomous nature so awfully dangerous to the spirit of man, that God represented it under the name of Serpent, forasmuch as that a similar fatal venom is found in that reptile, and man might thereby be warned against it, and further be enabled by that sign to detect its whiles and to root out from within us the terrible monster who is so deadly an enemy to our peace of mind—This seems to be the true meaning of the allegory, and not that there was really a devil having an independent existence from Adam and Eve, and clothed in the form of a serpent, or presenting himself before them by entering into the body of one

—And he said &c.) Now Adam and Eve had known that the forbidden tree, Gen II 17, was capable of teaching the distinction between good and evil. This knowledge afterwards induced a desire in Eve to taste of the tree, and this desire moved the devilishness in her, which is an elementary part of human

ہم خود ہی رحمن ہیں پس انہی قواے بہمدیہ کو جسے آدم و حوا بدائی گئے تھے اور جو بہانت رہنلا اثر اور بہانت دشمنی انسان کی روح سے رکھتے تھے خدا نے سادے تعمیر کرکریاں فرمادا تاکہ طاہری سادے کی دشمنی اور اُسکے رہنلے اثر سے ہم اُس برائے سادے کی جو ہم میں ہے دشمنی اور رہنلے پن برپی لی جاوے نہ یہ کہ وہاں کوئی ایسا شیطان تھا جو آدم و حوا سے جدا وجود رکھتا تھا اور وہ سادے کی صورت میں گیا تھا یا اصلی سادے میں گھس گیا تھا \*

قبل بیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰

قبل بیدایش  
محمدرسول  
اللہ صعلم  
۲۵۷۵

(اور کہا) آدم و حوا جو یہہ ناب جان چکے تھے کہ جس درخت کے کھانے سے خدا نے منع کیا ہے وہ درخت بدائی † اور برائی کی پہچان کا ہے اسباب ہے حوا کو اُس درخت کے کھانے کی طرف رعدت دلائی اور وہ حصہ شراب اور شدطیت کا جو انسان میں ہے حرکت میں آیا اور حوا

† بیدایش ۲ — ۱۷

تذیل پیدائش  
متحدہ رسول  
اللہ صلع  
۲۰۷۵

تذیل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰

nature, and she began to consult with herself on the step she was going to take. In the course of this self-debate this question was raised in her mind, or, as it is said, it was suggested by Satan or the Devil, "Yea, hath God said, ye shall not eat of every tree of the garden?"

V 2—3) While thus contending between her good and evil inclinations, Eve recollected the prohibition made to her by God, and making the commands of God rather harsh and severe in that respect by misrepresenting them, she said to herself, or rather the evil spirit within her prompted the words—"We may eat of the fruit of the trees of the garden—But of the fruit of the tree which is in the midst of the garden, God hath said, ye shall not touch it, lest ye die"

V 4) By ascribing the phrase "neither shall ye touch it" to God, Eve rendered the meaning of the prohibition stronger and more harsh, for God had commanded them only to refrain from eating of the tree, and not from touching it also, and by this misconstruction of the words of God she was led to err to such extent, that the Devil or the *animal power* in herself, seized the favorable opportunity to seduce her from her allegiance and fidelity to God, by deluding her with the belief that she should never die

V 5) Eve who knew that the tree was a tree of the knowledge of good and evil, was at a loss to understand what was meant by dying as a consequence of eating of its fruit since she

خود بخود اُس سے سوال و جواب کرے لگی اُسی حالتِ رعدت میں حوا کے دل میں آنا یعنی اُس شیطان نے حوا سے کہا کہ کنا خدا نے اس ناع کے سب درختوں کے کھانے سے منع کنا ہے \*

۳ و ۲ اِس وسوسہ کے دل میں آئے ہر حوا کو خدا کا منع کرنا یاد آیا اور حسد کر کہ خدا نے حکم دنا تھا اُس میں زیادہ سختی کی اور خود اُس وسوسہ کا یعنی شیطان کا جواب دیا کہ ناع کے سب درختوں میں سے ہم کھا تے ہیں خدا نے صرف اُس درخت کے کھانے بلکہ اُس کے چھوئے سے منع کیا ہے حوا کے بچوں میں سے ہر تاکہ ہم انک قسم کے مرے سے نہ مر جائیں \*

۴ حوا نے حوا بہت کہی کہ اُس درخت کے چھوئے سے بھی منع کیا ہی خدا کے حکم میں زیادہ سختی کی کیونکہ خدا نے صرف کھانے سے منع کیا تھا اور اُسکی چھوئے کی ممانعت نہیں کی تھی اُسی سختی نے حوا نے خدا کے حکم میں کی حوا کو دھوکے میں ڈالا اور شیطان کو بہہ کہنی کا فائدہ ملا کہ نہیں تم نہ مرؤگی \*

۵ حوا اسناد کو جانتی تھی کہ بہ درخت بھلائی اور برائی کی پہچان کا ہے نہر اُسکی کھا نے سے مر جانا کیا چہرے اور حس قسم کی موت کو خدا نے دیا

could not then have had the remotest conception of that doom which was pronounced as the inevitable result of disobedience of the Divine command, for be it remembered, this fatal knowledge was only to be acquired *after* the transgression had been committed, and fruit eaten. Therefore it now entered her mind, or the thought was suggested by the devil, that "their eyes should be opened and they should be as gods knowing good and evil"

This devilish thought appeared like an angel of light in the eyes of Eve for she flattered herself that the tasting of the tree would occasion a great improvement in their condition and circumstances, and that thus by the acquisition of the knowledge of good and evil they would be like angels, and so would render themselves more agreeable and acceptable to God

V 6) From some such notions which Eve may be supposed to have conceived respecting the advantages to be expected by the act she meditated, she was at last encouraged to eat of the fruit, and gave out of it to her husband Adam to eat likewise Rev Scott writes:—"Perceiving his advantage, the tempter grew bolder, and gave a direct contradiction to the divine denunciation, and to gain the more credit to his daring assertions, he proceeded to confirm them by an oath, blasphemously calling upon God to attest his horrid falsehoods"

We have also in our Holy Koran, an account given of Satan swearing to Eve on the subject The object of which is

تھا آسکے اصلی ماہیت اب تک کہلتی رہ تھی کیونکہ اس درخت کے کھانے کے بدون اس کی ماہیت کا کہنا غیر ممکن تھا۔ مگر اس نے نادانانہ چشتی اسلٹنی حوا کے دلمس وسوسہ آنا بعدی شیطان نے کہا کہ اس درخت کے کھانے سے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم فرشتوں کی طرح بھلائی اور سرائی کے جانے والی ہو جاؤ گی \*

بہ شیطانی وسوسہ حوا کی آنکھ میں روسدی کی فرستہ کی مانند دکھائی دیا کیونکہ وہ بہ سمجھتی کہ اس درخت کے کھانے سے ہماری موجودہ حالت کو زیادہ ترقی ہوگی اور ہم فرشتوں کی مانند بھلائی اور سرائی کے سمجھانے والے ہو کر زیادہ درجہ خدا کی نازگاہ میں حاصل کریں گے \*

۶ اس خیال سے حوا نے اس درخت کا پھل لیا اور کھایا اور آدم کو بھی دیا اور اس نے بھی کھایا † تفسیر ہدیری واسکات میں لکھا ہے کہ "برعکس دینے والا اپنا مطلب ناکر زیادہ دلیر ہو گیا اور حکم الہی کے برخلاف حوا کو سیدھی رہنمائی کی اور اپنے دلمہ کلاموں سے زیادہ اعتماد حاصل کر کے لٹے اور آہستہ مستحکم کرنے کے لیے آہستہ قسم کھائی اور بے ایمانی سے اپنے ساری چھوٹوں کو سمجھانے کے لیے خدا کا نام لیا \*

شیطان کے قسم کھانے کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے جسکی مراد صرف اسقدر ہے کہ وہ شیطانی وسوسہ جو حوا

تعلیم پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
تعلیم پیدایش  
محمد رسول  
اللہ صلع  
۲۵۷۵

† تفسیر ہدیری واسکات  
مطبوعہ سنہ ۱۸۵۲ع  
جلد ۱ صفحہ ۶

قبل پیدائش \* قبل پیدائش  
مسیح علیہ \* محمد رسول  
السلام اللہ صلی  
۲۰۰۰ ۲۵۷۵

merely to show that Eve's devilishness led her to call falsely upon God, in order to persuade herself into the belief that what she was going to do was as favorably regarded in the eyes of God as in her own. And she did not doubt in the least, that on her eating of the tree, she should have more honor and favor with God than before.

Will it be imagined that this was a real tree, of which Eve plucked the fruit and ate it with her husband Adam? No, it is not so. I have already shown somewhere in the Second Chapter, that it was not a substantial tree like that we so commonly see meeting our eye, but that God figuratively employed the word in the exposition. He was pleased to make to man, of the distinction between good and evil. The eating of the fruit of the tree would then imply the gratification that man felt in possessing himself of such a distinction, that is to say, man desired from his folly and wantonness to have in himself the faculty of distinguishing between right and wrong, which was a thing of so heavy a responsibility that no other creature could be able to undertake, but man was foolish enough to do it, which is testified also by the following words in the Holy Koran "We proposed the trust (distinction of good and evil) unto the heavens, and the earth, and the mountains, and they refused to undertake the same, and were afraid thereof, but man undertook it."

سورۃ اعراف ایت ۷۲

کے دل میں آیا تھا اُسے خدا کی درگاہ میں زیادہ مقرب ہو جائے کی غلط سمائی سے بہانہ استحکام پیدا کیا اور درجہ نقیض کو بہودھ گنا اور وہ بغیر کسی شک کے بہ نیت سمجھی کہ بلاشبہ اس درخت کا کھانا بہانہ اعلیٰ درجہ کا بہل دیگا \*

کنا تم بہہ سمجھتے ہو کہ بہہ سمجھ کا ایک درخت تھا اور اُس کا بہل توڑ کر حوا نے کھا لیا اور آدم کو بھی کھلا دیا نہیں اس درخت کی ماہیت میں پہلے بیاں کرچکا ہوں کہ حقیقت میں بہہ درخت مثل ناع کے اور درختوں کی نہ تھا بلکہ بھلائی اور برائی کی پہچان کی ماہیت کے ظہور اور انکشاف کو حوا انسان پر ہوئی تیر خدا نے بھلائی اور برائی کی پہچان کے درخت سے تعدیل کیا تھا پھر اُس درخت کا بہل کھانا صرف اُس ماہیت کا قبول کر لیا ہے انسان نے انہی نادانی اور رے و مومی سے خواہش کی کہ وہ صفت پہچان بیلک وند کی آسمیں دالی حوا نے اور اس بھاری بوجھ کے اُٹھائے نہ (جسے آسمان و زمین نہ اُٹھا سکے تھے) راضی ہو گیا اور اپنے سر پر دھریا جساکہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ "ہم نے دیکھا انہی امانت آسمانوں کو + انا عرضنا الامامة على السموات والارض والجن والانس ان يحملنہا واسعقن منہا وحملہن الا انسان اذ نے وہ ہے بہر نادانی کاں ظلمو ما جہولا اور نادان \* آسمان بار امانت نتوانست کسیک \* فرعون مال تمام میں دیوانہ زدند \*



The sole intent of this part of revelation that I have been commenting upon, may briefly be thus described That man at his creation was like other creatures devoid of all understanding and reason, and possessed in himself no faculty of discriminating good from evil. He could know only what he was taught by God, and had no capability of acting in any way that was evil, hence he was quite innocent, as well as free from all kinds of death, because whatever he did till that time, did not proceed from his own control or understanding. God was afterwards pleased to reveal to him the nature of good and evil, and before teaching him such a distinction or mystery He warned him not to be desirous of the attainment of that knowledge, and gave him to understand that he would die by a certain kind of death, if he did not follow His counsel. The dying of a kind of death denoted that he would suffer a severe calamity, and should be liable to a responsibility for all his actions, and receiving good treatment or reward for those which were good, and the reverse for those which were bad. Man however neglected to abide by the Divine command, and, as the consequence, acquired the knowledge of good and evil, which made him superior in intellect and exalted him above all other creatures, making himself personally responsible for all his actions, and liable to reap good and evil fruit respectively for his good and evil or bad actions. The acquisition of this knowledge of good and evil was the origin of the coming of sin to man.

حاصل اس تمام کلام کا جو الہام کی زبان سے نکلا صرف اسقدر ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس میں جان دالی تو انسان مثل اور جانوروں کے محض نے عقل تھا اُس میں خود کسی بات کی پہلائی نہ تھی اور نہ ہی اس کا مادہ نہ تھا جسقدر کہ خدا اُس کو بتاتا تھا اُس قدر جانتا تھا اور اسی سبب سے غیر مکلف اور محض نے گناہ تھا اور کسی قسم کی موت کا اُس کو اندیسہ نہ تھا کیونکہ جو کام اُس کی توجہ وہ اپنی سمجھ سے نہ تھے خدا نے ماہیت پہچان پہلائی اور سرائی کی اُس کے سامنے ظاہر کی اور نہ ہی خدا ہی کہ اسکو موت لو اگر لوگی تو انک قسم کی موت سے مرہارگے یعنی ایک سخت مصیبت میں بزرگی اور اپنے کام کے خود ذمہ دار ہوگی ہر ایک بات پہلی یا نہی خود تمکو سمجھ کر کر رہی ہوگی اور پہلے کام کا پہلا پہل اور سرے کام کا سوا پہل ناو گے انسان نے خدا کی اس نصیحت کو نہ مانا اور علم حیرت سر کو حاصل کنا جسکے سبب ہمہی تمام حیوانات پر برتری حاصل کی ہی اور جسکی سبب ہم اب اپنے کاموں کے حوالہ ہوئی ہیں اور ساری کاموں میں بکترے جاتے ہیں اور پہلی کاموں کا بدلہ پاتے ہیں گویا انسان سرگناہ آدیکسی نہ ہی اصلی بننا ہی \* من ملک بودم و فردوس بریں حایم بود \* آدم اور درس دیر حرات آبادم \*

تیل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰  
تیل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلع  
۳۶۷۵

۷ (اور کھل گئیں آنکھیں اُن دونوں کی) یعنی آدم اور حوا کو علم حیر و شر حاصل ہو گیا اور انہوں نے پہلی برائی بدگی ہونے کی جو انہیں تھی اُسکو حانا \* علماء عیسائی † اسمقام پر لکھتی ہیں کہ عورت کا گناہ بڑا اور کئی قسم کا تھا یعنی وہ محرم ہوئی بلند نظری کی اور نا اعتمادی اور ناشکری کی اور حواہس تلاش علم کی اور ممدوعہ چنر کی حواہس کی اور علانیہ خدا سے سرکشی کرے کی اور اپنے حارث کو بھی خدا کے حکم سے پھر جائے کی ترغیب کرے کی اور اُسکو اور اُسکی اولاد کو گناہ میں اور بد سنجی میں مبتلا کرے کی بہ قول ہی نسب کیدر صاحب کا \*

اور مسمت آدم کی وہ بہہ کہتی ‡ ہیں کہ حوا طرح حوا میں آئی تھی اُس طرح آدم میں نہیں آتا تھا کیونکہ تمہی کے نامہ اول کے باب ۱۴ میں ہی کہ آدم نے میں نہیں کھانا بر عورت میں کھانے گنہگار ہوئی “ مگر ناپس ہمہ وہ کہتی ہیں کہ اگر اس واقعہ کی تمام حالات بر عورت کریں تو اُسکو خدا کی اُن تمام نامہاندوں کا مربی اور نمونہ کہہ سکتی ہیں جو اُسوقت سے واقع ہوئے عرصہ علماء عیسائی کے نزدیک آدم و حوا دونوں اس نامہاندی کے سبب گنہگار ہوئی اور اسی سبب سے انساں کی نسل میں گناہ آتا \*

اس گفتگو پر بہ سوال ہوتا ہی کہ خدا تعالیٰ کے انصاف سے نہانت بعید ہی کہ باب کے گناہ کی سبب اُسکی

V 7 And their eyes, &c) That is, Adam and Eve now came to know what was good and what the reverse, and the first evil they were sensible of, was the fact of their nakedness Christian Commentators thus treat of the point under explanation “ Her sin was great and various, being guilty of ambition and inordinate desire, open rebellion against God, and drawing aside of her husband, and the involving of him in sin and their posterity in misery also ” —Bishop Kidder

They assert respecting Adam that he was not deceived in the same degree as the woman, supporting this opinion by referring to I Tim II 14, and they further say that “ considering this offence in all its circumstances, and aggravations they may term it the prolific parent and grand exemplar of all the transgressions committed ever since ” It is therefore obvious that Christian Divines of eminent learning believe that Adam and Eve both sinned on account of this transgression, and that it was this cause that tainted with sin all their posterity

But this opinion is open to one grave objection, forasmuch as it would seem to imply a reproach upon the perfect

تبدیل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
۲۵۷۵

‡ ڈائیلی حلد ۱ صفحہ ۱۰

‡ ہندی واسکات حلد ۱  
صفحہ ۶

justice of God, that He should have visited all the succeeding generations of Adam with the fatal consequences of this transgression of their first parents,—since according to our own finite and imperfect notions of what is just and what is unjust, we do not hold the son responsible for the guilt of the father. Besides, allowing this to be the true reason why man's posterity became victim to sin, it may reasonably be asked what it was that brought sin upon Adam since before this instance of transgression, neither he himself nor his parent had been guilty of any offence

However, this objection cannot be raised against us Mohamedans for, we under authority of our best divines do not consider this prohibition to Adam, as such an ordinance of God as it was strictly incumbent and obligatory upon him to observe, nor do we allow or hold this act of Eve and Adam as one that was committed against law because we are of opinion that this prohibition from God was rather a caution prompted by a regard for man's well being, and not as a peremptory command which must necessarily be implicitly obeyed, and as a reason in support of this opinion we refer to the result that followed this disobedience of our parents, when God merely pointed out to them the harm they had brought upon themselves, without expressing Divine indignation or visiting them on the spot with any mark of displeasure—We would not therefore hold Adam and Eve guilty of a transgression of law in this instance of their disobedience to God

تمام نسل کو جو آسومت و حوٰں میں بھی نہ تھی گنہگار تہرادے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ناک کے گناہ میں بیٹا بکڑا حوٰں معہذا اگر انسان کی نسل ہر گناہ اے کی بہ وجہ ہو تو کنا وجہ ہی حوٰں آدم ہر پہلی پہل گناہ اے کی کیونکہ اُس سے پہلی نہ وہ کسی گناہ کا محرم تھا اور نہ اُسکی کسی مرنے لے گناہ کیا تھا \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰

قبل پیدائش  
محمد رسول  
اللہ صلی  
۲۵۷۵

مگر یہ اعتراض ہم مسلمانوں پر وارد نہیں ہوتا کیونکہ ہم مسلمان بموجب قول علماء محققین کے اس ممانعت کو حوٰں کطرف سے تہ شرعی ممانعت نہیں سمجھتے اور نہ حوٰں آدم کے اس فعل کو شرعی گناہ جانتے ہیں کیونکہ ہماری نزدیک بہ ممانعت صرف انسان کی بھلائی کے لیئے تھی نہ کوئی شرعی ممانعت اسی لیئے حوٰں وعدہ اُسکے خلاف کرے پروردگار اُس میں حدنا کی ناراضی نہ مہر کا ذکر نہیں ہے بلکہ حوٰں مصروف کہ انسان کو اُس نافرمانی سے ہونے والی تھی اُسکا ذکر ہے اسلیئے آدم و حوٰں نافرمانی کے شرعی گناہ سے ناک اور صاف تھی مگر حدکہ اُنکو علم حیر و شر حاصل ہوگیا اب وہ مکلف اور پہلے اور بری کام کرنے کے مستعار ہوئی اُسکے بعد وہ ناکہ نسل اگر کوئی برا کام کری گی تو اللہ حوٰں اُسے کئے ہوئے کام میں ماحوٰں ہوگی حاصل ہونا علم حیر و شر کا

قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ معلم  
۲۵۷۵

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰

Having possessed the knowledge of good and evil, they had now become capable of conducting themselves in a good or evil way, and therefore if after rising to such a state of light, Adam and Eve or their posterity were to sin, they would indeed be said to be guilty, and justly responsible for their acts. The concluding inference to be then invariably drawn is, that although the acquisition of this knowledge by man was the origin of the sin that has fallen upon Adam and his posterity (among whom that knowledge is perpetuated), yet this act of disobedience of Adam and Eve could not be a reason either for theirs or then descendants' being held to be guilty or culpable.

The manner in which I have treated this subject in the foregoing remarks, makes the Mohomedan faith itself, under our own Scriptures, hable to a weighty objection against its tenets, as raised in the following way. It is held, on the authority of a creditable tradition, by us Mohomedans that Adam had been from the very day of his creation a prophet, and as, according to the teaching of our faith (and which is also dictated by the Holy Koran itself), we are to consider all the prophets to be infallible and not hable to err, how then could it be admitted consistently with this belief, that Adam's disobedience was an act not tainted with sin?

Before suggesting a reply to the objection here presented, I will first endeavour to explain what this admission of our faith, viz, that all prophets are faultless, implies. I shall take no notice

اللہ آدم اور اسکی نسل کے لئے حمدیں علم حیر و شر دربر چلا آتا ہے گناہ آئے کی بدیاہ ہے مگر وہ فعل حو آدم سے ہوا آدم یا اسکی نسل پر گناہ آئے کی وجہ نہیں \*

مگر اس گفتگو پر بلکہ مسلمانوں کے مذہب کے ایک بڑی اصول پر حود آنہی کے مذہب سے ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حسب آدم علیہ السلام بموجب قول صحیح کے زور بیداس سے نبی تھے اور مسلمانوں کے مذہب بموجب تمام انبیاء معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں اور حود فراں محمد میں آنا ہے کہ آدم نے گناہ کیا پھر کنوکر بہہ گفتگو کہ یہہ فعل حو آدم سے ہوا گناہ وہ تھا اور بہہ اصول مذہب کہ انبیاء گناہ سے پاک ہوتے ہیں صحیح ہوسکتا ہے \*

اس شبہ کے رفع کردکو ضرور ہے کہ سمعت عصمت انبیاء کے کچھہ گفتگو کی حارے اگرچہ ہماری مذہب کے عالموں نے اس میں بہت گفتگو کی ہے اور

of various loose and unsound opinions advanced by several of our Divines in discussing the meaning of that doctrine, but I will simply and distinctly quote only those that are reasonably to be accepted as trustworthy

It is to be observed, that it is certainly sinful for a servant not to obey his master's orders, or not to attend to them sufficiently well, or not to serve the master so well as it is his right to be served. But if such acts of a servant be regarded as lawful sins, it would be manifestly unjust in God to bind us with duties which it is not in our power to perform since it is beyond our ability to serve God so well as He is worthy of being served. It has therefore become necessary to divide sin into two classes one being sins of commission or sins against the law, and the other being sins of omission or sins arising from an absence of a proper and right minded feeling of veneration for God, or a deep-rooted sense of his Divine majesty and super-excellent nature. By the former we understand sin that would be occasioned by our wilfully violating some Commandment lawfully prescribed by God. By the latter is meant a sin that we are guilty of in acting impudently, and in not being sufficiently imbued with proper respect for God, after we have in a greater degree than others, approached to a participation in the Divine favor, and have been blessed with the knowledge of the majestic grace and glory of God. Therefore the latter sin is in different proportions with different men according as they have happened

بہایت مختلف رائیں بنان کی ہیں مگر محکمہ آس جہمندی میں برتا اور ہر ایک کی دلیل کو لانا اور رد و مدح کرنا ضرور نہیں ہے بلکہ جو مدبر ہر ایک تحقیق اور مول فصل ہے آسیکا بیان کر دینا کافی ہے \*  
حادثا چاہئے کہ علام کو اسے اپنا کا حکم دے سکا لانا یا پورا نہ کرنا ناحسی خدمت کہ آس اپنا کی چاہئے ونسی خدمت ادا کرنے میں حاضر رہنا درحقیقت گناہ میں شمار ہوتا ہے لیکن اگر وہ سب باتیں اسی طرح کی گناہ شمار ہوں جنساکہ ایک شرعی گناہ تو خدا کی انصاف سے بعد ہے کہ آس کام کے کرنے کی تکلف دی جو طاعت سے زیادہ ہے کہونکہ بہہ بات طاعت سے باہر ہے کہ جس خدمت سکا لانے کے لائق خدا کی داد ہے ونسی ہی آسکی خدمت ادا ہوسکتے اسلئے ضرور ہے کہ مطلق گناہ دو قسم کا گنا حارے ایک گناہ شرعی دوسرا گناہ عرفانی گناہ شرعی سے ہم بہہ مراد لیتے ہیں کہ خدا نے شریعت کی رو سے کسی کام کے کرنے کو منع کیا ہو اس حکم کے برخلاف جو کوئی شخص کوئی کام کریگا وہ شریعت کے بموجب کہنگار ہوگا اور گناہ عرفانی سے ہم بہہ مراد لیتے ہیں کہ جس شخص کو حسب قدر خدا کی داد سے زیادہ تقرب ہوتا جاتا ہے اور حسب قدر معروف الہی بڑھتی جاتی ہے اور جو خدمت اور ادا آس عرفان کے سبب لازم آتی ہیں آس میں کسی قسم کا قصور ہوئے سے گناہ لازم آتا ہے بس گناہ عرفانی ہر ایک شخص کے حال اور اس کے درجہ تقرب سے جو خدا کے ساتھ ہے متعارف

قبل پیدایش  
محمدرسل  
اللہ صلع  
۳۵۷۵

قبل پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم  
۲۵۷۵

to have a greater or less appreciation of the glory of God. There are very many acts proceeding from man that are to be classed under the latter, and not the former of the two kinds of sin here defined. There are acts which if done as ordinary people in general do them, they would not be regarded as sins, but if committed by those who have the honor of a nearer approach to God's presence in their knowledge of His glory, then they are justly considered as such. Do not we see in the world there are things, which if practised by the common or vulgar people, are not marked as defects, or faults, but which, on the contrary, would not be excusable in those who are better informed and of high station and estimable worth. None in the world, nay not even the prophets, are free from falling into the latter kind of sin, and it was in reference to this case that Jesus Christ was pleased to say, (in reply to a man who put to him this \* question, O good \* Matt XIX 16-17 master, what good things should I do, that I may have an eternal life?) that "he should not call him good, as there is none good but one, that is God." In short there could be no human being so perfect and holy as to be able to render good and acceptable service to God in the extent due and becoming to His exalted majesty and infinite Goodness, for this reason all men are guilty before God, and on this consideration it is that all the prophets have acknowledged them faulty and sinful towards God, and humbly implored his mercy and forgiveness in their behalf. It will therefore not be allowed that they were guilty of any violation of law.

† مئی ۱۹—۱۶ د ۱۷

درجہ سے علائقہ رکھتا ہے بہت سی باتیں ایسی ہیں جو گناہ شرعی نہیں مگر گناہ عرفانی ہیں اور بہت سی باتیں ایسی ہیں جو ہم تم کو گناہ نہیں مگر حد کو عرفان الہی حاصل ہے اگر وہ کوئی گناہ ہے کیا تم اس دنیا میں نہیں دیکھتے کہ بہت سے کام ایسے ہیں کہ جو عام آدمی کو تو عیب میں نہیں لگتے جاتے مگر خلاف آئینہ وہی کام اگر کوئی اعلیٰ شخص کرے تو عیب میں داخل ہوتا ہے اس بچھلے قسم کے گناہ سے کوئی حالی نہیں بہاں تک کہ اندھا بھی اس قسم کے گناہ کے گنہگار ہیں اسی بات کی طرف حضرت مسیح علیہ السلام نے † اشارہ کیا جب ایک شخص نے آکر ان سے پوچھا کہ "ای بیک مرشد میں کون سی بدی کروں تاکہ ہمیشہ کی رہ گئی یاؤں آئیں" اس سے کہا تو مجھے کنوں بیک کہتا ہے کہ بدی نہیں مگر ایک یعنی خدا" عرصہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو اسی بدی اور اسی خدمت جو خدا کے لائق ہے نہ لاسکے اور اس واسطے سب آدمی خدا کے سامنے گنہگار ہیں ابھی انہوں نے سب اندیاز اپنے تئیں گنہگار جانتے تھے اور اسی قسم کے گناہوں کی معاویہ خدا سے چاہتے تھے نہ کہ وہ کسی شرعی گناہ کے گنہگار تھے \*

It remains now to say something of the other kind of sin, viz, a wilful sin, or a sin against law, from which we admit all prophets to be free. We Mohomedans believe, that sins that are unnatural, and exhibit a depraved nature and meanness of spirit in the men from whom they proceed, can never be perpetrated by Prophets, whether after their appearance in the world as such, or before it because the spirits that dwell in them are naturally pure from all unworthy deeds, and are not liable, whether voluntarily or involuntarily, to any crime involving moral turpitude, or even offences of a trifling nature, both before the time of their prophecy, and after it. The only thing allowed by us in which it is possible for the prophets after they become such, to be misled, is a relaxation or want of fervency in their cares and efforts for growing day by day more and more into the favor of God. It is quite evident that an act or thing undertaken with a pure and virtuous motive, can never be allowed to be a sin of any kind, but even this may be regarded as such in the case of prophets, for, they are not to deal with God in the manner that we have to do. It is required of them that they should not meddle with anything either good or evil, but only do whatever they may be instructed in by God. Therefore they are considered to be guilty, even if they attempt to do a good thing of their own accord. It was for this motive and presumption of intention, that Adam fell under Divine displeasure, and was consequently said to be offensive or guilty against his Creator. But this must not

نامی رہا شرعی گناہ اُس سے تمام اندیا پاک ہیں ہم مسلمانوں کا یہہ اعتقاد ہے کہ جو گناہ مطرب انسانی کے برخلاف ہیں اور حنکی ارتکاب سے زالت نفس کی پائی جاتی ہے وہ کبھی اندیاء سے صادر نہیں ہوتے نہ زمانِ نبوت میں اور نہ اُس سے پہلی کیونکہ آنکی نفس اس قسم کی زایل سے باعتماد ابھی خلقت کے پاک و صاف ہیں اور دیر کسی حالت میں کوئی شرعی گناہ کبیرہ دانستہ یا نادانستہ اور کوئی گناہ معدومہ دیدہ و دانستہ اُسے سرور نہیں ہوتا نہ حالتِ نبوت میں اور نہ اُس سے پہلے اللہ نبوت کے بعد اُسے بیک ارادہ اور زیادہ نیکی حاصل کر دیکھی بیت سے خطاے احتیادی کا ہونا ممکن ہے اور ظاہر ہے کہ جو کام نیک ارادہ سے کدا گنا ہو وہ کس طرح شرعی گناہ بلکہ در حقیقت گناہ نہیں ہو سکتا مگر اندیاء کی بدست وہ بھی گناہ ہے اندیاء کا معاملہ خدا کے ساتھ ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہمارا تمہارا ہے وہاں اور بھی راز و نیاز کی باتیں ہیں اندیاء سے یہہ چاہا گیا ہی کہ وہ بھلائی اور برائی سے کچھ عرصہ برکھیں جو حکم پاویں وہ بحالوں پھر آنکو خود کسی بھلائی یا نیکی کا قصد کرنا بھی آنکی حق میں گناہ ہی نہیں ناف تھی جس نے آدم برحقگی کروائی اور اسی سبب سے کہا گیا کہ آدم نے اپنے پروردگار کا گناہ کیا مگر یہہ وہ گناہ نہیں ہی جس میں ہم تم گرفتار ہیں \* کار با کان را میاس از خود مگیر \*

گرچہ ماند در دوشتن سدر سیور \*

قبل پیدائش  
قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
محمدرسل  
اللہ صلع  
۲۵۷۵

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ متصدر رسول  
السلام اللہ صلعہ  
۳۰۰۰ ۳۵۷۵

+ ڈائیوینی حلد ۱۰ صفحہ

be regarded or held a sin such as we are laboring under

V 8 *And they heard the voice of God,*) Christian Commentators explain this verse as follows "That God here spoken of denotes God the Father, but as of God the Father it is expressly said 'No man hath ever seen Him at any time (John I 18 , VI 46,) neither heard his voice at any time, nor seen his shape' (John V 37,) this voice was therefore represented by Christ, the word or Son of God, the messenger and representative of the Father, the brightness of his glory, and the express image of his person, who appeared in and spread from the Shechinah, or cloud of glory, the same cloud of light, with its Heavenly host of angels, from whence He communed unto Adam, unto Noah, unto Abraham, and the patriarchs, and communicated his will and conducted the Israelities "

This argument is in keeping with the Christian's belief, that there is a trinity of persons in the Godhead, otherwise it will be observed that no such thing can be inferred from the words of Scripture in the passage in question

We Mohomedans believe that all the Scriptures lead us to discover the real unity in God, and no plurality of persons whatever We consequently thus explain the verse, that this voice was from

A ( اور سنی آدھوں ے آوار حداے  
معدود کی ) علماء عیسائی اس ورس کی  
یوں تفسیر کرتے ہیں + کہ اس جگہ حدا  
سے باپ حدا سمجھا جاتا ہی مگر مقدس  
یوحنا کی انجیل باب ۱ — ۱۸ و باب ۶  
— ۴۶ سے ثابت ہی کہ باپ حدا کو نہ  
کسی آدمی ے کبھی دیکھا اور اسی  
کتب کے باب ۵ — ۳۷ سے طاہر ہی کہ نہ  
کسی ے اسی آوار کو کبھی سنا ہی  
اور نہ صورت کو دیکھا ہی اسلئے بہ آوار  
معروف عسی مسیح کی تھی جو حدا  
کا کلام نا بیٹا اور باپ کا فائدہ یا وکیل ہی  
اور اسی حلوہ کی روشنی اور اسی وجود کی  
ظاہری صورت ہی اور بھی حلال کے نادل  
میں معہ ابدی بہست کے فرشتوں کے گروہ  
کے جو اُس حلال کے نادل کے ساتھ ہوتی  
تھی طاہر ہوتا تھا اور ہمکلام ہوتا بہا بہ  
وہی نادل روشنی کا ہی جس میں حدا  
تعالیٰ آدم اور روح اور اور منقذ میں برزکوں  
کے ساتھ گھنگو کرتا تھا اور سنی اسرائیل کو  
اسی موصی سے اطلاع دیتا تھا \*

مگر بہ تمام گھنگو اُس عقدہ بر مندی  
ہی جو علم عیسائی ے تسلیم کر رکھا  
ہی بعدی الہد میں جس وجودوں کا  
ہونا وہ کتب اقدس کا کوئی لفظ ان  
معدوں کی طرف جو عیسائی علما ے  
ندان کئے ہیں اسارہ نہیں کرنا \*

ہم مسلمان یقین کرتے ہیں کہ تمام  
ہولی بیدل حدا کی وحدانیت حقیقی  
ہمکو ہدا کرتی ہی اور الہد میں  
کسی وجود کا شریک ہونا نہیں بتاتے اسلئے



God Himself who in his essence and attributes is without an equal or partner, and that it was He alone who without any agency at all made his voice heard on the occasion referred to in the text, as Scripture plainly tells us

In John V 37, it is not stated that no man hath heard his voice at any time, but on the contrary, Jesus Christ spoke thus to those Jews who in their blind pursuit were striving to kill him, that "ye have neither heard His voice at any time, nor seen his shape," which does not prove that God's own voice has not been heard by any man at any time

However, there is, in our opinion, another point worthy of notice in the passage under consideration. It is this, what is meant here by hearing the voice of God? God is from everlasting, and eternal in his divine nature, and all his attributes, but whatever is communicated by words, and made audible by a voice, cannot be everlasting

We Mohomedans believe that all the attributes of God as those of hearing, knowing, speaking, and calling are not like our faculties of hearing, knowing, speaking, and calling. Besides the resemblance only in the names, they have no other correspondence of any kind. God has a knowledge of every thing visible or invisible, but not with the means of

ہم مسلمان اس ورس کی یوں تفسیر کرتے ہیں کہ یہہ آواز خود اسی خدا کی تھی۔ جو انبی دات میں اور اپنی صفات میں سب طرح سر واحد حقیقی ہی اور خدا کہ کتاب مقدس کی لفظوں سے پایا جاتا ہے خود وہی بعد کسی کی معرفت کے ہم کلام ہوا اور وہ آواز خود اُسکی آواز تھی نہ کسی دوسرے کی \*

مقدس یوحنا کی الجمل باب ۵-۳۷ میں یہہ نہیں لکھا کہ کسی نے اُسکی آواز کو کبھی نہیں سنا بلکہ صرف مسیح علیہ السلام نے ان یہودوں کو جو صرف کے قتل پر آمادہ ہوئے تھے فرمانا کہ (تم نے کبھی اُسکی آواز نہیں سنی اور اُسکی صورت نہیں دیکھی) اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ کسی نے اُسکی آواز کو کبھی نہیں سنا \*

مگر مسلمانوں کے مذہب بموجب انک اور باب قابل بحث ہے کہ خدا کی آواز سننے کے کما معدی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ انبی دات اور انبی صفا میں قدیم اور ارا ہے اور کوئی کلام جو لفظوں کے ذریعہ سے آدا کیا جاوے اور جو ذریعہ آواز کے سدا حاوی قدیم اور ارا ہے نہیں ہو سکتا \*

مگر ہم مسلمان یہہ اعتقاد کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات حد سے سدا اور حادہ اور بولنا اور بکارنا ہمارا سدا اور حادہ اور بولنا اور بکارنا نہیں ہے بلکہ بحر مناسب اسمی کے اور کسی طرح کی مشارک نہیں وہ حادثا ہے نہ ذریعہ کسی حادثے والی چیز کے وہ بولنا ہے مگر نہ ذریعہ کسی بولنے والی چیز کے وہ بکارنا ہے

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۵۷۵  
قبل پیدائش  
محمود رسول  
اللہ صلع  
۳۵۷۵

تم پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
تم پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۵۵

any knowledge-acquiring faculty He speaks but not through any articulating organ He calls but not through any sound or voice-producing medium

Let it be considered that while in sleep we are dreaming, it often happens that we talk with and listen to another, and we are fully sensible, as it were, of a voice, when in reality there is no such voice It is merely our own fancy If therefore the voice of God who is almighty, were heard without any seeming vibration of sound, it should not be a matter to excite our wonder He is omnipotent, the perfect Light, and He feels himself in need of nothing to help him to do whatever He wishes to do He Himself is his voice, and He himself makes that voice heard by us, though without the interposition of any outward sound He himself is his call, and it is He himself that calls but without the aid of any organ of calling He is beyond all doubt, the possessor and governor of all things

—walking in the garden.) That is, they heard or thought the voice as if it were coming from within the garden “The ‘walking’” says Bishop Patrick “is to be referred to the voice, and not to God”

—amongst the trees of the garden.) That is, ashamed of their nakedness they hid themselves amongst the trees, which shows that such a state of man is one that has been denounced as a thing inconsistent with humanity, and it is for this reason that it is regarded a crime in our faith

نہ نداریہ کسی بکارے والی چنر کے \*

حداں کرو کہ تم سوتے میں حواں دیکھئے  
کی حالت میں نائیں کرتے ہو اور دوسرے  
کلام سنتے ہو اور نحوی تمہاری کان میں  
آوار آتی ہے حالانکہ وہاں کوئی آوار نہیں  
اور بعد آوار کے درجہ ہم آوار سنتے ہو پھر  
اگر حدائے قادر مطلق کی بھی آوار بغیر  
درجہ آوار کے سبب حواں تو کیوں تعجب  
کرتے ہو وہ تمام قدرت اور تمام نور ہے وہ  
کسی کام کرنے میں کسی درجہ کا محتاج  
نہیں وہ آپ ہی آوار ہے اور آپ ہی  
اسی آوار سدا ہے مگر بعد درجہ آوار کے  
وہ آپ ہی بکار ہے اور آپ ہی بکارتا ہے  
مگر بغیر درجہ کسی بکارے والی چنر کے  
اور بے شک وہ ان سب باتوں پر قادر ہے \*

(چلتی ہوئی حد میں) یعنی انہوں  
نے حد کی آوار اس طرح برسی کہ ناع میں  
آ رہی ہے + سب پتھر صاحب بھی  
کہتے ہیں کہ چلنے کو آوار کی طرف مدسور  
کیا جاتا ہے نہ حد کی طرف \*

(مچھیں درخت حد کے) یعنی ناع  
کے درخت کے بتوں میں اپنے تنس چمپا لیا  
حد کے سامنے بیگے آئے سے شرما کر اس  
سے پایا جانا ہے کہ کہ ننگا ہونا  
ایدا سے معدوب اور حد کرنے کی چیر ہے  
اور اس واسطے شریعت کے بموجب ہماری  
ہاں کناہ میں داخل ہے \*

V 9. *Where art thou?* Bishop Patrick has commented upon this passage with such elegance and judgment, that I am induced to quote his words as follows "Such questions do not argue ignorance in him who asks them, but are intended to awake the guilty to a confession of his crime, as appears from Cha IV 9 'Where is Abel thy brother,' of whom when Cain stubbornly refused to give an account, the Lord said immediately (to show that He needed not be informed,) the voice of thy brother's blood calleth unto me from the ground"

V 11 *Who told thee?* Before Adam had eaten of the fruit of the tree, he was not conscious of what good and evil was, and as God had not hitherto imparted to him the harm and inconsistency of nakedness, He therefore now asked Adam who it was that gave him such information, and immediately suggested the cause of it, when he said, "Hast thou eaten of the tree?"

V 13 *God said unto the woman, &c* The exposition of this verse by Joseph Mede being worthy of perusal, I take the opportunity to insert it as follows "He from whom no secrets are hidden, He that formed the hearts of men and knows all their works, He that searcheth and trieth the heart and reins, even He will first examine the fact, will hear what miserable man can say for himself, before his sentence shall pass on him, not out of ignorance of what was done, for how should the omniscient God be

۹ (کہاں ہے تو) شب پتھر صاحب  
|| نے اس مقام پر دہایت عمدہ تقریر لکھی  
ہے وہ کہتے ہیں کہ "ایسے سوالوں سے جو  
شخص آنکو بکارتا ہے اُسکی باواضعیت  
بہیں نکلتی بلکہ اُس سے یہہ مقصود ہے  
کہ مکرم اپنے گناہ سراوار کری جیسا کہ  
باب ۹-۱ سے معلوم ہوتا ہے جہاں سورہہ  
ندان ہے کہ تیرا بھائی ہابل کہاں ہے اور  
حکمہ وائیں نے حدرگی سے اُسکا حال ندان  
کرنے سے انکار کتا تب خدا نے اس بطور  
سے کہ دہہ معلوم ہو کہ اُسکو اطلاع کی  
حاحب نہ تھی می الفور دہہ کہا کہ تیری  
بھائی کے خون کی آوار میں من سے  
مکھسے مرنا کرتی ہے \*

۱۱ (کس نے حدردی لکھو) یعنی  
اُس درخت کا پھل کھانے سے پہلے اسکا  
حدروسر سے واقف نہ تھا اور خدا نے دنگے  
ہوئے کی سرائی اُسکو ندائی نہ بھی  
اسلئے خدا تعالیٰ نے پوچھا کہ کس نے لکھو  
حدردی کہ تو دنگا ہے کتا اس درخت  
علم حدروسر من سے قولے کہا لدا \*

۱۳ (اور کہا خداے معدود نے عور

کو) † حور مدد صاحب نے اس  
مقام پر دہاںب عمدہ تقریر کی ہے وہ کہتے  
ہیں کہ "وہ جس سے کوئی راز چھپا نہیں  
ہے جسے انسان نے دل کو ندانا ہے اور جو  
کچھ ہم کرتے ہیں سب حادثا ہے اور  
دل کو اور اُسکے رجوعات کو دھو دھتا  
ہے اور آرماتا ہے وہ نہی اول حقدق کا  
امکان کرنا اور جو کچھ کہ نہ سبح  
انسان اسے لڈنے کہہ سکے اُسکو سنے گا پہلے  
اس سے کہ آپر حکم جاری کرے اور وہ

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ محمد رسول  
السلام  
۲۰۰۰ ۲۰۷۵  
|| تفسیر ڈائیلی حلد ۱  
صفحہ ۱۱

† ڈائیلی حلد ۱ صفحہ ۱۱

قیل بیدایش قیل بیدایش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صعلم اللہ صعلم  
۳۵۷۵ ۳۵۷۵

ignorant? but out of his wonderful clemency and unspeakable moderation towards man I say, towards man, for as for the serpent we see He vouchsafes not to ask him one question, not to wait for what he could say for himself, but presently without examination proceeds to judgment against himself”

V 14 *Thou art cursed,* God cursed the serpent, and awarded a double punishment against him—one that he should move upon his belly—the other that he should eat nothing but the dust With reference to this subject the Jews and Christians say, that the serpent formerly had no such shape as it now presents, and stood erect Others say that it had four legs, and resembled the form of a horse or camel, but that being cursed it lost its legs and began since to creep on its belly

I must say, such suggestions originate merely from the apparent meaning of Scripture words, but contain no truth whatever, as even Scripture allows no such interpretation The phrase ‘thou shalt creep on thy belly or eat the dust,’ implies simply the hatred which the serpent was doomed to meet, since the animal powers in man which are re-

یہہ بات سرگذشت سے ناواقف ہونے کے سبب سے نہیں کرینگا کیونکہ ہرشی کا علم رکھنے والا خدا کدوکر ناواقف ہوسکتا ہے بلکہ اپنے عجیب رحم اور اعتدال باوایل میں سے حو وہ انسان کی طرف رکھتا ہے اُسکا رحم انسان کی نسبت حو میں کہتا ہوں اُسکی وجہ یہ ہے کہ انسان ہی ہر وہ نہہ عدالت کرتا ہے کیونکہ سانب کو ہم دیکھتے ہیں کہ خداے تعالیٰ اُس سے کچھ بھی نہیں پوچھتا ہے (ہمکو نہہ کہنا چاہیئے کہ بطور عذر سے کے کچھ نہیں پوچھتا) اور نہ منتظر اسدات کا رہتا ہے کہ وہ اپنے حق میں کچھ عذر کرے بلکہ فی العور لا استفسار اُسپر اسنا حکم جاری کرتا ہے \*

۱۴ (ملعون ہے تو) خدا تعالیٰ نے سانب کو ملعون کیا اور تنس ناتس اُسکی نسبت فرمائیں ایک یہہ کہ نسبت کے مل چلیگا دوسری یہہ کہ تو خاک کھاری گا اُسکی نسبت علماء یہودی اور مسیحی یہہ حلال کرتے ہیں کہ پہلے سانب کی صورت ایسی نہ تھی بلکہ اُسکا سندھا قد تھا بعض کہتے ہیں کہ اُسکے چار پاؤں تھے اور گھوڑی نا اونٹ کی مانند تھا نسبت کے سبب اُسکے پاؤں گربڑی اور پدت کے بل چلنے لگا \*

مگر نہہ سب باتس کذاب اقدس کے طاہری العاط کی مناسبت سے نہا لی گئی ہیں وہ نہ حقیقت میں کذاب اقدس کی نہہ مراد نہیں ہے اِن العاط سے کہ تو نسبت کے بل چلیگا نا خاک کھاری گا صرف نہہ مراد ہے کہ تو دلیل رہنگا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ فوالے بہمدہ حو انسان

presented under the term Satan or serpent, are treated by us all as very worthless. So abominable and pernicious are their effects, that even men who are immoderately hable to their influence, and in whom they appear in unchecked licentiousness, are despised and held in contempt by all well-conducted and reputable people

V 15 *I will put enmity, &c*) This is the punishment that God decreed against Satan. Enmity as here spoken of, is not confined only to the woman, but as the woman was the first to fall into temptation, the declaration of it is commenced in her name, although in reality it is extended to all mankind

It must not be thought from the passage in question, that there had hitherto been no malice or jealousy of any kind between man and Satan, and that it only commenced now. No, it existed between them from the very creation of man, otherwise Satan should have had no reason to take it upon himself to deceive man. It is certain and evident enough, that there existed from the very beginning a feeling of hostility and bitter enmity between the spirit of man—the characteristic of humanity—and the animal powers within him represented under the word *Satan*

—*Bruse,*) Christian Doctors explain this part of the verse with great interest

میں ہوں اور حنکو شیطان کہا گیا ہے  
ہمدسہ سہ کے نزدیک دلیل اور حوار ہیں  
یہاں تک کہ حو لوگ اُن موا کے مطبع  
ہوتے ہوں اور آسکے حدبات اور اثرات اُن  
میں طاہر ہوئے ہیں وہ بھی عموماً انسان  
کی تمام نسل کی انکھوں میں دلدل اور  
بیقدر ہیں \*

۱۵ (دشمنی رکھوں گا) یہہ تدری  
ناب ہے حواساب بعدی سلطان کی  
سدت حدا نے فرمائی مگر اس مقام پر  
حو شیطان کو بہہ ناب کہی گئی ہے کہ  
سختہ میں اور عورت میں دشمنی ڈالوگا  
تو اُس سے کچھ عورت کی خصوصیت  
دشمنی میں مراد نہیں ہے بلکہ اِس سب  
سے کہ سبطانی وسوسہ اول عورت کے دل  
میں آیا تھا دشمنی میں بھی عورت کا نام  
لنا گیا اور حقیقت میں مراد بہہ ہے کہ  
سلطان اور انسان میں دشمنی ڈالوگا \*  
اس مقام سے یہہ نہ سمجھا چاہئے کہ  
اب تک سلطان اور انسان میں دشمنی  
نہ تھی اِس واقع کے بعد رکھی گئی بلکہ  
انسان کی بدداس کے وقت سے اُن میں  
دشمنی بھی کمونکہ پہلے سے اگر بہہ دشمنی  
نہوئی تو شیطان کہی فریب بدنتا  
اور بہہ نات طاہر ہے کہ انسان کی روح  
میں جسکے سب انسان انسان کہلاتا ہے  
اور آسکے مواے بہدیمہ میں حو سلطان کہلاتے  
ہیں ابتدا ہی سے عداوت اور مخالف  
ہے \*

(وہ تاکنگا) حس عدری لفظ کامن ہے  
تاکنگا ترجمہ کیا ہی انگریزی مترجموں نے

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۲۰۰۰ ۲۰۷۵

تلم پیدای  
ش مک پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
اللہ صلعم  
۲۵۷۵

to themselves, and assert it to be susceptible of a prophecy in favor of Jesus Christ

اسکا ترجمہ رحمی کرنا ناچلیگا کنا ہی  
اگرچہ دونوں ترجموں کا نکتہ واحد ہی  
مگر علمائے عیسائی اس مقام پر بہت  
ربادہ عرص سے بوجہ کرتے ہیں اور یہاں  
سے حصہ مسیح علیہ السلام کے ہوئے کی  
سہارت نکالتے ہیں \*

There is a Hebrew word, a pronoun, in the veise, pronouncable either *hoo* or *huv* The Protestant commentators adopt the former pronounciation, and interpret it as having reference and being applicable to a woman's seed Hence they proceed to conclude that the woman's seed will bruise the serpent's head, and seeing Christ to have been born of a woman without a husband, they hold him to be the seed of the woman

اس مقام پر ایک عبری لفظ صمیر کا  
ہے کہ وہ ہو اور ہی دونوں ہڑھا سکتا  
ہے پروتسٹنٹ علماء عیسائی اسکو  
ہو پڑھتے ہیں اور اسکا ترجمہ اس طرح ہر  
کرتے ہیں کہ جس سے وہ صمیر راجع ہوتی  
ہی عورت کے تحم کنطرف اور وہ بہہ مراد  
لیتی ہیں کہ عورت کا تحم سیطان کا سر  
کچلیگا اور جو کہ حصہ مسیح علیہ السلام  
نعیر باب کے صرف عورت سے پیدا ہوئی  
ہیں اسلئے انکو عورت کا تحم قرار دیتی  
ہیں \*

† تفسیر ڈائیوینی حد ۱  
صفحہ ۱۲

However, the Latin Vulgate does not so render the word as the P Christians do, but does it as follows "She shalt bruise thy head as if a woman should do it, and the Papist interpretation of the words therefore ascribes to the Virgin Mary, this great victory and triumph over sin and Satan, and the people of that persuasion are taught to say in their addresses to her 'I adore and bless thy most holy feet, whereby thou hast bruised the head of the old serpent'"

مگر لیٹن † ولکت میں اسکا ترجمہ اسکی  
مرحلاف کنا ہے آسمن اس لفظ کا اس طرح  
پر ترجمہ کیا ہے جس سے وہ صمیر راجع ہوتی  
ہی حود عورت کی طرف یعنی وہ عورت  
تیرا سر کچلے گی اور تمام رومی گرجی اس  
کام کو یعنی گناہ اور شدطان پر فتوحیات  
ہونکو حصہ مرم علیہ السلام کی طرف  
دست کرتی ہیں یہاں تک کہ انہوں نے  
ابنی ہمار میں بھی بہہ مضمون داخل  
کنا ہے اور وہ حصہ مرم کنطرف خطا  
کر کر ہمار میں ہوں کہتی کہ "میں تیرے  
بہادت ناک قدم کو بوجھا ہوں اور برکت  
دینا ہوں جس سے تو نے ہمارے سادہ  
کے سر کو رحمی کیا \*

It is not an easy task to decide which of the above two renderings is right for

اسدات کا تصفیہ کہ ان دونوں ترجموں  
میں سے کونسا ترجمہ صحیح ہے بہادت

if the pronoun in question be allowed to be in the masculine or neuter gender, the English translation would be correct, and if in the feminine then the Latin would be correct. The forms of masculine and feminine in Hebrew are almost alike in their construction, being distinguished only by certain signs peculiar to each. Therefore if this pronoun be read *hoo*, it would be a masculine pronoun, and if *hiv* a feminine. There is no authority extant in a connected chain, of any verbal or written tradition descending from Moses or Ezra to this effect, whether its correct pronounciation is *hoo* or *hiv*. As the Latin Vulgate is a very ancient translation, it becomes necessary to produce very strong and cogent reasons indeed for setting aside the rendering it gives of terms and expressions which are supposed to be open to doubt.

Christian divines have made it a basis of their faith, that it was the disobedience of Adam and Eve that brought sin upon all mankind, that, therefore, all are guilty, that if their guilt were remitted without an atonement made for it, it would be an act of injustice in God, that if, on the other hand, every man were punished for his sins, it would show a want of mercy in God, that therefore God was pleased as a resource, to promise a saviour, i. e. the sending of Christ, who himself is God, but who was incarnate in the man Jesus (or Christ), and that that saviour is the seed of the woman and not of man. It has been therefore necessary for the Christian doctors to make this pronoun applicable to the seed of the woman.

مسئلہ کام ہے کیونکہ وہ عبری لفظ اگر صمد مذکر کی ہو تو انگریزی ترجمہ صحیح ہے اور اگر صمد مؤنث کی ہو تو ولکت ترجمہ صحیح ہے عبری زبان میں مذکر اور مؤنث کی صمد کی صورت + انک سی ہی صمد اعراب کا فرق ہی اگر یہ لفظ ہو پڑھا حوی نو مذکر کی صمد ہی اور ہی پڑھا حوی تو مؤنث کی صمد ہے اور اب کوئی سد متصل حصص موسیٰ یا حصص عررا تک موحود نہیں ہی جس سے متعین کیا حوی کہ وہ ان دونوں میں سے کونسی صمد ہی مگر حوکہ ولکت ترجمہ نہایت قدیم ترجمہ ہی اسلمی اس ترجمہ کو غلط ٹھہرائی کے لپی بہت موی اور روسن وجہ چاہیئی \*

قل پیدائش قل پیدائش  
مسیح علیہ مسند رسول  
السلام ۲۰۰۰  
۲۰۷۵  
† صمد مذکر  
صمد مؤنث

علماء عدسائی نے اس مسئلہ کو انک اصل اصول اپنے مذہب کا ٹھہرا رکھا ہے کہ آدم و حوا کی نافرمانی سے تمام انسانوں پر گناہ آیا اسلمی سب آدمی گنہگار ہیں پھر اگر انکی گناہ بعد کسی بدلے کے معاف ہوں تو انصاف کے خلاف ہے اور اگر ہر انک کو آسمانی گناہ کی سزا دی جائے تو رحم کے خلاف ہے اسلمی آسمانی انک نجات دینے والے کا بعدی عدسی مسند علیہ السلام کے ہونیکا وعدہ کنا حو حقیقت میں حود خدا ہی اور عدسی مسند علیہ السلام کی صورت میں ظاہر ہوا ہی اور وہ نجات دہنی والا عورت کا تحم ہی نہ مرد کا حو سانیپ کے سر کو کچلیگا اسلمی انکو ضرور برا ہے کہ اس صمد کو عورت کے تحم کیطرف

دل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۵۷۵

قل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰

because if they did not do so, a fundamental doctrine of their faith would be affected

But according to our belief there arises no inconvenience or misconstruction of any kind, whether the pronoun under consideration be made applicable to the woman herself or to her seed since, we Mohomedans do not allow this disobedience of Adam to have been a transgression of any holy law, nor do we look upon it as the cause of bringing sin upon the human race. We consider or hold this event as a means only, through which man came to the knowledge of good and evil, and which as a consequence, laid upon him a responsibility as to all his actions, a responsibility which is not found among any other of God's creatures. We maintain, therefore, that whoever leads a virtuous life and piously seeks to obtain the favor of God, shall be rewarded, and whoever goes astray, or does not follow the truth, shall be punished.

The woman or her seed is said in the present verse to bruise the serpent's head merely, because she was the first to have been tempted, and not because any particular individual was meant to do it since every righteous man devoted to the cause of God, is, in the degree of his piety and grace, to bruise the serpent's head or to beat down and triumph over Satan. Abraham also bruised the Satan's head when his fidelity was tested by the proposed sacrifice of his only and Gen XXII 2 beloved son, as a burnt offering. Job was another re-

راح کرنی کیونکہ اگر اضطرب راح نہ تو یہہ اصول مذهب کا درست نہیں رہتا \*

مگر ہم مسلمانوں کے مذهب کی بموجب نہہ صمد حواء عورت کیطرب راح ہو حواء عورت کے تحم کنطرب دونوں حالت میں کچھہ نقصان نہیں کیونکہ ہم مسلمان آدم و حوا کی اس نافرمانی کو شرمی گناہ نہیں سمجھتی اور نہ اس واقعہ کے سبب انسان کی نسل بر گناہ کا آنا نہراتے ہیں بلکہ اس واقعہ کو ناعب علم حیرو شرکا انسان کی نسل کے لیٹی قرار دیتی ہیں جسکی سبب انسان کی نسل بدل اور حیوانوں کے عور مکلف نہیں رہی بہر انسان کی نسل میں سے جو کوئی خدا تعالیٰ کی ہدایت بر چلنگا نکاح پاوے گا اور جو کوئی اُسکے سرحلاب کرنگا سرا ناوی گا \*

اسمقام برحو نہہ کہا گناکہ عورت حواء عورت کا تحم سانس کا سر کچلنگا نہہ صرف اسواسطے کہا گیا کہ وہ شیطان سے وسوسہ اول عورت ہی کے دل میں آیا تھا سانس کا سر کچلنے کے لئے کوئی خاص شخص مراد نہیں رکھا گیا ہے بلکہ ہر مذک بندہ جو خدا کی ہدایتوں بر چلنگا ہے بقدر ابدی نکی کے شیطان کا سر کچلنگا ہے اسراہیم نے بھی سلطان کا سر کچلا حدکہ اُن سے کہا † گیا کہ آپے چاہتے نئے کو قربانی کرانوں نے بھی شدطان کا سر کچلا حدکہ وہ اسلحان ‡ میں قالا گیا اور شیطان نے اُن کے تمام مال اور

† پیدائش ۲۲-۲

‡ ایرب ۲-۱۰



markable instance of a triumphing over Job II: 10 Satan, or, in other words, bruising the serpent's head, when his faith in God was put to so severe a trial that although he was visited with such grievous calamities as the loss of his children, the loss of his property, and was himself so plagued in his own person that his very existence became a burden and a torment to him, yet in the midst of his stupendous afflictions his faith swerved not, and we are told that he did never sin with his lips Jesus Christ was also one who subdued Satan, as he resisted, Matt IV, a temptation that lasted forty days and nights In like manner, all good and pious men have been from the beginning, and will continue to the end, in proportion to the degree of their excellence, to bruise the serpent's head in fulfilment of the declaration of God

—*Thou shalt bite his heel,*) “That is, thou (Satan) shalt,” says Bishop Kidder, “persecute the woman's seed, but thou shalt not be able to destroy”

The two parts of this verse, viz, “shalt bruise the head,” and “shalt bite the heel” are thus explained by Jewish rabbis that he (i e man) shall put thee (i e Satan) in mind of what the latter has done towards the former in the beginning, and the latter shall persevere in his pursuit to the last

And we Mohomedans illustrate the meaning of the aforesaid parts as follows that Satan will be unshaken to the end in his endeavours to overreach and inveigle man and tempt him to all evil

اولاد اور بدن پر تعاط کیا اور اُسے اپنے لدوں سے خطا کی حصر مسمیح علیہ السلام نے بھی شیطان کا سر کچلا حدکہ وہ فی چالیس دن اور رات امتحان میں ڈالی گئے اس طرح تمام بدک بددی بقدر اپنی بدیکی کے شیطان کے سر کو رحمی کرتے آئی ہیں اور آیدہ بھی خدا کے اس وعدہ کے بموجب رحمی کرتے رہیں گے \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۵۷۵  
فی متی باب ۴

(اور تو مانگنا اُسکی ایڑی کو) نسب

کدتر صاحب †† اُسکے نہہ معدی بیان کرتے ہیں کہ تو (یعنی سلطان) عورت کے تحم کا تعاقب کرنا مگر تو اُسکو بر باد کر سکتا \*

یہودی †† عالم ان دونوں ٹکڑوں کی یہودی سر کچلنی اور ایڑی کا تہہ کی تفسیر صرف اس قدر کرتے ہیں کہ وہ (یعنی انسان) ناد دلاونگا تحمکو (یعنی شیطان کو) جو تو نے اُسکے ساتھ پہلی کیا اور تو (یعنی سلطان) ہو گا اُسکا بکھنا واسطے اخیر کے \*

†† ڈائیپلی جلد ۱ ص ۱۲

†† دیکھو تفسیر رشی

ہم مسلمان اس ورس کی یوں تفسیر کرتے ہیں کہ شیطان احمر دینا تک انسان کے بہکا نے اور نامہادی کرنے میں سعی کرتا رہے گا مگر جو بدک بددی ہیں وہ اُسکا

قیل پیدائش قیل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۲۰۰۰ ۲۵۷۵

and disobedience to God, and that the godly and virtuous will always continue wounding his head, he will not suffer themselves to be overcome by his evil designs See Soora Hujur, v 38—43 Holy Koran

V 16 *Unto the woman he said,*) That is, God now informed the woman, that by her acquiring a knowledge of good and evil which is not possessed by other animals, she had brought upon herself all the hardships and afflictions that are spoken of in this verse. Consequently we find that other creatures not having a share in such discrimination and sagacity as are enjoyed by mankind, do not undergo so much pain and risk in conception or in bringing forth their young, as is the lot of woman

V 17—19 *And unto Adam He said,*) God likewise told Adam that his attainment of the knowledge of right and wrong had reduced him to a condition in which he would now be obliged to do all things himself which are necessary to provide for his sustenance in the world, and we see as decreed by God, that man has to eat his bread in “the sweat of his brow” or with much labour and physical toil. God further ordered that he should dwell upon the earth, and in the end return to it again

V 21 *And make coats of skin,*) Christian Divines following the literal sense of the words say, that God had himself furnished such dresses to Adam and Eve, and they thence endeavour to trace out the source whence those skins came from “It is probable” says Bishop Patrick, “that they were the

سر کچلتے رہیں گے اور اسکا علم اور اس کا تسلط آپر بہو گا (دیکھو قرآن مجید میں سے سورہ حجر آیت ۳۸ لعایت ۴۳)\*

۱۶ (عورت کو کہا) یعنی اُس کو حتمیاً کہ تو نے جو اِس درخت کا پھل کھایا جس سے تجھکو تمیز اور علم حذر شر حاصل ہوا جو اور حیوانوں کو نہیں ہے تو تو اُن مصیبتوں میں گرفتار ہوئی جو اِس ورس میں مذکور ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اور حیوان حواس کی سی عقل و تمیز نہیں رکھتے اُن کے اور سچے حلیے میں وہ سختی جو عورت پر ہوتی ہے نہیں ہوتی \*

۱۷ لعایت ۱۹ (اور آدم کو کہا) یعنی آدم کو حتمیاً کہ تو نے جو اِس درخت کا پھل کھا کر خود اپنے تئیں عالم حیر و شرا کیا اب تجھکو تمام کام اپنی زندگی بسر کرنے کے حود کرنے ہوں گے زمین پر رہو گے اور اپنی محنت سے کھاؤ گے اور اُسی میں بھر جاؤ گے \*

۲۱ (اور بنا اِحدائے) علماء عیسائی یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پوساک آدم و حوا کی حود اِحدائے بدائی تھی جیسا کہ کتاب اقدس کے طاہری العاط سے پانا حتمی ہے اور اس پر بحث کرتے ہیں کہ یہ کھالیں کہاں سے آئی تھیں || سب پترک صاحب کہتے ہیں کہ “یہ عالم ہے کہ

skins of beasts slain in sacrifices which were first instituted in ratification of the gracious covenant just made by God with our first parents, and which was intended the better to represent to them their guilt, and that the promised seed should vanquish the devil, and redeem them by shedding his blood ”

However we Mohomedans say, that as all the works and actions of man are, whenever they take place, not excluded from the knowledge of God, and that whatever he attempts cannot be accomplished save by God's sanction alone, therefore all his acts may indeed, in this sense, be rightly said to be performed on the part of God Adam was himself to have made the coats for his use, though it is written they were furnished by God because Adam had now become capable of judging what it was expedient and useful to do, or otherwise, as is proved from the 7th verse where Adam and Eve perceiving themselves naked ‘ sewed fig-leaves together, and made themselves aprons ’

The institution of the offering of sacrifices at that time is not proved from any part of Scripture, and it may therefore be said as a general opinion, that those skins were taken from the beasts, which either perished by death after this event, or which were killed by Adam and Eve to serve them for food

وہ اُن حیوانوں کی کھالیں تھیں جو اُس قربانی میں ماری گئے تھے جو اُس وقت میں اُس فیاض عہد و پیمان کی منظوری کے لئے فرار ہائی تھی جو خدا نے ہماری اول مربیوں سے انہی کیا اور جس قربانی سے آپر اُن کے حرم کا خیال رکھنے کی عرض تھی اور یہہ طاہر کرنے کی کہ وعدہ کنا گنا حکم (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام) اپنا خون نہانے سے شیطان کو معلوف کری گا اور اُن کو نکاح دے گا \*

مگر ہم مسلمان یہہ کہتے ہیں کہ انسان کا ہر فعل اِس وجہ سے کہ وہ خدا کے علم سے خارج نہیں ہے اور پیرائس کے ارادہ پر خود خدا اُس فعل کا سرانجام کرے والا ہے خدا کی طرف منسوب ہو سکتا ہے اسلئے یہہ پوشاک خود آدم نے اپنی لئے بنائی تھی گو اس طرح سرکھا گنا ہے کہ خدا نے بنائی اسلئے کہ اب آدم خود حیر و شر کا حامی والا یعنی صاحب عقل ہو چکا تھا جیسا کہ ساتویں ورس میں ہے کہ انہوں نے اپنے تئیں دنگا حاکمرا بخیر کے درخت کے پتوں سے اپنے لئے تہبند دانا تھا \*

اُس وقت قربانی کا حکم ہونا کتاب اقدس کے کسی لفظ سے پایا نہیں جاتا اسواسطی انک عام طور پر حلال ہو سکتا ہے کہ یہہ کھالیں اُن جانوروں کی تھیں جو اپنی معمولی حالت میں اس واقعہ کے بعد مری تھے یا خود آدم نے اپنی حوراک حاصل کرنے کے لئے انکا استعمال کنا تھا \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلع  
۲۵۷۵

قل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۰۰۰

قل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۰۷۵

V 22 *become as one of us,—as one of them*) There occurs in this verse the Hebrew word *mimmanoo*, which is an object of warm debate among the learned Christian doctors They affirm it to be a pronoun of the first person plural, and accordingly render the verse thus “and the Lord God said, Behold, the man is become as one of us, to know good and evil” Thus interpreting the original, they openly assert a plurality of persons in God, and argue in support of this conclusion as follows “That there is certainly no figure of speech that will allow any single person to say ‘one of us’, when he speaks only of himself It is a phrase that can have no meaning, unless there be more persons than one concerned”

† تائیلی حد ۱ صعدہ ۴

۲۲ (مانند ایک کی آسمیں سے) اس ورس میں حوعدری بہہ لفظ ہیں (ממנו) کا حد مندر اس پر علماء مسیحی نے بہت بحث کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ممنو جمع متکلم معہ العیر کا صیغہ ہے اور اس لیئے وہ اس ورس کا ترجمہ اس طرح پر کرتے ہیں “اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ آدم بیک اور نہ کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا” اور حنکہ انہوں نے اس ورس کا اس طرح بر ترجمہ کیا تو اب وہ اس ورس سے علانیہ الہیت میں وجودوں کی تثلیث ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ “† بلا سندہ کوئی ایسا طر کلام نہیں ہے کہ جس میں کوئی تنہا شخص نہہ کہہ سکے (ہم میں سے ایک) نہہ ایسا طر کلام ہے جس کے کچھ معنی نہیں ہو سکتے جس تک کہ اس میں ایک شخص سے زیادہ شامل ہوں \*

We Mohomedans however do not agree with the opinion above advanced by Christians, and we hold that *mimmanoo* is not a pronoun of the first person plural, but, on the contrary, a pronoun of the third person Its meaning is *out of that or those*, and originally it was *minhoo*, composed of the two simple words *min* and *hoo* A *noon* or *n* being added to join them, and *hav* or *h* altered or substituted with a *noon* or *n*, and hence it becomes *mimmanoo* Now, the letter *noon* or *n* being found thrice repeated in it, the first of them is changed to a *meem* or *m*, according to the rules of the Hebrew Grammar This *meen* or *m* is so intermixed with the two component parts of the word as to act

مگر ہم مسلمان اس کو تسلیم نہیں کرتے اور نہہ ناف کہتی ہیں کہ ممنو صیغہ جمع متکلم مع العیر کا نہیں ہے بلکہ عایب کا صعدہ ہے اور آسکی معنی ہیں (آسمیں سے) اصل میں بہہ لفظ (من بہو) تھا اور بہہ دو لفظ تھے ایک (من) دوسرا (ہو) ان دونوں لفظوں کے بیچ میں ایک اور ہون دونوں کے ملائی کو آیا ہے حدسیکہ عربی زبان میں اسی عربی کے قاعدہ کے مطابق ہوں وقانع کا آتا ہے بعد آسکی (ہے) ہوں سے نہہ گئی اور (من ہو) ہو گیا اور تین ہوں ایک کلمہ میں جمع ہو گئی اسلئے پہلا ہوں میں سے نہہ گیا اور دوسرا ہوں دوسری ہوں میں ادغام ہو گیا اور عربی زبان کے قاعدہ کے مطابق آسپر داعس یعنی تشدید دی

as a reciprocal agent or power between them, and the other two *noon* or *n* marked with a *dagish* (or a sign to connect two letters into one body,) become as one. The word so formed is then read *mummanoo*

I will now proceed to prove authoritatively, why we hold the word in question to be a pronoun of the third person singular or plural. I must say that *mummanoo* when written with a *dagish*—a sign above specified—has nowhere been used throughout the whole of the Old Testament, as a pronoun of the first person plural, but, on the contrary, a pronoun of the third person. The references noted in the margin, \* where it is used in the sense I affirm, are almost all the instances where it occurs throughout the Old Testament, and these examples are of such a nature that no person can deny, that the word in question is used all along in these passages as a pronoun of the third person, and although three of them only are such as may leave a scope for dispute, yet by several arguments it could be proved that the propriety of sense in them also requires the use of a pronoun of the third person. It is worthy of consideration, that what is it that entitles us to the privilege of rendering the word under debate in this instance, a pronoun of the first person plural, while we find that in all other instances both prior and subsequent to this, it has almost invariably been used or explained as a pronoun of the third person? We have therefore no doubt in arriving at the conclusion, that the word must represent a pronoun of the third person in this place also.

گئی جو علامت ہے حذف یا ادغام کی اور اس طرح پر یہ لفظ ممدو ہو گیا \*

قبل پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰  
قبل پیدایش  
محمدرسول  
اللہ صلع  
۳۵۷۵

اب ہم کو اس بات کی سند بیاں کرنی چاہیئے کہ کس وجہ سے ہم اس لفظ کو عایب کا صیغہ کہتی ہیں اُسکی سند میں ہم یہ بات کہتے ہیں کہ تمام اربع عسریم میں ممدو کا لفظ حسد میں داعس ہو جمع متکلم مع العنبر کے معدومیں نہیں آیا بلکہ عایب کے معدومیں آیا ہی چنانچہ عالمہ تمام مقامات کتاب ہای اقدس کا حوالہ حمدیں لفظ ممدو کا معہ داعس آیا ہے حاشیہ † پر دیتے ہیں ان میں سے تمام مقامات ایسی ہیں حمدیں کوئی شخص انکار نہیں کرتا کہ یہ لفظ عایب کا صیغہ نہیں ہے صرف تین مقام ایسی ہیں حمدیں تکرار ہوسکتی ہے مگر بہت سے دلیلیں ایسی ہیں حدسی ثابت ہوسکتا ہے کہ ان مقاموں میں بھی وہ لفظ عایب کا صیغہ ہے عورکرد کا مقام ہے کہ ابھی اس مقام سے بدستری بھی لفظ متعدد جگہ آیا ہے اور سب نے بلا اختلاف اُسکی معنی عایب کے لئے ہنس پھرنا وجہ ہے کہ اسمقام میں اُسکی وہ معنی چھوڑ کر دوسری معنی جمع متکلم مع العنبر کے ہو کسی مقام پر نہیں لیئے گئے لئے حواس بس کچھ شدہ نہیں ہے کہ یہ لفظ عایب کا صیغہ ہے اور اس کے معنی (آس میں سے) کے ہیں \*

* Gen	† پیدایش
II 17.	۱۷ — ۲
III 3.	۳ — ۳
—11	۱۱ —
—17	۱۷ —
—22	۲۲ —
XXIII 6	۶ — ۲۳
XXVI 16	۱۶ — ۲۶
XLVIII 19.	۱۹ — ۳۸
Lev	احبار
II 11.	۱۱ — ۲
III 14	۱۴ — ۳
IV 19	۱۹ — ۴
V 2	۲ — ۵
—3	۳ —
—4	۴ —
VI 8	۸ — ۶
VII 3	۳ — ۷
—14	۱۴ —
—15	۱۵ —
—16	۱۶ —
—18	۱۸ —
VIII 11	۱۱ — ۸
XV. 16	۱۶ — ۱۵
Exo	حرج
I 9	۹ — ۱
IV 26	۲۶ — ۴
V 8	۸ — ۵
X 26.	۲۶ — ۱۰
XII 9	۹ — ۱۲
—10	۱۰ —
XIV 12.	۱۲ — ۱۴

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلہ اللہ صلہ  
۲۵۷۵ ۲۰۰۰

† تفسیر شی

XVI 16	۱۶—۱۶
—19	۱۹—
—20	۲۰—
—32	۳۲—
XVII 6	۶—۱۷
XIX 21	۲۱—۱۹
XXV 15	۱۵—۲۵
XXVII 2	۲—۲۷
XXX 2	۲—۳۰
—19	۱۹—
—33	۳۳—
XXXVII 25	۲۵—۳۷
Exo	حزق
XXXVIII 2	۲—۳۸
XXXIX 5	۵—۳۹
Num	اعداد
XIV 12	۱۲—۱۲
XVIII 26	۲۶—۱۸
—28	۲۸—
—29	۲۹—
—30	۳۰—
—32	۳۲—
XXXI 49	۳۱—۳۱
Deu	اسماء
I 28	۲۸—۱
II 36	۳۶—۲
IV 2	۲—۳
IX 14	۱۲—۹
XIII 1	۱—۱۳
XVIII 22	۲۲—۱۸
XX 19	۱۹—۲۰
XXII 3	۳—۲۲
—8	۸—
XXVI 14	۱۲—۲۶
XXVIII 31	۳۱—۲۸
Jer	یرمیاہ
XX 10	۱۰—۲۰
XXX 21	۲۱—۳۰
XXXI 11	۱۱—۳۱
XXXVIII 27	۲۷—۳۸
XLII 11	۱۱—۳۲
—16	۱۶—
Eze	حزقیل
XV 3	۳—۱۵
XXXV 7	۷—۳۵
XLVIII. 14	۱۴—۴۸

Another Hebrew word *kahood* in this verse also deserves our notice Christians have in their Translations rendered it *one*, while it ought to be translated *single, unique, or without a rival* Its equivalent being *vaheed* in Arabic The learned Jewish Commentator Onkelos has rendered it *yaheedee* It has occurred in several passages in Scripture in the meaning ascribed to it by me, two of Job XXIII 13 which I note on the Song of Solo VII 9 margin The exact rendering of the verse may then be made thus “The worshipped God said, behold, the man is become unique, or without an equal among them (i e his creatures,) by his possessing a knowledge of good and evil”

It is to be seen now, that the revealed words in this verse lead us in no way to the inference, that there is a plurality of persons in the Godhead That He is beyond all doubt single and without an equal in his nature, having no partner, no kind of plurality or division in himself, is what all Scriptures lead us to understand, and also what Abraham, Moses, Jesus, and all other prophets always professed

In his Commentary, Rabbi Shumeon thus explains the passage in question, that “God said, behold, man is become without a compeer amongst the lower or creatures, as I am so amongst the higher or heavenly, and the secret of man’s being unsurpassed among the

ایک دوسرا عبری لفظ (کاحد) کا جو اس میں منی ہے اسکا بھی ذکر کرنا مناسب ہے اسکا ترجمہ علماء عیسائی نے ایک کیا ہے حالانکہ اسکا ترجمہ یکہ ہونا چاہیئے جسکو عربی میں وحید کہتے ہیں † چنانچہ انقلس نے حوا تک بہت بڑا عالم یہودی رہاں کا ہے اسکا ترجمہ یحیدی کیا ہے حوا بمعنی وحد کے ہے علاوہ اسکے کتاب اقدس کے چند مقاموں میں اس لفظ کے بھی معنی آئے ہیں حمیں سے دو مقاموں کا حوالہ حاسہ پر لکھتے

ایوب ۲۳—۱۳  
غزل العرلاب ۷—۹  
ہیں پس اس تمام گفتگو کے بعد اس

ورس کا صحیح ترجمہ حوا بالکل عبری لفظوں کے مطابق ہے اسطرح برہنہا چاہیئے (اور کہا خداے معبود نے اب آدم ہوگیا یکہ آن من سے (یعنی حیرانوں میں سے) مستحادثے بھلائی اور نرائی کے \*

اب غور کرو کہ ان الفاظ سے حوا اس ورس میں الہام کی رہاں سے نکلی ہیں کسیطرح الہیت میں وجودوں کی جمعیت پائی بہن حاتی وہ حقدقت میں انک ہے کسیطرح اس میں جمعیت بہن تمام مقدس کتابیں ہمکو یہی ہدایت کرتی ہیں اور یہی باب ہمکو اسراہم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء بتاتے چلے آئے ہیں \*

ربنی شمعون یہودی عالم نے اس مقام کی تفسیر تفسیر رسی میں نوں لکھی ہے “کہ خدا نے کہا دیکھو وہ نکتا ہے نیچی والوں میں جیسا کہ میں نکتا ہوں اوپر والوں میں اور کیا ہے اسکی یکتائی حاسہ یکہ وند کا \*

earthly creatures, lies in his knowledge of good and evil which is not possessed by any other species of the latter ”

—And now, lest he put forth, &c) It is well known that God had not prohibited Adam from eating of the tree of life, but that what He said had reference to the tree of the knowledge of good and evil. What are we then to understand from the anxiety apparently felt by God as to Adam's possibly attempting to eat also of the tree of life?

But from the words used in the verse it must not be concluded, that God really had any fear whatever in the matter, for He is pure and free from liability to any such feeling. The expression here used therefore proceeded from God in regard to a strict accordance with the idiom and phraseology that we use on similar occasions, and it merely denotes that as Adam had already by violating God's commands eaten of one of the trees, God, with a view to make his contempt, said, he ought to be expelled, lest he might not touch the other also. Adam had no power to eat of the tree of life, and it was on this account that God took no heed of even forbidding him to do so.

V 24 placed at the east of the garden of Eden, &c) The illustration of this passage by Christian Commentators is as follows —“This flaming sword” says Dr Hales, “or as it may be rendered by an usual figure of speech, sword-like or pointed flame, is generally considered as a sensible symbol of divine Presence, resembling perhaps the flames that appeared to Moses in the

(اور اب ساند ہمارے ایسا ہاتھ) یہہ

نات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو زندگی کے درخت کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا بلکہ صرف بیک زندگی پہچان کے درخت کے کھانے سے منع کیا تھا پھر اس جگہ، زندگی کے درخت میں سے کھانے کا اندیشہ کرنے سے کیا مراد ہے \*

مگر جان لینا چاہئے کہ اس طرح کلام سے یہہ مراد نہیں ہے کہ درحقیقت خدا کو اسباب کا کچھ خوف ہوا تھا کیونکہ اُسکی ذات پاک ان حرموں سے پاک ہے بلکہ یہہ کلام صرف مطاعی محاورہ ہماری بول چال کے وارد ہوا ہے آدم نے برخلاف نصیحت خدا تعالیٰ کی ایک درخت کے پھل کو حاصل کر لیا تھا اسلئے بطور طعنے کے کہا گدا انسان ہو کہ دوسری درخت کا پھل بھی کھالی اُسی بہار سے نکال دو حالانکہ دوسرے درخت کا پھل کھانا انسان کی طامع اور اُسکی قدرت سے باہر تھا اور اسلئے اُسکی کھانے سے ممانعت کرنے کی حاجت نہ تھی \*

۲۴ (سامنے حدت عدن کے) علماء

عیسائی اس مقام کی تفسیر اس طرح پر لکھتے ہیں کہ “اس شعلہ دار تلوار کو نا حدساکہ اُسکا ترجمہ ہو سکے مثلاً تلوار کی مانند یا نوک دار شعلہ کو خدا کی موجودگی کا عموماً نشان انسان سمجھا جاتا ہے شاید یہہ شعلہ اُس شعلہ سے مسابہ تھا جو حصرت موسیٰ کو جہازی میں دکھائی دیا

قبل پیدائش  
معمد رسول  
اللہ صلع  
۲۵۷۵

۱۷—

Hos.  
X 5  
XIV 5.  
Amo.  
V 11  
Nah.  
I 5.  
—6

Hab  
I 7  
—13

Zec.  
X 4

Psa  
II 3  
XVIII 9  
XXII 24  
XXXIII 8.  
XXXV 10  
LV 13  
LXII 2.  
—6

CHII 12  
CIX 17.

Pro.  
XIX 7

XXII 15  
XXVI 12  
XXIX 20

Job  
XXI 14  
XXII 17

XXIII 15  
XXXII 4

Ecc  
VI 2

—3  
—10

Est  
v 9

Dan  
VIII 11.

xi 31

Ezr  
VIII 21.

x 14.

قبل پیدائش	قبل پیدائش	Bush, Exodus III. 2, or that afterwards rested on the heads of the Apostles at the day of the Pentecost, in the form of "fiery tongues" or "tongue-like flames," Acts II 3 And it was here placed or stationed between two <i>cherubims</i> or glorious angels, according to the ancient Jewish interpretation, furnishing probably the archetype of the Shechinah first in the tabernacle in the wilderness, and afterwards in the Solomon's Temple"
معمد رسول	مسیح علیہ	
اللہ صلعم	السلام	
۲۵۷۵	۲۰۰۰	
I Chro	تاریخ	
XVIII 4	۱۸—۲	
II Chio	تاریخ	
XII 12	۱۲—۱۲	
XIII 19	۱۹—۱۳	
XVIII 31.	۳۱—۱۸	
XXIV 25	۲۵—۲۲	
XXVIII 5	۵—۲۸	
XXXV 22	۲۲—۳۵	
Jud	تصا	
III 9	۹—۳	More appropriate to this passage, as I observe, is the explanation that follows the obstruction made to man in respect of the tree of life, implies that it was inaccessible to man, being in fact an appearance of an eternal existence which was to be possessed by none else but God alone And it was indeed this fact that Moses designed to impart to us by the allegorical expression he has used, which simply signified, that guarded by flaming swords and consequently beyond the reach of man, an existence such as was everlasting, and perfect, was to be attained by God alone And by this he meant to inform us that we should not be haughty and proud of any virtue and accomplishments we might acquire through God's blessings, and of the distinguished qualification we already possessed in being able to discriminate between good and evil since we were all one day to perish and to appear before God to undergo judgment, and that lasting and perfect existence or felicity was limited to Him alone who was our most beneficent Creator, and who is without an
XI 24	۲۴—۱۱	
XV 19	۱۹—۱۵	
XX 45	۲۵—۲۰	
XXI 1	۱—۲۱	
I Sam	اسرائیل	
III 18	۱۸—۳	
VII 8	۸—۷	
IX 2	۲—۹	
II Sam	اسرائیل	
VII 15	۱۵—۷	
VIII 4	۴—۸	
XIV 14	۱۴—۱۳	
XXII 9	۹—۲۲	
I Kings	اسرائیل	
II 32	۳۲—۲	
XX 7	۷—۲۰	
—23	۲۳—	
—33	۳۳—	
XXI 3	۳—۲۱	
II Kings	اسرائیل	
III 26	۲۶—۳	
IV 39	۳۹—۲	
VI 1	۱—۶	
Jos	یروش	
I 7	۷—۱	
XXII 17	۱۷—۲۲	
—29	۲۹—	
XXIII 6	۶—۲۳	
—14	۱۴—	
Isa	اشعیا	
LIII 3	۳—۵۳	
LIX 9	۹—۵۹	
—11	۱۱—	
LXIV 6	۶—۶۳	

(حروج ناف ۳—۲) یا جو بعد ازاں حواریوں کے سر پر عید مصم کے زور اتشی شعلوں کی مانند ظاہر ہوا (اعمال ناف ۲—۳) اور قدم یہودی ترجمہ میں اس طرح پر ہی کہ وہ یہاں ہر درمیاں دو شاں دار مرستوں کے رکھا گیا تھا جس سے عالتاً سکندہ کی مقدم ہسانی مقصود تھی اول یہہ سعلہ جنگل میں حیثمہ عذاب میں اور بعد ازاں سلیمان کے معبد میں تھا — ڈاکٹر ہیلر \*

مگر جو تفسیر کہ زیادہ تر اسمقام سے مصادقت رکھتی ہے وہ یہہ ہے کہ زندگی کے درخت کا راستہ بند کرنے سے یہہ مقصود ہے کہ آس درخت تک جو حقیقت میں ظہور تھا وحوف و حود کا حسکا ذکر ہم پہلی کرائی انسان کا پہونچنا ممکن نہ تھا کیونکہ وہ ایسی چیز تھی کہ جو خدا کی ذات کے سوا اور کسی میں ہو ہی نہیں سکتی آسی ناف کو حصر موسیٰ نے اس تمثیلی طور میں بتانا کہ ہستی مطلق اور وحوف و حود جو خاصہ صرف خدا کا ہی آسکا رسدہ شعلہ دار تلواروں سے بند ہے وہ کس طرح انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا ناکہ ہم اسے آن حویوں پر جو ہمکو خدا کے وصل سے حاصل ہووس اور بدر اس صفت سے جو معرفت تک و ندکی ہمکو حاصل ہوئی ہے معزور نہیں اور یہہ حاکمی رہیں کہ ہم سب فنا ہوئی والی اور خدا کے سامنی حاضر ہوئے والی ہں نقاء داہم اور وحوف و حود آسی ناف واحد کو ہے حسنی ہمیں پیدا کیا اور ہستی مطلق وہی ایک ہی حسنی کہا میں ہوں آسکی سوا کوئی دوسری



equal.

Some Christian doctors have understood this tree of life to have been the store of such a life as we might attain after the forgiveness of our sins. The reasons for which I differ from them in this opinion are, that I see nothing said here in the form of any hopes left to us as to the opening of the passage of life so obstructed to man. Therefore if we were to admit the tree to have been such a one as is supposed by others, we should as a consequence become quite hopeless and despairing of the opening to us of the path to eternal life. But this can never be so admitted, because God's grace mercy does not require that the doors of eternal life be at any time closed against us, for it is always open to us, provided we humbly seek to penetrate unto it through God's help and assistance, and with due submission to his will and commands

ہستی نہیں ہے \*  
بعض علماء نے زندگی کے درخت سے  
وہ ہمیشہ کی زندگی مراد لی ہے جو  
گناہوں سے نجات ہو جانے کے بعد  
حاصل ہوتی ہے مگر میں جو اس مقام پر  
بہ مراد نہیں لیتا اسکا سبب یہ ہے کہ  
اس مقام پر اس رستہ کے کھلنے کی کچھ  
توقع نہیں دی گئی ہے بس اگر ہم اس  
درخت سے وہ مراد لیں تو ہم کو حجاب  
اندی کے رستہ کھلنے سے ناامندی ہوتی  
ہے حالانکہ یہ باب صریح غلط ہے کیونکہ  
حدا کا فصل اسکا مقصد یہی ہے کہ اپنے  
فصل میں داخل ہونے کے رستہ کو کسے  
وقت میں بند رکھی اُسکی فصل کا رستہ  
ہر وقت کھلا ہوا ہے جسوقت کہ ہم اُسکے  
فصل سے اس رستہ کو چلنا چاہیں \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ محمد رسول  
السلام اللہ صلعم  
۲۰۰۰ ۲۵۷۵

## چوتھا باب

### CHAPTER IV.

قیل پیدائش قیل پیدائش  
مسیح علیہ معہ رسول  
السلام اللہ صلعم  
۳۹۹۹ ۲۵۷۳

۱ قایل اور ہانک کے سدائش اور اُنکی گدراں کے طور اور چلں کا بیاں ۸ ہانک  
کا قتل ۱۱ قایل نہ لعنت کنا حانا ۱۷ پہلی شہر کا حنوک کے ام نہ تعمیر ہونا  
۱۹ لامک اور اُسکی حرورژں کا احوال ۱۵ شیت کی پیدائش ۱۶ انوش کی پیدائش

مطالع قرآن معہد اور حدیث سے

#### HOLY KORAN & Prophetical Sayings

† سورة مائدة آیت ۳۰

۱ لعاب ۵ † و ایل علیہم بدأ اندی  
اور سا اُنکو احوال تہتیں آدم کے دو  
آدم بالحق ادا فرما قربانا فتقذل من احد  
بیٹوں کا حب قیار کی دونوں نے کچھت پھر  
ہما ولم تنقذل من الاحر  
منول ہرئی ایک سے ار نہ قبول ہرئی دوسرے سے

۳۹۹۸ ۲۵۷۳

† تفسیر کنیر

† وہما ای اندی آدم فانیل وہاندل وان  
اور دونوں نئی آدم کے فاندل اور ہانیک ہس اور  
ہاندل کان صاحب العدم وفانیل کان صاحب  
ہاندل تھا رکھے والا نکریوں کا اور قایل تھا کرے والا  
الربع فقر کلو احد مدہما فرانا وطلب  
کھدی کا بھر لایا ہر ایک اُن میں سے قربانی بھر لایا

† باب ۳ — ۲۳

۹ — ۲۰

ہا مل احس شاة معہ وحعلہا فرانا وطلب  
ہانیک اچھی نکری ایے ساہتہ اور کنا اُسکو قربانی اور

† اعداد ۱۸ — ۱۲

فاندل حدة کانت معہ جعلہا فرانا ثم بقرب  
لایا فانیل گنہوں کو تھے اُسکے ساہتہ بھر کیا اُنکو بدر

§ اعداد ۱۸ — ۱۷

امثال ۳ — ۹

کلو احد اقربانہ الی اللہ فدرلک نارمن السماء  
بھر قبول ہونا چاہا ہر ایک نے ایسی قربانی کا

|| نامہ عبرانیان ۱۱ — ۳

فاحتملت قربان ہاندل ولم تحتمل قربان  
حدا سے بھر اوتری آگ آسمان سے بھر اوتھا لیگٹی

فانیل معلم فانیل ان اللہ فدل قربان احمیہ  
قربانی ہانیک کی اور نہ اونہائی بدر فانیل کی نس

ولم یقذل قربانہ مسدہ و قصد قتله  
حانا قایل نے مسک اللہ نے قبول کی قربانی

میزے بھائی کی اور نہ قبول کی بدر اُسکی پھر  
حسد کی اسی اور ارادہ کیا اُسکی قتل کا

\* باب ۳۱ — ۲

توریت معہد

#### GENESIS

(ا) وھادام یدع انا-حوا

۱ اور آدم وادع ہوا حوا

اھتو وناھر ونالد انا-کون وناامر

ایسی عورت سے اور حاملہ ہوئی اور حی قایل کو اور بولی

کنتی ایش انا-یھودا :

لیا میں نے مرد اللہ سے

(ب) وناسف لولد انا-اھو انا

۲ اور بھر واسطے جسے اُسکی بھائی

ھبل ونا-یھبل رعا ضان وکون یھا

ھانک کے اور بھا ھانک چرواھا بھیزوں کا اور فانیل تھا

عبر ادمنا :

کماے † والا رمیں کا

(ج) وناھی مکق یمیم وناکون

۳ اور ہوا گدرے نہ دوں کے کہ لایا قایل

مفري اادمنا مننا لیاھودا :

پھلوں † سے (میں کے بدر واسطے اللہ کے

(د) وناھل ہنا انا-ھو انا-ھو انا-ھو

۴ اور ھانک لایا وہ بھی بھلوئوں کی

ضانو وناھل ہنا وناھل وناھل وناھل

بھیزوں سے اور اُنکی چریلوں سے اور متوحہ || ہوا اللہ طرف ھانک

وال-منناھو :

اور اسکی بدر کے

(ه) ونا-کون ونا-منناھو لا شعا

۵ اور طرف قایل کے اور طرف اُسکی بدر کے نہ متوحہ ہوا

وناھل وناھل وناھل وناھل وناھل

وناھل وناھل وناھل وناھل وناھل

وناھل وناھل وناھل وناھل وناھل

وناھل وناھل وناھل وناھل وناھل

وناھل وناھل وناھل وناھل وناھل

1—5. Relate unto them also the history of the two sons of Adam, with truth When they offered their offering, and it was accepted from one of them, and was not accepted from the other —Soora Mudah, v 30

The sons of Adam were Cain and Abel, the latter was a shepherd, and the former a farmer Each of them presented then respective offerings Abel provided for his offering the best goat he could find in his herd and Cain did a quantity of wheat that his farms produced, and each of them afterwards prayed to God for his acceptance of their offerings A fire then descended from heaven and carried up the offering of Abel, but not that of Cain By which Cain concluded, God had certainly accepted the offering of his brother, but not his own This further led him to be envious of his brother Abel and subsequently to slay him —Tafseer Kabeer

#### GENESIS

6 And the Lord said unto Cain, Why art thou wroth? and why is thy countenance fallen?

7 If thou doest well, shalt thou not be accepted? and if thou doest not well, sin lieth at the door And ‡ unto thee shall be his desire, and thou shalt rule over him

مطالعہ قرآن معتمد اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۸ † ول لاقتدلك ول إنما يتقبل الله

کہا میں تجھ کو مار ڈالوں گا وہ بولا کہ اللہ قبول

1 And Adam knew Eve his wife, and she conceived, and bare Cain, and said, I have gotten a man from the LORD

2 And she again bare his brother \*Abel And Abel was † a keeper of sheep, but Cain was a tiller of the ground

3 And ‡ in process of time it came to pass, that Cain brought of the fruit of the ground an offering unto the LORD

4 And Abel, he also brought of the firstlings of his \* flock and of the fat thereof And the LORD had respect unto Abel and to his offering

5 But unto Cain and to his offering he had not respect And Cain was very wroth, and his countenance fell

توریت مقدس

(۱) ویاמר יהוה אל-קין למہ  
۶ اور کہا اللہ نے قاس کو کسلینی  
חרہ لך ולמہ نפל פניה  
صہ آنا تھیکو اور کسلینی گڑا تمرا ممہ

(۲) הלוא אם-תיטיב שאת ואם  
۷ کیا نہیں اگر اچھا کرنا اوتھا † نا ‡ اور اگر  
لا تטיب לפתח השאת רבץ  
نہ اچھا کرے تو دروازہ پر گناہ ستھا ہی  
واللہ תשוקתו واتھا تמשל-בו :

اور ‡ طرف || نہی سرو اُسکا اور تو مسلط اُسپر

توریت مقدس

GENESIS

(۳) ویاמר קי אל-הבל אחיו  
۸ اور کہا † قاس نے ہائل اپنے بھائی کو

قبل بیدایش تک بیدایش  
مسلم علیہ محمد رسول  
السلام  
۳۵۷۳ ۳۹۹۸

\* Heb *Hebel*.

† Heb *a feeder*.

‡ Heb *at the end of days*

\* Heb *Sheep, or goats*

‡ or, *have the excellency?*

‡ or, *subject unto thee*

† انگریزی ترجمہ کیا

تھکو بھر بہوتا

‡ نامہ عبری ۱۱ — ۲

‡ انگریزی ترجمہ تاج  
تیرے

|| باب ۳ — ۱۶

‡ (سختہ سامری و سربا

و ستورا سخت و رنگت)

قاس نے کہا اپنے بھائی

ہائل سے آؤ جلس میدان

میں

عربی سنہ ۱۸۳۱ع وقال

قاس لہا بیل اچھا لکھرح

الی التحف ولہا صاری التحف

† سرورہ مانڈا آت ۳۰

لعايت ۳۳

۳۸۷۱ ۳۴۴۶

قہل پیدائش قہل پیدائش  
مسیح علیہ محمد رسول  
السلام اللہ صلعم  
۳۸۷۱ ۲۴۲۶  
† متی ۲۳ - ۳۵  
۱ یوحنا ۳ - ۱۲

میں المتقین لئے بسطت الی یدک لتقتلنی  
کہتا ہے اب والوں سے اگر تو ہاتھ چلاؤ گنا مچھتہ پر  
ماہا بسط یدی الیک لامتلک ابی  
مارے کو میں نہ ہاتھ چلاؤ گنا تھتہ پر  
احاف اللہ رب العلمین ابی ارند ان تدرو  
مارے کو میں کہتا ہوں اللہ سے جو صاحب ہے  
ماثمی واثمک فتکون من اصحاب النار  
سہاں کامں ہاھتا ہوں کہ تو حاصل کرے میرا  
وذلك حرؤ الطامس مطوعہ نفسہ  
گناہ اور ایسا گناہ بھر ہو دوزخ والوں میں اور  
قتل احیہ وقتلہ فاصدم من الحسرس  
پہی ہے سرے اصافوں کی بھر اُسکو راضی کیا  
اُسکی نفس ے حوں پر ایسے بھائی کی بھر اُسکو  
مارڈالا تو ہو گنا ریاں والوں میں

وہی بدیوتہم بشدہ ویکم کین ال  
اور تھی ساتھ دونوں جنگل میں اور اُٹھا قایں طرف  
ہبل אחیو ویردہو :  
ہائل ایسے بھائی کے اور مارڈالا اُسکو

8 Cain said to his brother, I will certainly kill thee Abel answered, God only accepteth the offering of the pious, if thou stretchest forth thy hand against me, to slay me, I will not stretch forth my hand against thee, to slay thee, for I fear God, the Lord of all creatures I choose that thou shouldst bear my iniquity and thine own iniquity, and that thou become a companion of hell fire for that is the reward of the unjust But his soul suffered him to slay his brother, and he slew, wherefore he became of the number of those who perish —Soora Maidah, v 30—33

8 And Cain talked with Abel his brother and it came to pass, when they were in the field, that Cain rose up against Abel his brother and slew him

#### GENESIS

9 And the LORD said unto Cain Where is Abel thy brother? And he said I know not Am I my brother's keeper?

† دہر ۹ - ۱۲  
۱ یوحنا ۸ - ۱۲

توریت معدس

(۵) ویامر یوہا ال-کین ای ہبل  
۹ اور کہا اللہ نے قایں کو کہا † ہی ہائل  
اخیو ویامر لا یدعتی ہسمر  
بھائی تیرا اور کہا نہیں جاسا † میں کیا نگہاں  
اخیو اذکی :  
اپنے بھائی کا میں ہوں

10 And he said, What hast thou done? the voice of thy brother's \* blood crieth unto me from the ground

11 And now *art* thou cursed from the earth, which hath opened her mouth to receive thy brother's blood from thy hand,

12 When thou tillest the ground, it shall not henceforth yield unto thee her strength, a fugitive and a vagabond shalt thou be in the earth

13 And Cain said unto the LORD † My punishment is greater than I can bear

14 Behold, thou hast driven me out this day from the face of the earth, and from thy face shall I be hid, and I shall be a fugitive and a vagabond in the earth, and it shall come to pass, *that* every one that findeth me shall slay me

15 And the LORD said unto him, Therefore whosoever slayeth Cain, vengeance shall be taken on him sevenfold And the LORD set a mark upon Cain, lest any finding him should kill him

(۶) ویامر' مہ عسیت قول' دمی  
۱۰ اور کہا ۱۵ کیا تو نے اور حو  
اخیہ عسکیم اہی من' האדמה :

بھائی تیری کی حلاتی || ہی طرف میری (میں سے  
(۱۱) وעתہ ارور اتہ من'  
۱۱ اور اب ملعون ہی تو  
האדמה אשר פצתה את-פיה  
زمین سے حسبی کھولا اپنے منہ کو  
لکחת את دمی אחیہ מידך :

واسطی کیبی حو بھائی بیری کے ہاتھ پیڑے سے  
(۱۲) کی تعبرد اتہ האدמה لا  
۱۲ کہ تو خدمت کرنگا زمین کی بھر نہ  
תסף תת-כחה לך נע ונדר תחיה  
دیگی اسی نوب محکو قابول ہوگا تو  
בארץ :

زمین پر  
(۱۳) ویامر کین ال' יהوہ גדול  
۱۳ اور کہا قاس نے اللہ کو بڑا ہی  
עוני منشוא :  
گناہ ۱۱ منرا برداس سے

(۱۴) هن' גרשת אתי היום מעל  
۱۴ اب ۱۰ نکالا میرے محکو آج کے دس اور  
פני האדמה ויפניף אסתר והייתי  
منہداس زمین سے اور منہد تیرے آسے چھوٹا گام بن اور ہوگا  
נע ונדר בארץ והיה כל מצאי  
میں قابول زمین پر اور ہوگا حو ۱۱ داریگا محکو  
יהרגני :  
ماراں لگا محکو

(۱۵) ویامر לו' יהوہ לכן כל הרג  
۱۵ اور کہا اُسکو اللہ نے لیکن حو ماری  
קין שבעתים יקם ویשם יהوہ לקין  
قاس کو سب ۱۱ گنا بدلنا دے اور رکھا ۱۱ اللہ نے واسطی ناس کے  
אות لבלתי הכות אתו כל משאו :  
انک نساں واسطی نہ مارے کے اُسکو حو دے آسے

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ متعذر رسول  
السلام اللہ صلعم  
۳۸۷۱ ۴۴۴۶  
|| ثامہ عنیاں ۱۲ — ۲۳  
مساهدہ ۶ — ۱۰  
\* Heb bloods

† Or, mine iniquity is greater than that it may be forgiven

۱۱ ترجمہ انگریزی منہ سے سرا  
رنادہ ہے میری برداس سے  
نسخہ ترجمہ انگریزی ظلم  
منرا رناده ہے اس سے  
حننا کہ معاف ہو سکتا ہے  
\* انوب ۱۵ — ۲۰  
لغات ۲۳

† دبر ۵۱ — ۱۱  
‡ باب ۹ — ۶  
اعداد ۳۵ — ۱۹, ۲۱, ۲۷

† دبر ۷۹ — ۱۲  
‡ حرم ۹ — ۲, ۶

قل پیدائش قل پیدائش  
مسیح علیہ متحمدرسول  
السلام اللہ صلعم  
۳۸۷۱ ۳۲۲۶

|| ۲ سلامیں ۱۳ — ۲۳

۲۴ — ۴۰

یرمیاہ ۲۳ — ۳۹

۳ — ۵۲

† Heb *chanoch*

§ دنور ۲۹ — ۱۱

16 And Cain went out from the presence of the LORD, and dwelt in the land of Nod, on the east of Eden

17 And Cain knew his wife, and she conceived, and bare † Enoch and he builded a city, and called the name of the city, after the name of his son, Enoch

18 And unto Enoch was born Irad, and Irad begat Mehujael and Mehujael begat Methusael and Methusael begat ‡ Lamech

‡ Heb *Lamech*

19 And Lamech took unto him two wives the name of the one was Adah, and the name of the other Zillah

20 And Adah bare Jabal he was the father of such as dwelt in tents, and of such as have cattle

21 And his brother's name was Jubal he was the father of all such as handle the harp and organ

|| نامہ درمیاں ۳ — ۱۱ و ۱۲

22 And Zillah, she also bare Tubalcain, an instructor of every artificer in brass and iron and the sister of Tubalcain was Naamah

(مذ) و یصا کین ملفنی יהודה و یשב

۱۶ اور نکلا || فایں مواضع سے اللہ کے اور تہا

بארץ نود کدمت-عدن :

سچ رمیں نود کے آگی عدس کے

(یہ) ویدع کین את اשתو و تہر

۱۷ اور واقع ہوا قاس اسی عورت سے اور حاملہ ہوئی

و تلد את-חנוך و یہی بناہ عیر

اور حبی حنوک کو اور تھا نابی سہر کا

و یקراہ شם העیر کשם בנו הנוך :

اور § نکارا نام اُس سہر کا نام ہو ائے بیٹی حنوک کے

(یہ) و یولد ل-חנוך את-عیر و عیر

۱۸ اور پیدا ہوا حنوک کے ایراد اور ایراد کے

ولد את مہویال و مہویال ولد את

سدا ہوا مہوئائل اور مہوئائل کے پیدا ہوا

ممتوشال و ممتوشال ولد את למך :

ممتوشائل اور ممتوشائل کے سدا ہوا لامک

(وہ) و یקה לו למך שתי נשים شם

۱۹ اور بس ائے لئی لامک بے دو عورتیں نام

ה אחת عדה ושם השנית צלה :

انک کا عادہ اور نام دوسری کا صلہ

(ب) و تلد عדה את یבל הוא היה

۲۰ اور حبی عادہ یابل کو وہ تھا

ابی یשב اہل و مکناہ .

ناپ رہی رالی حیمہ کا اور دنور کا

(با) و شם אחو یوبل הוא היה

۲۱ اور نام اُسکی بھائی کا یوبل وہ تھا

ابی کل تفس کنور و عوگب :

ناپ || تمام بھائی والوں طبرہ اور ناسلی کا

(کب) و צלה גם היא یلדה את

۲۲ اور صلہ وہ بھی حبی

توبل کین لمش کل حرش نوحشت

تو بل قاس کو اُسناد تمام کاریگو قاسی اور

و برول و אחות توبل کین نعماہ :

لوہے کا اور بہن توبل قاس کی نعمہ

23 And Lamech said unto his wives, Adah and Zillah, hear my voice, ye wives of Lamech, hearken unto my speech, for \* I have slain a man to my wounding, and a young man to my hurt

24 If Cain shall be avenged seven-fold, truly Lamech seventy and seven-fold.

25 And Adam knew his wife again, and she bare a son, and called his name † Seth For God, said she, hath appointed me another seed instead of Abel, whom Cain slew

26 And to Seth, to him also there was born a son, and he called his name Enos then began men ‡ to call upon the name of the Lord

(ب) ویاמר لامح لنشوی عדה وزלה

۲۳ اور کہا لامح کے انہی عورتوں عادی اور صلہ کو

שמעن קולי נשי למח האונה אמרתי

سہو بات مہری عورتوں لامح کی کاں رکھو میری بات

כי איש הרגתי לפצעی וילד לחברתי:

کہ مرد + مار ڈالا میں نے اپنے رحم سے اور لڑکے کو اسے ضرب سے

(د) כי שבעתים יקם קין ולמד

۲۴ دس سات گنا بدلا قاس \* کا اور لامح کا

שבעים ושבעה:

سہر اور سات

(بہ) וידע آדם עוד את אשתו

۲۵ اور واقف ہوا آدم بھر اپنی عورت سے

ותلد بن ותקרא את שמו שת כי

اور حبی بیٹا اور نکارا † نام اُسکا شیف کہ

שת לי אלהים زرع اآخر תחת

بھسی متھکو خدا ہے نسل دوسری حکمہ

הבל כי הרگو קין :

ہابل کے حکمو مار ڈالا قاس نے

(بو) ולשת גם הוא יلد بن ויקרא

۲۶ اور شیف اُس سے بھی پیدا ہوا بیٹا اور نکارا

את שמו אנوش او הוחل לקרא

اُسکا نام انوش اب شروع ہوا لیا

בשם יהוה :

|| نام \* اللہ کا

قبل پیدائش قبل پیدائش

مسیح علیہ محمد رسول

السلام اللہ صلعم

۳۸۷۱ ۳۴۴۶

\* Or, would slay a

man in my wound,

&c

† ترجمہ انگریزی نامیں

مار ڈالتا

\* درس ۱۵

۳۸۷۰ ۳۴۴۵

† Heb Sheth

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

† باب ۵ — ۳

## NOTES

V 1 and said, I have gotten, &c) The comments upon this passage by Christian doctors are as follow "As the man by the first sentence he uttered after God's promise of a Redeemer, expressed his faith in the promise, and his expectation of life and redemption by the 'Seed of the woman' (Chap III 20,) so likewise did the woman herself, in the first speech which is re-

## تفسیر

۱ (سوی لیا میں نے) علماء عیسائی † اس تمام کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ 'خدا کے ایک نجات دہنے والے کے وعدہ پر حسی طرح کہ آدم نے اول ہی کلام سے حو اُسکے منہ سے نکلا اُس † وعدہ پر ایسا اعتقاد اور تدریجہ بحکم عورت کے زندگی اور نجات کی امید ظاہر کی تھی اس طرح حو نے بھی اول کلام میں حو اُسکی

۳۷۶۵ ۳۴۴۰

† باب ۵ — ۶

† Or, to call them-

selves by the name

of the Lord.

|| ترجمہ انگریزی اب اپنے

تئیں خدا درست نکارے

کی

\* ۱ سلاطین ۱۸ — ۲۴

دور ۱۱۶ — ۱۷

یوئیل ۲ — ۳۲

صغیہ ۳ — ۹

۱ نامہ گرنیہیاں ۱ — ۲

۳۹۹۹ ۳۵۷۴

† ۱ تالی خلد ۱ صغیہ ۱۲

† باب ۳ — ۲۰

قبل پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۵۷۳  
قبل پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۹۹۹

corded of her, when, upon the birth of Cain, she expressed herself in this manner, "I have gotten a man from the Lord"

The inference aimed at by thus explaining the passage, is to assume that, on the birth of Cain, Eve took him for that Seed of the woman, viz Christ, through which salvation was promised. However, it may justly be said that no words of Scripture tend to lead us to any such meaning or conclusion

We Mohomedans uphold that Christ is, no doubt, a saviour of mankind, as God thus says in the Holy Koran in reference to the subject "When the angels said, O Mary, verily God sendeth thee good tidings, that thou shalt bear the word proceeding from Himself, his name shall be Christ Jesus, the son of Mary, honorable in this world, and in the world to come, and one of those who approach near to the presence of God"—Soora Al Amian, v 45 All our Commentators argue from the phrase in this verse of the Koran, viz, "honorable in this world and in the world to come," that Christ's being said to be honorable in this world has reference to his Prophetic mission for which he was delegated upon earth, and his being honorable in the other world signifies the office of saviour which God appointed him to hold in Heaven. Thus, we Mohomedans, beyond all doubt, hold Christ to be a Saviour of mankind, and that those who have followed him, will of course obtain salvation. We likewise consider ourselves also to belong to those parties that have, in true faith,

نسبت لکھا ہے اسماعیلی کیا حدکہ فاین کے پیدا ہونے پر آسے یہہ کہا کہ میں نے خدا سے ایک آدمی پایا \*

حاصل اس تقریر کا یہہ ہے کہ حسب قایل پیدا ہوا تو حوا یہہ سمجھی کہ یہہ وہی وعدہ کیا گیا عورت کا تحم (یعنی مسیح) ہے جس کے درجہ سے خدا نے نجات دہی کا وعدہ کیا تھا مگر یہہ بات ظاہر ہے کہ کتاب اقدس کا کوئی لفظ اس مطلب پر حادیکو ہمیں اسارہ نہیں کرتا \*

ہم مسلمان یقین کرتے ہیں کہ نلا سدہہ حصہ مسیح علیہ السلام شیعہ ہوں اللہ تعالیٰ سورۃ ال عمران میں فرماتا ہے کہ حسب

ادوالت الملكۃ کہا فرستوں نے ای یمرن ان اللہ ندرک مریم اللہ تحکو دکلۃ مدہ اسمہ نساوت دیتا ہے ایک المسیح عیسیٰ اس اپنی کلمہ کی حسکا مریم وحنہا فی الدنیا نام ہے مسیح عیسیٰ والاخرۃ ویس المقربین بیتا مریم کا روبرو والا

دنیا میں اور احرب میں اور مقربوں سے، اس آیت میں حوا عظ وحنہا کا یعنی روت والا انا ہے آسکی تفسیر میں تمام معصر لکھتی ہیں کہ روت والا دنیا میں حسب دسوت کے اور روت والا

نصاری الوحاهۃ فی الدنیا احرب میں حسب الدنۃ ویس الاخرۃ شفاعت کے پس ہم مسلمان حسب السعۃ مسیح علیہ السلام کے

شیعہ ہونے میں کچھ بھی شبہ نہیں رکھتی اور یقین جانتی ہیں کہ جو لوگ اوپر ایمان لائی وہ نجات پاوس گی اور ہم مسلمان انہی لوگوں میں ہیں جو سچی



believed in Christ But the point here to be determined is to observe, that whatever inference Christian divines may choose to draw in their illustration of this verse, yet such conclusions cannot possibly be derived from any passage in Scripture

V 4 and the Lord had a respect unto Abel,) It may be inquired why had Almighty God respect to Abel's offering, and not to that of Cain? This question is thus answered by Bishop Beveridge, who says, "To me the reason seems plainly this, that Cain offered only of the fruit of the ground, which had no respect to Christ, but only to God as the Creator of the world, whereas Abel offered the firstlings of his flock, and the fat thereof, which was a bloody sacrifice, typifying the death of Christ, 'the Lamb slain from the beginning of the world', and so exercised his faith in the promised Messiah And therefore the apostle saith, 'By faith Abel offered unto God a more excellent sacrifice than Cain' Heb XI 4 By faith, that is by believing the promise, which God made to mankind in Christ and manifested his faith by offering such a sacrifice, as represented the death of Christ, by whom therefore his sacrifice was well pleasing and acceptable to God"

دل سے حصہ مسیح علیہ السلام پر ایمان لائی ہیں مگر صرف یہہ گفتگو ہے کہ اس مقام میں جو مطالب علماء مسیحی بیان کرتے ہیں اُس مطلب یر کتاف امدس کا کوئی لفظ اشارہ نہیں کرتا \*

قیل پیدائش  
سبح علیہ  
السلام  
۳۹۹۹  
قیل پیدائش  
محمدا رسول  
اللہ صلع  
۳۵۷۳

۴ ( اور متوجہ ہوا اللہ طرف ہائل کے ) اس بات پر گفتگو ہے کہ خدا ہائل کی نذر پر کتوں نہ متوجہ ہوا اور فائیں کی نذر پر کتوں نہ متوجہ ہوا سب نوزح صاحب ‡ ندان کرتی ہیں کہ صحیح صاف یہہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ فائیں نے صرف رمی کی پیدوار نذر کی تھی جس سے حصہ مسیح علیہ السلام کطرف کچہہ بھی اشارہ نہیں مانا جاتا تھا بلکہ صرف خدا ہی کی طرف اس طرح اشارہ تھا کہ وہ بند اکندہ دنیا کا ہے اور ہائل نے اپنے نوز کے پہلویتوں کو اور آدمی سے چربیلوں کو نذر کتا تھا حوا نک حورنر فزادی تھی جس سے حصہ مسیح علیہ السلام کی قربانی ہوئی کی علاءت دلمتی تھی " حدکو شروع دنیا سے قربانی کی پھتر کہا گیا ہے " اور اس طرح کی نذر کرنے سے ہائل نے مسیح موعود کی طرف اپنا اعتقاد ارزوی عمل کے دیکھنا اسلام کے حواری نے کہا کہ اعتقاد سے ہائل نے نہ سمد فائیں کے بہت رناده عمدہ قربانی پندس کی یعنی اُس وعدہ کا حو خدا نے مسیح علیہ السلام کی سمد انسان سے کتا تھا نقص کیا اور اسی قربانی کرنے سے اپنا اعتقاد ظاہر کتا جس میں حصہ مسیح علیہ السلام کی قربانی کی سائی ظاہر تھی حدکے سمد سے اُسکی قربانی خدا کے نزدیک رناده سمدندہ اور مقبول ہوئی \*

۳۸۷۱ ۳۳۳۶

‡ تفسیر ڈائلہی جلد ۱

‡ نامہ عبرانیان ۱-۳

قیل پیدائش ۳۸۷  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۳۶

It is further so said on the subject by D'Oyly and Mant in their Commentary on the Holy Bible, that "it is not improbable (and it seems to be suggested in the history itself) that there was a main difference in this, namely, that Cain offered the vile and refuse, and Abel the most precious part of his treasures. Thus it is said of the one that he, 'brought (bailey) out of the fruit of the ground,' and of the other, that he 'brought the firstlings of his flock, and of the fat thereof' If this were truly the case, the sacrifice of Abel was therefore more acceptable than Cain's, because it expressed a more grateful sense of the Divine goodness"

The same Commentators in their comment on the subject, also quote the following passage from Bishop Conybeare, that "probably the general course of Cain's life was vicious and immoral, and the very offering up of his sacrifice was not attended with that devotion which was necessary. The conjecture proposed may receive some confirmation from observing what the Apostle to the Hebrews tells us, (Heb XI 4) 'By faith Abel offered unto God a more excellent sacrifice than Cain, by which he obtained witness that he was righteous, God testifying of his gifts' And St John more fully declares, (I John III 12) that Cain 'was of that wicked one and slew his brother. And wherefore slew he him? Because his own works were evil, and his brother's righteous'"

† نامہ عبرانی ۱۱ - ۴

† ۱۲ - ۳

تفسیر ڈائیلی میں لکھا ہے کہ "بہ باب غالب ہے اور اسکی گواہی خود کتاب مقدس سے بھی ہوتی ہے کہ ان دونوں میں بڑا فرق تھا یعنی فاس نے اپنے مال میں سے حراف اور نکمی اور ہائل نے بہانت عمدہ چتر در کی اسلئے ان میں سے انک کے حق میں بغیر کسی تعریف کے کہا گیا ہے کہ آسہی زمین کی پیداوار در کی اور دوسرے کی سمیت کہا گیا کہ اپنے ربوز میں کے پہلوئوں کو اور ان میں سے چربیلوں کو در لایا اگر بہ باب اسی طرح ہوئی تو اسلئے قربانی ہائل کی بہ نسبت قربانی فاس کی زیادہ پسندیدہ اور مقبول ہوئی کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کی عدایت کی زیادہ گرم احساس مندی پائی جاتی تھی \*

اس تقریر پر سب کا دی سر صاحب کا مول زیادہ کیا ہے کہ "عالم فاس کی زندگی کا عام طریقہ بڑا اور بدخلو تھا اور اسکی قربانی در کرنے میں حسد کہ حان نتاری اور انکسار ہونا چاہیئے بہا آسقدر آسمیں نہ تھا بہہ راہی حوہمد دی آسکو حواری کے آس کلام سے آو آسے نامہ عبراہیاں میں کہا † ہے کسیقدر استحکام ہونا ہے کہ "انما سے ہائل نے فاس سے بہتر قربانی خدا کو کدراہی جس سے گواہی پائی کہ وہ نیک ہے کہ خدا نے آسکی قربانیوں پر گواہی دی " اور سمیت بوحنا نے زیادہ حوسی سے کہا † ہے کہ "فاس کی مانند نہ ہووس حو آس حدیث سے ہوا اور اپنے بہائی کو قتل کیا اور آسے آسی کنوں قتل کیا اسواسطی کہ اسکے کام مری بھی اور آسکے بہائی کے کام نیک تھے \*

We Mohomedans concur in the opinion advanced by Bishop Conybeare, for, the reason to which we assign the acceptance of Abel's offering by God, lay in the spiritual virtue that he possessed. It is stated in the Tufseer Kabbeer that the reason for which only one of these offerings was acceptable to God, is that the approbation of our virtuous acts by God depends on the purity of our heart. Further it is thus stated about Abel's offering in the Holy Koran, "that God only accepteth the offering of the pious," and in another place in the Koran God says, that "the flesh of sacrifices is not accepted of God, nor their blood, but your piety is accepted of Him." These authorities quoted by me from our own books as well as from the works of Christian Divines are sufficient to prove that it was due to Abel's piety and purity of heart, that his offering was accepted.

ہم مسلمان سب کا یہی بیڑ صاحب کے قول سے متفق ہیں کہونکہ ہمارا یہہ مذہب ہے کہ ہابل کی قربانی صرف سب سے اُس کے روحانی نیکی کے مقبول ہوئی تھی تعسیر کنڈر میں لکھا ہے، کہ دو دنوں قربانوں میں سے جو ایک مقبول ہوئی اور دوسری تعسیر کنڈر نام مقبول ہوئی انما صار احد القربا اسکا سبب یہہ ہے میں مقبولاً والاخر کہ روحانی نیکی مردوداً لاں حصول التقویٰ شرط فی قبول الاعمال اور قرآن مجید میں ہابل کی قربانی کی نسبت صاف آنا ہے، کہ † اللہ اُنہیں کی قربانی قبول کرتا ہے جو روحانی نیکی رکھتی ہیں اور دوسری جگہ قرآن مجید میں قربانی کی حق میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمادیا ہے، کہ بہن نہو پختے اللہ کو اُنکے گوشت دے، اُنکے حوں اور سورۃ الحج انت ۳۷ نہو پختی ہے اُسکو لن ینال اللہ لحوما تمہاری دلکی نیکی ولادماؤھا ولکن ندالہ پس ان دلکوں سے التقویٰ مدکم ثابت ہے کہ صرف روحانی نیکی کے سبب خدا نے ہابل کی قربانی کو مقبول فرمایا تھا \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
محمد رسول اللہ صلع  
۳۸۷۶ ۳۲۳۶

† سورۃ مائدہ آیہ ۳۰

"It is probable" says Bishop Patrick, "that God testified his acceptance of Abel's sacrifice by fire coming from heaven, traces of which we meet with in Gen XV 17, and very many examples of it in aftertimes. when Moses offered the first great burnt offerings

سبب پتھرک صاحب فرماتے ہیں کہ، خدا تعالیٰ نے ہابل کی قربانی بدیعہ آگ کے قبول کی تھی جو اسمٰن بر سے اُٹی تھی جس آگ کے آثار ہم کتاب ہند اس ‡ میں دیکھتے ہیں اور بہت سی اور مثالیں اُسکی ایام ابدہ میں ملتی

‡ پیدائش ۱۵ - ۱۷

نیل نیدائیس      میل نیدائیس  
 مسیح علیہ      مکتوم رسول  
 اللہ صلعم      اللہ صلعم  
 ۳۸۷۱      ۲۲۲۶  
 † احبار ۹ — ۲۳  
 † قصات ۶ — ۱  
 † تاریخ ۲۱ — ۲۶  
 † تاریخ ۷ — ۱  
 † سلاطین ۱۸ — ۳۸

according to the Law, Lev IX 24, when Gideon offered upon the rock, Judg VI 1, when David stayed the plague, I Chron XXI 26, and Solomon consecrated the Temple, II Chron VII 1, and when Elijah contended with the worshippers of Baal, I Kings XVIII 38 &c Whence the Israelites wishing all prosperity to their king, pray that God would "accept" (in the Hebrew, *turn into ashes*) "his burnt sacrifice" Psalm XX 3

‡ دنور ۴۰ — ۳

|| دیکھو تفسیر رسی

It is likewise believed by the Jews that a fire from heaven descended to convey up the sacrifice, and we Mohomedans also hold the case to have been so, that is, the accepted offering was indeed taken up by some heavenly fire that appeared on the earth for the purpose It is written in the Tufseer Kabbeer, that several Commentators have affirmed as their opinion and belief, that the sacrifice or offering's being swallowed by a celestial fire was characteristic of or indicated, its acceptance by God According to the same Commentary, some have been of opinion that, as there were at that time none who were poor or needy to whom the offering made in the name of God could have been given, it was consequently devoured by a fire from heaven

ہمیں مثلاً حدکہ اراً حصر † موسیٰ نے  
 سموحہ سریع کے تری قربانیاں سوچنے  
 ددر کیں اور حدکہ گدعوں † نے پہاڑ پر ددر  
 دی اور حدکہ || حصر داؤد نے بنا کو دور  
 کیا اور حدکہ † حصر سلیمان نے معد کو  
 خدا کے نام سے مخصوص کیا اور حدکہ †  
 ایلیاہ نے نعل کے یوحنا والوں کو سرس  
 کی اس سد سے نیلی اسرائیل اپنے  
 بادشاہ کی ہر طرح کی امداد مددی کی  
 خواہش مدد ہو کر بہ دعا مانگا کرتے ہیں  
 کہ خدا تعالیٰ قبول کری عسری † میں ہے کہ  
 خاک کردی اُسکی قربانی سوچنے کو\*  
 علماء || یہود میں اسی ناف کے فائل  
 ہیں کہ آگ آسمان سے آتری تھی اور  
 قربانی کو لکھتے تھے ہم مسلمان بھی  
 اسی ناف کے فائل ہیں کہ آس زمانہ  
 میں حسکی قربانی قبول ہوتی آس  
 قربانیکو آسمان سے آگ ان کر خلا دنتے تھے  
 تفسیر کنیر میں ہے کہ اندر مسعود کا  
 بہ قول ہے کہ آگ  
 کا کہا لینا قربانی  
 قبول ہوئے کی  
 سہی تھی اور بہ  
 بھی کہا گیا ہے کہ  
 آس زمانہ میں  
 کوئی محتاج نہ تھا  
 کہ جو چیز خدا کی  
 ددر کی ہے وہ آسو  
 دی حارے اسلیئے  
 آ آسمان سے  
 تفسیر کنیر  
 فیل کاد علامۃ  
 القبول ان ناکلہ النار  
 وهو قول اکثر المفسرین  
 سرقیل ماکن فی  
 تلک الوقت فقیر  
 دمع اللہ ماقر  
 نہ الی اللہ مکادت  
 النار ندرل من السماء  
 وناکلہ

آتری تھی اور قربانی کو کہا لیتے ہے \*

V 8 and Carn talked &c) No-  
 thing is said of the nature of the con-

۸ (اور کہا فاس نے) اس ورس میں  
 یہ بات نہیں بیان ہوئی کہ فاس نے ہال

versation in this verse, which is barely stated to have taken place between Cain and Abel on this occasion. This omission suggests to the mind that it was left to the reader's own judgment to find it out, when he reads the subsequent events that happened. But in our Holy Koran God has been pleased to reveal the subject of this conversation, which is as follows: "Cain said to his brother, I will certainly kill thee. Abel answered, God only accepteth the offering of the pious. If thou stretchest forth thy hand against me, to slay me, I will not stretch forth my hand against thee, to slay thee, for I fear God, the Lord of all creatures. I choose that thou shouldst bear my iniquity, and thine own iniquity, and that thou become a companion of hell-fire, for that is the reward of the unjust."

A various reading of which this verse admits, is thus stated by Mr Horne in his Introduction, &c —and Cain said unto Abel his brother, let us go down into the plain. "It may be," he further remarks, "satisfactory to the reader to know, that this disputed verse is to be found in the Samaritan, Syriac, Septuagint, and Vulgate versions, printed in Bishop Walton's Polyglott. Dr Buchanan found the very first emendation of the Hebrew text proposed by Dr. Kennicott, which doubtless is the true reading."

V 11 "I (God) pass a sentence" says Bishop Patrick, "upon thee of perpetual banishment from this country,

کو کیا کہا ظاہراً فریادہ مقام سرچھوڑا گیا مگر خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتا دیا کہ فاین نے یہہ کہا کہ میں تجھے مار ڈالوں گا ہائل نے کہا اللہ تو آپہی کی ورنہی قبول کرتا ہے جو روحانی بدکی رکھتی ہنس اگر تو ہاتھ چلاوے گا مجھے ہر مارے کو میں نہ ہاتھ چلاؤں گا تجھے ہر مارے کو میں قرتا ہوں اللہ سے جو صاحب ہے سب جہان کا من چاہتا ہوں کہ تو حاصل کری میرا گناہ اور اپنا گناہ بھر ہو دوزخ والوں میں اور بھی ہے سرا لے انصافوں کی \*

اس ورس میں جو اختلاف عداوت ہے آسکو ہارن صاحب نے اپنے + انٹروڈکشن میں اس طرح بر لکھا ہے کہ ' فاین نے کہا اے بھائی ہائل سے آؤ چلیں مدد میں اسکے بعد وہ لکھتے ہیں کہ یہہ ناب حامدی بر ہنے والے کو اچھی ہوگی کہ یہہ اختلاف عداوت ان سامری اور سریا اور سبتو ایحدت اور ولگت ترجموں میں پایا جاتا ہے جو سب والٹس صاحب کے مالی گلات میں چھپی ہیں ڈاکٹر بگن صاحب کہتے ہیں کہ ڈاکٹر کنی کت صاحب نے تحویر کی کہ عبری متن کی اصلاح کی حارے کیونکہ لاشعہ یہہ صحیح عداوت ہے \*

۱۱ (ملعون ہے تو زمین سے) سب شرک صاحب اسکے تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "خدا یوں کہتا ہے کہ میں تجھے پر

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۸۷۱  
محمدرسل  
اللہ صعل  
۳۲۲۶

† ہارن صاحب کا انٹرو  
ڈکشن جلد ۲ صفحہ ۱۹۰

قل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۳۴۴۶

قل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۸۷۱

which hath drunk in the blood of thy brother Hitherto Adam and his children had lived together but now Cain was banished into a region, far off from his father, who dwelt in the neighbourhood of paradise”

اس ملک سے ہمسہ کی حلاوطنی کا فتویٰ دینا ہوں جسے تیری بھائی کا خون بپا ہے آسوت تک آدم اور آسکی اولاد ناہم رہتے تھے مگر اب فایں انک ایسی ولایت میں حلاوطن کنا گیا جو آسکے ناہ کی مناسب واقع ہمسہ حدت سے بہت دور تھی \*

V 15 *Sevenfold*,) “The number seven” says Bishop Patrick, “is an indication of an indeterminate, but great number”

۱۵ (سات گنا) نسب ترک صاحب فرماتے ہیں کہ سات کا عدد ایک غیر مقرر مگر بڑی شمار کی سادہ ہے جس سے یہ مراد دلکتی ہے کہ آس پر بہت سرائیں عاید ہوئگی، خدا نے ارادہ کیا کہ فایں کی زندگی کو بطور مثال آس کے انتقام کے ایک بدست حالت میں طول دی تاکہ اور لوگ اس طرح کے گناہ سے نار رہیں \*

Holding a similar opinion, we Mohomedans may observe, that of course on such occasions as these the statement made of the quantity in number, implies a multiplicity or a great proportion, and that the number used for this purpose is not confined to seven only, but that also the number sixty or seventy, or any other number, is likewise adopted to express the greatest quantity or number of a thing That a number has been used to represent a large quantity or multitude in one instance, and the same number in another, may be learned from the circumstances alluded to in an expression or speech It must be remembered that here it is shown that we and Christians agree in the adoption of the sense of the numbers used on such occasions

ہم مسلمانوں کے نزدیک یہی باب ہے کہ ایسے مقام پر جو عدد بنا کیا جاتا ہے آس سے حقیقی شمار مراد نہیں ہوتی بلکہ کثرت کے معنی لینے جاتے ہیں اور ہم مسلمان اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ اس کام کے لینے سات ہی کے عدد کی کچھ خصوصیت نہیں سمجھتے بلکہ ساٹھ کا اور ستر کا اور اور عدد یہی اس کام کے لینے مستعمل ہوتے ہیں صرف عربیہ مقام سے معلوم ہونا ہے کہ یہاں حقیقت میں شمار مراد ہے ۱ کثرت اور بہہ ناہ ناہ رکھنے کے فائل ہے کہ اس قسم کے اعداد سے اسی مراد لینے میں ہم مسلمان اور عیسائی دونوں متفق ہیں \*

—and the Lord set a mark, &c) Christian Divines are not unanimous in their speculations as to what this mark was “Probably Cain’s countenance” says Bishop Conybeare, “became horrible as the effect of his inwardly horror” And the Seventy say God revealed this his will by a miracle, that whoever met should not kill Cain

We find it stated in some of our Books that after killing Abel, Cain became black But this is not founded on any reasonable grounds or authority whatever.

The Rabbis say that God had imprinted one of the letters which occur in Cain’s name, on his forehead This opinion seems most to accord with the words of Scripture, and if it be admitted as correct it may be well inferred, that it was an ancient custom to prick or tattoo some prominent and distinguishing mark upon the forehead of criminals

V 16. *from the presence of the Lord,*) “It is the opinion,” says Bishop Patrick, “of many Commentators that there was a Divine Glory called by the Jews the *Schechinah*, which appeared from the beginning the sight of which Cain never after this time enjoyed, but was banished from it And God withdrawing his gracious presence from him, he was also forsaken by God, and put out of his special protection”

(نسان لگانا) عیسائی معسر اسدات میں متفق نہیں ہیں کہ وہ نسان حو فاین کو دبا گیا تھا وہ کنا نسان تھا بشپ کادی بیٹر صاحب کہتے ہیں کہ عالماً بسدب ادروبی خوف کے آسکی صورت ڈراوی ہوگئی تھی اور بلکاظ برحمہ سپنوا یحسد کے بہہ کھدا چاہیئے کہ بہہ ناف بطور ایک معصرہ کے تھی کہ حو کوئی قاین سے ملی آسکو قتل نہ کری \*

ہم مسلمانوں کی کتابوں میں بلکاظ اس نسان کے بہہ لکھا ہے کہ فاین ہائل کے قتل کے بعد سیاہ تفسیر کنڈیر روی اہل لمانہ اسود معسر سد اس بیان حسدہ وکان ابیص کے لیئے نہیں ہے \*

علماء † یہود کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے فاین کی پیسادی میں آسکی ناموں کے حرموں میں سے ایک حرف کا نشان کر دیا تھا یہہ راے کُتاف افس کے الفاظ سے نہایت مطابقت رکھتی ہے اور اگر صحیح مانی حاوی تو کہا جاسکتا ہے کہ معصرہ کی پیسادی گودی بہت پرانی رسم سرا دینے کی ہے \*

۱۶ (خدا کے حضور سے) شپ پٹرک صاحب کہتے ہیں کہ یہ بہت سے معسروں کی یہہ راے ہے کہ ایک حلوہ الہی تھا جسکو یہودی (שכינה) سکندہ کہتے تھے اور بہہ شروع سے ظہور کرتا تھا اس حلوہ الہی کو آسوفت کے بعد فاین کبھی دیکھ سکا بلکہ آس سے خارج ہوگیا اور جو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے میاص حضور کو آس سے ہٹا لیا ایسی طرح آسے آس سے کنارہ کیا اور اپنی خاص حفاظت

قتل پیدائش قتل پیدائش مسیح علیہ السلام ۳۸۷۱  
مستند رسول اللہ صلع ۲۲۳۶

† دیکھو تفسیر رسی

سے اسی معجزہ کیا \*

قتل بیدائش  
مسیح علیہ  
اللہ صلعم  
۳۳۳۶

۳۸۷۱

—the Land of Nod,) That is, the land of exile “It is generally reckoned” says Dr Hales, “by the oriental Geographers to have been the low country of Susiana or Chusistan” Some Geographers assert it to have been the land of Parthia, a country to the north of Persia But if Eden be admitted to have comprised a large region appointed for Adam to dwell in, of which I have treated in detail in the First Chapter, the land of Nod would then, under the warranty of Scripture, lie in Persia, and in support of this notion an authority could also be brought forward from our Books, wherein it is said that after murdering Abel, Cain had abandoned himself to the worship of fire, which was anciently an object of adoration among the Persians Whence I am perhaps not unreasonably induced to hold the land of Nod, to which Cain was banished, to have been situated in Persia It is written in the Tufseer Kabee that after Cain had killed his brother Abel, he fled away from the land of Yamun to Eden, (which seems to be an error, perhaps occasioned by the transcriber of the manuscript in my possession,) and there he was afterwards visited and told by Satan that the cause of his brother Abel’s offering or sacrifice being swallowed up by fire, was that his brother worshipped the fire, and that if he (Cain) were in like manner to worship it, he would have the same success as his brother Cain then built a temple and dedicated it to the adoration of fire, and thus he was

(زمین نود) جس کے معنی ہیں زمین حلا وطنی کے ڈاکٹر ہیلر صاحب کہتی ہیں کہ زمیں نود کو شرقی اہل جغرافیہ بہت ولایت سمیاندہ نا کوستان عموماً شمار کرتی ہیں اور بعض اہل جغرافیہ کہتی ہیں کہ یہہ زمیں ہارتھیا کی تھی جو انراں کے شمال پرانگ ملک ہے مگر حدکہ عدن سے ایک ملک مراد لیا جاوے جو آدم کو رہنی کو دیا گیا تھا جسکی تفصل باب اول میں بیان ہوئی ہے تو زمیں نود کی بموجب اشارہ کتاب اقدس کے زمیں فارس کی قرار پاتی ہے اور اس کے صحت پر ہماری ہاں کی کتابوں کے بموجب انک یہ دلائل بھی لائی جاسکتے ہیں کہ فارس نے بعد اس واقعہ کے آگ کی پرستش اختیار کی جو اک مذہم پرستش اہل فارس کی ہے اسلئے زمیں نود کو زمیں فارس کی کہتاہوں تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ

تفسیر کبیر  
فیل ان فانیل لما  
قتل احاء حرب الی  
العدن من ارض الیمس  
فاتاة السلس و فال  
انما اكلت النار  
فماں هانیل لانه كان  
يخدم النار وبعدها  
وال عدد النار اصفا  
حصل المقصود منه  
بذات نار وهو اول  
من عدد النار  
آگ کی پرستش کری تو مطلب حاصل



the first who introduced that system of worship

V 17 *Enoch,*) It is the name of the first city mentioned in Holy Writ. Those who suppose the land of Nod to have been situated in Susiana, have noticed the traces of the name of this city of Enoch in that of Anuchtha, a city which Ptolemy places hereabouts, in Susiana

V 20 *he was the father,*) "The Hebrews" says Bishop Patrick, "call him the father of anything, who was the first inventor of it, or a most excellent master of that art"

V 22 *Naamah,*) This was the sister of Tubul-Cam No particular reason can evidently, under the guidance of Holy Writ, be determined upon, for which her name has been here mentioned. However, the Rabbis represent that she was subsequently married to Noah. If this assertion be received as right, it will be the only reason that can be assigned for her name being recorded in Scripture.

V 23 *Lamech said,*) What the Christian doctors say in the illustration of this verse, is as follows — "The occasion of this speech of Lamech's not being revealed, it can not be reasonably expected any man should positively determine the full sense of it" However, some have still ventured to observe, that the words used in this verse, were uttered by Lamech to convey to men an idea of the pride and ostentatious boasting which he was addicted to. Others say that some one of Lamech's sons having

ہو پہر قابیل نے ایک آتشکدہ بنایا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے آگ پوجا \*

۱۷ (حنوک) اول اسی شہر کا نام کتاب مقدس میں آتا ہے حو لوگ زمین دود کو سسیانہ خیال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سادی اس شہر کی اسحقا شہر کے نام میں پائی حاتی ہے جسکو قوم ملی سسیانہ کے قرب و حوار میں قرار دیتا ہے \*

(۲۰) (وہ تہابات) نسب ندرک صاحب کہتے ہیں کہ یہودی اس شخص کو حو کسی تہی کا موجد ہوتا ہے اس تہی کا باب یا نہانت عمدہ استاد اس مں کا نکاری ہیں \*

۲۲ (نعمہ) بہہ بن ہے توبل مابن کی اسکا خاص نام لندی کی کوئی وجہ کتاب اقدس سے نہیں دئی حاتی مگر علماء + یہودی بیان کرتے ہیں کہ یہی نعمہ بعد کو حصرت روح علیہ السلام کی حورو ہوئی ہے اگر اسکو تسلیم کنا جاوے تو الدتہ اسکا خاص نام لینے کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے \*

۲۳ (لامک نے) اس درس کی تفسیر میں علماء عیسائی لکھتے ہیں کہ + لامک کے اس کلام کی وجہ ناموقع الہام کے روزے کسی حکمہ بیان نہیں ہوا ہے اسلئے معقول طور سے یہہ توقع نہیں ہو سکتی کہ کوئی آدمی اس کلام کی مراد کو بخوبی قرار دی سکے اسد یہی بعض عالم حمال کرتے ہیں کہ لامک نے یہہ الفاظ محربہ طور پر کہی ہیں اور بعضوں نے یہہ حمال کیا ہے کہ لامک کے بیٹوں میں سے ایک نے ہتیار بنائے الحاد کر لیئے تھے

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۸۷۱  
قبل پیدائش  
معمد رسول  
اللہ صلع  
۳۳۳۶

+ دیکھو تفسیر رسی

۱۔ تفسیر ڈائیلی جلد ۱  
صفحہ ۱۷

قیل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۸۷۱  
قیل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلع  
۳۳۳۶

invented the use of weapons, his wives feared that some one might kill him with them, and he consoled them saying they should not have any such fear since he had not murdered any man, and therefore did not apprehend foul treatment at the hands of others

The Rabbis' remark that Lamech had killed Cain and his own son Tubal-Cain, if accepted as true, would make the sense of the expression clear since it must then be supposed that it was this murder which occasioned the anxiety of Lamech's wives for his life, and to soothe and put whom in ease he said that whoever would kill him, should

۳۳۳۵

۳۸۷۰

be punished with seventy times more severity than the punishment awarded by God in behalf of Cain

V 25 *Seth*,) The meaning of this word expounded in our Books is *given by God* But the signification as adopted by Christian doctors is *appointed or substituted* "Eve gave this son" says Dr Allix, "the name of Seth, because she looked on him as appointed by God to be what Cain, she thought, should have been, till God rejected his sacrifice, and he slew Abel, in whose room she believed God had substituted this son to be the seed from whom the redeemer of the world should come" However, it is distinctly testified by Scripture that Eve did not take this son as a substitute for Cain, but for Abel

‡ ڈائیلی حلد ۱ صفحہ ۹۸

اسلینے آسکی حورؤں کو اندیسہ ہوا کہ کوئی آسکو مار دے ڈالی اسلینے لامک نے آنکی تسلی کی کہ حب میں نے کسی کو نہیں مارا تو کوئی مجھکو کنوں مارے گا \* علماء یہود بہہ باب کہتے ہیں کہ لامک نے فایں اور ایڈے ندے توئل قایں کو مار ڈالا تھا اگر یہہ باب تسلیم کی جاوے تو ورس کے معنی بہت صاف ہو جاتے ہیں کیونکہ اس مرد اور لڑکے کے مار ڈالنے کے سبب لامک کی حورؤں کو اندیسہ تھا کہ کوئی آسکو بھی مار ڈالیگا آنکی تسلی کو لامک نے کہا کہ جو کوئی مجھکو مار ڈالیگا وہ ستھہر گئی سرا پارے گا \*

۲۵ (شیث) ہماری ہاں کی کتابوں

میں لکھا ہے کہ اس

لفظ کے معنی ہیں

ہدۃ اللہ یعنی خدا

نحس اور علماء

عیسائی لکھتے ہیں،

کہ اس کے معنی ہیں مقرر

کیا گیا یا دوسرے

کی جگہہ فایم کیا گیا

مصوص الحکم

سمی شیث لار

معناۃ ہدۃ اللہ

فیصری

ومعنی شیث فی

اللعة العدراۃ ہدۃ

اللہ

سب ‡ اگر صاحب لکھتے ہیں کہ "خوا نے اس بیٹے کا نام شیث اس وجہ سے رکھا کہ وہ اسکو اسما سمجھتی تھی کہ خدا نے اسکو اس جگہہ پر مقرر کیا ہے جسپر آسے فایں کو آسومت تک سمجھاتا تھا کہ خدا نے آسکی فریادی کو رد کیا اور آسے ہائل کو قتل کیا پس خوا نے نقیہ کیا کہ فایں کی جگہہ خدا نے اس بیٹے کو وہ تحم مقرر کنا ہے جس سے دنیا کا نجات دے والا پیدا ہو " مگر کتاب اقدس سے صاف بانا جاتا ہے کہ خوا نے شیث کو قاس کی جگہہ کدھی

قبل پیدائش	قبل پیدائش
مسیح علیہ	مسیح علیہ
السلام	السلام
۳۸۷۰	۳۳۳۵

خیال نہیں کیا تھا بلکہ ہائل کی جگہ سمجھا تھا \*

The date assigned by the Biblical Chronologists to the birth of Can, is the second year of the world, and to that of Abel the third year, and to that of Seth the hundred and thirtieth year. No mention is made in Scripture of any other descendents of Adam that might have born or appeared during the period between Abel and Seth. The fact that within a space of two years there were born to Adam two sons one after another, and that during the succeeding period of a hundred and twenty seven years none at all, is indeed surprising and almost impossible. Hence the chronology of Abel and Can as given by Biblical Chronologists, requires some deep consideration before our reception of it as correct.

V 26 *then began men to call upon the name of the Lord*) "It being scarce credible" says Bishop Patrick, "that public assemblies were not held long before this, some men of note follow our marginal translation, 'then began men (that is the children of Seth) to call themselves by the name of the Lord', that is, the servants or worshippers of the Lord, in distinction from Cainites, and such profane persons as had forsaken him."

"Moses in this short account" says Bishop Wilson, "of what had passed before the flood, takes no notice of the

مورچین تبدیل کے فائس کا پیدا ہونا دوسرے سال پیدائش میں اور ہائل کا پیدا ہونا تیسرے سال پیدائش میں اور شیب کا پیدا ہونا انیسویں سال پیدائش میں وراثت دیتی ہیں اور کتاب مقدس میں شیب اور ہائل کے درمیان میں آدم کے کسی اور اولاد کے ہونے کا ذکر نہیں ہے اور یہ باب خیال کر رہی کہ دوسرے کے عرصہ میں تو دو نئے پیدا ہوئی اور ایک سو ستائیس برس کے درمیان میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا نہایت مشکل بلکہ ناممکن معلوم ہوتی ہے اسلئے فائس اور ہائل کے سہ پیدائش عور طلب ہیں \*

۲۶ ( خدا کا نام لئے لگی ) سب پترک † صاحب لکھتی ہیں کہ یہ باب مشکل سے یقین ہو سکتی ہے کہ اس زمانہ سے دستور آدمی خدا کا نام لئے کو جمع نہ ہوتے تھے اسلئے نئی مسطور آدمیوں نے اس عداوت کی جو انگریزی تبدیل کے حاشیہ پر لکھی جاتی ہے بیرونی کی ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اس وقت آدمی بعدی اولاد شد کی اپنے تئیں خدا کے نام سے پکارے لگی بعدی نامتدار اولاد فائس کی اور نامتدار اور کافر شخصوں کی جنہوں نے خدا سے انحراف کیا تھا اپنے تئیں خدا کا خادم اور خدا کا پوجنے والا پکارا \*

شب ولس صاحب لکھتی ہیں کہ اس مختصر بیان آن حالات میں جو طوفان سے پستتر گدہی حضرت موسیٰ نے

۳۷۶۵	۳۳۳۰
† تاہلی حلد ۱ صفحہ ۱۸	

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۸۷۱  
قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلع  
۴۳۳۶

institution of sacrifices, of the observation of the Sabbath, of prayer, of the rules of virtue and morality, no doubt given to Adam, these being received duties, and known and practised by all good men from the beginning”

The opinion advanced by Bishop Wilson is such as should be received without hesitation, and so much may be added to it that the Divine Commandments relating to sacraments and laws of that time, were of a nature that did not involve any greater interest to be recorded in this history than what has been shown to them by the inspired Writer

A still more excellent inference derivable from Bishop Wilson's observation is worthy of our serious consideration. It is this that it proves from the foregoing passages of Scripture that it was not the intention of Moses to take notice of all the past events that had hitherto occurred, but, on the contrary, to give an account only of those which it was necessary to mention, or which he considered it proper to treat of, for there are many such events which in reality took place, but which have not been described by Scripture. Hence, if any subsequent inspired historian were to impart or reveal to us, by inspiration, any other events of the first ages or period of the creation of the world, we should not refuse to receive and accept the same as true, merely on the ground that such things had not been stated in Scripture

مربانوں کے بقدر کا اور سبت کے ماننے کا اور تقرر کا اور ان احکام کا حودیکہ اور احلاق سے متعلق ہیں اور بہہ سب احکام دلا سبہ حصرت آدم کو دئے گئی تھے کچھ اطلاع نہیں کی کیونکہ بہہ سب باتیں ورس سمجھی جاتی تھیں اور سب تک آدمی شروع سے انکے علم اور استعمال سے مستعد تھی \*

بہہ راس نشب ولسن صاحب کی بہانت درست ہے جسکو دلا سب ماندا چاہندگی اور اتنی بات زیادہ کہنی چاہدے کہ اس زمانہ کی سریت کے حو احکام تھی انکے دنا کرے سے کچھ عرس زمانہ تر متعلق نہ تھے اسلئے حصرت موسیٰ علیہ السلام نے انکا ذکر نہیں کنا \*

مگر اس تقرر اس ولسن صاحب سے حو ادک عمدہ نتجہ نکلا ہے اس پر عور کرنا چاہندگی اور وہ بہہ ہے کہ ان تمام حالات سے حو مذکور ہوئی طاہر ہوتا ہے کہ حصرت موسیٰ علیہ السلام نے بہہ قصد نہیں کیا کہ تمام واقعات کو ادبی کتاب میں لکھیں بلکہ صرف انہیں واقعات کا لکھنا چاہا تھا حو ضروری تھے نا حدکا لکھنا مناسب سمجھا تھا اور بہت سے واقعات اسے ہنس حو حقیقت میں واقع ہوئی تھے مگر ان کا بیان کتاب مقدس میں نہیں ہوا پس اگر کوئی ملہم شخص الہام کے رو سے کوئی ایسا واقعہ پہلے زمانہ کا بیان کری جسکا ذکر کتاب مقدس میں نہیں ہوا تو اس واقعہ سراس وجہ سے کہ اسکا ذکر کتاب مقدس میں نہیں ہے کچھ اعتراض نا انکار نہیں ہو سکتا کیونکہ بہت سی دلیلوں سے طاہر ہے کہ بہت سے

It has been shown by several reasons and instances that various events did actually happen, which have not been related in the Scriptures, for example, read St Matthew's Gospel II 23

واقعات ایسے ہوں جو بلاشبہ واقع ہوئی مگر انکا ذکر کتاب ہائے مقدس میں نہیں ہوا دیکھو مقدس متی کی انجیل باب ۲۳—۲ \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
۳۷۶۵  
۳۳۳۰

## پانچواں باب

### CHAPTER V

۱ آدم سے ٹیکر لوح تک سب باب دادوں کا تولدنامہ اور اُنکی عمر کی پہچوتھی اور اُنکی وفات کا بیان ۲۴ حنوح کی دنداری اور اُسکی حنوحی حد کے حضور آسمان پر حلے حلے کی خبر

#### GENESIS

#### توریت مقدس

۳۰۰۰ ۳۵۷۵

1 This is the book of the generations of Adam In the day that God created man, in the likeness of God made he him

(ا) وَهَذَا كِتَابُ تُولَدَاتِ آدَمَ بِيَوْمِ  
۱ یہ ہی کتاب پیدائش آدم کی جس دن  
بَرَأَ اِلٰهِيْمُ آدَمَ بِدُمُوْتِ اِلٰهِيْمِ  
پیدا کیا خدا نے آدم کو صورت پر خدا کی  
عِشَا اَتَرُو:  
بنایا اُسکو

† اول تاریخ ۱ — ۱  
لوح ۳ — ۳۸

2 Male and female created he them, and blessed them, and called then name Adam, in the day when they were created

(ب) ذَكَرَ وَنَقَبَهَا بِرَأْسِ وَيَبْرَدِ اَتَمَ  
۲ نر اور مادہ پیدا کیا اُنکو اور برکت دی اُنکو  
وَيَقْرَأُ اَتَمَ شَمَمِ آدَمَ بِيَوْمِ الْهَبْرَامِ:  
اور نکارا اُنکا نام آدم دن اُنکی پیدائش کے

‡ پیدائش ۱ — ۲۷

3 And Adam lived an hundred and thirty years, and begat a son in his own likeness, after his image, and called his name Seth.

(ج) وَيُحْيِي آدَمَ ثَلَاثِيْمَ وَمَاثَ شَنَه  
۳ اور عمر آدم کی تیس + اور سو برس کی تھی کہ  
وَيُولِدُ بِدُمُوْتِهِ كَصَلَمُو وَيَقْرَأُ اَتَمَ  
اُسکے پیدا ہوا اُسکی صورت پر اور مانند اُسکے روحائیں کے اور نکارا

۳۸۷۰ ۳۴۴۵  
† (سنتواہکت) دو سو  
تیس برس کی تھی

شمار ست:

‡ پیدائش ۴ — ۲۵

4 And the days of Adam after he had begotten Seth were eight hundred years and he begat sons and daughters

(د) وَيُحْيِي يَمِي آدَمَ اَحْرِي الْهَلِيدِ  
۴ اور ۸۰۰ تھی دن آدم کے بعد پیدائش  
اَتَمَ ثَمَنَه مَآوَتِ شَنَه وَيُولِدُ  
سیب کے آٹھ سو + برس اور ۸۰۰ پیدائش ہوتی اُسکی  
بَنِيْمَ وَبَنَاتِ:  
بنی اور بیٹیاں

|| اول تاریخ ۱ — ۱ و غیرہ

‡ (سنتواہکت) سات  
سو برس

\* پیدائش ۱ — ۲۸

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ محمد رسول  
السلام  
۳۸۷۰ ۲۴۲۵

5 And all the days that Adam lived were nine hundred and thirty years and he died

(۵) ویدو کل یمو آدم אשר حی ۵ اور تھی کل دس آدم کے حمیں حیوا رہا  
تسع מאות שנה ושלושים שנה  
نر سر نرس اور تیس نرس  
ویمت:

نهر مر + گیا

+ پیدائش ۳ — ۱۹  
نامہ عریاں ۹ — ۲۷  
۳۷۶۵ ۲۴۲۰

6 And Seth lived an hundred and five years, and begat Enos

۵ (۶) ویدی ست حمش شנים  
۶ اور عمر سیٹ کی نامح نرس  
ومامت سנה ویلد ات انوش:

اور سو نرس کی بھی کہ پیدا + ہوا اُسکی انوش

§ (ستوایکت) دو سو  
نامح نرس  
+ پیدائش ۴ — ۲۶

7 And Seth lived after he begat Enos eight hundred and seven years, and begat sons and daughters,

(۷) ویدی-ست אחری هولیدو ات  
۷ اور حیوا رہا شیٹ بعد نددا ہوئے  
انوش شبع شנים وشمנה מאوت  
انوش کے سات || نرس اور آئہہ سر  
سנה ویلد بنیم وبנות:  
نرس اور پیداهوئی اُسکی بیٹی اور بیٹیاں

|| (ستوایکت) سات  
سو سات نرس

8 And all the days of Seth were nine hundred and twelve years and he died

(۸) ویدو کل-یمو ست شנים  
۸ اور تھے کل دس ست کے مارة  
عשרה سנה وتسع מאوت سנה ویمت:  
نرس اور نو سو نرس نهر مر گیا  
۵ (۹) ویدی انوش تسعیم سנה  
۹ اور عمر انوش کی نو۴ + نرس کی تھی  
ویلد ات-کینن:  
کہ نددا ہوا اُسکی بیباں

۳۶۷۵ ۲۴۵۰  
+ Heb Kenan  
+ (ستوایکت) ایکسو  
نو۴ نرس کی

9 And Enos lived ninety years, and begat + Canan,

10 And Enos lived after he begat Canan eight hundred and fifteen years, and begat sons and daughters

(۱۰) ویدی انوش אחری هولیدو ات  
۱۰ اور حیوا رہا انوش بعد پیددا ہوئے  
کینن حمش عשרہ سנה وشمנה  
قیدیاں کے نددر۴ نرس اور آئہہ  
مماوت سנה ویلد بنیم وبנות:

سر + نرس اور پیدا ہوئی اُسکی دتی اور بیباں

+ (ستوایکت) سات سو  
نددر۴ نرس

11 And all the days of Enos were nine hundred and five years and he died,

(۱۱) ویدو کل-یمو انوش حمش  
۱۱ اور تھے کل دس انوش کے نامح  
شנים وتسع מאوت سנה ویمت:  
نرس اور نو سو نرس نهر مر گیا

12 And Canan lived seventy years,  
and begat \* Mahalaleel

قل پیدایش	قل پیدایش	(یہ) ویدی کون سب سے وید
مسیح علیہ	محمدرسل	۱۲ اور عمر قین کی سررس کی تعی کہ پید
السلام	اللہ صلعم	ات مہلال:
۳۶-۵	۳۱۸-	ہو اُسکی * مہلال
	* Gr Maleleel	

13 And Canaan lived after he begat Mahalaleel eight hundred and forty years, and begat sons and daughters

† (ستوار، هنت) اُنک سو  
ستور پرس  
\* بیلپیل ترخمه دوانی  
‡ (ستوار، هنت) سات  
سو چالیس پرس

14 And all the days of Canan were  
nine hundred and ten years and  
he died

(יד) ויהיו כל-ימי קינן עשר שנים  
 ۱۴ اور تھی کل دن قینا کے دس برس  
 ותשע מאות שנה וימת :  
 اور نو سو برس تھی مرگنا

15 And Mahalaleel lived sixty and five years, and begat † Jared

۳۵۴- ۴۱۱۵  
 † Heb *Jered*  
 جی (سینرا سہت) ایک سر  
 دینستہ برس کی  
 (معموم دوسری سہت کے)  
 دینستہ برس کی

16 And Mahalaleel lived after he  
begat Jared eight hundred and thirty  
years, and begat sons and daughters

یہ سیکھ کر دس تھی

(۱۶) ویدیو مہل لالہ آجری ہولیدو

۱۶ اور حیاتا رہا مہل لالہ بعد ندا ہوئے

ات-یرد שלשים سנה وسمנה מאות

نارڈ ۷ تنس دس اور آتھ ۱۱ سو

سנה ویرلڈ بنیم وبنوت :

دس اور پیدا ہوئی اُسکے بیٹی اور نشان

آتھ سو تیس دس

17 And all the days of Mahalaleel  
were eight hundred ninety and five  
years and he died

(ז) ויהיו כל-ימי מהללאל חמש  
 ۱۷ اور تہی کل دیں مہللال ۷  
 ותשעים שנה ושמונה מאות שנה  
 پچانوے برس اور آٹھ سو برس  
 וימת :

مطابقت دران محمد اور حدیث سے  
**HOLY KORAN & Prophetical Sayings.**

۱۸ † وادکر فی الکتاب ادیرس اندہ  
اور ذکر کر کتاب میں ادیرس کا ردہ  
کان صدیقاً دندا  
بہا سچا نبی

تورات مقدس  
GENESIS

(יה) ויהי-ירד שנים וששים שנה  
 ۱۸ اور عمر نارد كي سائيه \* دس  
 وماتت سנה ويولد ايت-חנוך :  
 اور سو دس كي ديه كه بيدار هوا اُسكى حنوح

+ سورة مزمل آیت ۵۶  
 ۳۷۸ ۳۹۵۳  
 \* (سٹی ایجنت) انک سو  
 باسٹھ دس  
 (نوح دوسری نسل کے)  
 دو سو باسٹھ دس  
 (سامری) باسٹھ دس  
 + نامہ ہمدانہ ۱۴، ۱۵

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۳۹۵۳ ۳۳۷۸

† تفسیر کنیز

† اعلیٰ ان ادريس عليه السلام هو حد  
حانا حاهیتی کہ حضرت ادريس عليه السلام و  
اسی نوح عليه السلام و هو نوح اس لامک  
دادا ہیں باب نوح عليه السلام کے اور وہ نوح بنتی ہیں  
اس متوسلح ابن حنوح و هو ادريس فيل  
لامک بیٹی متوسلح بیٹی حنوح کے اور انہی کا نام  
سمی ادريسا لکنترہ دراستہ و اسمہ حنوح  
اديس ہی کہتی ہیں کہ اُنکا نام ادريس رکھا تھا  
سب اُنکی زیادہ درست کی اور اُنکا نام حنوح ہی

18 Remember Edris in the Book,  
for he was a just person and a prophet —  
Soora Mirium, v 56

Know that Edris was the grand-fa-  
ther of Noah's father Noah being the  
son of Lamech, son of Methuselah, son  
of Enoch who was called by the name  
of Edris Edris signifies wisdom, and  
Enoch being a very wise person, he was  
therefore so entitled, but his real name  
was Enoch —Tufseei Kabeei

#### GENESIS

19 And Jared lived after he begat  
Enoch eight hundred years, and begat  
sons and draughters

† (سنوایکھت) آفہ سر  
نرس

(نورحیدوسرے دستہ کے)  
سات سو نرس  
(سامری) نو سو نرس

Gr malkusalu

۳۳۱۳ ۳۸۸۸

|| (سنوایکھت) ایک  
سر بیستہ نرس  
(نورحیدوسرے دستہ کے)  
بیستہ نرس  
† نوای ترحمة ماتوسلح

20 And all the days of Jared were  
nine hundred sixty and two years and  
he died

21 And Enoch lived sixty and five  
years, and begat \* Methuselah

توریت مقدس

(یث) ویحی یرد אחרי הולידו את  
۱۹ اور حیثا رہا یارد بعد پیدا ہوئے  
حنוך שמנה מאות שנה וילד בנים  
حنوح کے آفہ سو † نرس اور ہوئی اُسکی بیٹی

وبנות:  
اور ستیاں

(ب) ویحی כל-ימי-יורד שתים  
۲۰ اور تھی کل دن یارد کے داستہ  
וששים שנה ותשע מאות שנה  
نرس اور نو سو نرس

ویمت:  
نہر مرگیا

س (نا) ویحی חנוך חמש וששים  
۲۱ اور عمر حنوح کی || بیستہ  
שנה וילד את-מתושלح:  
نرس کی تھی اور پیدا ہوا اُسکی متوسلح †



22 And Enoch walked with God after he begat Methuselah three hundred years, and begat sons and daughters.

(بب) ویتהלך חנוך את-האלהים  
۲۲ اور چلتا رہا حنوح ۳۰۰ سالوں میں  
آخری اولادو ات-مٹوشلاخ שלוש  
بعد پیدا ہوئے متوسلح کے تین ‡  
مאות שנה ویولد בנים ובנות:

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ متعذر سولہ  
السلام اللہ صلعم  
۳۸۸۸ ۳۳۱۳  
‡ (سنوایچنت) دو سو  
بوس  
(نموجا دوسری نسبت کے)  
تین سو برس

23 And all the days of Enoch were three hundred sixty and five years

(بب) ویחי כל-ימי חנוך חמש  
۲۳ اور بھی کل دس حنوح کے بیستھ  
וששים שנה وشלוש מאות שנה:  
برس اور تین سو برس  
توریت مقدس

§ باب ۶ — ۹  
۱۷ — ۱  
۲۴ — ۲۰  
۲ سلاطین ۲۰ — ۳  
دور ۱۶ — ۸  
۱۱۶ — ۹  
۱۲۸ — ۱  
مکاء ۶ — ۸  
ملاکی ۲ — ۶  
‡ ۲ سلاطین ۲ — ۱۱  
نامہ عبرانی ۱۱ — ۵  
† سورة مريم آیت ۵۷

مطابقت دران متحد اور حدیث سے  
HOLY KORAN & Prophetic Sayings

۲۴ † وروعدہ مکانا علنا  
اور آہا لیا ہمیں اُسکو ایک اُونچے مکان پر

(بب) ویتהלך חנוך את-האלהים  
۲۴ اور چلتا تھا حنوح ۱ سالوں میں  
وايננו כילקה אתו אלהים:  
اور عادت ہوگیا کہونکہ اُنہا کا اُسکو خدا ہے

24 We exalted Edris to a high place —Soora Mirium, v 57

24 And Enoch walked with God and he was not, for God took him

#### GENESIS

توریت مقدس

25 And Methuselah lived an hundred eighty and seven years, and begat \* Lamech,

ס (כה) ویחי מתושלח שבע  
۲۵ اور عمر متوسلح کی ساسی  
ושמונים שנה ומאת שנה ویولد את  
|| برس کی اور سو برس کی بھی اور پیدا ہوا  
למד:  
اُسکی لامح

\* Heb Lamech  
۳۱۲۶ ۳۷۰۱  
|| (سنوایچنت) ایک سو  
ساسی برس  
(نموجا دوسری نسبت کے)  
دو سو ساسی برس  
(سامری) سو ستھ برس

26 And Methuselah lived after he begat Lamech seven hundred eighty and two years, and begat sons and daughters

(بو) ویחי מתושלח אחרי הולידו  
۲۶ اور چلتا رہا متوسلح بعد پیدا ہوئے  
את-למד שתים ושמנים שנה ושבע  
لامح کے ساسی برس اور سات  
מאות שנה ویولد בנים ובנות:

§ (نموجا دوسری نسبت کے)  
نسبت کے  
سنوایچنت کے  
(سامری) نو سو دو برس

27 And all the days of Methuselah were nine hundred sixty and nine years and he died

(בו) ویחי כל-ימי מתושלח  
۲۷ اور تھی کل دس متوسلح کے  
תשע ושישים שנה ותשע מאות שנה  
اُنہر برس اور نو سو برس  
וימת:  
پھر مرگیا

۲۸ And Lamech lived an hundred eighty and two years, and begat a son  
 قبل پیدائش ۲۹۳۴  
 قیل پیدائش ۳۰۱۹  
 مسیح علیہ  
 محمد رسول  
 اللہ صلیم

‡ (سیٹرو ایبھت) ایک  
 سو آتھاسی برس  
 (سامری) تریپن برس  
 † یونانی ترجمہ نو  
 یعنی آرام یا تسلی  
 † لوک ۳ — ۳۶  
 نامہ عبریاں ۱۱ — ۷  
 ۱ نترس ۳ — ۲۰  
 † باب ۳ — ۱۷  
 ۱۱ — ۲

29 And he called his name Noah, saying, This *same* shall comfort us concerning our work and toil of our hands, because of the ground which the Lord hath cursed

30 And Lamech lived after he begat Noah five hundred ninety and five years, and begat sons and daughters

‡ (سیٹرو ایبھت) ناسرو  
 نواسی برس  
 (سامری) سات سو  
 حوینس برس  
 ۲۳۲۹ ۲۹۲۴

31 And all the days of Lamech were seven hundred seventy and seven years and he died

32 And Noah was five hundred years old and Noah begat Shem, Ham, and Japheth

\* باب ۶ — ۱۰  
 † باب ۱۰ — ۲۱

س (نوح) ویدو لمڈ شتیم  
 ۲۸ اور عمر لامح کی یاسی  
 وشمیم شتیم ومامت شتیم وولڈ بن:

‡ برس اور سو برس کی تھی اور پیدا ہوا اُسکی بیٹا  
 (نوح) ویکرا ات-شمو نوح لاما  
 ۲۹ اور پکارا اُسکا نام † نوح † حتی ہوئی  
 وہ ینامنو ممعشرو ممعصبون یدینو  
 کذیبہ نہرنگا ہمکو ہمارے کاموسے اور مشقتوں ہماری ہاتوں  
 من-ہاادمہ אשר اررہ یدوہ:

کی سے (میں سے حسی † لعنت کی اللہ نے  
 (ل) ویدو-لمڈ اہاری ہولڈو ات  
 ۳۰ اور حنتا رہا لامح بعد پیدا ہوئے  
 نوح خمس وشمعیم شتیم وشمم مات  
 نوح کے پکانوے برس † اور یانچ سو  
 شتیم وولڈ بنیم وبنوت:

برس اور پیدا ہوئی اُسکی بیٹی اور بیٹیاں  
 (لأ) ویدو کل-یمی-لمڈ شبع  
 ۳۱ اور تھی کل دس لامح کے ستتر  
 وشبعیم شتیم وشبع ماموت شتیم ویمت.  
 برس اور سات سو برس پھر مر گیا

(لأ) ویدو-نوح بن-شمم ماموت  
 ۳۲ اور تھا نوح پیدا ہوا نوح سو  
 شتیم وولڈ نوح ات-شمم ات-شمم  
 برس کا اور پیدا ہوئی نوح کے شم \* حام  
 وات-یفت:  
 † یامٹ

## NOTES

۲۰۰۰ V 1 Adam,) This is the Father of all mankind in the present course of creation We Mohomedans distinguish him as a prophet, and consequently assign to him the first place in the order of Prophets He had the honor of com-

## تفسیر

۱ (آدم) پہ ناپ ہیں تمام انسانوں کے جو اس دور میں ہیں ہم مسلمان انکو دینی حانتے ہیں اور اسلئے کہتے ہیں کہ سب سے اول دینی حصرت آدم علیہ السلام ہیں خدا نے اس سے کلام کیا اور تمام چیزیں

munion with God, and was taught by God Himself all the things that were necessary for him to know. There is a tradition in the Mishkat to the effect, that when Abuzar asked the Prophet, who had been the *first* of prophets, he was told that it was Adam. On which Abuzar enquired whether Adam was truly a prophet, and our Prophet positively repeated the assertion, saying, of course, he was a prophet, and had the great distinction of holding conversation with God. Some doctors make these occasions of conversation between Adam and God to imply the descent of some treatises to Adam.

V 2 *called their name Adam,* Bishop Patrick takes Adam here to signify man, in order to include in this term both the sexes like *Homo* in Latin. Scott supposes the name to have been derived from the red colour of the earth, from which the body of Adam, he says, was formed.

V 3 *Adam lived, &c.* The different statements of the ages of the Patriarchs in this chapter at the birth of their sons, and of those ascribed to them in the course of their after-lives, have been respectively given by me on the margin opposite the Text. Here they are, however, laid down collectively in the following manner:

Events	Heb	Sep	Sam
Age of Adam at the birth of Seth	130	230	130
„ Seth „ „ Enos	105	205	105
„ Enos „ „ Canan	90	190	90
„ Canan „ „ Mahalaleel	70	170	70
„ Mahalaleel „ „ Jared	65	65	65

خود خدا نے انکو سکھائیں مسکواتہ میں  
حدیث ہے کہ ابودر  
نے رسول خدا صلی  
اللہ علیہ وسلم سے  
پوچھا کہ کون بدوں  
میں پہلا تھا آدمی  
فرمانا آدم ابودر نے  
کہا کہ کیا وہ بدی تھے  
آدمی فرمایا کہ ہاں  
بدی تھے آدمی اور  
خدا اسی باتیں ہوئی  
تھیں اور بعض عالموں نے باتیں ہوئے سے  
بہرہ مراد لی ہے کا ادبہر صحیفہ اتوری  
تھے \*

۲ (بکارا انکا نام آدم) سب پترک  
† صاحب اسمقام ہر آدم سے آدمی مراد  
لیتی ہیں تاکہ دونوں حدسوں بدی مذکور  
ومویش کو شامل ہو حدسیک (ہوموں)  
رومی زبان میں تفسیر اسکاٹ میں لکھا ہے  
کہ یہ نام زمین کے سرخ رنگ سے جس  
سے انکا جسم بنانا گنا تھا لیا گنا ہے \*

۳ (عمر آدم کی) اس نام میں  
حو اختلاف ہر ایک بزرگ کی عمر میں  
سرو پ پیدا ہوئے انکی مدتوں کے اور انکے  
زندہ رہنے میں بعد پیدا ہونے مدتوں کے  
ہے وہ سب حاشیہ پر بمقامہ میں لکھا گیا  
ہے اسمقام پر اسکا حصاب لکھا جاتا ہے \*

قبل پیدائش  
سیح علیہ  
السلام  
۳۰۰۰  
قبل پیدائش  
محمد رسول  
اللہ صلی  
۳۵۷۵

† ڈائیلی حلد ۱ صفحہ ۱۸

۳۳۲۵

۳۸۷۰

قبل پیدایش  
مستند رسولہ  
اللہ صلع  
۳۲۳۵

قبل پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۸۷۰

Age of Jared at the birth of Enoch	162	262	62
Enoch „ „ Methuselah	65	65	65
Methuselah „ „ Lamech	187	287	67
Lamech „ „ Noah	182	188	53
Noah „ „ Shem, } Ham, and Japheth	500	500	500
Beginning of the Deluge	100	100	100
Total	1,656	2,282	1,307
Addition against the Hebrew	“	606	“
Reduction „ „ „	“	“	349

Events	Heb	Sep	Sam
Time of the Life of Adam after the Birth of Seth	800	700	800
„ „ Seth „ „ Enos	807	707	807
„ „ Enos „ „ Cainan	815	715	815
„ „ Cainan „ „ Mahalaleel	840	740	840
„ „ Mahalaleel „ „ Jared	830	730	830
„ „ Jared „ „ Enoch	800	700	900
„ „ Enoch „ „ Methuselah	300	300	300
„ „ Methuselah „ „ Lamech	782	682	902
„ „ Lamech „ „ Noah	595	589	724
Age of Noah at the Deluge	600	600	600
„ „ after „	350	350	350
Total	7,519	6,813	7,808
Addition against the Hebrew	“	“	349
Reduction „ „ „	“	706	“

سامری	سپتوا سحت	عبری	واقعات
۱۳۰	۲۳۰	۱۳۰	عمر آدم کی موت پیدا ہوئے شیث کے
۱۰۵	۲۰۵	۱۰۵	عمر سیف کی بروقت پیدا ہوئے ادوش کے
۹۰	۱۹۰	۹۰	عمر ادوش کی وقت پیدا ہوئے قیدان کے
۷۰	۱۷۰	۷۰	عمر قیدان کی وقت پیدا ہوئے مہلل ایل کے

۴۵	۴۵	۴۵	عمر مہلل ایل کی وقت پیدا ہوئے یارڈ کے	قند پیدائش	قند پیدائش
۶۲	۲۶۲	۱۶۲	عمر یارڈ کی وقت پیدا ہوئے حنوح کے	محمدرسل	مسیح علیہ
۶۵	۶۵	۶۵	عمر حنوح کی وقت پیدا ہوئے متوشلم کے	اللہ صلعم	السلام
۶۷	۲۸۷	۱۸۷	عمر متوشلم کی وقت پیدا ہوئے لامک کے	۳۳۳۵	۳۸۷۰
۵۳	۱۸۸	۱۸۲	عمر لامک کی وقت پیدا ہوئے نوح کے		
۵۰۰	۵۰۰	۵۰۰	عمر نوح کی وقت پیدا ہوئے شام یافث کے		
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	وقت طوفان		

۱۳۰۷	۲۲۶۲	۱۶۵۶
*	۶۰۶	*
۳۴۹	*	*

میران

یہی نہ نسبت عدری کے

کمی نہ نسبت عدری کے

سامری	سپتوا ایحدت	عدری	واضع
۸۰۰	۷۰۰	۸۰۰	زندگی آدم کی بعد پیدا ہونے شیب کے
۸۰۷	۷۰۷	۸۰۷	زندگی شیب کی بعد پیدا ہوئے انوش کے
۸۱۵	۷۱۵	۸۱۵	زندگی انوش کی بعد پیدا ہوئے قیدان کے
۸۴۰	۷۴۰	۸۴۰	زندگی قیدان کی بعد پیدا ہوئے مہلل ایل کے
۸۳۰	۷۳۰	۸۳۰	زندگی مہلل ایل کی بعد پیدا ہوئے ناز کے
۹۰۰	۷۰۰	۸۰۰	زندگی یارڈ کی بعد پیدا ہوئے حنوح کے
۳۰۰	۳۰۰	۳۰۰	زندگی حنوح کی بعد پیدا ہوئے متوشلم کے
۹۰۲	۶۸۲	۷۸۲	زندگی متوشلم کی بعد پیدا ہوئے لامک کے
۷۲۴	۵۸۹	۵۹۵	زندگی لامک کی بعد پیدا ہوئے نوح کے
۶۰۰	۶۰۰	۶۰۰	عمر نوح کی بروف طوفان کے
۳۵۰	۳۵۰	۳۵۰	زندگی نوح کی بعد طوفان کے

۷۸۶۸	۶۸۱۳	۷۵۱۹
۳۴۹	*	*
*	۷۰۶	*

میران

یہی نہ نسبت عدری کے

کمی نہ نسبت عدری کے

Scott thus treats of the difference of the Septuagint from the original Hebrew in respect to the assignment of these ages. He says, 'the Greek Translation of the Bible called the Septuagint, varies from our Version (which was

تفسیر اسکاٹ ‡ میں نسبت اختلاف سپتوا ایحدت کے لکھا ہے کہ " یونانی ترجمہ بیدل کا جسکا نام سپتوا ایحدت ہے انگریزی ترجمہ سے جو عدری سے ہوا ہے اس نسب نامہ میں اختلاف رکھتا ہے

‡ تفسیر اسکاٹ جلد ۱  
صفحہ ۷

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۸۷۰  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلع  
۳۳۳۵

made from the Hebrew) in this genealogy In particular, by the addition of a hundred years to the age of Adam, and six of these Patriarchs, before their sons here mentioned were born, and deducting them from the subsequent part of their lives, making the sum total the same Thus the space between the creation and the deluge is made seven hundred years more than our account, and by a similar addition with other variations the space between the deluge and the birth of Abraham, is made almost nine hundred years more But the original Hebrew is best entitled to our confidence," I think it also desirable to write something about such a difference But as these variations continue to exist so far as the birth of Abraham, I shall attempt, first, to point to them at the respective periods of their occurrence, and after they have separately been treated in all such places, to speak of them jointly and collectively in a certain part of this work

یہ اختلاف حصاص کررنا دہ کرے سے متور عمر آدم میں اور چہ آگلوں کی عمر میں بیسترو لاد آئے دینوں سے حدکا دہاں دکرھے اور آئے عمروں کے بچھے حصہ میں سے آدھنی سورس کو وضع کرے سے علافہ رکھتا ہے حس سے کل تعداد عمر کی نکساں ہوجاتی ہے بس اس زمانہ میں حو د رماں ہنداس اور طوماں کے ہے سات سو ریس رنا دہ کنٹی ہس نہ دسدت ہمارے حساب کے مگر اصل عدی نسخہ ہمارے اعتماد کرنکا ریادہ مستحق ہے ، بس مسکھو بھی دسدت اس اختلاف کے لچھہ لکھنا چاہئے مگر حو کہ نہ اختلاف حصرب ابراہم علیہ السلام کے ہندا ہوئے تک برار چلا حاتا ہے اسواسطے اسمقام پر ان اختلاف کی دسدت سمٹ کرنا میں مداسب دہنی سمممتا بالفعل دہی باب کافی ہے کہ ان تمام اختلاف کو حاشیہ پر لکھنا حاؤں اور حب دہ سب حتم ہوگس آسوف انکی دسدت حو لکھنا ہے سو لکھوں \*

+ تفسیر تائیلی حلد ۱  
صفحة ۱۸

(—in his own likeness after his image,)

In reference to this passage Christian divines say, that Adam was formed after God's own image, but that after his having eaten the forbidden tree, this image of his, though not quite lost, was still impaired in some respects,—that the son spoken of in this verse was born to him in the debased image,—consequently the son is said to have been born in the likeness of Adam, not of God

We Mohomedans do not, on the contrary, so explain the passage, and

(آسکی صورت بر) علماء + عدسائی اس مقام پر لکھتے ہس کہ آدم ہندا گنا تھا خدا کی صورت بر اور حب آدم نے مسموعہ بیل کھانا نووہ آسکی بھلی صورت اگرچہ بالکل حاتی نہیں رھی تاہم اس میں نقصاں آگیا تھا آسکی نقصاں شدہ شعیہ بر دہ دینا ہندا تھا اسلیئے یہاں کہا گیا کہ آدم کی صورت پر ہندا ہوا \*

ہم مسلمان اسکے یہہ معنی نہیں لیتے بلکہ ہم نہہ مطلب نکالتی ہس کہ نہہ

we suggest that the words used in it are meant to imply a distinction between this son and the subsequent sons of Adam for, such an observation regarding physical appearance is not applied towards any other of the sons of Adam but this one, although those others were also born in Adam's own image. The intention, therefore, conveyed by this remark in respect to this particular son, does not apply to the outward appearance, but to the peculiarity of character of this son as being like his father Adam's, and this furnishes us with a reason to hold that Seth was a prophet as well as Adam. We accordingly uphold Seth to have been a prophet, and some seven treatises have been ascribed to him as their author.

V 18 *Enoch*.) This name is pronounced *Honosh* or *Honoolk* by the Hebrews, and by us *Idress*, and under this appellation alone is he spoken of in our Holy Koran.

We Mohomedans believe also in Enoch as a prophet, and some books descended to him from God, which are accordingly found ascribed to him, but Christian doctors number them among the Apocrypha. John Eadie in his Cyclopaedia thus says of one of the books of Enoch — "There is extant a treatise, named the 'Book of Enoch' It has been translated from the Ethiopic into English and German. This Ethiopic version seems to have been translated from a Hebrew original."

الفاظ تمیز دیتے ہیں سبب میں اور آدم کے اور بیٹوں میں کیونکہ اور کسی بیٹے کے لئے یہ لفظ نہیں کہی گئے حالانکہ سب بنی آدم ہی کی صورت پر پیدا ہوئے تھے پس اِن الفاظ سے ظاہری صورت کی مساہب مراد نہیں ہے بلکہ سبب کی مساہب مراد ہے اور یہ دلیل اسداف کی ہے کہ حسب طرح حسب آدم بنی تھے اس طرح حسب سبب بنی تھے چنانچہ ہم مسلمان حسب سبب علیہ السلام کو بنی مانتی ہیں اور ان کے نام کے سبب صحیفہ بھی مشہور ہیں \*

دیل پیدائش	قیل پیدائش
مسیح علیہ	محمدرسل
السلام	اللہ صلعم
۳۸۷۰	۲۲۲۵

۱۸ (حنوح) حنوک حنوک بھی کہتے ہیں انگریزی میں انک انکا نام ہے ہم مسلمان انکا نام اندرس لیتے ہیں اور قرآن مجید میں بھی انکا یہی نام آیا ہے \* ہم مسلمانوں کے اعتقاد میں حسب حنوک علیہ السلام بھی بنی ہیں اور ان بر صحیفہ بھی خدا کی طرف سے آتی تھی جلد صحیفہ ان کے اب تک مشہور ہیں علماء عیسائی انکو بنائی ہوئی کہتے ہیں مگر حان ادنی صاحب نے اپنی کذاب سیکولونڈنا میں لکھا ہے کہ "انک رسالہ مسمی بہ کذاب انک اب بھی موجود ہے اور اس کذاب کا ترجمہ زبان اتھوپنا سے انگریزی اور جرمنی میں کیا گیا ہے یہ ترجمہ اتھوپنا کا معلوم ہوتا ہے کہ انک یونانی ترجمہ سے ہوا اور وہ یونانی ترجمہ اصل عبری سے ترجمہ ہوا ہے \*

۳۹۵۳ ۳۳۷۸

۲۴ (چلتا تھا خدا میں) بعدی خدا کے حکموں پر واثق تھا اور نہایت سچا اعتقاد خدا میں رکھتا تھا \*

(اُتھا لیا) علماء یہود اور علماء + عیسائی اور ہم مسلمان اسباب پر متفق ہیں کہ کہ اللہ تعالیٰ نے حصرت ادرس علیہ السلام کو زندہ اُتھا لیا تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اُتھا لیا کی لفظ

تفسیر کبیر سے ایک حالی مکان ان المراد الرفعة في المكان الي موضع عالي وهذا اولى لان الرفعة المقروءة بالمكان تكون رفعة في المكان لا في الدرجة مراد ہوتی ہے کہ

دوسری جگہ اُتھا لیا صرف مرتدہ کی بلندی مراد نہیں ہوتی " پس حصرت ادرس علیہ السلام آسمان میں نہ بہست میں ہیں اور سموحت صمیم قول کے زندہ ہیں مراد نہیں \*

۲۹ (نوح) اسکی معنی ہنس ارام کے نہ ترو تارگی کے خدا تعالیٰ نے حصرت آدم سے کہا تھا کہ رمدن تدرے ‡ لئے ملعون ہوئی محبت کے ساتھ تو اندی عمر بہ آس سے کھا رہا اسلیئے حصرت آدم کی زندگی میں حسقدر اولاد پیدا ہوئی تھی ان سے آس محبت اور مسقت کے دور ہونہ کی مال نہیں لی جا سکتی تھے بعد وفات حصرت آدم علیہ السلام کے حصرت نوح پیدا ہوئی تو لامع نے آس محبت کے دور ہونہ کی نوح کی چنانچہ عموماً بہ باب حمال کی گئی ہے کہ حصرت نوح علیہ السلام نے کسکاری کو بہت تروی دی † اور حسقدر محبت

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسعود رسول  
اللہ صلع ۳۸۸۸ ۳۳۱۳

† عبرانیان ! ۱—۶، ۵

V 24 *Enoch walked with God,* That is, he obeyed the commands of God, and very sincerely believed in them

—*God took him,*) Jews, \* Christians, and \* Heb XI 56 Mohomedans do all agree in admitting the event of Enoch having been taken up above by God It is said in the Tufseer Kabeei, that the *taking up* here denotes the state of one's being raised up to a lofty place, arguing that when we speak of a thing being lifted up to a high building, we mean thereby a real and personal elevation involving a change in the actual position of the thing, and we never in such a case refer to a change in its character or dignity Hence concluding that Enoch should be exalted in heaven, and that he is, according to creditable authorities, yet living and not dead

V 29 —*Noah,*) This word means *rest or refreshment* God has said to Adam in verse 17, Chapter III, that "cursed was the ground for thy sake, in sorrow shouldst thou eat of it all the days of thy life" By which it could not have been expected that the descendants of man that came into existence during Adam's life, might be considered as exempt from the hardship and toil to which man became subject when cursed After the death of Adam, Lamech on the birth of Noah was to hope for relief from their sufferings, as it is generally thought that Noah greatly improved the art of husbandry, and so lessened the labour before required in

۲۹۲۲ ۳۵۱۹

‡ پیدائش ۳ — ۱۷

† دیکھو پیدائش ۹—۲۰



cultivating the earth (IX 20)

V 32 —*Shem, Ham, Japheth*,) Of these three sons, the eldest was Japheth, as appears from Chapter X 21, the second was Shem, from X 21, and the youngest Ham, from IX 24 Nevertheless both here, and a little lower, Shem is named first, for which Stackhouse assigns this reason that whether it was that the rights of primogeniture were transferred to him, though the sacred Historian says nothing of it, or that God was minded thus early to show that He would not be confined to the order of nature in the disposal of His favours, which He frequently bestowed upon the younger children, or, which he thinks the most likely, because the nations of the Jews were to descend from him, and he and his posterity were to be the principal object of this whole history

زمین کے حوتنی نوے میں پہلی ہوتے تھے و دسی محبت نہیں رہی تھی \*  
۳۲ (سم حام یام) معلوم ہوتا ہے کہ نام سب سے بڑے بیٹی † حصہ روح کے تھے اور تم منکھلی ‡ بیٹی تھے اور حام ان تینوں میں چھوٹی \* بیٹی تھے مگر باوجود اسکے اس مقام میں بھی اور اس سے تیز تر دور آئے سم کو اول بنا دیا کما گنا ہی اسکی وجہ † سینک ہور صاحب یہہ بیان کرتے ہیں کہ نا تو حقوق نسل کے اُسکے حقدن تبدیل کئی گئی ہونگی (اگرچہ مقدس مورخ نے اسکی نسبت کچھ نہیں کہا) نا یہہ کہ خدا تعالیٰ نے اسد کے طاہر کرنے برحلد توحہہ کی کہ اپنی عداوتوں کی ترتیب میں حوہ اکثر چھوٹے بچوں پر کما کرتا ہے و برب کی ترتیب کا وہ پاندہ برہنگا یا بہہ وجہہ ہو حسوہ نہانت عالم سمجھتے ہیں کہ یہودوں کی قوم ادہی سے پیدا ہوئے والی تھی اور وہ اور اُسکی اولاد اس تمام تاریخ کا مقدم مضمون ہوئے کو تھی \*

† پیدائش قبل پیدائش مسیح علیہ محمد رسول اسلام ۳۰۱۹ ۲۳۲۳  
‡ دیکھو پیدائش ۱۰-۲۱  
\* دیکھو پیدائش ۱۰-۲۱  
\* دیکھو پیدائش ۹-۲۲

† ڈائلی حلد ۱ صفحہ ۲۰

## چھٹا باب

## CHAPTER VI

قتل بیدائش قتل بیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۳۰۱۹ ۲۲۲۲

۱ دنا کے لوگوں کی سرارت اور خدا کے قہر کا نازل ہونا اور طواں کا  
بھیجا جانا ۸ نوح کا مہربانی نانا ۱۲ کستی بنانکا حکم اور اُسکی تربت اور  
کول اور اُس مراد کا بیان جس سے اُسکی بنائے کا حکم ہوا

## GENESIS

## توریت مقدس

† باب ۱ — ۲۸

And it came to pass, when men began to multiply on the face of the earth, and daughters were born unto them,

2 That the sons of God saw the daughters of men that they were fair, and they took them wives of all which they chose

‡ (حاصل ترجمہ) خدا  
کے در سے کرے والوں کے  
‡ استنباط ۷ — ۳ و ۴

3 And the LORD said, My spirit shall not always strive with man, for that he also is flesh yet his days shall be an hundred and twenty years

‡ نامہ گلاتھیاں ۵ —  
۱۷، ۱۶  
! یقوس ۳ — ۱۹، ۲۰  
|| زبور ۷۸ — ۳۹

مطابقت قرآن معتمد اور حدیث سے

## HOLY KORAN &amp; Prophetical Sayings

۲۲۶۵ ۳۴۰  
† سورۃ نوح آیت ۲۶، ۲۷

۴ † و قال نوح رسالہ علی الارض  
کہا نوح نے ای رب تصور میں در کافروں کا  
میں الکفر دینا انک ان تدرہم یصلوا  
ایک گھونسی والاے سک اگر تو چھوڑے اُنکو گم راہ درں  
عداؤک ولا تلدوا الا فاحرا کھارا  
بیرے بندوں کو اور نہ پیدا ہوگی اُسے مگر مذکار اور  
حق باب کے منکر

\* (حاصل ترجمہ) خدا  
کی برستش کرے والی

(ا) ویدو نی-ہالہا ادمس لرہ  
اور ہوا کہ † سرور ہوا آدمی دہے کر  
علٰ فنی ادمما وبنوت ولدو لہم :  
اور منہ رمس کے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں اُنکی  
(ب) ویراو بنی-ہالہام ات-بنوت  
۲ حب دکھا بیٹوں ‡ خدا کے بیٹیوں  
ہادم نی موبت ہنا ویکور  
آدمی کو کہ اچھی ہیں وہ نہ لیں ‡  
لہم نشیم مکل אשר باحرہ :  
ایسے لیئے عورتیں سمیں سے جسکو سند کیا

(۲) ویاامر یوہا لا یدون روحہ  
۳ اور کہا اللہ نے نہ تہرنگی روح میری ‡  
بادم لعلہم بشغم ہوا بشر ویدو  
ساتھ آدمی کی ہمیشہ کو کیونکہ || وہ سرھے تو ہوں  
یمو ماہا وعرشیم شہا :  
دس اُسکی سو اور نسس درس

## توریت مقدس

## GENESIS

(د) ہنفلیم היו בארץ بیמים  
۴ باحدانوست بھے رمیں در اُن دنوں  
ہادم وگم احر-کن אשר یبאו بنی  
اور بھی بعد اُسکی اسی ہی حب آئی بیٹی \*  
ہالہام ال-بنوت ادمس ولدو  
خدا کے ناس سنوں آدمی کے اور پیدا ہوئی  
لہم ہما ہابریم אשר معولہم  
اُنسی وہ حارین حو ہمیشہ سے

انشی ہشم :  
انسان نامی ہیں

4 Noah said, Lord, leave not any families of the unbelievers on the earth for if thou leave them, they will seduce thy servants, and will beget none but a wicked unbelieving offspring—Soora Noah, v 26—27

۵ † و دوحا ادبائی میں بدل واستحکمالہ  
اور نوح کو جب اُسی نکارا اُس سے ملے پھر ماں  
فلکندہ و اہلہ میں الکرب العظم و بصیرہ  
کی ہمیں اُسکی نکار پھر دکھانا ہمیں اُسکو اور اُسکی  
میں القوم اذس کدسوا نا قدنا انہم کانوا  
گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی ہمیں اُسکی  
قوم سوء فاعرفہم احمعیس  
اُس لوگوں کو جو جھٹلاتے تھے ہماری سادیاں وہ تھے برے  
لوگ پھر توڑنا ہمیں اُس سے کو

5 And remember Noah, when he called for the destruction of his people, before the prophets above mentioned and We heard him, and delivered him and his family from a great strait and We protected him from the people who accused our signs of falsehood, for they were a wicked people, wherefore we drowned them all—Soora Umbya, v 76—77

### GENESIS

6 And it repented the Lord that he had made man on the earth, and it grieved him at his heart

7 And the Lord said, I will destroy man whom I have created from the face of the earth, † both man, and beast, and the creeping thing, and the fowls of the air, for it repenteth me that I have made them

4 There were giants in the earth in those days, and also after that when the sons of God came unto the daughters of men, and they bare children to them, the same became mighty men, which were of old, men of renown

(ہ) ویرا יהوہ نی ربا رعت  
۵ اور دیکھا اللہ نے کہ بہ ہر ٹی ندی  
ہاادم باارץ وکل یצר מחشבת לבو  
آدمی کی زمین پر اور کل تصور † وسوسوں اُسکے دل کاھی  
رک رت کل الیوم:  
صرف بدی تمام دنوں

5 And God saw that the wickedness of man was great in the earth, and that † every imagination of the thoughts of his heart was only evil ‡ continually

(۶) ویلحم יהوہ نی-عשה את-  
۶ ب تاسف || کنا اللہ نے دہ ایما  
ہاادم باارץ ویتعصب אל-لبو:  
آدمی کو زمین پر اور عصہ ‡ کنا ایے دل میں  
(۷) ویامر יהوہ امחה את-  
۷ اور کہا اللہ نے متادی  
ہاادم אשר-برאתی מעל פני  
آدمی کو حسی بنایا منی اور سے منہ  
ہاادمہ ماادم עד-בהמה עד-رمش  
زمین کے آدمی سے جانوروں تک اور رنگینی والی تک

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ متعمد رسولہ  
"سلام" اللہ صلعم  
۳۰۴۰ ۲۳۶۵

† سورة انبیاء آیت ۷۶، ۷۷  
۲۳۴۳ ۳۰۱۹

‡ باب ۸ — ۲۱  
استثناء ۳۹ — ۱۹  
امثال ۶ — ۱۸  
میں ۱۵ — ۱۹

\* Or, the whole imagination  
The Hebrew word signifieth not only the imagination, but also the purposes, and desires

تورس معدس

|| دیکھو اعداد ۲۳ — ۱۹  
۱ سموئیل ۱۵ — ۲۹  
۲ سموئیل ۲۲ — ۱۶  
ملاح ۳ — ۶  
نعوت ۱ — ۱۷  
‡ اسعہ ۶۳ — ۱۰  
نامہ ایسیاں ۴ — ۳۰  
‡ Heb every day  
† Heb from man unto beast

قل پیدائش قل پیدائش  
مسیح علیہ محمد رسول  
اللہ صلعم  
۳۰۱۹ ۲۲۲۴

ועד עוף השמים כי נחמתי כי  
اور پرد آسمان تک کیونکہ معذ کیا || میں نے حب  
عشיתם :

نایا میں نے اُنکو  
توریت مقدس

## GENESIS

(ح) ונח מצא חן בעיני יהוה :  
۸ اور نوح نے نائی + رحمت نظروں میں اللہ کے

## HOLY KORAN &amp; Prophetical Sayings

|| اس لفظ کا ترجمہ حو  
(مقدر کیا) گیا ہے  
اسکی سند کے لیئے دیکھو  
ایوب ۷-۱۳  
اسمٰئیل ۱۵-۱۱  
۸ We sent Noah heretofore unto  
his people, and he said, O my people,  
serve God ye have no God besides  
him, will ye therefore not fear the  
consequence of your worshipping other  
gods?—Soora Momanoon, v 23

+ سورة مرمون آت ۲۳

+ باب ۱۹ — ۱۹  
حرج ۳۳ — ۱۲، ۱۳، ۱۶  
د ۱۷  
لوتہ ۱ — ۳۰  
اعمال ۷ — ۲۶

## سورة نوح

## فرشتہ نوح

ف ف ف

## GENESIS

9 These are the generations of Noah,  
Noah was a just man and perfect in  
his generations and Noah walked with  
God

+ باب ۷ — ۱  
حرقیل ۱۲ — ۱۲، ۱۳، ۲۰  
نامہ رومیان ۱ — ۱۷  
نامہ عبریاں ۱۱ — ۷  
۲ پتیس ۲ — ۵

§ باب ۵ — ۲۲

مطابق قرآن مجید اور حدیث سے

## HOLY KORAN &amp; Prophetical Sayings

+ قال سعد اس المسيد كان ولد نوح  
کہا سعد اس مسیہ کے تھے اولاد نوح کی تیں  
ثلثہ سام و حام و یامف  
سام اور حام اور یامف  
|| باب ۵ — ۲۲

توریت مقدس

(ط) آله تولدت نوح نوح ایش  
۹ یہہ ہی حیم نترہ روح کا روح + مرد  
ضدیک تמים היה בדרתיו אח-  
صدس کامل تھا اُس زمانوں میں  
האלהים התהלך-نوح :  
حدا کے ساتھ چلتا تھا کی روح

توریت مقدس

## GENESIS

(۶) ויولد نوح שלשה בנים את-  
۱۰ اور پیدا کیا نوح نے تیں بیٹی  
שם את-חם ואת-יافת :  
سہم کو || حام کو اور یامف کو

10 Saad, son of Moosayyb, said, there were three sons to Noah, Shem, Ham, and Japheth —Tirmizi, and Maa-loomooltunzeel.

10 And Noah begat three sons, Shem, Ham, and Japheth

قَدْل پیدائش قَدْل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۴۳۴۴  
۳۰۱۹

۱۱ † و قوم نوح من قَدْل انہم کانوا موما  
اور نوح کی قوم کو اس سے پہلے بے شک وہ تھے لوگ  
مفسدین

نا برماں بردار

11 And the people of Noah did we destroy before these for they were a people who enormously transgressed — Soora Vuzzareat, v 46

(یا) وتشتت الارض לפני  
اور حزاب ہو گئی زمین سامنے †  
الالهیم وتملأ الارض الحس:

حدا کے اور بھر گئی زمین نیکاری سے

11 The earth also was corrupt before God, and the earth was filled with violence

† سورة ولدا ربان آت ۲۶  
† باب ۷ — ۱  
۱۰ — ۹  
۱۳ — ۱۳

۲ تراویح ۳۳ — ۲۷  
لوقہ ۱ — ۶

نامه رومیان ۲ — ۱۳  
باب ۳ — ۱۹

† حرقل ۸ — ۱۷  
۲۸ — ۱۶

حقوق ۲ — ۸ و ۱۷  
— سورة بھم آت ۵۲

§ باب ۱۸ — ۲۱  
ربور ۱۲ — ۲

۳۳ — ۱۳ و ۱۳  
۵۳ — ۲ و ۳

۱۲ \* و قوم نوح من قَدْل انہم کانوا ہم  
اور قوم نوح کی اس سے پہلے بے شک وہ تھے تہ  
اطام واطعی  
طالم اور سوکس

(ب) ویرا الالهیم اتہ-ہارץ  
۱۲ اور دنکا § حدائے زمین کو  
وہنا نشتتہ نی-ہشتتہ کل-بشر  
کہ اب حزاب ہو گئی کنوکتہ متادیا سب بسرے

اتہ-دربو عل ہارץ:

رستہ اپنے کو اُور زمین کے

12 We also destroyed the people of Noah, before them, for they were most unjust and wicked — Soora Nujm, v 5۲

12 And God looked upon the earth, and, behold, it was corrupt, for all flesh had corrupted his way upon the earth

|| سورة ہود آت ۳۶ و ۳۷

۱۳ و ۱۴ || واوحی الی نوح انه لمن  
اور وحی ہوئی نوح کو کہ اب انماں نہ لاؤنگا تیزی  
نومن من قومک الامن مد آمس فلاتعینس  
قوم سے نھر اسکی جو انماں لاچکا بھر کرے مت اُن  
نما کانوا یفعلون واصدع العالک ناعیندا  
کاموں پر جو کرتے ہیں اور نہ کستی ہمارے سامنی  
و وحیدا ولا تعظمی فی الدین ظلموا  
اور ہمارے حکم سے اور مت بول معہسی ظالموں کے واسطے  
انہم معرومون  
بے شک وہ تو دوسری

س (ی) ویاامر الالهیم لنح کץ  
۱۳ اور کہا خدا نے نوح کو \* وقت  
کل-بشر با לפני نی-ملأہ ہارץ  
ہر بسر کا آنا بسرے سامنی کیونکہ بھر گئی زمین  
حس مفسدہم وہننی مفسدہم اتہ-  
نیکاری میرے سامنی کی ہے اُنکی اور † اب میں متاؤنگا  
ہارץ:  
اُنکو زمین سے †

— برمیاء ۵۱ — ۱۳

حرقل ۷ — ۲ و ۳  
اموس ۸ — ۲

بہلا بوس ۳ — ۷

† آت ۱۷

† انگوری برحمتہ معہ  
زمین کے

§ وحملہ علی داب الواح و دسرتی  
اور اُٹھایا ہمیں اُسکو اور تختوں والی اور کیلوں

(د) عشا لہ تبت عزی-گفر  
۱۴ نہ اپنے واسطے کسی لکڑی شمس کی  
کنیس تعشا اتہ-تتہ وکفرت  
حانداد بنا تو کستی کو اور دوس کو اُسکو

§ سورة قمر آت ۱۳ و ۱۴

אתה מבית ומחוצ בדבר :

اندر اور باہر ساتھ قبر کے

قبل پیدائش قبل پیدائش

مسیح علیہ محمد رسول

السلام اللہ معلّم

۲۴۲۴ ۳-۱۹

† تفسیر کبیر

ناعیدنا حراء لمن کان کفر

وای بر بھتی تھے ہماری آنکھوں کے سامنے بدلا دے

کو اُس شخص کا حسپر یقین نہ لائی تھے

† قوله واوحدا إشارة الى انه تعالى نوحی

بہ جو خدا نے کہا کہ ہمیں وحی بھیجی اشارہ

الیہ انه کیف بددعی جعل السفينة لكي

اسات کا ہے کہ اللہ نے وحی سے بتایا نوح کو کہ

بحصل منه المطلوب

کس طرح سنا چاہیئے کسٹی ہو تاکہ اس سے مطلب

حاصل ہو

13—14 And it was revealed unto Noah, saying, Verily none of thy people shall believe, except he who hath already believed be not therefore grieved, for that which they are doing But make an ark in our presence, according to what we have revealed unto thee and speak not unto me in behalf of those who have acted unjustly, for they are doomed to be drowned —Soora Hood, v 36,37

And We bore him on a vessel composed of planks and nails, which moved forward under our eyes as a recompense unto him who had been ungratefully rejected —Soora Kamur, v 13—14

The phrase “according to what we have revealed” occurring in the former of the two passages, may be understood to mean the particular form and dimensions after which God requested Noah to build his ark, that he might thus be successful in what he undertook —Tufseer Ka-beer

13 And God said unto Noah, The end of all flesh is come before me, for the earth is filled with violence through them, and, behold, I will destroy them † with the earth

14 Make thee an ark of gopher wood, \* rooms shalt thou make in the ark, and shall pitch it within and without with pitch

† Or, from the earth

\* Heb nests

۱۵ † قیل کان طولها اي طول السفينة  
کھا گیا ہے کہ تھا طول کشتی کا تیس سو ہاتھ اور  
ثلثمائة دراع وعرضها خمسون دراعا وطولها مي  
اُسکا عرض پچاس ہاتھ اور اُسکی اونچائی تیس  
السماء ثلثون دراعا وکان من خشب الساج  
ہاتھ اور تھی سال کی لکڑی کی

(طو) וזה אשר תעשה אתה  
۱۵ اور یہ ہے جو بناوے تو اُسکو  
שלש מאות אמה ארך התבה  
تیس سو ہاتھ طول کشتی کا  
חמשים אמה רחבה ושלשים אמה  
پچاس ہاتھ عرض اُسکا اور تیس ہاتھ  
קומתה :

قیل پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۴۲۴  
† تفسیر کنیر

ارتفاع اُسکا

15 It is said that the ark was 300 cubits in length, 50 in breadth, and 30 in height. It was formed of the Saa wood —Tufser Kabeer

15 And this is the fashion which thou shalt make it of, The length of the ark shall be three hundred cubits, the breadth of it fifty cubits, and the height of it thirty cubits

۱۶ † وحملها تلة بطون محمل مي  
اور سائی اُسکی لئی تیں طعہ بھر رکھا بیسی کے  
الطن الاسفل الوحوش والسماع واليهوام  
طعہ میں صحرائی جانوروں اور درندوں اور کیڑی  
و مي الدطن الا وسطه الدواب والانبعا و مي  
مکڑوں کو اور بیج کے طعہ میں حرباؤں اور مرنسی  
الطن الا على حلس هو ومن کان معه  
کو اور ارد کے طعہ میں بیٹھا وہ اور جو تھا ساتھ  
مع ما احتاحو الله من الراد  
اُسکی اُن چیزوں سمیت حکی احتیاج تھی کھا نے  
کے لیٹی

(یو) זהه تעשה לתבה وال-  
۱۶ روسداں بنا تو واسطے کستی کے  
אמה תכלנה מלמעלה ופתח  
اور ترسہاٹھ کے چھوڑ دے اُسکو اُپر سے اور دروازہ  
התבה במדה תשים תחתים שנים  
کسی کا اُسکی پہلو میں رکھے نیچے دوسرا اور  
ושלשים תעשה :  
تیسرا بنا تو اُسکا

† تفسیر کنیر

16 Noah is said to have built his ark three-storied, the last of the stories he allowed to be occupied by the beasts of the forest, and reptiles, the middle one by the cattle and other domestic quadrupeds, and the uppermost he applied to the use of himself, and those who were with him, their stores laid they up in this story also —Tufseer Kabeer

16 A window shalt thou make to the ark, and in a cubit shalt thou finish it above, and the door of the ark shalt thou set in the side thereof, with lower, second, and third stories shalt thou make it

توریت مقدس

## GENESIS

توریت پیدائش

مسیح علیہ

السلام

۳-۱۹

آت ۱۳

باب ۷-۴، ۲۱ و ۲۲

۲۳

۲ تیس ۲ — ۵

17 And, behold, I, even I, do bring a flood of waters upon the earth, to destroy all flesh, wherein *is* the breath of life, from under heaven, and every thing that *is* in the earth shall die

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

## HOLY KORAN &amp; Prophetical Sayings

\* سورۃ مومنوں آت ۲۷

\* ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ فارحیدنا الیہ ان اصدق

بہر ہمیں وحی بھیجی اُسکو کہ نہا کستی ہماری انکھوں

الفلک ساعیدنا ورحمنا فاداحاء امرنا وفار

کے سامنے اور ہماری تئائی سے بہر حب یہونیجی

الدور فاسلک منہا من کل روحیں انہیں

ہمارا حکم اور اُلی تنور (یعنی زمین) تو تو قال

واہلک الامس سدی علیہ القول منہم

اُس میں ہر حور کا حور اور اے گھر والی مگر

ولا تحطینی فی الدن طلموا انہم معومون

حسب آگی ہو چکی بات اس میں سے اور نہ بول مکھہ

فادا استودت انت ومن معک علی

سے اس طالبوں کے واسطے بیک انکو تروباہی بہر حب

الفلک فقل الحمد للہ الدی بحدا من

حرۃ لی تو اور حو تیری ساتھ ہی کستی نہ بہر کھہ

القوم الظلمیں

سکر اللہ کا حسنے چھوڑا ہمو گنہگار لوگوں سے

+ (اعلم) ان المراد من الدور لنس

حاجا چاہیٹی کہ تنور سے روٹی یکاے کا تنور مراد

تنور الحمر وعلی ہذا المقدس انحر الماء من

نہیں ہے اور حب یہہ مراد نہ لی حارے تو معنی

وحۃ الارض والعرف یسمی وحۃ الارض تنور

یہہ ہونگی کہ بھرت نکلا یانی زمین کے منہہ سے اور

عرب والی روی زمین کو تنور کہتی ہیں

+ تفسیر کبیر

|| باب ۷ — ۹ و ۱۵

دیکھو باب ۲ — ۱۹

(۱۷) وانی ہنگی مبیاء ات-ہمبول

۱۷ اور + میں اب لائے والا ہوں طرہاں

میں عل الارض لشحات کل-بشر

نابی کا اُور اس زمین کے واسطے متادیبی تمام سر کے

اشر بو روح حییم מתחת השמים

حسکی ساتھ ہی روح زندگی کی بیجی سے آسمانوں کے

کل اشر-بارض یروع :

سب حو زمین نہ ہی مر جائیگا

توریت مقدس

GENESIS

(۱۸) واکمתי ات-بریتی انا

۱۸ اور قائم کرونگا میں اے عہد کو ساتھ تیرے

وبאת ال-חתבה انا وبنی

اور آوے طرف کستی کے تو + اور بیٹی تیرے

واشتہ ونشی-بنی انا :

اور عورت تیری اور عورتیں بیٹیوں تیری ساتھ تیرے

(۱۹) ومکل-الحی مکل-بشر شנים

۱۹ اور سب حادار سے سب جسم سے در

مکل تביاء ال-חתבה להחיות

سب سے لا تو طرف کستی کے تا کہ رندہ رہیں

انا وبنی وبنی یحیو :

ساتھ تیرے نہ اور مادہ ہوروس وہ

(ب) מהעוף למינה ומן-הבהמה

۲۰ درند سے واسطی اُسکی جسم کے اور چوایوں سے

למינה مکل رמש האדמה למינה

واسطی اُسکی جسم کے سب رینگنے والوں اس زمین سے واسطی

שנים مکل יבאו אליה להחיות :

اُسکی قسم کے دو سب سے آوے || ناس تیرے تاکہ رندہ رہیں



18—20. And We revealed our orders unto Noah, saying, Make the ark in our sight, and according to our revelation And when our decree cometh to be executed, and the oven (i e earth) shall boil, and put forth water, carry into it of every species of animals one pair, also thy family, except such of them on whom a previous sentence of destruction hath passed and speak not unto me in behalf of those who have been unjust, for they shall be drowned And when thou and they who shall be with thee shall go up into the ark, say, Praise be unto God, who hath delivered us from the ungodly people!—Soora Momanoon, v 27

The word *oven* occuring in the foregoing passage, is not to be taken for a real one used in cooking bread On the contrary, it signifies the Earth, out of which broke open the fountains of water since the Arabs make use of the term oven for the earth —Tufseei Kabeei

18 But with thee will I establish my covenant, and thou shalt come into the ark, thou, and thy sons, and thy wife, and thy sons' wives, with thee.

19 And of every living thing, of all flesh, two of every *sort* shalt thou bring into the ark, to keep *them* alive with thee, they shall be male and female

20 Of fowls after their kind, and of cattle after their kind, of every creeping thing of the earth after his kind, two of every *sort* shall come unto thee, to keep *them* alive.

قبل پیدائش  
محمدا رسول  
اللہ صلعم  
۳۰۱۹

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۴۴۴

## GENESIS.

21 And take thou unto thee of all food that is eaten, and thou shalt gather *it* to thee and it shall be for food for thee, and for them

22 Thus did Noah, according to all that God commanded him, so did he

## توریت مقدس

(כא) ואתה קח-לך מכל מאכל  
۲۱ اور تو لی ایسے لیٹی ہو کھائے سے  
آشور یاכל ואספת אליך והיה  
خو کھائے حائے هس اور اکھتا کرے نواس ایسے کہ ہو  
لך ולהם לאכלה:

واسطی تیڑے اور اُنکی واسطی کھائے گے

(כב) ויעש נח ככל אשר צוה  
۲۲ اور کیا نوح نے مانند اس کے خو سمجھا یا

آتو آلهים کن عשה:

اُسکو خدا نے دیساھی کیا

† نامہ عبرانی ۱۱ — ۷  
دیکھو حرج ۲ — ۱۶  
† باب ۷ — ۵، ۹، ۱۶

دیکھ پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۱۹

## NOTES

V 1—*sons of God*,) The word in the original Hebrew translated *God* is *Elohim*. The significations applied to this phrase are various. The ancient Jews understood by it certain angels who might have been sent down to the earth on some trial. Some take it to imply the great men, nobles, rulers, and judges, who being captivated with the beauty of "the daughters of men," that is, of the meaner sort, took by force and violence as many as they pleased. There are also other ancient interpreters, and most of the later, who by "the sons of God" understand the posterity of Seth, who were worshippers of the true God, Chap IV 26, and who now "saw" or conversed with, "the daughters of men," that is, the daughters of the ungodly race of Cain.

Of the several meanings suggested to the phrase as above shown, I quite agree with the last, but I would explain it thus. That "the sons of God" signified, as a general rule, righteous and pious men, and "the daughters of men" female children of those who were without virtue and ungodly. The latter being married with the former gave birth, as a necessary consequence, to men who led a wicked, unholy, and profligate life.

This Biblical fact conveys to us a valuable lesson in respect to the principles by which marriage ought in general to be regulated—which lesson may be thus stated that when about to enter into the holy state of matrimony

## تفسیر

۲ (بیٹوں خدا کے) جس لفظ کا ترجمہ خدا کنا کیا ہے وہ لفظ *אלوهם* الوہم ہے اور اس کی مراد بیٹے کرے میں اختلاف ہے متقدمین یہودی خدا کے بیٹوں سے مراد لیتے ہیں جو دینا میں امتکاف بھیجی گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ خدا کے بیٹوں سے نسی آدمی اور سردار اور امرا اور حاکم اور موصی مراد ہیں جنہوں نے آدمیوں کی بعدی عوام الناس کی خوف صورت بیٹوں سے مراد ہو کر حندی چاہیں حندی چھٹی لی تھی اور بعض قدم اور زمانہ حال کے مفسر خدا کی بیٹوں سے اولاد صرف تثیث کی مراد لیتے ہیں جو سچی خدا کی پرستش کرنے والی تھی اور جنہوں نے انسان کی بیٹیوں سے بعدی فاس کی با خدا پرست نسل کی دختروں سے راز و رسم شروع کی تھی \* ان اذیر معدوں سے منی بالکل اسحاق رکھتا ہوں مگر آسکی تقریروں میں کہا ہوں کہ خدا کی بیٹیوں سے سچی ایمان والے اور خدا پرست آدمی مراد ہیں اور آدمی کی بیٹیوں سے عوام الناس با خدا پرست آدمیوں کی بیٹیاں مراد ہیں جن منی دھم سادی ہوئے کے سب با خدا پرست اور شریر اولاد پیدا ہوئی \*

یہ واقعہ ہم کو نصیحت دیتا ہے تنادی کرنے کے ایک نئے اصول پر کہ ہم سادی کرنی چاہیں تو ہم کو مرتعہ پہونا چاہیئے عورتوں کے جس و جمال اور کوشمہ و نار پر بلکہ مرتعہ ہونا

we should not let our attention be taken up by the beauty, fascination and charms of women, but on the contrary, we should pay due regard to good characters and high principles. So that through the effects of an ill assorted union our posterity might not like that of the unhappy ancients, be led astray from the path of truth and virtue, and consequently fall under the wrathful displeasure of the great Lover of Truth. It is in reference to this subject that God has been pleased so to direct us in the Holy Koran, viz. Many not women who are idolators, until they are converted, Verily a maid-servant who believeth, is better than an idolatress, although the latter please you more. And give not women who believe, in marriage to the idolators, until they believe for verily a servant who believeth is better than an idolator, though the latter please you more. They invite unto hell fire, but God inviteth unto paradise and pardon through his will, and declareth his signs unto men, that they may remember ————Sooia Bakr, V 221

چاہیڈئے اُن کی اچھی حصلت اور سچی ایمان برتا کہ ہماری اولاد بھی اگلوں کی اولاد کی طرح گمراہی اور خدا کے غضب میں مبتلا نہ ہو اس واسطے خدا تعالیٰ نے فرماں محمد میں ہم کو نصحت کی ہے

کہ ” نکاح میں نہ لاؤ مسرک عورتوں کو جب تک کہ ایمان نہ لائیں اور بے شک ایک مسلمان لڑکی بہتر ہے مسرک عورت سے اور اگرچہ وہ تم کو اچھی لگے اور نہ نکاح کرو مسرک مردوں سے جب تک کہ ایمان نہ لائیں بے شک ایک مسلمان عورت اچھا ہے مسرک سے اور اگرچہ

تم کو اچھا لگے وہ لوگ لاتے ہیں دوزخ کی طرف اور اللہ لاتا ہے خدا کی طرف اور بحسب کی طرف اپنے حکم سے اور بتانا ہے اپنے حکم لوگوں کو شاید وہ چوکس ہو جائیں \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
محمد رسول اللہ صلع  
۳۰۱۹ ۴۲۲۳

V 2 — my spirit ) “By this” says Bishop Patrick, “is meant either speaking by his prophets, such as Enoch had been and Noah was, or working inwardly in all men’s hearts” But I understand by the spirit of God those passions of men which move him to God’s obedience and love, and to an endea-

۳ (روح منہی) جسے سرک صاحب نے لکھا ہے جس کہ خدا کی روح سے ناتو بدرجہ ایسے بیعہدروں کے (جس کے اندر دوس اور دوح) ناف کرنا مراد ہے تمام انسانوں کے ذلوں میں ناف کا ڈالنا مراد ہے منہی بردیک خدا کی روح سے انسان کی وہ خدا مراد ہیں جسے خدا کی اطاعت

تفسیر ڈاکٹر جی جی جی  
صفحہ ۲۰

دل نیدان  
مصدق علیہ  
السلام  
۳۰۱۹

your to extinguish those intemperate desires of his which lead him astray from God's will. So God has here said, that it is impossible for man to continue for ever in this state of allegiance to Him, but that, on the contrary, he becomes subject to his evil passions, that he therefore ought to be allowed a certain fixed portion of time, within which he may have opportunity to reform himself, and return to the true source of his eternal happiness, viz God, from whom he has strayed

—one hundred and twenty years,)

This space of time seems to have been expressly vouchsafed by God in order to afford the sinful race of men the opportunity of reclaiming themselves, and in the event of their failing in this the deluge was to destroy them. Accordingly Noah continued exhorting them to repentance, and pointing out to them the safe and right path, but they would not be prevailed upon, and would give no heed to his admonitions, which is also testified in our Holy Koran

The Rabbis maintain that this verse contains a latent reference to the time of the future reformation and purer faith of mankind when Moses shall have come, identifying the interval of 120 years herein spoken of with the age of Moses, and pointing to the word *Be-shyggum* in the verse as covering under, or comprehending in, itself, the name of Moses, by its having certain signs, or more properly, figures peculiar to itself just the same as those occurring in the name of Moses

اور آسکی محمد اور حوہش نفسانی کے متانے پر انسان کو تکرار ہوتی ہے پس خدا نے کہا کہ بہہ حالت انسان کی ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ وہ اپنی نفسانی خواہشوں کا مطیع ہو جاتا ہے اسلئے آسکو ایک مہلت دینی چاہیئے کہ آسمیں اپنی شرارتوں سے نار آوے اور خدا کی طرف رجوع کرے \*

(ہوں دن آسکے سوارور یس برس) طاہرا معلوم ہوتا ہے کہ طومان لائے اور انسان کے ہلاک ہوئی کی بہہ مدت ہے بعد اگر اس عرصہ میں انسان خدا پرستی اختیار نہ کرے دو آدپر طومان کے درعہ سے خدا کا مہر نازل ہوگا چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام آسکو نصیحت کرتے رہے مگر آدمیں سے کوئی ایمان نہ لایا خدا کہ وراں محمد سے پایا جاتا ہے \*

علماء یہود کہتے ہیں کہ اس مقام میں اشارہ ہے کہ انسان کی خدا پرستی درست ہوگی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اے پر کنو کہ ایک سو دس برس سے اشارہ ہے حضرت موسیٰ کی عمر سر اور בשגم (سج) کے لفظ سے اشارہ ہے حضرت موسیٰ کے نام پر اس طرح ہے کہ جو عدد בשگم (سج) لفظ کے ہیں وہی عدد בשگم موسیٰ کے نام کے ہیں جیسا کہ حاسنہ † بریاں ہوا ہے \*

۲  
۳۰۰  
۳  
۳۰  
—  
۳۳۵

۲  
۳۰  
۳۰۰  
۵  
—  
۳۳۵

V 4—This verse contains the Hebrew word *Niphleem* rendered *grants* by all Translators. Though this meaning is applicable to the word where it occurs in other passages of Scripture, yet here it is not applicable to the subject. The word is a derivative from *Niphul* meaning to *fall*.

In a former passage where God did not accept Cain's offering, it is said "his countenance fell," and therefore the word *Niphleem* may be well thought to refer to such men as fall from God's favor and protection. The word in question may therefore be translated *impious*, *criminal* or *hateful*. This now makes the sense of the verse more clear and appropriate, "There were *impious* or *hateful* men (as suggested by me for *grants*) in the earth, and also after that, when *pious* or *virtuous* men (as also already suggested by me for the *sons of God*), went in unto the daughters of men, and they bore children unto them, the same became mighty (i.e. cruel and irreligious) men which were of old, men of renown." The subject in this verse is more explicitly revealed in our Holy Koran, in which it is thus written, "None but the vicious and infidel will be Lorn of them, i.e. daughters of men."

This passage of Scripture ought to be a valuable help in teaching us to reflect how pernicious and baneful are the consequences to their offspring of the vicious character and bad training of women. Therefore if we wish for a virtuous and happy progeny we should make our choice only from among wo-

۴ اس ورس میں ذلیلوں (یعنی) عدوی لفظ ہے تمام مدرحموں نے حذارن اسکا ترجمہ کیا ہے اس لفظ کے یہ معنی بھی کتاب اقدس میں آئے ہیں مگر اس مقام پر یہ معنی مراد نہیں ہیں بلکہ یہاں یہاں بدان کرنا چاہئے کہ یہ لفظ نکالا گیا ہے (یعنی) نفل سے جسکے معنی گرنے کے ہیں جنکے خدا تعالیٰ نے فاسد کی مراد میں قبول نہیں کی تو وہاں کہا گیا کہ گرایا یعنی بگاڑا آئے اپنا مدبہ اس سبب سے یعنی لفظ سے وہ لوگ مراد لئے جاسکتے ہیں جو خدا کی نظر سے گرے ہوئے ہوں پس اس مقام پر اسکا ترجمہ واحد پرست یا گدہگار لوگ یا اشقیاء یا خدا کی نظر سے گرے ہوئے لوگ کرنا چاہئے اب معنی ورس کے بہت صاف ہوگئی کہ ان دنوں میں اور اسکی بعد بھی زمین پر واحد پرست لوگ تھے جس خدا پرست لوگوں نے انکی بیٹیوں سے شادی کی تو اسی حذارن یعنی شریر اور بے رحم اور واحد پرست اولاد پیدا ہوئی اس مصوموں کو ہمارے قرآن محمد نے بہت صفاً سے بیان کیا ہے جہاں کہا ہے کہ "بہس پیدا ہوئی اسی مگر کافر بدکار"

محل بیدایش  
مستح عدہ  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۳۰۴۰  
۲۴۶۵

اس مقام سے ہمکو نصیحت پکڑنی چاہئے کہ ماکی برائی اور اسکی بد تربیت اولاد کے حق میں کس قدر بد اثر رہتی ہے پس اگر ہم ابدی اولاد کا رجحون ار اور بیک ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں ہمکو بیک حاصلت اور صاحب ایمان اور تربیت یافتہ عورتوں کی طرف رجعت کرنی چاہئے

قبلہ داندش  
مصدق علیہ  
السلام  
۳۰۳۰-۲۴۶۵

men who have been reared in the principles of the strictest morality with a true and abiding faith in religion, and the practice of virtue, and godliness, and whose bright example may be worthy of being copied by her children But we should not keep in view as the principal motive of our union the beauty and fascinating accomplishments of women which will soon disappear and fade away like the summer on the appearance of autumn

۳۰۱۶

۲۴۴۲

V 6 —repented) We find Scripture telling us in several places, that the devotion of man to good works is pleasing and acceptable to God, while indulgence in sin causes His displeasure Now that mankind took delight in wickedness, it is here said God regretted it or grieved on account of it, &c He was highly offended at their backslidings and evil deeds

† تفسیر تائیلی حد ۱  
صفحہ ۲۱

With reference to subjects where there are likewise applied or attributed to God such actions or things as appertain to mankind, Dr Stackhouse has given a very elaborate and able opinion which perfectly agrees with the notions of us Mohomedans on the subject and which I quote as follows “ When the Holy Scriptures speak of God, they ascribe hands, and eyes and feet to Him, not that He has any of these members, according to the literal signification, but the meaning is that He has a power to execute all those acts, to the effecting of which these parts in us are instrumental that is, He can converse

اور کسیکے حسن و جمال پر جو مثل موسم بہار کے حلد حراں میں اے والا سے ہو کر ورنہ ہونا بچا ہیئے \*

۶ (تاسف کیا) جو کہ کتاب ہائے اقدس کے اکثر مقاموں سے پایا جاتا ہے کہ انسان کا نیک کاموں میں مسعول رہنا باعثِ رضامندی اور خوشنودیِ خدا تعالیٰ کا ہوتا ہے اور بد کاموں میں مبتلا ہونے سے خدا تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اب کہ انسان نے بدکاریاں اختیار کی تھیں اسلئے اس مقام پر کہا گیا کہ خدا نے تاسف کنا اور اپنے دل میں عصہ کیا یعنی آسکی بدکاریوں سے ناراض ہوا \*

† سٹیک ہوس صاحب نے ایسے مقاموں پر جہاں خدا تعالیٰ کی نسبت ایسی باتیں کہی گئیں ہیں جسے انسانوں کی نسبت کہی جاتی ہیں نہایت عمدہ گفتگو کی ہے اور وہ گفتگو ہم مسلمانوں کے مذہب کے اکل مطابق ہے اسلئے اس مقام پر آسکو لکھتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ “ حدیث مقدس کتابوں میں خدا کا ذکر ہوتا ہے تو اس سے آنکھیں ہاتھ پاؤں منسوب کئے جاتے ہیں نہ اس عرص سے کہ ان اعضا میں سے کوئی عضو بموجبِ تعظی مراد اس لفظ کی خدا میں ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ ان تمام کاموں کے

with men, as well as if He had a tongue or mouth, can discern all that we do or say, as perfectly as if He had eyes, and ears, and can reach us, as well as if He had hands or feet, &c. In like manner, the Scripture frequently represents God as affected with such passions as we perceive in ourselves, namely, as angry and pleased, loving and hating, repenting and grieving, &c. and yet upon reflection we cannot suppose, that any of these passions can literally affect the Divine Nature and therefore the meaning is, that He will certainly punish the wicked, as if He were inflamed with the passion of anger against them, as infallibly reward the good, as we will those for whom we have a particular affection, and that, when He finds any alteration in His creatures, either for the better or worse, He will as surely change His dispensation towards them, as if He really repented or changed His mind. It is by way of analogy and comparison, that the nature and passions of men are ascribed to God, so that when He is said to *repent* or *grieve* the meaning must be, not that He perceived any thing that He was ignorant of before, to give him any uneasiness, (for "known unto God are all His works from the beginning,") but only that He altered His conduct with regard to men, as they varied in their behaviour towards Him, just as we are wont to do, when we are moved by any of these passions and changes of affection.

کرتے برحق کی کرتے کے لئے ہم کو یہہ اعصاب طور الہ کے دئے گئے ہیں وہ فادری سے یعنی انسانوں سے وہ گفتگو کر سکتا ہے ایسی خوبی سے کہ گونا آسکی رہا یا مدہ سے اور جو کچھ ہم کرتے ہیں یا کہتے ہیں اس سب کو جان اور پہچان سکتا ہے ایسی ہی کامیاب سے کہ گونا آسکی آدکھیں اور کال ہیں اور ہم تک رسائی کر سکتا ہے ایسی خوبی سے کہ گونا آسکے ہاتھ اور پاؤں ہیں علی ہذا القیاس مقدس کتاب میں خدا کی نسبت اکثر ایسا بڑا ہوا ہے کہ ایسی قسم کے خدا کو ہم اپنے اب میں دیکھتے ہیں گونا اس میں بھی ہیں مثلاً خدا اور خوش ہونا محبت اور معرفت کرنا افسوس اور رنج کرنا وعدہ مگر عور کرتے ہیں یہہ نہیں خدا کر سکتے ہیں کہ ان خداوں میں سے کوئی حد نہ لفظی مراد سے الہدہ حقیقت برادر کر سکتا ہے اسلئے ہر ایک یہہ ہے کہ شرور لوگوں کو وہ اس طرح سے سرا دیگا کہ گونا آسکی طرف حد نہ عصہ کا ہوا اور دیک کو اس طرح برہنسک انعام دیگا جس سے کہ ہم ان لوگوں کو دیتے ہیں جس سے ہم کو ایک خاص محبت ہے اور یہہ کہ حب وہ ایسی مخلوقات میں کہی تبدیلی کا ہونا خواہ واسطے آدکی بہتری یا بدتری کے مناسب سمجھے تو آدکے ساتھ جو آسکے عہد و پیمان دس ان میں اسی طرح سے تبدیلی کرے گا کہ گونا آسکے حقیقت میں افسوس کیا یعنی اپنے دل کو تبدیل کیا پس یہہ بات بطور تمثیل اور مسابہ کے استعمال کی جاتی ہے اور انسانوں کی خاصیت اور خداوں کو

قبل خدا سے  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۴۲۴  
قبل خدا سے  
محمدرسول  
اللہ صلی  
۳۰۱۹

دل پیدائش      قتل پیدائش  
مسیح علیہ      محمد رسول  
السلام      اللہ صلعم  
۲۴۴۴      ۳۰۶۹

حدا سے مدسوف کیا جاتا ہے پس حدکہ  
اُسکو افسوس کرنے والا یا رنجیدہ بیاں کیا  
جاتا ہے تب اُس سے مراد یہہ نہیں  
ہوتی کہ اُسے کوئی شی کہ جس سے  
اُسکو پہلے واقعیت نہ تھی اپنی پریشانی  
پیدا کرنے کے لیئے اب معلوم کی کیونکہ  
شروع ہی سے حدا پر اُسکی تمام کام ظاہر  
ہیں بلکہ صرف یہہ مراد ہوتی ہے کہ  
اُسے اپنے چلن کو ملحوظ انسانوں کے تبدیل  
کیا حدکہ انسانوں کی طرف سے اُنکے  
چلن حادب حدا میں تبدیل آئی تھیک  
اسی طرح سے حدا کی طرف سے عمل  
میں آتا ہے جیسے کہ ہم کیا کرتے ہیں  
حدکہ ایسے ایسے حدبوں اور محنت کی  
تدلیوں سے ہمارے دل پر حرکت ہوتی  
ہے \* ”

V 7—I will destroy man &c )  
This passage involves this question,  
that man having displeased and offend-  
ed God, was, as a necessary consequ-  
ence of the principles of justice, punish-  
ed by God who caused a deluge  
upon the earth to destroy him, but  
why were then the animals which could  
have had no part in the sin that brought  
down the Divine displeasure, and  
which were consequently innocent as  
they duly answered the purposes for  
which they were created, punished like-  
wise with man ?

۷ (مناؤں آدمی کو) اسمقام پر نہہ نہت  
ہے کہ انسان نے حدا کا گناہ کیا تھا اس  
لئی طوفان کا اوسپر عصب دارل ہوا مگر  
حیوانات کسی گناہ کے محرم نہ تھے اُنکی  
پیدائش سے جو عرصہ بھی وہ سب پوزی  
ہوتی تھی بہرہ حیوانات کیوں اُس  
عصب میں شامل ہوئی \*

‡ تفسیر تائلی ۱  
صفحہ ۲۳

Dr Stackhouse thus comments upon  
this passage “ It was impossible in an  
universal deluge to preserve the animals  
alive without a miracle so having in  
some measure been made instrumental  
to man’s wickedness, innocent though

‡ سڈک ہوس صاحب اسمقام پر بہت  
چستی سے نہہ لکھتے ہیں کہ ” حو کہ یہہ  
عام طوفان نہا اور اُن حیوانات کا رندہ بچا  
لنا بغیر ایک معجزہ کے ناممکن تھا پس  
اگرچہ یہہ ننگناہ تھی تو بھی کسیقدر



they were, they were all to be destroyed, in order to evince the malignity of sin, and God's abhorrence of it For, the great end of His Providence in sending the deluge was not so much to ease Himself of his adversaries as to have a perpetual monument of his unrelenting severity, that thereby He might deter the future ages from the like provocations For, this is the inference which the apostle draws from all his judgments of old If God spared not the angels that sinned, but cast them down to hell, if He spared not the old world, but brought in a flood upon the ungodly, if He turned the cities of Sodom and Gomorrah into ashes, and condemned them with an overthrow, these are an example unto those, that afterwards shall live ungodly, that, however they may escape in this life, He hath reserved the unjust unto the day of judgment to be punished." 2 Peter II 4, &c

The Jewish doctors affirm the animals of that age to have been likewise culpable by supposing them addicted to the unnatural practice of copulating with dissimilar species, and thus holding them well deserving of the Divine punishment inflicted on them However, this suggestion is open to the express objection, that how could the animals which, in this sense, could not be considered as guilty (since they knew no distinction between good and evil) be said to have committed any offence at all ?

سبب اسکے کہ اسماں کے استعمال میں آتے تھے اسماں کی بددلتی کے پیدا ہونے کے حرر تھے اُن سب کو اِس مہم سے کہ گناہ کی بدحاصلیت اور خدا کی اُس سے بعرف ظاہر ہو بریاد کرنا منظور تھا کیونکہ طوفان کے پہنچنے میں خدا تعالیٰ کی بڑی حکمت گدھگاریوں کو سرا دینے سے اسقدر نہ تھی جسقدر کہ اپنے قہر کی دائمی یادگاری چھوڑے سے تھی تاکہ جس سے آئندہ زمانہ کے لوگوں کو اِس قسم کی حواریوں سے باز رکھے کیونکہ حواری بھی تمام اپنے فلوں متعلقہ زمانہ و دم سے یہی نتیجہ نکالتے ہیں چنانچہ وہ بہہ کہتے ہیں کہ "خدا نے گدھگاریوں پر رحم نہ کیا بلکہ جہنم میں ڈالا اور دم I دیا پر بھی رحم نہ کیا بلکہ باخدا پرستوں پر طوفان لایا اور اِس شہروں سدوم اور عمورا کو خاکستر کر کے برائی کی سرا دی بہہ باتیں اُن لوگوں کی بھی نمونہ ہیں جو بعدہ باخدا پرست رہے یعنی گمراہ اس ردگئی میں بے حواس لیکن خدا نے ظالم کی بھی زور میامد پر سرا منحصر رکھی ہے \*

† علماء یہود یہہ بات کہتے ہیں کہ اُس زمانہ کے حیوانات بھی بدکاری پر یعنی اپنے عذر جس کے ساتھ برومانہ کنطرح رہتے تھے اسلئے خدا نے اُن پر بھی عذاب کیا مگر اس پر یہہ سوال ہوتا ہے کہ اگر یہہ بات صحیح بھی ہو تو بھی حیوانات جو گناہگار ہونیکے لائق نہیں اِس فعل سے بھی (جو مناسب سے باہر ہے) کیونکر محرم ہو سکتے تھے \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
صلوات اللہ علیہ  
۳۰۱۹ ۲۳۲۳

† ۲ درس ۲ — ۳

† ۲ درس ۲ — ۵

§ ۲ درس ۲ — ۶

† دیکھو تفسیر رسی

قتل بیدادش قتل بیدادش  
مسیح علیہ السلام  
محمدرسول اللہ صلم  
۳۰۱۹ ۲۳۳۴

Accordingly both of the opinions above quoted, are such as do not set forth the right meaning of Scripture in its full light I will then explain it thus that God resolved to destroy mankind for their sins by the pouring upon them of the phials of his wrath, intending at the same time that this wrath should come into operation in conformity to the Law of nature only He accordingly ordained to destroy them by making the waters to rise up, which are capable, as is welknown, of destroying, (without disturbing or transgressing the Law of Nature,) every living creature upon the earth, and so He caused the waters to increase, which, in accordance with the Law of nature, destroyed all those objects which were capable of destruction by water What charge can then be made against God for destroying the animals and vegetables as well as man, though they really had been blameless and inoffensive? Can we call this act as unjust in that supreme Judge, while we do not comprehend the least of the mysteries of His works? Injustice means the depriving a person of one of his rights But all the creatures that were formed by the almighty God derive no right or title from Him, save what He has promised to them through his Prophets When, therefore, the omniscient God destroyed the animals with a due regard to the Law of Nature, what right or title belonging to any individual did he violate or subvert which could expose Him to any charge of injustice whatever? The whole world is the property of God, and He alone is enti-

عریکہ بہہ دونوں گفتگوئیں ایسی ہیں کہ کتاب اقدس کے مطلب کو بخوبی روشنی میں ہمیں لائیں میں بہہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نسبت اس کے گناہوں کے ایک مہر سے نرناد کرنا چاہا تھا اور بہہ سات ہی اسے چاہی تھی کہ وہ شان قہر کی بطور نیچر کے یعنی قدرت کے فاعلہ بر طاهر ہو کہ پانی کی طعیانی سے حو نیچر کے فاعلہ پر ہلاک کرے والا تمام رمیں کے رھدی والوں دی روح گا ہی اسان ہلاک کناحادی پس ناے کی طعیانی ہوئی اور آسانی تمام آن چیرونکو حو نیچر کے فاعلہ پر پانی سے ہلاک ہوئے والی تھیں ہلاک کیا حیوانات اور اسیطرح معانات کے نرناد ہوئے سے حودر حقیقت گنہگار ہوئے کے قابل نہ ہے خدا پر کنا الترام آسکتا ہی کیا اس عادل مطلبی بر إسدات سے ظلم کی نسبت کی حاسکتی؟ (حنکہ ہم ایک درہہ بھی آسکی حکمت کے کاموں بر ہی نہیں لیجاسکتے ہیں) ظلم کے معنی ہں دوسرے کے حق کو تلف کرنا تمام مخلوقات کا حو خدا نے نددا کی خدا پر کچھ حق نہیں ہی بحر آسکے حسنا حود آسے اپنے ندیوں کی معرفت وعدہ کر لیا ہی پس آسے حو تمام حیوانات کو ایک نیچر کے فاعلہ بر ہلاک کردنا کس دوسرے کے حق کو آسے تلف کردیا حس سے آسکی طرف ظلم کی نسبت کی حاوے تمام دینا آسکا مال اور آسیکا حق ہی اگر وہ سب کو نرناد کر دے تو اور اگر سب کو نہال کر دے تو وہ اپنے مال کا مالک ہی حو چاھے سو کرے اور حو کرے وہ آسکو سراوار اور

tled to claim every thing in it Hence if He were pleased to destroy the whole of it, or, on the contrary, raise it up in greater glory and perfection, it would be quite a just and right act of his will so to do, as being the sole proprietor of it He has an indisputable right and power to dispose of it as He likes, and as He is the essence of Justice, we may rest assured that whatever He undertakes is always attended with blessings and is strictly fair and reasonable It is impossible for us, and quite beyond our imperfect and finite reason, to point to any of his acts as having ever been founded upon injustice or wrong, or as ever carrying with itself any suspicion of it at all because in any thing He does, He has no occasion to ruin or usurp any one's right or possess, since there is no one, as before said, who could be entitled to any honor or privilege independently of God The feeble nature of our understanding is incapable of grasping at the exact purpose which God designed in the destruction of the animals and vegetables simultaneously with the destruction of mankind, but so far as we can reflect upon the subject, it may perhaps be received in this light, viz, that the omnipotent and avenging God whose perfect attribute it is to feel the highest indignation possible, destroyed the animals with man, in order to exhibit the perfection of that attribute, and to make it known to future generations that when this Divine avenging power is exercised by Him, there can be no possibility for any one (except those specially favored,) of the creatures, from the worms on the

آسکا عین انصاف ہی آسکے کسی عمل سے ظلم کا ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ وہاں کسی دوسرے کے حق کا وجود ہی نہیں ہی جسمیں تصرف کرنے سے ظلم کا إطلاق ہو سکے تمام حیوانات اور نباتات کے تباہ کر کے من حیو اصلی حکمت آس حکم مطلق لے رکھی ہو وہ ہماری ناچیز عقل میں نہیں آسکتی مگر ظاہر ہو معلوم ہوتی ہی وہ یہی ہی کہ آس فہارنی اپنے شان فہاری دیکھائیں کہ حیوانات یہی انسان کے ساتھ تباہ کر لئے تاکہ لوگ جان لیں کہ جب آس فہار کی شان فہاری کا ظہور ہوتا ہی تو آس سے نکر آن لوگوں کے حق پر وہ خاص رحم کرے اور کوئی زمین کے رہنے والوں سے ہوا کے آوزے والوں تک بچ نہیں سکتا \*

فیل پیدائش فیل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام الہ صلیم  
۳۰۱۹ ۴۳۲۲

وہ تہدید گرنے کو کس تہذیب حکم

بمساعدت کرومیاں صم و نکم

وگر در دھد یک ملائی کرم

عزراصل گوید بصدی نرم

قتل پیدائش قتل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
مختصر رسول اللہ صلعم  
۳۰۱۹ ۲۲۲۲

earth to the birds of the air, to escape or elude its operation The thoughtful Poet has well said if God were to enjoin or enforce chastisement or punishment, even the angels would be seized with terror and confusion, but that on the other hand, if He be inclined to deal according to his unimitable and boundless goodness and mercy, even Satan would venture to form hopes of enjoying a share of his favor

V 8 — *But Noah found grace, &c* )

This verse mentions nothing of the Divine commands and instructions which were conveyed through Noah to the people of that time But nevertheless we find it stated in the 2 Epistle of St Peter Chap II 5, that Noah preached righteousness to the world “Had not the same Spirit” says Bishop Wilson, “by St Peter told us, that he was a preacher of righteousness, we should not have known it This shows that a great many things in this short account which Moses gives, are omitted” It is therefore to be remembered, that Christian divines also confess to the brevity of the Mosaic account and acknowledge that it does not treat at all upon several of the earlier events of the first ages after the creation Hence, as a necessary consequence of the incompleteness of that history, when we chance to meet elsewhere with a statement referring to some of those events, we should not refuse to accept the same as true simply because it is not found stated in the Mosaic Cosmogony

† تفسیر دانیلی جلد ۱  
صفحہ ۲۳

۸ ( نوح نے پائی رحمت ) اس ورس میں حصرت نوح نے جو احکام الہی اپنے زمانہ کے لوگوں کو سنائی انکا کچھ بیان نہیں ہی حالانکہ سنت پیٹر کے نامہ ۲ باب ۲ ورس ۵ سے ہم پائے ہیں کہ حصرت نوح علیہ السلام نیکی کے وعظ کرنے والے تھے اسلئے † سب ولس صاحب لکھتے ہیں کہ، “اگر بدرجہ سیدت پیٹر کی اسی روح نے حسنے موسیٰ کو حردی ہمکو اطلاع دی ہوئی کہ نوح نیکی کا واعظ تھا تو ہمکو اسدات کی اطلاع بہوتی اس سے ثابت ہوتا ہی کہ موسیٰ کی اس مختصر بیان میں بہت سی باتیں بیان نہیں کی گئی ہں “ عرصہ اسدات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ علماء مسیحی بھی اس باب کے فایل ہیں کہ حصرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب میں گذشتہ واعاب کا مختصر بیان ہوا ہی اسکا نتیجہ یہہ ہی کہ اگر وحی کی زبان سے اس زمانہ کا ہمکو اور کوئی اسکا حال معلوم ہو جو نوریت مقدس میں مذکور نہ ہو تو آپسپ اس وجہ سے کہ وہ توریت مقدس میں نہیں ہی کچھ اعتراض نہیں ہو سکتا \*

V 15 — *Cubit*,) Shuckford informs us that the Jews made use of three cubits The common cubit, which was about one foot and a half of our measure 2 The sacred cubit, which was a hand's breadth more than the common cubit 3 the geometrical cubit, which was about nine feet The ark is to be measured by the common cubit The standard of the common cubit was that part of a man's arm which reaches from the bends of the elbow to the tip of the middle finger If we assume the stature of mankind in Mose's time to have been larger than it is now, we may suppose the common cubit something larger than we should now compute it if not, the strict measure of the ark would be, length 450 feet, breadth 75, height 45, and the best writers generally agree, that the common stature of mankind has always been much the same as it now is.

Christian doctors have likewise determined that the dimensions of the ark, reckoning the cubit at 18 inches, must have been of 42,413 tons burden A first rate man-of-war is about 2,200 and 2,300 tons burden, and consequently the ark had the capacity of stowage of 18 such ships, the largest in present use, and might carry 20,000 men with provision for six months, besides the weight of 1500 guns and military stores It was, therefore, by much the largest ship ever built Can we doubt

۱۵ (ہاتھ) † شکھورت صاحب لکھتے ہیں کہ یہودی اُس پیمانہ کو جسے یہاں ہاتھ کر کر تعمیر کیا ہی تین قسم کا استعمال کرتے تھے اول عام پیمانہ جو ورثہ دیروت کی بات میں تھا دویم مقدس پیمانہ جو عام پیمانہ سے دوگنا تھا تیسرے ردامی کا پیمانہ جو ورثہ دیروت کے تھا کستی کو عام پیمانہ سے ناپنا چاہیئے عام پیمانہ اتنا بڑا ہوتا تھا جسقدر ایک آدمی کا ہاتھ کہوئے سے بیچ کی انگلی کے سرے تک اگر ہم موسیٰ کے عہد کے انسانوں کے قد و قامت کو اب کے آدمیوں کی بہ نسبت زیادہ بڑا سمجھیں تو ہم عام پیمانہ کو جیسا کہ اب ہم اُسکو شمار کرتے ہیں اُس سے کچھ زیادہ بڑا سمجھیں اور اگر ایسا کریں تو کستی کا ٹھیک باب طول میں چار سو پچاس فٹ اور عرض میں پچھتر فٹ اور بلندی میں پندرہ فٹ ہوگا اور نہایت عمدہ مورخ عموماً اسباب پر اتفاق کرتے ہیں کہ سب انسانوں کا عام قامت ہمیشہ اسیسا ہی رہی جیسا کہ وہ اب ہی \*

ورن کستی کا علمائے عیسائی نے اس طرح پر قرار دیا ہے "کہ عام ہاتھ کو اٹھارہ انچہ شمار کرے سے کستی بنالیں ہزار چار سو تیرہ ٹن بوجھ اٹھانکی فائل تھی (ایک ٹن اٹھائیس ٹن کا ہوتا ہے) اول قسم کا چہارہ ہزار دو سو اور دو ہزار تین سو ٹن کے درمیان میں بوجھ اٹھانا ہے اس سب سے وہ کستی رمانہ حال کے بڑے بڑے چہاروں میں سے اٹھارہ چہار کے برابر تھی اور آسمیں بیس ہزار آدمی معہ ذخیرہ چہہ مہینے کے علاوہ اٹھارہ سو توپوں

محل پیدائش تیل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۱۹

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱  
صفحہ ۲۳

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۳۰۱۹

of its being sufficient to contain eight persons, and about 200 or 250 pairs of four-footed animals, (a number to which according to Buffon, all the various distinct species may be reduced,) together with food necessary for a twelve-month

V 18 — *My covenant,*) Although this is the first place in which a covenant is expressly mentioned in Scripture, yet it appears, from the form of words here used, not to have been a new one, but the same that existed before this time, and was now renewed with Noah for “will I establish my covenant with thee” as said in this verse, shows the covenant alluded to to have been one that must have been familiar and already extant. Let us now consider what this former covenant was. Scripture leads us to take the subject of which it is said “it will bruise thy head” Gen III 15, as the first covenant which God made with man. The people for whose instruction Noah came down had almost all become impious and profligate. When God being offended at their crimes, resolved to be avenged on them by a common destruction of the whole people, He told Noah that He would continue his covenant with him, this implied that the Noah’s subsequent posterity should continue to enjoy the covenant already made, by perpetuating their contest with the old Dragon, i.e., they should bruise and destroy that old and bitter enemy of man

کے اور تمام لوازمات جنگ کے آسکتے تھے پس نوح کی کمندی بھارت بڑا چہار تھا جیسا کہ یہی دنیا میں بہنیں مدھم آسکے اٹھہ شخصوں اور مرتب دوسو یا دوسو پچاس چار پاؤں کے حورزوں کے (بہت تعداد بموجب نعمت صاحب کے تمام مختلف مسموں حادوروں کی ہے) اور تمام حوراک و عذیرہ نازہ مہدیے کے حورچ کے لادوں آٹھائیکہ فائل ہوئے میں کیا کچھہ شک کرسکتے ہیں \* ۱۸ (اے عہد کو) یہہ پہلا مقام ہے جہاں عہد و پیمان کا ذکر کتاب مقدس میں آنا ہے مگر حو العاط بہاں استعمال ہوئے ہیں آنسی معلوم ہوتا ہے کہ بہہ دیا عہد نہیں ہے بلکہ حو عہد و پیمان پہلی سے ہو چکا تھا وہی عہد و پیمان نوح سے مانم ہوا ہے کیونکہ بہاں کہا ہے کہ میں اپنا عہد مانم کرونگا جس سے وجود عہد کا پہلی سے پایا جاتا ہے اب عور کرنا چاہیئے کہ وہ پہلا عہد و پیمان کیا تھا کتاب مقدس سے پہلا عہد و پیمان وہی پایا جاتا ہے جہاں کہا ہے کہ اولاد † آسکی سیطان کے سر کے تاک میں رہے گی، حصوف نوح کی مرتبہ تمام امب بدکار اور ناحدا پرست ہو گئی تھی حب اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کو اپنا سچا بنا تو حصوف نوح کو اپنا وہ عہد یاد دلانا کہ میں اپنا عہد تیرے ساتھ مانم کرونگا بعدی تیری اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں گی جو آس برائے اژدھے قدیم دشمنی سرمتح مدد ہو گئی \*

V 19 — *And of every living thing, two of every sort,* Bishop Kidder says that at least two of every sort, viz, a male and a female, were very necessary Mohomedan divines hold the same opinion as Christians, by believing that the two of a sort or species were male and female as is illustrated in the Tufseer Kabeer

۱۹ (سب جاندارے سب قسم سے دو) سب کڈر صاحب کہتے ہیں کہ یہاں یہ مراد ہے کہ کم سے کم دو یعنی ہر قسم کے اسلکہ میں کل روحوں میں اکیون الہی بحصرہ فی الوقت لکی لایقطع نسل داک اکیون و کل واحد مدہما روح لاکما یقولہ العامة ان الروح هو الاتقان روی انه لم تحمل الامایلد وینص و مری میں کل مالتدوین ای من کل امہ روحین وائیدین تاکید و زنادۃ بیان میں اس مطلب

قل، ہندائش مسیح علیہ السلام ۲۳۲۳  
قل، ہندائش محمد رسول اللہ صلع ۳۰۱۹

کو وصاحت سے لکھا ہے \*

V 20 — *two of every sort shall come unto thee,* Bishop Patrick says that God in the foregoing verse had said “two of every sort shall thou bring unto the ark” Which Noah might think impossible, for how should he get them together Therefore it is here explained in these words, “they shall come unto thee” by the care of God who made them and would guide them to it

۲۰ (دو سب سے آویں پاس تیرے) شب پتھرک صاحب کہتے ہیں کہ پہلے ورس میں خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ تو کستی میں ہر قسم کے دو کو داخل کیجیو جس باب کو روح نے ناممکن سمجھا ہو کیونکہ وہ آن سب کو کیونکر جمع کر سکتا تھا اسلئے اس مقام پر ان العاط سے کہ وہ تیرے پاس آئیدگی یہہ مدساء ہے کہ گویا خدا کی حفاظت یا تدبیر سے حسنی آپہیں نہانا اور کستی کیطرف لی گیا \*

V 22 — *Thus did Noah &c* ) It is thus said in the Holy Koran on the subject Noah built the ark as commanded by God, as often as a company of his people passed by him, they derided him, but he said, Though ye scoff at us, ye shall surely know on whom the punish-

۲۲ (وہساہی کیا) قرآن محمد سے سورہ ہود آیت ۳۸، ۳۹ و یصدع الفلک وکلما مرعلیہ ملا و من مومہ سحر و امہ فال ان تسحر و ماما سحر لوگ آپہر گذرتی

قل بیدادش      قل بیدادش  
مسیح علیہ      مسیح علیہ  
اللہ صلعم      اللہ صلعم  
۳۰۱۹      ۲۲۲۲

ment shall be inflicted, which shall cover him with sbame, and on whom a lasting punishment shall fall Soora Hood, V 38, 39 Stackhouse says the building of the ark by Noah was not only costly and laborious, but esteemed by the generality of the people very foolish and ridiculous, especially when they saw all things continue in the same state and in safety, for so many scores of years together

‡ تفسیر دائیلی جلد ۱  
صفحہ ۲۲

مذکورہ نسخوں      تھے اُن سے تہہا کرتے  
مذکورہ تعلیموں میں      تھے حصرت روح  
یاتیہ عذاب بحرہ      فرماتے تھے کہ اگر تم  
و بحل علیہ عذاب      ہم سے تہہا کرے ہو  
مقیم      تو ہم تم سے تہہا

کرتے ہیں حدسی تم تہہا کرتے ہو اب  
اگی حال لوگی کہ کثیر اتا ہے عذاب کہ  
رسوا کرے اُسکو اور اوتوتا ہے اُسپر عذاب  
ہمیشہ کا ‡ سندک ہوس صاحب لکھتی  
ہیں کہ بہہ کام حو حصرت روح نے کیا  
صرف بری لاگ کا اور محدث طلب  
ہی نہ تھا بلکہ سب لوگ اُسکام کو حمی  
اور لغو سمجھتے تھے خاص کرایسی حالت  
میں حدکہ لوگوں نے بہت سے برسوں  
تک تمام دہا کے کارخانوں کو ساری دستور  
اور پر اس پایا تھا \*



## ساتواں باب

## CHAPTER VII

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۷

قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

۱ نوح کا معة اپنے گھرانے اور حاندارونکی حرّے کے کشتی میں داخل ہونا  
۱۷ طوفان کا آنا اور پانی کا بڑھنا اور دیر تک ٹھہرنا

## GENESIS.

## توریت مقدس

1 AND the LORD said unto Noah, Come thou and all thy house into the ark, for thee have I seen righteous before me in this generation

2 Of every clean beast thou shalt take to thee by † sevens, the male and his female and of beast that are not clean by two, the male and his female

3 Of fowls also of the air by sevens, the male and the female, to keep seed alive upon the face of the earth

(ا) وَيَأْمُرُ يَهُوָهٗ لَنُوحٍ بَأْسَ الْبَهِيمَةِ  
اور کہا اللہ نے نوح کو آ † تو  
وَكُلِّبَيْتِهِ أَكُلِ الْبَهِيمَةِ كِرْأَتَهَا رَافِيَتِي  
اور سب گھر بیوا کستی مس کہ ‡ تعھکو دیکھا میں  
يَذْرِكُ لَفَنِي بِرُورِ هُوَ:  
صدیق اپنے سامھے اس زمانہ میں

(ب) مَكْلُ الْبَهِيمَةِ الْبَهِيمَةِ الْبَهِيمَةِ  
۲ سب ‡ چوٹائے پاک سے لے تو  
لَا شَبْعَةَ شَبْعَةَ أَشْوَ وَاشْتَوِ وَمَنْ  
اپنے واسطے سات سات بر اور اُسکی مادہ اور اُس  
الْبَهِيمَةِ أَشْوَ لَا شَبْعَةَ هُوَ شَبْعَتَيْنِ  
چوٹائے سے || جو نہیں پاک ہی رہے دو  
أَشْوَ وَاشْتَوِ:  
بر اور اُسکی مادہ

(ج) بِسْمِ مَعْوِیَ السَّمِیْمِ شَبْعَةَ شَبْعَةَ  
۳ لیکن اُڑنے والے آسمانوں سے سات سات  
وَكُلِّ وَنَکَبَةٍ لِّحَیَوَاتٍ زَبَعٍ عَلَی-هَنْزٍ كُلِّ  
تو و مادہ واسطے زندہ رکھے تعھ کے اور مہ تمام  
الْأَرْضِ:  
اس زمیں کے

† ۷ — ۷, ۱۳  
متی ۱۳ — ۲۸  
لوقا ۱۷ — ۲۶  
عبرانیان ۱۱ — ۷  
۱ پیٹر ۳ — ۲۰  
۲ پیٹر ۲ — ۵  
‡ باب ۶ — ۹  
رور ۳۳ — ۱۸, ۱۹  
امثال ۱۰ — ۹  
۲ پیٹر ۲ — ۹  
‡ باب ۷ — ۸  
احبار ۱۱ —  
† Heb. Seven se-  
ven  
|| احبار ۱۰ — ۱۰  
خرتیل ۲۲ — ۲۲

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

## HOLY KORAN &amp; Prophetical Sayings

۴ † وَيَصْعَقُ الْعَلَكُ وَكُلُّ مَرْعَالِيَةٍ مَلَأَتْ  
اور نوح کستی بنا رہی تھی اور حب وہاں سے  
مومہ سحر و امده مال ان تسحر و امده و ما  
روح کی قوم کے سردار حاتے تو اُسے ہسی کرے روح  
تسحر و امده کما تسحر و امده و سوف تعلمون  
نے کہا کہ اگر تم ہم سے ہستے ہو تو ہم سے ہستے

توریت مقدس

## GENESIS

(د) فِي لَيَمِیْمِ عَوْدَ شَبْعَةَ أَكُنْ  
۴ کبریکہ دوں بعد سات کے میں میں  
مَمْمِیْرٍ عَلَی-أَرْضِیْ أَرْبَعِیْمِ یَوْمِ  
برسیوالا اہوں اور اس زمیں کے چالیس \* دن  
وَأَرْبَعِیْمِ لَیْلَةٍ وَمَحِیَّتِي أَكُلِ  
ارچالیس رات اور مٹا دوں گا میں تمام

† سورة عود آیت ۳۷  
یعاذ ۳۹

\* باب ۷ — ۱۲, ۱۷

دیکھو اَمَّا عَشِيرَتِي مَعًا: مں یاتیدہ عذاب یحریہ و یحل علیہ عذاب  
اس موحود کو جو بنایا میں نے اوپر سے منہ اس زمین کے  
ہیں حسیکہ تم ہستے ہوا ہاں لوگی کس پر اتا  
مقیم  
ہے عذاب حورسوا کرے اُسکو اور اترتا ہے اُسپر  
عذاب ہمیشہ کا

قبل پیدائش قبل پیدائش  
محمدرسول مسیح علیہ  
اللہ صلعم السلام  
۶۹۲۲ ۲۳۳۷

4 And he built the ark, and so often as a company of his people passed by him, they derided him but he said, Though you scoff at us now, we will scoff at you hereafter, as you scoff at us, and ye shall surely know on whom a punishment shall be inflicted, which shall cover him with shame and on whom a lasting punishment shall fall Soora Hood, V 37—39

‡ Heb blot out

#### GENESIS

5 And Noah did according unto all that the LORD commanded him

6 And Noah was six hundred years old when the flood of waters was upon the earth

‡ باب ۶ — ۲۲

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

#### HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۷ ﴿ قَالَ اِسْ عِندَاس رِصِي اللّٰهُ عِندَ ﴾  
حضرت اس عیسیٰ نے کہا کہ کشتی میں نوح اور  
کار می السفینہ نوح و امرتہ و ثلث بنی  
اُنکی بیوی اور تین منہ سام اور حام اور یافث اور  
سام و حام و یافث و ثلثة نسوة لهم  
تیں اُنکی عورتیں تھیں

7 Ibn Abbas said the ark contained Noah, his wife, his three sons, Shem, Ham, and Japheth, and their three wives Tufseer Kabeer

4 For yet seven days, and I will cause it to rain upon the earth forty days and forty nights, and every living substance that I have made will I destroy ‡ from off the face of the earth

توریت مقدس

(د) وَيَعْلَمُ نَحْ كَقْلٍ اَمَّا عَشِيرَتِي مَعًا  
اور کیا نوح نے مانند سہ کی حورسوا کیا اُسکو

یہ کہہ :

اللہ نے

(۱) وَنَحْ بَنِي نَحْ مَعًا اَمَّا عَشِيرَتِي مَعًا  
اور نوح تھا پیدا ہوا چھ سو برس کا  
وہمبول ہوا مہمبول ہوا مہمبول ہوا

کہ طوفان ہوا یاسی کا اوپر اُس زمین کے

توریت مقدس

#### GENESIS

(۲) وَيَبْنِي نَحْ وَبَنِي وَنَحْ وَنَحْ

۷ ‡ اور آیا روح اور بیٹی اُسکی و عورت اُسکی و عورتیں

بَنِي اَمَّا عَشِيرَتِي مَعًا اَمَّا عَشِيرَتِي مَعًا

بیٹوں اُسکے کی ساتھ اُسکے کشتی میں نوحہ نانی

وہمبول :

طوفان کے

7 ¶ And Noah went in, and his sons, and his wife, and his sons' wives with him, into the ark, because of the waters of the flood

## GENESIS.

8 Of clean beasts, and of beasts that are not clean, and of fowls, and of every thing that creepeth upon the earth

9 There went in two and two unto Noah into the ark, the male and the female, as God had commanded Noah

10 And it came to pass || after seven days, that the waters of the flood were upon the earth

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

## HOLY KORAN &amp; Prophetical Sayings

۱۱ ﴿فَنفَخْنَا فِي الْأَوَّابِ السَّمَاءِ سَمَاءَ مَدْمُومٍ﴾  
پھر کھول دئی تھی دروازے آسمان کے ناپی کی  
و ﴿فَنفَخْنَا فِي الْأَرْضِ عَيْنُونًا فَالتَّقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ﴾  
ریل سے اور نہادئے تھے ہمیں کے جسم سے پھر مل گیا  
فد ودر \*  
ناپی ایک کام پر جو تھر چکا تھا

11 So We opened the gates of heaven, with water pouring down and we caused the earth to break forth into springs, so that the water of heaven and earth met according to the decree which hath been established Soora Kamei, V 11—12.

توریت مقدس

(ح) מִן-הַבְּהֵמָה הַטְּהוֹרָה וּמִן-  
A چرائے یاک سے اور  
הַבְּהֵמָה אֲשֶׁר אֵינָנָה טְהוֹרָה וּמִן-  
چرائے سے جو نہیں ہیں پاک اور  
הָעוֹף וְכָל אֲשֶׁר-רָמַשׁ עַל-הָאָדָמָה :  
اڑنے والے سے اور سارے جو رینگتے ہیں اُپر زمیں کے  
(ט) שְׁנַיִם שְׁנַיִם בָּאוּ אֶל-נֹחַ אֵל  
9 دو دو آئے اس نوح کے  
הַתֵּבָה זָכָר וּנְקֵבָה בְּאִשְׁרֵי צִוְּהָ אֱלֹהִים  
کسی تک پر و مادہ جیسا سمجھایا خدا نے  
אֶת-נֹחַ :  
نوح کو

(י) נִהְיָ לַשְּׁבַעַת הַיָּמִים וַיָּמִי  
1۰ † حسب ہرئی سات دن تو ناپی  
הַמַּבּוּל הָיוּ עַל-הָאָרֶץ :  
طوفان کا ہوا اُپر اُس زمیں کے

توریت مقدس

## GENESIS

§ سورة تہ آیت ۱۱، ۱۲ (یا) בַּשָּׁנָה שֶׁש־מֵאוֹת שָׁנָה לַחַיִּי  
۱۱ بیچ ستہ چھ سو برس زندگی  
נָח בַּחֹדֶשׁ הַשְּׁנִי בַשְּׁבַע־עָשָׂר יוֹם  
نوح میں مہینے دوسرے میں سترہویں دن میں  
לַחֹדֶשׁ בַּיּוֹם הַזֶּה נִבְקְעוּ כָל-מַעֲיֵנוֹת  
مہینے کو بیچ اِس دن کے † بہت گئے سہا جسمے  
תְּהוֹם רַבָּה וְאַרְבַּת הַשָּׁמַיִם נִפְתְּחוּ :  
لکھ عظیم کے اور † کھڑکان آسمانوں کی کھل گئیں

11 ¶ In the six hundredth year of Noah's life, in the second month, the seventeenth day of the month, the same day were all the fountains of the great deep broken up, and the § windows of heaven were opened

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسعود رسول  
السلام اللہ صلعم  
۲۳۲۷ ۲۹۲۲

|| Or, on the Seventh day

† (ترجمہ انگریزی)  
بعد سات دن کے  
(اور ترجمہ) ساتویں  
دن پر

‡ باب ۸ — ۲  
امثال ۸ — ۲۸  
حزقیل ۲۶ — ۱۹  
§ (اور ترجمہ) طوفان

کے دروازے  
باب ۱ — ۷  
۸ — ۲  
زمر ۷۸ — ۲۳

§ Or, flood gates

## GENESIS

12 And the rain was upon the earth  
forty days and forty nights

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ معتمد رسول  
السلام اللہ صلعم  
۲۳۴۷ ۲۹۲۲  
† باب ۷ — ۱۷

مطابقت قرآن معکد اور حدیث سے

## HOLY KORAN &amp; Prophetical Sayings

۱۳ || قال اس عمار رصي الله عده  
حضرت اس عمار نے کہا کہ کستی میں نوح اور  
کال مي السعينة نوح وامرته وثلاث نديں  
اُنکی بیوی اور تین بیٹی سام اور حام اور یافث  
سام و حام و یافث و ثلثه نسوة لهم  
اور تین اُنکی عورتیں تھیں

13 Ibn Abbas said the ark contained  
Noah, his wife, his three sons, Shem,  
Ham and Japheth, and their three wives  
Tufseer Kabear

۱۴ و ۱۵ و ۱۶ † اسلکھ مس کل روحین  
نٹھالی اُسکو ہر حورّی حیوان میں سے  
من الجن والانس من الارض والسموات  
جو حاضر ہو اُسکی ناس اُسوقت مس دو ایک نر  
الذكر والانثی لکی لاندعط نسل دالک  
ایک مادہ ناکہ نہ حاسی رہے نسل اس حیوان کی  
الجن والانس من الارض والسموات  
اور کہا گیا ہے کہ اُنہوں نے یہیں نٹھایا مگر اُنکو جو  
و مری مس کل نالکونوں ای مس کل امّة  
بیچہ دنتی تھی اور اندہ دیتے تھی اور یوں بھی آنا  
روحین  
ہی کہ ہر قسم میں سے حورّی نٹھایا تھا

14, 15, 16 Noah was commanded  
to provide shelter in the ark for every  
pair of the animals, a male and female,  
that might come to him at the time  
appointed, in order their species might  
not become extinct Tradition tells us

† Heb. Hing

توریت معمدس

(یو) ויהי הגשם על-הארץ ארבעים  
۱۲ † اور تھا منہ اور اُس زمیں کے چالیس  
یوم וארבעים لילה:  
دس اور چالیس رات

توریت مقدس

## GENESIS

(یو) בעצם היום הזה בא נח ושם-  
۱۳ بیچ اُسی دس کے † آیا نوح اور شیم  
وحم وיהی הגשם على الارض اربعين  
اور حام اور یافث بیچے نوح کے اور عورت نوح کی اور تین  
نشی بَنُو اَهِم اَل-هَتֶּבֶה:  
عورتیں بیٹوں اُسکے کی ساتھ اُنکے ساتھ کستی میں

13 In the selfsame day entered  
Noah, and Shem, and Ham, and Ja-  
pheth, the sons of Noah, and Noah's  
wife, and the three wives of his sons with  
them, into the ark,

(یو) והמה וכל-החיה למינה וכל  
۱۴ || دے اور سب حاندار انبی قسم اور سب  
הבהמה למינה وכל-הרמש הרמש  
چارائے انبی قسم کے اور سب رینگنے والا جو رینگتا ہی  
על-הארץ למינהו وכל-העוף למינהו  
اور دمس کے اِنے جس کے اور سب اڑنے والا اِنے جس  
כל צפור כל-چנף:  
کے سب حریا † سب دی حنا

14 They, and every beast after his  
kind, and all the cattle after their kind,  
and every creeping thing that creepeth  
upon the earth after his kind, and every  
fowl after his kind, every bird of  
every † sort

that Noah did not let any other animals come in the ark but those that brought forth young ones or gave eggs. While some have said he received every kind of animals Tufseer Kabeel

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسعود رسول  
السلام اللہ صلعم  
۲۳۳۷ ۲۹۲۲

## GENESIS

توریت مقدس

15 And they went in unto Noah into the ark, two and two of all flesh, where- in 26 the breath of life.

(15) וַיָּבֹאוּ אֵל-נֹחַ אֶל-הַתְּבָה

15 اور آئے نوح کے کسی میں  
سب احسام جو رکھتے تھے روح  
ہیں:

† باب ۶ — ۲۰

16 And they that went in, went in male and female of all flesh, as God had commanded him and the LORD shut him in

(16) وَהָבָאִים זָכָר וּנְקֵבָה מִכָּל-

۱۶ اور آنے والے نر و مادہ ہر جسم  
بشر باؤ کاشر عورت اُنہیں  
سے آئی ‡ جیسا کہ سمجھا اُسکو خدا نے  
نہیں: یسگر یسگر

‡ باب ۷ — ۴ و ۲

اور خدا نے بعد اُسکی

17 And the flood was forty days upon the earth, and the waters increased, and bare up the ark, and it was lift up above the earth

(17) וַיְהִי הַמָּבּוּל אַרְבָּעִים יוֹם עַל-

۱۷ ۴۰ اور پچاس دنوں حالس دس اور  
ہزاروں نیربہ ہوا اُنہیں  
اُس زمین کے اور نہا ناسی اور اُنہیں کسی  
تہہ و تہہ میں: اُنہیں  
کو اور بلند ہوا اور سے زمین کے

§ باب ۷ — ۲ و ۱۲

18 And the waters prevailed, and were increased greatly upon the earth, and the ark went upon the face of the waters.

(18) וַיִּגְבְּרוּ הַמַּיִם נִירְבּוּ מְאֹד

۱۸ اور زور سوز کا ہوا ناسی اور نہا نہت اور  
عظیم ہوا اور تہہ و تہہ میں: اُنہیں  
اُس زمین کے || اور حلی کسی اور مدہ ناسی کے

|| زور ۱۰۴ — ۲۶

19 And the waters prevailed exceedingly upon the earth, and all the high hills, that were under the whole heaven, were covered

(19) وَהַמַּיִם גָּבְרוּ מְאֹד

۱۹ اور ناسی کا زور ہوا نہت نہت  
عظیم ہوا اور تہہ و تہہ میں: اُنہیں  
اور اُس زمین کے \* اور چھاندا سب پہاڑوں اور  
اُنہیں تہہ و تہہ میں:

\* زور ۱۰۴ — ۶  
پرمانہ ۳ — ۲۳

جو تھے سب آسمانوں کے

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام السلام  
۲۹۲۲ ۲۳۲۷

20 Fifteen cubits upward did the waters prevail, and the mountains were covered

(د) חמש עשרה אמה מלמעלה

۲۰ سدرة هاتفه اور سدرة

גברו המים ויבסו ההרים :

گیا ناپی اور چھا دیا پہاڑوں کو

(نا) ויגוע כל-בשר הרמש על

۲۱ † اور مر گیا سب جسم جو چلتا اور اُس

הארץ בעוף ובבהמה ובתיה ובכל-

زمین کے مع اورے والے اور مع حوائط اور مع سب

השרץ השרץ על-הארץ وكل האדם :

رینگنے والے کے حورینگنا اور اُس زمین کے اور سب آدمی

כב כל אשר נשמת-רוח חיים באפו

۲۲ § سب جو کہ سانس روح زندگی کی اُسکی ناک

مכל אשר بحرבה מתו :

میں تھی ہر ایک سے جو تھا حسکی میں مر گیا

21 And all flesh died that moved upon the earth, both of fowl, and of cattle, and of beast, and of every creeping thing that creepeth upon the earth, and every man

† باب ۶ — ۱۷، ۱۳

باب ۷ — ۲

ایوب ۲۲ — ۱۶

مسی ۲۴ — ۳۹

لوقا ۱۷ — ۲۷

۲ پیتر ۳ — ۶

† Heb The breath of the spirit of life

§ باب ۲ — ۷

( ترجمہ انگریزی ) دم

زندگی کا

22 All in those nostrils was † the breath of life, of all that was in the dry land, died

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings

† سورة شعري آیت ۱۱۸ و ۱۱۹

۲۳ \* فاصفاه ومن معه في الملك

پھر بھا دیا ہمیں اُسکو اور جو اُسکے ساتھ تھے

المسكون ثم اعرافنا بعد الانبياء

اُس بھری کستی میں پھر قوتا دنا ہمیں بعد کو اُن

رھے ہوڑوں کو

† سورة عنكبوت آیت ۱۵

† فاصفاه واصحاب السعينة وحملناها

سہ بھا دیا ہمیں اُسکو اور کسبی والوں کو اور کنا

اینا للعالمین

\* ۱ پیتر ۳ — ۲

۲ پیتر ۲ — ۵

۶ — ۳

§ سورة صافات آیت ۷۵ لغایت ۸۳

ہمیں اُسکو سانی واسطے جہاں والوں کے

\* ولقدنا دنا روح الملکین و

اور ہمکو نکارا تیا روح لے سو کہا اچھے بدھنی

اصفاه واهله من الکوف العظیم وحملناه

والی نکار برھیں ار بھا دیا ہمیں اُسکو اور اُسکے گھر

دریتہ ہم الانبیاء و ترکنا علیہ می الاحسن

کو اُس نہی گھبراہٹ سے اور رکھی ہمیں اُسکی اولاد

سلام علی روح می العالمین انا کذلک

ہی رہے حائے والی اور چھوڑا ہمیں اُسپر بھلے لوگوں

توریت مقدس

GENESIS

(د) וימח את-כל-היקום אשר

۲۳ اور مٹا دیا تمام اُس مرحد کو جو تھا

על-פני האדמה מאדם עד-בהמה

اور منہ اُس زمین کے آدمی سے حوانات تک

עד-رمش ועד-עוף השמים וימחו من-

رینگنے والے تک اور اُڑنے والے آسمانوں تک اور مٹ گئے

הארץ וישאר אדם-נתן ואשר אתו

اُس زمین سے اور نہ گیا \* نعل روح اور جو تھا اُسکے ساتھ

בתבה :

کستی میں

نَحْنِي الْمَحْسُوزِينَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ الْاُمُومِيْنَ  
مِنْ كَذِبٍ سَلَامٌ هِيَ نُوْحٌ بِرِ سَارِے حَہَاں رَالُوں مِیں ھم  
ثُمَّ اَعْرِضْنَا الْاٰخِرِيْنَ

اسی طرح بدلا دیتے ھیں نیکی والوں کو وہ ھی ھمارے  
بندوں ایمان والوں میں سے پھر دُونا دیا ھئے دُوسروں کو  
‡ وَالْحَيٰدَاۃَ وَالذِّیْنَ مَعَهُ فِی الْفَلَکِ وَاَعْرِضْنَا  
پھر ھم نے بھالنا اُسکو اور حو اُسکے ساتھ تھے کسی  
الذین کدواں نایتنا اہم کادو فوم اعمین  
میں اور عرو کیئے حو چھوٹھلے تھے ھماری آئیں  
وہ لوگ تھے اندھے

‡ وَالْحَيٰدَاۃَ وَاَمِنْ مَعَهُ فِی الْفَلَکِ و  
پھر ھم نے بھا دیا اُسکو اور حو اُسکے ساتھ تھے  
جعلنا ھم حالانف و اعرضا الذین کدوا  
کستی میں اور اُنکو قائم کیا جگہ پر اور دُونا دیئے حو  
نایتنا فاطر کدھ کان عافدة الممددین  
چھوٹھلے تھے ھماری باتیں سو دیکھ آہر کنا ھو  
حنکو دُونا تھا

23 We delivered him, and those who were with him, in the ark filled with men and animals, and afterwards we drowned the rest. Soora Shoara, V 118—119

We delivered him and those who were in the ark, and we made the same a sign unto all creatures. Soora Ankaboot, V 15

Noah called on us in former days and we heard him graciously and we delivered him and his family out of the great distress, and we caused his offspring to be those who survived to people the earth and we left the following salutation to be bestowed on him by the latest posterity, namely, Peace be on Noah among all creatures! Thus do we reward the righteous, for he was one of our servants, the true believers

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام اللہ صلی  
۲۹۲۲ ۲۳۲۷

|| سورة اعراف ۷ آیت  
۶۳

سورة یونس ۱۰ آیت  
۷۳

23 And every living substance was destroyed which was upon the face of the ground, both man, and cattle, and the creeping things, and the fowl of the heaven, and they were destroyed from the earth and Noah only remained *alive*, and they that *were* with him in the ark

قتل پیدائش ۲۳۳۷  
مسیح علیہ  
محمدرسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

Afterwards we drowned the others  
Soora Saffat, V. 75—83

We delivered him and those who were  
with him in the ark who charged our  
signs with falsehood, for they were a  
blind people Soora Araf, V 64

We delivered him, and those who  
were with him in the ark, and we caused  
him to survive the flood, but we drown-  
ed those who charged our signs with  
falsehood Soora Yoonoos, V 73

## GENESIS

24 And the waters prevailed upon  
the earth an hundred and fifty days

† باب ۸ — ۳ و ۴  
کو مطالب کرد اسی باب  
کے درس ۱۱ سے

توریت مقدس

בַּדּוֹבְרוּ הַמַּיִם עַל-הָאָרֶץ חֲמִשִּׁים  
יָמִים † اور چھا رہا مای اور اُس زمیں کے بھاس

نمات یوم :

اور سو دن

## NOTES

Chap VII V 2 — *by sevens,* )  
All the commentators are of opinion  
that this phrase denotes seven couples of  
every sort The command given in the  
foregoing verses to keep a single pair of  
each kind was intended to 'perpetuate  
and maintain the species, and the seven  
pairs here spoken of has reference to the  
purpose of God to provide for Noah's  
family a sufficient supply of animal food  
and also for the purpose of the sacri-  
fices which were to follow after the  
Deluge

تفسیر

۲ (سات سات) سات معصروں کی  
یہہ رائے ہے کہ سات سات سے سات سات  
حورے مراد ہیں پہلی ورسوں میں اور  
اگلی ورسوں میں جو ایک ایک حورہ  
یعنی ایک بروانک مادہ کے لینے کا  
بیان ہے وہ صرف نقائی نسل کے لینے  
کہی گئی تھی اور یہاں جو اُس سے  
ربادہ لینے کا ذکر ہے یہہ واسطے قربانی  
کی جو بعد طوعاں کی جارہی اور دیر  
واسطے حوراک کے حب آسکی حاجت ہو  
لینے کیئے ہیں \*

V 16 — *And the Lord shut him in,* )

Bishop Kidder says God probably by  
the ministry of an angel, fastened and  
secured the door of the ark, into which  
Noah had entered, from the dangers of  
the waters, as well as against the at-  
tempts of those, that might have broken

† تفسیر ڈائیلی حلد ۱  
صفحہ ۲۶

۱۶ (نند کیا اللہ نے بعد اسکے)  
مسب † کڈر صاحب فرماتے ہیں کہ عالماً  
حدا نے کسی ورشتہ کے دربعہ سے کسی  
کے دروازہ کو حسمیں حصرب موج داخل  
ہونے سے پانیوں کے خطرہ سے اور لوگوں  
کے قصدوں کے برخلاف جو آسمیں گھس



تبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۷

تبل پیدائش  
مکتبہ رسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

in upon him. But the simple and plain meaning of the passage may be thus explained when a man does a thing under the command or will of God, his doing it is applied to God, as though it was done by God himself. Accordingly after all that were to go in had entered the ark, God directed Noah to shut its doors, which in the sense aforesaid is tantamount to this that *God shut the door*

آتے بند کیا تھا “ مگر سادگی سے جو مطلب ورس کا معلوم ہوتا ہے وہ اسقدر ہے کہ جب بندہ خدا کے حکم بموجب کوئی کام کرتا ہے تو وہ کام خدا ہی کے طرف اس طرح پر منسوب ہوتا ہے کہ گویا خدا ہی اسکا کرے والا تھا پس جب سب چیزیں اور حائس جو کستی میں داخل کر دی مدظور تھیں سب آگئیں تو خدا نے دروازہ بند کر دیا حکم دیا اور حضرت نوح نے دروازہ بند کر لیا اور اسیلئے کہا گیا کہ بند کیا اللہ نے بعد اسکی \*

V 17 — *And the flood was &c* ) Pyle says at the end of forty days the waters were come just high enough to lift the ark from the ground, and afterwards increased so far as to carry it freely hither and thither as the waves drove it

۱۷ ( اور تھا طوفان ) بائبل صاحب فرماتے ہیں کہ انعام میں چالیس روز کے باقی اسقدر چڑھ گئی کہ جس سے کستی زمین سے اونچے ہو جاوے اور بعد ازاں اسقدر بڑھ گئی جس سے کستی آرا دی سے ادھر ادھر بھرتی تھی جس طرح ہر کہ اسی موحی لگتی تھیں \*

— *Forty days,* ) The flood is said in the 12th verse of this chapter to have prevailed forty days and forty nights, while here we have only forty days. It may with probability be suggested that this seeming discrepancy is due to carelessness on the part of those by whom the translations were collated with the original scriptures since the phrase “ forty days and forty nights ” is found inserted in this passage as well in the Greek as in several Latin Bibles. And sensible of the reasonableness and propriety of his suggestion Mr Horne in his “ Introduction to the Study of Scriptures ” recommends the omission in question to be supplied in the original Hebrew Text.

( چالیس دن ) بارہوں ورس میں بیان ہوا ہے کہ چالیس دن اور چالیس رات اور اس ورس میں صرف چالیس دن ہے اس اختلاف کا سبب غالباً غلطی مقابلہ کی ہے چنانچہ ترجمہ یونانی اور بہت سے نسخوں لاطینی میں لفظ چالیس دن اور چالیس رات کا موقوف ہے اور اسیلئے ہارن صاحب اپنے انٹروڈکشن میں لکھتے ہیں کہ عبری میں بھی یہ الفاظ بڑھادی چاہیئیں \*

قبل پیدائش  
محمّد رسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۷

V 20 — *Fifteen cubits, &c* ) According to Dr Stackhouse the highest mountains in the world were covered over by fifteen cubits, i e 22½ feet, of water It has been discovered by observation that no mountain on the earth is higher than four miles Hence, according to the explanation given by Dr Stackhouse, the waters of the Flood must have covered the whole earth to a depth of 4 miles and 22 feet and thus spread over all sides of it I do not however concur in this observation, as I shall shortly proceed to show in my comments on the subject under notice

۲۰ ( پندرہ ہاتھ ) بموجب قول سیٹک ہوس صاحب کے تمام دیا میں جو اونکے سے اونکے پہاڑ ہیں آپر پندرہ ہاتھ یعنی سارے نائیس فیت پادی چڑ گیا تھا امتحان سے معلوم ہوا ہی کہ دیا میں کوئی پہاڑ چار میل سے زیادہ سندھا بلند نہیں ہی پس سیٹک ہوس صاحب کے قول بموجب زمین سے چار میل اور سارے نائیس فیت پادی بلند ہو گیا تھا اور پیر پادی زمین کے ایک طرف نہ تھا بلکہ چاروں طرف اسی مقدار سے چڑھا ہوا تھا میں اس قول میں اتفاق نہیں کرتا جیسا کہ عنقریب معلوم ہونے والا ہی \*

## آٹھواں باب

## CHAPTER VIII.

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۷  
قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلیع  
۲۹۲۲

۱ طوفان کے پانی کا گھٹ حانا ۴ کستی کا کوہ اراوات پر نگ حانا ۷ کوہ  
اور کپوتر کو چھوڑنا ۱۵ نوح کا حکم یا نا ۲۸ کہ کسی سے نکلی ۲۰ نوح کا دریاں گاہ  
یدانا اور قربانی گذرا نا ۲۱ خدا کا اُس قربانی کو منظور کرنا اور وعدہ کرنا کہ زمین  
پر لعنت پھر نہ بھیجی جائیگی \*

## GENESIS.

## توریت مقدس

AND God remembered Noah, and every living thing, and all the cattle that was with him in the ark and God made a wind to pass over the earth, and the waters assuaged

(ا) וַיִּזְכֹּר אֱלֹהִים אֶת-נֹחַ וְאֶת-כָּל-

۱ اور + یاد کیا خدا نے نوح کو اور سب  
چیزوں کو اور تمام جانداروں کو جو  
ساتھ اُس کے تھے  
۲ وַיַּשְׁבֵּן הַמַּיִם  
۳ کستی میں اور + حلائے خدا نے ہوا اُردن اُس زمین کے  
۴ وַיִּשְׁכַּח הַמַּיִם  
۵ اور سوکھ گئے نالی

+ باب ۹ — ۲۹  
حروج ۲ — ۲۴  
اسموتیل ۱ — ۱۹

± حروج ۱۴ — ۲۱

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN & Prophetical Sayings.

۲ و ۱۴ + وفیل یا ارض ایلعی ماءك و  
اور حکم آیا اے زمین نگل جا انا پانی اور اے  
یاسماء ایلعی و عصف الماء و عصف الامر و استوف  
اسماں نہم جا اور سکھا دنا نالی اور ہو حکما کام اور  
علی الکودی وفیل بعد الملقوم الظالمین  
کستی پہری حودی بہار پر اور حکم ہوا کہ در ہوں  
قوم بے انصاف

توریت مقدس

GENESIS

(ب) וַיִּסְכְּרוּ מַעֲיִנַת תְּהוֹם וְאַרְבַּת

۲ اور سد ہو گئی کی سوت نالی کی اور کھڑکیاں  
۳ وַיִּסְכְּרוּ הַגִּשְׁמִים מִן-הַשָּׁמַיִם :

اسماں کی اور مدقطع ہو گیا || مہینہ اسماء سے

(ج) וַיִּשְׁבּוּ הַמַּיִם מִעַל הָאָרֶץ הַלֵּוֹד

۳ اور گھٹ نے لگانا پانی اُردن سے اُس زمین کے بہت  
۴ وַיִּשְׁכַּח הַמַּיִם مִן-הָאָרֶץ  
۵ موت کے اور کم ہوا پانی مدت + بھاس  
۶ وַיִּמָּאֵת יוֹם :

اور سو دن میں

(د) וַיִּתְּנָה הַתְּהוֹמָה בְּחֹדֶשׁ הַשְּׁבִיעִי

۴ اور تہری کسی مہینے ساتوں میں

بشبعہ-عشر یوم لחדش علی ہر

سبھوس  
۵ وַיִּתְּנָה  
۶ دس میں مہینے کے اور بہار

ارارات کے \*

+ سرورہ ہود آیت ۴۴  
۵ باب ۷ — ۱۱

|| انوب ۳۸ — ۳۷

\* ( ترجمہ انگریزی )  
بی در بی

+ باب ۷ — ۲۴

+ ( گالیدی ) قودو  
( عربی ) حودی

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۲۹۲۲ ۲۳۲۷

† Heb *in going  
and returning*

2 3 4 And it was said, O earth, swallow up thy waters, and thou, O heaven, withhold thy rain And immediately the water abated, and the decree was fulfilled, and the ark rested on the mountain Al Judi, and it was said, Away with the ungodly people! Soora Hood, V 44.

## GENESIS

‡ Heb *were in  
going and decreas-  
ing*

† (ترجمہ انگریزی)  
دم دم

5 And the waters ‡ decreased continually until the tenth month in the tenth month, on the first day of the month were the tops of the mountains seen

6 ¶ And it came to pass at the end of forty days, that Noah opened the window of the ark which he had made

‡ باب ۶ — ۱۶  
\* (ترجمہ انگریزی)  
ادھر ادھر

7 And he sent forth a raven, which went forth § to and fro, until the waters were dried up from off the earth

§ Heb *in going  
forth and return-  
ing*

8 Also he sent forth a dove from him, to see if the waters were abated from off the face of the ground,

|| Heb *caused her  
to come.*

9 But the dove found no rest for the sole of her foot, and she returned unto him into the ark, for the waters were on the face of the whole earth then he put forth his hand, and took her, and ||

2. The fountains also of the deep and the windows of heaven were stopped, and the rain from heaven was restrained,

3 And the waters returned from off the earth † continually and after the end of the hundred and fifty days the waters were abated

4 And the ark rested in the seventh month, on the seventeenth day of the month, upon the mountains of Ararat

توریت معدس

(ه) והמים היו הלך והסור עד  
۵ اور مانی تھا † چلتا اور کم ہوتا  
ההרש העשירי בעשירי באחד לחדש  
ماہ دہم تک دسویں میں پہلی کو مہینے کی  
نراو ראשי ההרים:

نظر آئیں چوٹیاں اُس پہاڑوں کی

(و) ויהי מקץ ארבעים יום ויפתח  
۶ اور ہوا بعد چالیس دن کے کہ کھول دیا  
נח את-הלון התבה אשר עשה:  
روح ے ‡ کھڑکی کو کستی کی حسکو بنایا تھا

(ז) וישלח את-הערב ויצא יצוא  
۷ اور چھوڑ دیا کوء کو اور نکلا \* حانا  
ושוב עד-ירבשת המים מעל הארץ:  
اور لوٹ آتا سرکھے تک مانی کے اور سے اُس زمیں کے

(ח) וישלח את היונה מאתו  
۸ بھر چھوڑ دیا کبوتری کو اپنے ناس سے  
לראות הקלו המים מעל פני  
دیکھے کو کیا گھٹا مانی اور سے مہینہ  
הארדמה:

اُس زمیں کے

(ט) ולא מצאה היונה מנוח לכף

۹ اور نہ مانی کبوتری نے جگہ واسطے کف

רגלה ותשב אליו אל התבה כי  
ما کے اور بھر آئی ناس اُسکے کستی میں کہ

pulled her in unto him into the ark

10 And he stayed yet other seven days and again he sent forth the dove out of the ark

11 And the dove came in to him in the evening and, lo, in her mouth *was* an olive leaf pluckt off so Noah knew that the waters were abated from off the earth

12 And he stayed yet other seven days, and sent forth the dove, which returned not again unto him any more

13 ¶ And it came to pass in the six hundredth and first year, in the first month, the first day of the month, the waters were dried up from off the earth and Noah removed the covering of the ark, and looked, and, behold, the face of the ground was dry

14 And in the second month, on the seven and twentieth day of the month,

מים על פני כל הארץ וישלח ידו  
ہائی تھا اور منہ تمام اُس زمیں کے اور بھاٹا ادا ہاتھ  
وینקה ויבא אתה אליו אל-התבה:  
اور بھلا اُسکو اور لے آنا اُسکو ناس ایسے کسبی میں  
(و) ויחל עוד שבעת ימים  
۱۰ اور تہرا بھر سات دنوں  
אחרים יסוף שלח את היונה מן  
یعد کو اور بھر حورزا کنوتری کو  
התבה:

کشتی سے

(יא) ותבא אליו היונה לעת ערב  
۱۱ اور آئی ناس اسکے کنوتری وقت سام کے  
והנה עלה זית זרף בפיה  
اور تھی دسی دنوں کی تودہ ہوتی اسکے منہ میں  
וידע נח כי קלו המים מעל הארץ:  
تدھی حانوح نے کہ گھٹ گیا نانی اور سے اس زمیں کے  
(יב) ויחל עוד שבעת ימים אחרים  
۱۲ اور تہرا بھر سات دنوں بعد کو  
וישלח את היונה ולא יספה שוב  
اور حورزا کنوتری کو اور نہ بھر آئی  
אליו עוד:  
ناس اسکے بعد اسکی

(יג) ויהי באחת ושש מאות שנה  
۱۳ اور ہوا ایک اور چھ سو برس مس  
בראשון באחד לחדש חרבו המים  
بہلے مس بہلی کو مہینہ کی سوکھ گئے نانی  
מעל הארץ ויכר נח את מכסה  
اور سے اُس زمیں کے اور اُٹھایا نوح نے پردہ کو  
התבה וירא והנה חרבו פני  
کشتی کے اور دیکھا کہ سوکھ گیا منہ  
הארץ:  
اس زمیں کا

(יד) ובחדש השני בשבעה ועשרים

۱۴ اور مہینے دوسرے مس ستائیسویں

قبل پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۷  
قبل پیدایش  
محمّد رسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

۲۳۲۶ ۲۹۲۱

قل نیدایش      قل نیدایش  
مسیح علیہ      محمد رسول  
السلام      اللہ صلعم  
۲۳۲۶      ۲۹۲۱

was the earth dried

مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے

HOLY KORAN &amp; Prophetical Sayings

۱۵ و ۱۶ + میل نابوح اهدط سلام مدا

حکم ہوا اے روح اُور سلامتی کے ساتھ ہماری  
ونرکت علیک وعلی اسم من مملک وامن  
طرف سے اور درکنوں کے ساتھ تحفہ بر اور کتنی برتوں  
سد متعہم ثم نمنہم مدا عذاب الم  
بر تیرے ساتھ والبریں اور کتنی برتوں کو فائدہ  
دینگی ہر پہونسی گی اُنکو ہماری طرف سے دکھ  
کی مار

+ باب ۷ — ۱۳

15 16 It was said unto him, O  
Noah, come down from the ark, with  
peace from us, and blessings upon thee  
and upon a part of those who are with  
thee, but as for a part of them, we will  
suffer them to enjoy the provision of this  
world, and afterwards shall a grievous  
punishment from us be inflicted on them,  
in the life to come, Soora Hood, V 48

## GENESIS

17 Bring forth with thee every liv-  
ing thing that is with thee, of all flesh,  
both of fowl, and of cattle and of every  
creeping thing that creepeth upon the  
earth, that they may breed abundantly  
in the earth, and be fruitful, and multi-  
ply upon the earth

|| باب ۱ — ۲۲

18 And Noah went forth, and his  
sons, and his wife, and his sons' wives  
with him

19 Every beast, every creeping  
thing, and every fowl, and whatsoever

یوم لחדش יבשה הארץ :

دس مہینے کے سوکھ گئی وہ زمیں

توریت مقدس

## GENESIS

(۱۵) וידבר אליהם אל נח לאמר:

۱۵ اور کہا خدا نے نوح سے کہا

(۱۶) צא מן התבה אתה ואשתך

۱۶ نکل کستی سے + تو اور عورت تیری

وبניך ونשי בניך אתך :

اور بیٹے تیرے اور عورتیں بیٹوں تیرے کی ساتھ تیرے

15 ¶ And God spake unto Noah,  
saying,

16 Go forth of the ark, thou, and thy  
wife, and thy sons, and thy sons' wives  
with thee

توریت مقدس

(۱۷) כָּל הַחַיָּה אֲשֶׁר אִתָּךְ מִכָּל

۱۷ سب + جاندار جو ساتھ تیرے سب

בָּשָׂר בָּעוֹף וּבַבְּהֵמָה וּבְכָל הָרֶמֶשׂ

حسم سے معہ پرد اور معہ پریمت کے اور معہ سار دنگے والوں کے

הָרֶמֶשׂ עַל הָאָרֶץ הֵיכָא אֲתָךְ

جو ریگتے ہیں اور اس زمیں کے نکال ساتھ اے

וּשְׂרָצוּ בָאָרֶץ וּפְרוּ וּרְבוּ עַל-הָאָרֶץ .

کہ کللائیں زمین پر اور || پھیلیں اور بڑھیں اور اس زمیں کے

(۱۸) הֵיכָא אֲתָךְ וּבְנֵיךָ וְאִשְׁתּוֹ וְנָשֵׁי-

۱۸ اور نکلا نوح اور بیٹے اُسکے اور عورت اُسکی اور عورتیں

بְנֵיךָ אִתּוֹ :

بیٹوں اُسکی کی ساتھ اُسکے

(۱۹) כָּל הַחַיָּה כָּל-הָרֶמֶשׂ וְכָל

۱۹ سب جاندار سب ریگتے والا اور سب

قبل یددایش	قبل یددایش
مستند رسول	مسیح علیہ
اللہ صلعم	السلام
۲۹۲۱	۲۳۳۶

(ب) یوبن نہ موزح لیہوہ ویکح  
۲۰ اور مدایا نوح ے مدیح واسطے اللہ کے اور کیا  
مکل ہبہمہدہ ہٹھورہ و مکل ہٹھورہ  
† سس حوٹاؤں تاک سے اور سس ہٹھورہ  
ہٹھورہ ویکل علوت ہموزح:  
تاک سے اور حڑھایا حڑھورا مدیح ہ

(بنا) **וַיִּבַח יְהוָה אֶת רִיחַ הַמִּיחָח**  
 ۲۱ اور سوتھکی اللہ نے سو † رضامندی کی  
**وַיֹּאמֶר יְהוָה אֵל לְבוּ לֹא אִסְפָּה**  
 اور کہا اللہ نے اپنے دلہن سے  
**לִקְלֹל עוֹד אֶת הָאֲדָמָה בְּעִבּוֹר**  
 † لعب کرینگا بعد اسکی اس رمب کو واسطے  
**הָאֲדָם כִּי יֵצֵר לֵב הָאָדָם רֵעַ**  
 آدمی کے کیونکہ || خیال دل آدمی کا بدھے  
**مَنْعָרָיו وَلֹא אִסְפָּה לְהַכּוֹת אֶת כָּל**  
 لڑکس اُسکی سے اور \* تہ بھر ماروگا  
**כִּי כֹאשֶׁר עָשִׂיתִי :**  
 دتہہ کو حسا کا مبدی

§ O<sub>1</sub>, *though*

۹ — اخبار ۱  
 ۴۱ — ۴۰ حرمک  
 ۱۵ — ۲ کارنبییاں  
 ۲ — ۵ امنسیاں  
 ۱۷ — ۳ بات  
 ۱۶ — ۶  
 ۵ — ۶ باب ||  
 ۴ — ۱۴ ایوب  
 ۱۴ — ۱۵  
 ۵ — ۵۱ زمر  
 ۹ — ۱۷ یمرناہ  
 ۱۹ — ۱۵ متی  
 ۲۱ — ۱ رومناں  
 ۲۳ — ۳

(دب) עוד כל ימי הארץ זרע  
 ۲۲ † بعد اسکے سب دنوں اس زمیں کے پورا  
 مَکْصِر و کَر و حَم و کِیْز و حَرَف و یوہ  
 اور کاتنا اور سردی اور گرمی اور ریح اور حرس اور † دس  
 جَلِيلَه لَا یَسْبَتُو :  
 اور رات مرقوف نہ ہوگے

10,11 — 9 6 \*

٨ — ٥٢ اسعياہ †  
٢٥, ٢٠ — ٣٣ یرمیاہ ‡

تفسير

۴ (بہارِ اراڑات) کالڈی میں اُسکو فردو کہتے ہیں اور عربی میں اُس مقام کا نام حسپر کستی تہری تھی خودی ہی اراڑات اُس ملک کا صلح ہی ہو

مل پیدایش  
معمدرسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

قل پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۷

or country lying near the centre of the kingdom of Armenia It contained several cities where the successive kings and governors of Armenia resided and hence the word Ararat is often applied to the whole kingdom The expression which is translated the *land of Armenia*, (2 Kings XIX 37 , Isa XXXVII 38) is in the original *Ararat* The range of Mountains in that district is also named Ararat

The mountain of Ararat, according to Major Rennel's excellent map of the ancient Persian Empire, lies in 39 deg , 30mi north Latitude, and 40 deg , 30mi east Longitude nearly in the middle of the vast ridge of Taurus It is called by the Persians *Asis* or the *happy mountain*, on account of the choice which God made of it, to serve as a part for Noah's ark.

In the modern maps the site of this mountain is laid down 40 north Latitude, and 44 deg , 30 mi, east Longitude In the north east part of Armenia is a range of mountains, on the summit of which the ark is supposed to have rested It is called *Agri-dah* by the Turks There are two peaks about seven miles apart, the highest of which is 15,000 feet (a late French traveller says 16,000 feet) above the level of the sea, and is perpetually covered with snow Here was erected the first altar by Noah after the deluge The immediate vicinity of the mountain is inhabited by Koords, a savage tribe of

سلطنت ارمینیا کے مرکز کے پاس واقع ہی اُس میں بہت سے شہر تھے اور وہ شہر ارمینیا کے مسلسل بادشاہوں اور اور حاکموں کی ریاستیں تھیں اور اس سب سے لفظ ارارات کا تمام بادشاہت پر استعمال کیا جاتا ہی جس لفظ کا ترجمہ رمن ارارات ۲ سلاطین باب ۱۹ — ۳۷ و اسعیاہ باب ۳۷ — ۳۸ میں ہوا ہے وہ اصل میں ارارات ہی اُس ملک میں جو سلسلہ پہاڑوں کا واقع ہی اُنکا نام بھی ارارات کے پہاڑ ہیں \*

میکر رنل صاحب کے عمدہ نقشہ قدیم ایرانی شہنشاہی کے بموجب پہاڑ ارارات کے خط عرض شمالی کے ۳۹ درجہ ۳۰ دقیقہ اور خط طول شرقی کے ۴۰ درجہ ۳۰ دقیقہ پر کوہ طارس کے پستہ کے نیچوں بیچ میں واقع ہی اور ایرانی پہاڑ ارارات کو اسس یعنی خوش پہاڑ کہتے ہیں اِس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نے دوح کی کشتی کے واسطے اُسکو بندرگاہ پسند کیا تھا \*

حال کے نقشہ جغرافیہ میں پہاڑ ارارات کا ۴۰ درجہ عرض شمالی اور ۴۴ درجہ ۳۰ دقیقہ طول شرقی میں ملتا ہی اِسی سلسلہ پہاڑوں کی چوٹی پر حواریہ دنیا کے شمالی و شرقی حصہ میں واقع ہی حال کنّا جاتا ہی کہ کشتی دوح کی ٹہری تھی ترکی اُسکو ایگریڈا کہتے ہیں اِس پہاڑ کی دو چوٹیوں کے اندر ماصلہ سات میل کا ہی اُس میں سے روانہ المند پندرہ ہزار فٹ اونچی ہی اور زمانہ حال کا ایک ۱۶۰۰ سڈسی سیاح ۱۶ ہزار فٹ سمندر کی سطح سے مل کر تا



Mohomedans It now belongs to the territories of Russia, and the boundaries of Russia, Persia, and Turkey now meet at that mountain

There has been much controversy as to the fact whether the ark rested on this mountain, as the language of Genesis is quite indefinite, and speaks only of the mountains of Ararat. The mountain to which local tradition points (which has been very recently, and apparently for the first time, ascended by a gentleman belonging to a Russian Scientific expedition) is so very high and its sides so very steep, rugged, and dangerous, that we cannot conceive it to be the spot where the ark rested. The safe descent of all the inhabitants of the ark from its summits would seem to be a miracle almost as great as their preservation from the waters of the Deluge, and the idea of such a miracle we are not warranted to entertain

The Scripture narrative leaves the spot undetermined, and only says that the huge vessel grounded at length on one of the Armenian mountains. Some have found difficulty even in this statement, chiefly in consequence of the phraseology of Gen. XI. 2. which has been sup-

ہی اور یہ پہاڑ ہمیشہ برف سے ڈھکا رہتا ہی اسی مقام پر بعد طوفان کے حضرت نوح نے اول مدینہ بنایا تھا اسکے قریب ایک جنگلی قوم کرو حو مسلمان ہیں آنا ہی اور اب یہ پہاڑ روسیوں کی حدود میں شامل ہی اور ایرانی اور ترک اور روسی ناہم تجارت کرتے ہیں \*

اس باب کی تحقیق بہت ندرج ہی کہ آیا کستی اس پہاڑ پر تھری کیونکہ کتاب پیدائش میں کسی خاص معین جگہ کا بیان نہیں ہی بلکہ اس میں صرف ارارات کے پہاڑ پر تھرنے کا ذکر ہی ان پہاڑوں میں سے جس پہاڑ کو وہاں کے باشندے جگہ تھرنے کستی حضرت نوح کی قرار دیتے ہیں ( اور جس پر زمانہ حال میں اور طاہرا پہلی ہی دفعہ ایک شریف آدمی جو روسی سوسائٹی تحقیقات علمی کا تھا چڑھا ہی ) اسقدر بلند ہی اور اس کے اطراف ایسے ناہموار اور خطرناک ہیں کہ جس سے اسکو ہم وہ جگہ نہیں خیال کر سکتے کہ جس پر کستی تھری اسکی چوٹی پر سے تمام کستی کے لوگوں کا سلامت آتہا ایسا ہی برا معجزہ معلوم ہوتا ہی جیسا کہ طوفان کے پانیوں سے آنکے بچانے میں ہوا ہوگا مگر ایسے معجزہ کا دلمیں خیال لانے کی ہمکو اجازت نہیں \*

کتاب مقدس کا بیان کوئی خاص جگہ قرار نہیں دیتا صرف آسمیں یہہ ہی کہ ارارات کے پہاڑوں میں سے کسی ایک پر کستی تھری اس بیان میں بھی بعضوں کو مشکل پیش آئی ہی خاص کر کتاب پیدائش باب ۱۱ — ۲ کے اس طرز کلام

قبل پیدائش مسیح علیہ السلام ۲۳۲۷  
قبل پیدائش محمد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۲

تقدیدایش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

تقدیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۷

posed to denote, that the place where the ark rested was *east* of the plain of Shinar, whereas the Ararat of Armenia is *west* of it. But this difficulty is altogether imaginary, for we are not told the direction of the route which Noah and his family took, as if it had been said, "they journeyed from East to West" and came to a plain &c. The phrase from the east signifies in the original *before* in respect both to time and place, so that the expression only means that in their first general migration from Ararat, they come to a plain &c. This view of the case is confirmed by Jewish historians, and the prophet Jeremiah (Jer II 27) speaks of Ararat as one of the countries of the north, from which an invading force should come from Babylon, and this correctly describes the situation of Ararat in Armenia, it is almost due north of Babylon

The mountain of the ranges of Ararat on which the ark stood, is called Judee in the Holy Koran, but nothing is said of it in a definite and decided manner. The reasoning which assigns the resting place of Noah's ark to the highest summit of this mountain, can not be accepted as conclusive. I shall shortly consider the question as to the height to which the volume of waters had risen above the earth, and which of the mountains were covered thereby. In that place

کے سدمب حس سے بہہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ مقام جہاں ہرکستی تھری میدان شدار کے مشرق میں تھا حالانکہ ارمینیا کا ارارات اُسکے معرف میں ہی مگر یہہ مشکل بالکل خیالی ہے اِسلئے کہ اُس رستہ کی ہمکو اطلاع نہیں دی گئی ہے جسکو نوح اور اُسکے حادداں نے اختیار کیا تھا کیونکہ اُسکی بسنت بہہ کہا گیا ہے کہ اُنہوں نے مسرق سے معرف کو سفر کیا اور ایک میدان میں آئے حس لفظ کا مسرق ترجمہ کیا ہے اُس لفظ کے معنے اصل عدری منں بیستور کے لکھاط زمانہ اور مقام کے ہیں بس کلام کے یہہ معنے تھریگے کہ اندے اول عام نقل مکان میں شروع ارارات سے وہ ایک میدان میں پھونچے اور یہودی مورخ اِس راے کو اِستحکام دیتے ہیں اور بنعمدریرمیاہ نے نات ۲—۲۷ میں ارارات کو شمالکے ملکوں میں سے وہ ملک بیان کیا ہے کہ حسمیں سے نادل کی طرفسے انک حملہ کرنیوالی موج آئی اور بہہ سند ارارات کے موقع کو ارمینیا میں صحیح بنا کرتی ہے نادل سے ارارات فریدا تھیک شمال میں ہے \*

قراں محید منں اُس تکرہ بہاڑ کا نام حسپر کشتی تھری حودی آیا ہے مگر اُسکا تعین نہیں ہے کہ وہ کونسا تکرہ تھا الا حای قرار کشتی حصوب نوح کو اوچے سے اوچے چوٹی ارارکی قرار دینا ہرگر صحیح نہیں ہے میں عنقریب اِسکی تعصیل لکھنے والا ہوں کہ پانی کسقدر میں پرچڑھا تھا اور کن بہاڑنکو آسنے چھپایا تھا اُس سے معلوم ہوگا کہ اوچے بہاڑنکو پانی نے ہرگر عرق نہیں کیا تھا پس اُس بہاڑ کو حسپر

I shall attempt to prove the fact that the high mountains of the earth were not submerged by the waters of the deluge. The mountain on which the ark rested, must be considered as not having been of great height. This view of the case is also supported by several creditable Mohomedan authorities. It is stated in the Tufseer Kabeer that the ark-sheltering part of the mountain was a low eminence, which assumption is indeed reasonable since thus all the kinds of creatures in the ark could have descended to the earth with ease.

V 5 — *The tops of the mountains seen,*) The phraseology of Scripture intimates to us, that the ark had, on account of its weight or great bulk, grounded on some part of the mountain Ararat, before its peaks became visible, which did not happen until afterwards, when the waters began to subside.

V 11 — *In her mouth was an olive leaf,*) Some versions read *leaves*, others a *branch*. Christian divines say, that perhaps it was a sprig of the olive tree that the dove really brought to Noah. Hence the olive branch has always been among the forerunners of peace and chief of those emblems, by which a happy state of renovation or restoration to prosperity has been signified among mankind.

The above notion is however open to the objection, that by the duration of the Deluge for a whole year, the leaves of trees which had been submerged must

حضرت نوح کی کستی تھری ایک چھوٹا اور پست پہاڑ تصور کرنا چاہیئے چنانچہ ہمارے ہانکی کتابوں میں اسکی سد بھی موحود ہے تفسیر کدور میں لکھا ہے کہ وہ پہاڑ حسپر حضرت نوح کی کستی تھری ایک سب پہاڑ تھا اور اسیطرحپر ہوا بھی چاہیئے تھا تاکہ انسان اور تمام ہر قسم کے حیوانات جو اس کستی میں تھے وہ آسانی سے اتر کر زمین میں منتسب ہو سکتے \*

۵ ( بطر آئس چوٹیاں آن پہاڑوں کی ) طر کلام سے صاف پایا جاتا ہے کہ پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آنے سے بدستور کستی اوزار پر بدستور اندی بوحہ کے تھری گئی تھی اور اسے بعد آن پہاڑوں کی جو بانی ہیں چھ گئے تھے چوٹیاں بطر آئس \*

۱۱ ( بتی ریتوں کی ڈوٹی ہوئی ) اسکی منہ میں ( بعض + مدرحموں نے بتی ترجمہ کیا ہے اور بعضوں نے تھدی علماء عیسائی کہتے ہیں کہ شاید ریتوں کے بتوں کی ایک تھدی ہوگی جو کدورتی فی الحقیقت حصرت نوح کے پاس لائی اس سب سے شاخ ریتوں کو امن کے پیسواؤں میں سے اور آن انسانوں میں سے جسے امدال روال یافتہ بحال ہونے کی دیک فال انسانوں میں سمجھی جاتی ہے مقدم دسان سمجھا گیا ہے \*

مگر اس ننان سرہہ سوال ہونا ہے کہ جب ایک برس بھر طوفان رہا اور تمام درخت بادی میں ڈرے رہے تو یقناً سب درختوں کے پتی گل گئی اور درخت

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۷  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

۳ نمبر ڈائیلی جلد ۱  
صفحہ ۲۷

قیل پیدائش قیل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
محمد رسول اللہ صلعہ  
۲۹۲۲ ۲۳۳۷

assuredly have all perished Where then did the dove procure this leaf or leaves which she brought to Noah? But the difficulty here presented will be insurmountable only to those who hold the deluge to have overspread the surface of the entire earth, and to have ascended to such a height as to cover the highest mountains by fifteen cubits of water Not being an advocate of this opinion, I have no arguments whatever to offer in reply to this cavil

There is nothing in the language of Scripture relative to this subject, that can be found, or made to imply, that the dove brought a *fresh green* branch of olive to Noah I think the waters of the flood did not rise up very high above the earth, which makes it possible to suppose that the trees which stood on the highest place, and which when the waters were at their highest, may have sunk under, but, again on their subsiding, have made their immediate appearance, should have been in a state to show or keep their leaves withered, but still not quite destroyed Such might then be the leaves that the dove brought to Noah, who seeing them to have been such as had once been sunk but had again been left dry, naturally supposed that the waters were abating

V 21 — *In his heart,* That is, in Noah's heart "It means" says Bishop Kidder, "that God spoke comfortably to Noah To speak to the heart of a man, is, in the Scripture phrase, to comfort and speak kindly to him, Gen XXXIV 3, Isa XL 2" So the meaning of the verse is very plain, viz,

ہو گئی ہونگی پھر کدورتی رنتوں کی بٹی کہانسی لائی مگر اس سوال کے حوالے میں ان لوگوں کو مشکل پیدائے گی جو لوگ تمام دنیا کو باہی میں ڈوب جانا اور اُسے سے اونچی پہاڑوں کی چوٹی پر انسانوں کا پندرہ ہاتھ اونچا ہو جانا حوالہ کرتے ہیں مگر مدعی یہہ راے نہیں ہے اور اس سب سے محکمہ اس سوال کے حوالے میں کچھ مشکل نہیں \*

کتاب افسس سے یہہ نہیں پانا جاتا کہ کدورتی ہری ندی رنتوں کی لائی تھی مدعی بردنک باہی طوفان کا بہت زیادہ زمین پر بلند نہیں ہوا تھا پس ممکن ہی کہ جو درخت اونچے مقاموں پر تھے اور جو قرب زمانہ اندھائی طعنہ ایف کی ڈوبی تھی اور پھر سب شروع ہوئے کمی باہی کے حوالہ نکل آئی تھی اسی حالت میں موحود ہوں کہ انکی بٹی صدمہ آج سے مرجھا تو گئی ہوں مگر بالکل ضائع نہ ہوئی ہوں انہیں رنتوں کو کدورتی حصرت نوح داس لای اور حصرت نوح نے اس رنتوں کو دیکھا کہ باہی میں سے ڈوب کر نکلے ہیں اور اس سبب حصرت نوح نے جانا کہ باہی میں سے گھٹ گیا \*

۲۱ (اپنے دل میں) یعنی حصرت نوح کے دل میں شب + کڈر صاحب لکھتے ہیں کہ اس سے مراد یہہ ہی کہ خدا تعالیٰ نوح سے اچھی طرح بولا کسی آدمی کے دل سے بولنا کتب مقدسہ کے طرز کلام میں اسکو تسلی دینا اور مہربانی سے دس آنا مراد ہوتا ہی جیسا کہ کتاب

that Noah now knew that man is always liable to error and sin, yet that God whose merey is unbounded, will not again send such a deluge

بیدایش باب ۳۴ — ۳ اور اشعیاء باب ۴۰  
— ۲ سے پایا جاتا ہے بس معنی ورس  
کی بہت صاف ہنس کہ سبب اس  
عدایت اور مہربانی کی حوالہ تعالیٰ  
نے حضرت نوحؑ کی حضرت نوحؑ نے  
جانا کہ آدمی تو ہمہنہ گنہگار ہی مگر اب  
اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کے سبب بہر ایسا  
طوفان نہیں لائے گا \*

قبل بیدایش قبل بیدایش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام الہ صلعم  
۲۳۲۷ ۲۹۲۲

—From his youth,) “These words” says Bishop Patrick, “signify a deep long-rooted corruption, as appears from many places, Isa. XLVII 12, 15, Jer III 25, Eze XXIII 8 &c Perhaps they may be extended so far as to signify from his mother’s womb”

( لڑکپن سے ) ‡ بسبب بدترک  
صاحب کہتے ہیں کہ ان الفاظ سے اُسکی  
حوالی سے مدد کی جڑ بکری ہوئی  
حرابی مراد ہی جیسا کہ اشعہاء باب ۴۷  
— ۱۲ و ۱۵ ویرمداہ باب ۳ — ۲۵ و حرمیل  
باب ۲۳ — ۸ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے  
اور وہ کہتے ہیں کہ شانہ ان الفاظ کے  
معدون کو اس قدر وسعت دی جاسکے  
کہ ان سے مراد ہو کہ انہی ما کے بیٹ  
سے \*

‡ تفسیر دائیہی جلد ۱  
صفحہ ۴۹

V 22 —While the earth remurneth, seed time &c ) These words are our only security Our only dependance is upon God To Him therefore we ought to pray and give praise

۲۲ — ( بعد اسکے سب دنوں ) اس  
نقط پر ہماری حفاظت ضرور کہتی ہے  
حدا ہی سر ہمارا توکل ہی اسلئے ہم کو  
اسی سے دعا مانگنی اور خدا کی تعریف  
کرنی چاہیئے \*

## نواں باب

## CHAPTER IX

قبل بیدایش قبل بیدایش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام الہ صلعم  
۲۳۳۷ ۲۹۲۲

۱ خدا کا نوح کو برکت دینا ۲ حوریتواری اور حوریتواری مع کیگٹی ۸ خدا کا عہد ۱۳ حسکا نشان دھنک مقرر ہوئی ۱۸ نوح کی اولاد سے دنیا بھر آباد ہوئے ۲۰ نوح کا اگورستان بنانا ۲۱ اور نسی میں اُسکے بیٹے کا لے ادبی کرنا ۲۵ کنعان پر لعنت بھیجی ۲۶ سام کو برکت دینی ۲۷ یافث کے لیئے دعا مانگی ۲۹ بعد اُسکی وفات یابی

## GENESIS

## توریت معدس

AND God blessed Noah and his sons, and said unto them, Be fruitful, and multiply, and replenish the earth

(ا) وَيَبْرِكْ اَلْاٰهِيْمَ اَتَنَنْتَ يَآتَن-  
اور برکت دی خدا کے نوح کو اور  
بنیو ویاامر لہم فرو ورو وملأو  
بیٹوں اُسکی کو اور کھا اُنکو پہلو + اور تھو اور بہر  
ات ہارن:

رمیں کو

† باب ۱ — ۲۸  
باب ۷ — ۱۹  
باب ۱۰ — ۳۲

2 And the fear of you and the dread of you shall be upon every beast of the earth, and upon every fowl of the air, upon all that moveth upon the earth, and upon all the fishes of the sea, into your hand are they delivered

(ب) وَمُورِأَنكُمْ وَتَحَنُّمَ يَحِيَا عِل-  
اور خوف تمہارا اور ڈر تمہارا ہوئے اور  
کل حیوان ہارن وعل کل عوف ہارن  
کل حادار رمیں کے اور اور کل برد اسماں کے  
بکل اشر ترمش داندما وکل دنا  
مع س کے حوریتواری ہس رمیں کو اور مع کل مکھلیوں  
ہم بیدم دنا:

دنا کی تمہارے ہاں میں دی گئیں

† باب ۱ — ۲۸  
یوسع باب ۲ — ۱۸  
استنا باب ۱۲ — ۱۵  
۱۲ — ۳ — ۹ — ۱۱

§ اعمال باب ۱۰ — ۱۲  
۱۳ د  
|| باب ۱ — ۲۹

3 Every moving thing that liveth shall be meat for you, even as the green herb have I given you all things

(ج) كُلُّ-رَمَشَ اَاشِر حوا حی لکم  
۳ § سار کے لے حورہ حے ہیں واسطی تمہارے  
یاحیا لہا عشب ناتی  
ہر کھاے کو سار اس کی دیا میں لے  
لکم ات  
تمکو ل س

۱۲ د ۲۳  
کلاسیاں ۲ — ۱۶  
اول تہدی ۳ — ۳  
\* احبار ۱۷ — ۱۰

۱۱ د ۱۲  
باب ۱۹ — ۲۶  
استنا باب ۱۲ — ۲۳  
۱ سمویل باب ۱۲ — ۳۳  
اعمال باب ۱۵ — ۲۰  
۲۹ د

4 But flesh with the life thereof, which is the blood thereof, shall ye not eat

(د) اَاشِر دما لہ  
۴ \* لیکن سار اس کے کہ حورہ  
تاہلو:  
مت کھاو

5 And surely your blood of your lives will I require, at the hand of every beast will I require it, and at the hand of man, at the hand of every man's brother will I require the life of man

6 Whoso sheddeth man's blood, by man shall his blood be shed for in the image of God made he man.

7 And you, be ye fruitful, and multiply, bring forth abundantly in the earth and multiply therein

8 ¶ And God spake unto Noah, and to his sons with him, saying,

9 And I, behold, I establish my covenant with you, and with your seed after you,

10 And with every living creature that is with you, of the fowl, of the cattle, and of every beast of the earth with you, from all that go out of the ark, to every beast of the earth

(ه) وَأَنْتَ أَتَ دَمَنَكَ لِنَفْسَتَيْكَ

اور صرف حوں تمہاریکو واسطی حان تمہاری کے  
آدرش مین کل حیا آدرشنو ومین

طلب کرونگا ہاتھ تہرحاندار سے طلب کرونگا اُسکو اور ہاتھ\*

ہَاآدَمَ مِیْن اَیْشِ اَخِیْوَ اَدَرَشِ اَتَ

آدمی سے ہاتھ مرد اُسکی نہاے طلب کرونگا  
نفس ہَاآدَمَ :

حان کو آدمی کی

(و) שֶׁפֶךְ דָּם הָאָדָם בְּאָדָם דָּמוֹ

ی نہاے والا حوں آدمی کا ندلی آدمی کے حوں اُسکا

יִשְׁפֹךְ כִּי בַעֲלָם אֱלֹהִים עֲשָׂה אֶת

بہایا حارنگا کنیکہ || برعہائیں خدا سے ندا نا

ہَاآدَمَ :

آدمی کو

(ز) וְאַתֶּם פְּרוּ וּרְבוּ שִׂרְצוּ בָאָרֶץ

اور تم بڑھو اور بڑھو اور کھ بھ کرو زمین پر

وربو بہ :

اور بڑھو اُسمن

ס (ה) וַיֹּאמֶר אֱלֹהִים אֶל-

اے ار بڑھا خدا سے

נִיחָ וְאֵל בְּנֵי אֶתְּ לֵאמֹר :

نوح کو اور بنوں اُسکی کو ساتھ اُسکی کہنا

(ט) וַיֹּאנִי הִנְנִי מְקִים אֶת בְּרִיתִי

اور میں دیکھو - قائم کرتا ہوں تہ عہد کو

אַתֶּכֶם וְאֵת זֶרְעֲכֶם אֶחֱרִיכֶם :

تمہیں اور تمہاری اولاد سے بعد تمہارے

(י) וְאֵת כָּל נֶפֶשׁ הַחַיָּה אֲשֶׁר

اور ہر حان حسی سے حو

אַתֶּכֶם בָּעוֹף בַּבְּהֵמָה וּבְכָל חַיַּת

ساتھ تمہارے مع ہرند مع حرد اور مع سب حادار

הָאָרֶץ אַתֶּכֶם מִכָּל יִצְאֵי הַתֵּבָה

زمین کے ساتھ تمہارے سب نکلی والی کستی سے

לְכָל חַיַּת הָאָרֶץ :

واسطی تمام حادار زمین کے

قبل پیدائش قبل پیدائش

مسیح علیہ محمد رسول

السلام اللہ صلعم

۲۳۲۷ ۶۹۲۲

† خروج باب ۲۱ — ۲۸

باب ۴ — ۱۰ ۹

✱ زبور ۹ — ۱۲

† اعمال ۱۷ — ۲۶

† خروج باب ۲۱ — ۲۲

و ۱۳

اخبار باب ۲۴ — ۱۷

مسی باب ۲۶ — ۵۲

مساهدہ باب ۱۳ — ۱۰

|| باب ۱ — ۲۷

† آیب ۱ و ۱۹

باب ۱ — ۲۸

- باب ۶ — ۱۸

† اسعہ باب ۵۴ — ۹

† زبور ۱۳۵ — ۹

GENESIS

توریت مقدس

قبل پیدایش قبل پیدایش

مسیح علیہ مسیح علیہ

السلام اللہ صلعم

۲۳۲۷ ۲۹۲۲

† اشعیاہ باب ۵۴ — ۹

11 And I will establish my covenant with you, neither shall all flesh be cut off any more by the waters of a flood, neither shall there any more be a flood to destroy the earth

(یا) وَهَكِيمَتِي اَتَ بَرِيَّتِي اَتَهَنَم  
۱۱ اور فایم کیا اُمیمی اسی عہد کو ساتھ تمہارے  
وَلَا يَكْرَتُ كُلُّ بَشَرٍ عَوْدَ مَمِي  
کہ نہ منقطع کیا جائیگا سب جسم نہر یابی سے  
تَمْبُولُ وَلَا يَكْرَتُ عَوْدَ مَمْبُولُ لَشَحَت  
طوفان کے اور نہ ہوگا نہر طوفان واسطی متائے  
هَارِץ :

اس زمین کے

12 And God said, This is the token of the covenant which I make between me and you and every living creature that is with you, for perpetual generations

† باب ۱۷ — ۱۱

(ب) وَيَا مَرِ اَلِهِيَمِ زَاَتِ اَوْتِ  
۱۲ اور کہا خدا ہے ہفہ † ساس  
هَبَرِيَّتِ اَاسِرِ اَنِي نَتَنُ بِيَنِي وَبِيَنِيَكُم  
عہد کا جو میں دیتا ہوں درمیاں اے اور درمیاں تمہارے  
وَبِيَنُ كُلِّ نَفْسٍ حَيَّةٍ اَاسِرِ اَتَهَنَم  
اور درمیاں ہر حاس حیاتی کے جو ساتھ تمہارے ہے  
لَدَوْتِ عَوْلَمِ :

گردش عالم تک

13 I do set my bow in the cloud, and it shall be for a token of a covenant between me and the earth

§ مساهدہ باب ۲ — ۳

(ج) اَتَ كَشَتِي نَتَنِي بَعْنُ وَهِيَّتِ  
۱۳ § قوس اسی کو دسا میں نے نادل میں کہ ہوگی  
لَاَوْتِ بَرِيَّتِ بِيَنِي وَبِيَنُ هَارِץ :

واسطی نشان عہد کے درمیاں میرے اور درمیاں زمین کے۔

14 And it shall come to pass, when I bring a cloud over the earth, that the bow shall be seen in the cloud

(د) وَهِيَّتِ بَعْنِي عَنُّ عِلَّ هَارِץ  
۱۴ اور ہوگا وقت جمع کرے منہ کے نادل کو اور زمین کے  
وَنَرَاَتِهَا هَكَشَتِ بَعْنُ :

اور نظر آئیگی قوس نادل میں

15 And I will remember my covenant, which is between me and you and every living creature of all flesh, and the waters shall no more become a flood to destroy all flesh

|| حروح باب ۲۸ — ۱۱

احصار باب ۲۶ — ۲۴

۳۵

حربیل باب ۴۶ — ۶۰

(ه) وَتَكْرَتِي اَتَ بَرِيَّتِي اَاسِرِ بِيَنِي  
۱۵ || اور یاد کروں گا میں عہد اپنے کو جو ہے درمیاں میرے  
وَبِيَنِيَكُمِ وَبِيَنُ كُلِّ نَفْسٍ حَيَّةٍ اَاسِرِ اَتَهَنَم  
اور درمیاں تمہارے اور درمیاں سب حاس حسی کے مع ہر  
بَشَرٍ وَلَا يَكْرَتُ عَوْدَ هَمِيَمِ لَمْبُولُ  
جسم کے ہے اور نہ ہوگا نہر یابی واسطی طوفان کے  
لَشَحَتِ كُلِّ بَشَرٍ :

واسطی متائے سب جسم کے



16 And the bow shall be in the cloud, and I will look upon it, that I may remember the everlasting covenant between God and every living creature of all flesh that is upon the earth

(۱۵) והיתה הקשת בענן וראיתה  
اور ہوگی قوس بادل میں اور دیکھوگا میں اُسکو  
لזכר ברית עולם בין אלהים ובין  
واسطے یاد کرنے عہد دائمی کے درمیان خدا کے اور درمیان  
کل-נפש חיה בכל בשר אשר  
ہر جان حیوانی کے معہ ہر جسم کے جو ہے  
על-הארץ :

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۴۷  
۲۹۴۲

۱۷ — ۱۹, ۱۳

17 And God said unto Noah, This is the token of the covenant, which I have established between me and all flesh that is upon the earth

(۱۶) ویאמר אלהים אל נח את  
اور کہا خدا نے  
אות הברית אשר הקמתי ביני ובין  
تساں عہد کا جو قائم کیا میں نے درمیان اپنے اور درمیان  
کل בשר אשר על הארץ :  
ہر جسم کے جو ہے ارب اس زمیں کے

18 ¶ And the sons of Noah, that went forth of the ark, were Shem, and Ham, and Japheth and Ham is the father of \* Canaan.

(۱۷) ויהיו ימי נח היוצאים מן  
اور تھے سنی نوح کے جو نکلی  
התבה שם וحم ויפת וحم הוא  
کسی سے سیم اور حام اور ناب || اور حام وہ ہے  
אבי כנען :  
یاپ کنعان کا

\* Heb. Chanaan

|| باب ۱۰ — ۶

19 These are the three sons of Noah and of them was the whole earth over-spread

(۱۸) שלשה אלה בני נח ומאלה  
اور تھے سنی نوح کے اور اسی  
נפצה کل-הארץ :  
بہر گئی تمام وہ زمیں

† باب ۵ — ۳۲  
‡ باب ۱۰ — ۳۲  
۱ تاریخ ناب ۱ — ۱۰ و غیرہ

20 And Noah began to be an husband-man, and he planted a vineyard

(ب) ונחל נח איש האדמה  
اور شروع ہوا نوح مرد \* زمیں کا  
ויטע כرم :  
اور بویا انگور

× باب ۳ — ۱۹, ۲۳  
باب ۴ — ۲  
امثال ناب ۱۲ — ۱۱

21 And he drank of the wine, and was drunken, and he was uncovered within his tent

(ک) וישת מן היין וישכר ויתגל  
اور پی شراب سی اور † سہ ہوا اور کُرنا  
בתוך אהלה :  
درمیان انی حیمہ کے

‡ امثال ۴۰ — ۱  
۱ کارتھیان باب ۱۰ —  
۱۲

22 And Ham, the father of Canaan, saw the nakedness of his father, and told

(ک) וירא חם אבי כנען את  
اور دیکھا حام باپ کنعان نے

قل پیدایش قل پیدایش  
مسیح علیہ محمد رسول  
السلام اللہ صلعم  
۲۳۲۷ ۲۹۲۲

† حرج باب ۲۰ — ۱۲  
گلاسیاں باب ۶ — ۱

his two brethren without

23 And Shem and Japheth took a garment, and laid it upon both their shoulders, and went backward, and covered the nakedness of their father, and their faces were backward, and they saw not their father's nakedness

24 And Noah awoke from his wine, and knew what his younger son had done unto him

25 And he said, Cursed be Canaan, a servant of servants shall he be unto his brethren

26 And he said, Blessed be the LORD God of Shem, and Canaan shall be his servant

27 God shall enlarge Japheth, and he shall dwell in the tents of Shem, and Canaan shall be his servant

28 And Noah lived after the flood three hundred and fifty years

29 And all the days of Noah were nine hundred and fifty years and he

عزوت آبوی ویزد لشی اخیو بهوی :

ستر اپنے باپ کو اور حردی دونوں نہائی اسی کو باہر (بگ) ویکھ شہ نیفت ات ہسملا

۲۳ † اور لیا سام اور یامے حادر کو ویشیو علی-شکم شنیہم ویلو اور رکھا اُنہوں نے اور کدھی کے دونوں نے اور چلی وہ آخرینیت ویکسو ات عزوت ابیہم اولتی اور چھا دیا ستر باپ اسی کو وپنیہم آخرینیت ویزوت ابیہم اور موبہ اُنکا کھے تھا اور ستر باپ اپنے کا لا راو :

ندیکھا اُنہوں نے

(بگ) وویکھ نہ میو ویزع ات

۲۴ اور ہوش مس ہوانح شراب اُنہی نے اور حان اُسر پیوہ لہ بگو ویکھن :

حو کھہ کا واسطے اُسکی بیٹی اُسکی چھوٹی نے

(بگ) ویاامر اورر کننن عید

۲۵ اور کہا † ملعوں ہو کعائ کے سلام عیدیم ویزو لاخیو :

علامہکا ہوونگا اسی نہائیونکا

(بگ) ویاامر برود ویزو ایلہو شہ

۲۶ اور کہا مبارک || اللہ معبود سیم کا

ویزو کننن عید لہو :

اور ہو کعائ علام اُسکا

(بگ) وفت ایلہیم لیفت ویشن

۲۷ برہاویکا حدا یامے کو اور دھکا

باہلی شہ ویزو کننن عید لہو :

حیمہ میں سم کے اور ہوگا کعائ علام اُسکا

(بگ) ویزو نہ احر ہمبول شلوش

۲۸ اور رندہ رھا نوح بعد طوفان کے تیں

مאות شہہ ویزو شہہ :

سر سر اور پچاس برس

(بگ) ویزو کل یمینہ شسع ماموت

۲۹ اور تھے کل ایام نوح کے نو سر

† استننا باب ۲۷ — ۱۶  
یوشع باب ۹ — ۲۳  
۱ سلاطین باب ۹ — ۴۰

۲۱ و  
§ رور ۱۴۴ — ۱۵  
عزوت باب ۱۱ — ۱۶  
† Or, servant to them

† Or, persuade  
|| انسیاں باب ۲ — ۱۳  
۱۴ و  
باب ۳ — ۶

died.

שָׁנָה וַחֲמִשִּׁים שָׁנָה וַיָּמָת :

برس اور نکاس برس پھر مرگیا

قبل پیدایش

محمدرسل

اللہ صلعم

۴۹۲۲

قبل پیدایش

مسیح علیہ

السلام

۲۳۲۷

## NOTES

## تفسیر

V. 1 — *Shall be meat for you,*) It ought not to be understood from this passage, that prior to the Deluge, man having had no permission to use animal flesh for his food, was now allowed the liberty of so doing since we have already read in the foregoing chapters, that when Noah entered the ark, he was commanded to take with himself *clean* and *unclean* animals, and according to Scripture, *clean* animals are understood to be those that are allowable for food, and *unclean* animals to be those that are not so allowable. This tends to show, that animal food was permitted even in the earliest times

V 5 — *At the hands of every beast,*) “Any beast” says Bishop Patrick “that kills a man, shall itself be killed not as if beasts were to blame if they killed a man, for they are capable of neither vice nor virtue but this was ordained with respect to men, for whose use beasts were created. For 1st, such owners as were not careful to prevent such mischief were hereby punished. 2ndly, Others were admonished by this example to be cautious. 3rdly, God hereby instructed them that murder was a most grievous crime, the punishment of which extended even to beasts and 4thly, the lives of men were hereby much secured by killing such beasts as might otherwise have done the like mischief again.”

۳ ( واسطے تمہارے ہو کھادیکو ) اس مقام سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ طوفان سے پہلے انسان کو گوشت کھانے کی اجازت تھی اب اجازت ہوئی کیونکہ ہم اوس کے قانون میں برہ آئے ہیں کہ حب حصر روح کستی میں گئے تو انکو حکم ہوا کہ پاک اور ناپاک جانوروں کو بھی کستی میں رکھ لو اور کتاب اقدس کے متعارفہ میں پاک جانوروں کا اطلاق حلال جانوروں پر اور ناپاک جانوروں کا اطلاق حرام جانوروں پر ہوتا ہی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے سے حلال جانوروں کا گوشت کھانے کی اجازت تھی \*

۵ ( ہاتھ ہر جاندار سے ) پس بیٹرک † صاحب فرماتے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہی کہ “ کوئی حدواں جو انسان کو قتل کرے وہ بھی قتل کیا جاوے ” اس وجہ سے کہ گونا گونا حیوان ملزم تھے اسناد کی کہ انہوں نے انسان کو قتل کیا کیونکہ بھلائی برائی کرینے کی انکو قابلیت نہیں تھی بلکہ ایسا حکم ملحوظ انسانوں کے ہوا جن کے استعمال کے لئے حدواں پیدا کئے گئے تھے چنانچہ اول ایسے مالک جو ایسے نقصان کے بار رکھنے میں ہوسیار نہ تھے انکو اس حکم کی رو سے سزا دی جاتی تھی دوسرے سراپائے والوں کے نمونہ سے دوسروں کو ہوسیار رکھنے کی عذوب ہوتی تھی تیسرے یہ کہ حدوائے اس حکم سے انسانوں کو یہ مہمانس

† تفسیر ڈائیلی حلد ۱  
صفحہ ۲۹

تلم پیدایش      تلم پیدایش  
مسیح علیہ      مسیح علیہ  
السلام      الہ صلعم  
۲۳۳۷      ۲۹۲۲

کیا کہ قتل بہت برا گناہ ہے جسکی  
سرا سے حیوان بھی بڑی نہیں ہیں چوتھے  
یہ کہ اسکے سب سے انسانوں کی حادیں  
ایسے حیوانوں کے قتل سے بہت محفوظ  
ہوئیں جو نہیں تو اسے ہی نقصان پھر  
پہنچاتے \*

V 16 — *And the bow shall be in the clouds,*) The present verse with others that treat of the bow, which is declared to have been assigned by God as a pledge for his covenant with man, is objected to by some persons, who argue that the bow owes its appearance to a reflection of the sun-rays projecting upon the moist particles of air, or upon the finest drops of rain, that they could cause the bow to appear at any time when they had produced all of its attendant causes. Whence, say they, what means it to see the bow spoken of as a sign of the everlasting covenant of God with every living creature as to his immunity from a return of the Deluge?

However such an argument is not worth refuting. The phraseology used by Scripture in these verses, is adapted to the subject of consolation and peace which God was now pleased to impart to mankind. It was impossible to efface at once the remembrance of the awful amount of destruction from the hearts of those who had survived the great calamity of the deluge and who had been eye-witnesses of the agony of thousands of creatures, both men and animals, perishing in agony amid the overwhelming mass of waters. The survivors were then not in a condition to engage at once in business or easily

۱۶ (اور ہوگی موس بادل میں) اس  
ورس پر اور اُن ورسوں پر جو اور گذری اور  
خدمیں موس کو ایک نساں عہد  
کا کہا ہے نعرے لوگ یہ شہہ کرتے  
ہیں کہ موس فرج بندا ہوتی ہے آفتاب  
کی شعاع سے جو بڑتی ہے مرطوب اجزاء  
ہوائی یا مہیں مہیں مہندہ کی بوندوں پر  
چنانچہ ہم اُسکو ہر وقت اسی حالت  
بند کر کر دیکھ سکتے ہیں پھر اُسکو بہ  
کہنا کہ منے جو عہد کیا ہے کہ پھر  
ایسا طوفان نہ لاؤنگا اُسکا بہ نساں ہے  
تاکہ اُسکو دیکھ کر میں اپنا عہد یاد کروں  
کنا معنی رکھتا ہے \*

مگر بہ انک بیہودہ گفتگو ہے ان  
ورسوں میں طر کلام کتاب افس کا انسان  
کی نسلی اور دل حوئی کے طور پر واقع  
ہوا ہے جو انسان کہ طوفان کے صدمہ  
سے بچے تھے اور جو ابھی دھست داک  
طوفان کی موحیں دیکھ چکے تھے اور جس  
کی آنکھوں کے سامنے بے انتہا محلوں  
چرند و برد اور انسان کہ ناسی من عوطہ  
کہا کہا کر اور وائی ولا مچا کرتوں چکے تھے  
کسی طرح اُنکے دل سے دمعہ اُس واقع  
کی جسکو مناسبت کہنا چاہئے دھست  
بہن حاسکتی تھی اور اُسکے اثر نے  
کسی طرح اُنکو اس قابل نہیں رکھا تھا

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۷

قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

divert their thoughts from dwelling upon the melancholy and harrowing scenes of distress which were so fresh in their memory. It was therefore, that the gracious God willing to console them by the assurance of immediate tranquility made use of the expression that He would never bring on a deluge again. On the cessation of a fall of rain, the triclosed and luminous spectacle which is by natural laws produced in the skies, and which is apparent to the human sense of vision, is here declared by God to be the sign of Divine covenant. It was in accordance with the style of our speech and the capacity of our understanding that God said He would remember his covenant by looking at the bow, in order that when rain commenced to fall as usual and the rain bow ordinarily appeared, we might be consoled by their sight and feel it to be a consolatory evidence of the merciful will of God not again to send down a deluge. Hence the Rainbow is an illustrious symbol of the Divine mercy and goodness, calculated to confirm our belief and confidence in God. Therefore when we look upon it we should do well to praise "Him who made it, very beautiful it is in the brightness thereof. It compasseth the heavens about with a circle, and the hands of the most High have bended it."

V 19. *was the whole earth over-spread,*) It is beyond doubt, and we may, without any breach of the law of Nature, be assured of the fact, that all mankind sprung originally from one stock and belong to one race, and we find that all animals, which are natives

کہ اُسکو پہلا کر کسی قسم کے کار بار میں مصروف ہوں اِس لئے خدا نے اُن سے گفتگو کرنے میں اور اُنکو تسلی دینے کے لئے یہہ طور کلام اختیار کیا کہ میں تم سے عہد کرتا ہوں کہ پھر میں ایسا طوفان نہیں لائے گا مہدہ کے کھلنے کے وقت جو ایک طہور فوایدیں و درہ کے بموجب ہونا ہے اور جسکو انسان بھی دیکھ سکتے ہیں اُسکو اُس عہد کا نشان بتایا اور مواقع طہور کلام انسانوں کے گفتگو کی کہ میں اُسکو دیکھ کر ایسا عہد یاد کروں گا ناکہ حب معمولی طور پر مہدہ دوسرے شروع ہوں تو فوس کو دیکھ کر انسان تسلی پاؤں اور جان لیں کہ خدا کے عہد کی کمان نکلی جو طوفان نہ لاندگا عہد ہے بس یہہ فوس خدا کے رحم اور فضل کی مسور علامت اور ہمارے عقدہ کی مصدوطی اور خدا پر مستحکم توکل کر دیکھیں اِس لئے ہم کو چاہئے کہ ہم اُسکو دیکھیں خدا کی تعریف کریں کہ کیا اچھی روشن ہے اور کیا خوبصورت بدائی ہے کیا شان دار دایرہ سے آسمان کو گھیرتی ہے نہاد برے اور بر دست ہاتھوں نے اسکو حکمایا ہے \*

۱۹ (سرگئی تمام وہ زمین) اِس میں کچھ شک نہیں کہ ہم فوایدیں و درہ سے اِس باب کا یقین کر سکتے ہیں کہ دنیا میں تمام انسان ایک ہی نسل سے نکلے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام حیوانات جو خاص ملکوں گرم و سرد کے رہیدوالے

قتل بیدایش قتل بیدایش  
مسیح علیہ السلام  
صلی اللہ علیہ وسلم  
۲۶۲۲ ۲۳۲۷

of particular part of the earth, are provided respectively with such natural dresses as are well suited to the places of their abode, and which protect them against the heat in warm, and against the cold in frigid, climates, and so enable them to live comfortably. We see man however born without any kind of covering at all, and with nothing naturally given him to serve as a protection against the rigours of climate. However, he has been supplied with the means to provide himself according to his wants, and to adapt himself to both heat and cold. This proves that man is not intended to occupy a particular part of the earth. On the contrary it is evident, the omnipotent God designed to create a creature whose nature should be such that his offspring might easily accommodate themselves to any clime and dwell in any country whether hot or cold, and who could of themselves provide the materials suited to their protection against inclemency of season in every region. Hence it is unquestionably right to hold that all mankind are descended from one race originating in one common father.

† تفسیر ڈائیلی حلد ۱  
صفحہ ۳۱

Dr Hales has, on Geographical grounds, thus drawn for us a picture of the propagation of mankind throughout the the entire globe — “The two continents of Asia and America, so widely separated from each other by the vast Pacific or Eastern Ocean at their southern extremities, are now found to approach each other towards the northern within thirteen leagues, instead of eight hundred, as was supposed. And in this

ہنس وہ سب اپنے ساتھ ایک ایسی قدرتی پوشاک رکھتے ہیں جو اُس ملک کے مناسب ہے اور جس سے وہ سرد ملکوں کی سردی کو دور کر سکتے ہیں اور گرم ملکوں کی گرمی سے بچ سکتے ہیں اور ان وسیلوں سے اپنی ناسائیس سر کر رہے ہیں مگر برخلاف اسکے ہم انسان کو نہایت ہنس کہ دنیا پیدا ہوا ہے اور کوئی حلقہ سامان گرمی سردی سے بچنے کا اپنے پاس نہیں رکھتا مگر اللہ نے اُس کے لئے ایسے وسیلے پیدا کیئے ہیں جن سے وہ سردی حاصل کر سکتا ہے پس یہ دلیل اس بات کی ہے کہ کوئی انسان کسی خاص ملک کے لئے پیدا نہیں ہوا بلکہ اُس قادر مطلق کا یہ منشاء تھا کہ ایک حیوان انسان پیدا کیا جو اسے ہنس تمام گرم سرد ملکوں میں آباد ہو اور لحاظ ہر ملک کے وہ جو سامان گرمی و سردی کا ہم نہ پہنچا لیا کرے پس کچھ شک نہیں کہ وہ عام انسان ایک ہی نسل سے اور ایک ہی دادا کے پوتے ہیں \*

ڈاکٹر ہالیر صاحب انسان کی ایک ہی نسل کی تمام دنیا میں آباد ہونے کی تصویر جغرافیہ کے بموجب ہم کو اس طرح پر دکھاتے ہیں کہ “اسیہ اور امریکہ کے دو براعظم اگرچہ نسبت پاسفک یا مسرے بحر کی جنوبی سروں پر ایک دوسرے سے بہت فاصلہ رکھتے ہیں مگر اب شمال کی طرف سے وہ ایک دوسرے سے صرف آتھالیس میل کے فاصلہ پر آئے دو ہزار

narrow strait, there are several intervening islands, as Bering's, &c Among other good purposes, therefore, the voyages of Captain Cook have rendered essential services to religion, by robbing infidelity of a favourite objection to the Mosaic account of the peopling of the earth North America might have been easily furnished with inhabitants from the opposite coasts of Asia and South America, by means of the great chain of newly-discovered tropical isles, scattered between the two great continents, and successively colonized from Asia, and also, on its eastern side, by vessels driven by storms, or trade winds and currents, from the shores of Europe and Africa And indeed the similarity of languages, religion, manners, and customs, in several leading points, furnishes decisive evidence of the descent of all mankind from the same parent stock "

" The derivation of the human species, all from one stock, has proved a great stumbling stock to minute philosophers who cannot reconcile the fact to the varieties of the species in different countries, as to colour, size, shape, disposition, &c However inadequate we may be fully to unfold the mysteries of nature, and the ways of Providence, yet

چار سو مدل کے حدسا کہ پہلے خیال کنا  
حانا تھا اب قریب دریافت ہوئے اور  
اس تنگ آنکائی میں بہت سے حریرے  
بھی مثل راس بیرنگ وغیرہ کے واقع ہیں  
کپتان کوک صاحب کی زمیں کے گرن  
سفر کرنے میں جو بہت سے فائدے  
حاصل ہوئے اُن میں سے مدھب کو بہت  
ایک مقدم فائدہ ہوا کہ کامروں کا بہت بڑا  
عریز اعتراض کہ ایک آدمی سے تمام دنیا  
کنوکر آباد ہوئی قوت گیا شمالی امریکہ  
میں ایشیا کے مقابل کے کناروں سے ناسدے  
ناسانی پہنچ گئے ہونگے اور حدوی امریکہ  
میں بوسندہ آس بڑے سلسلہ حال کے  
دریافت کئے ہوئے گرم حریروں کے جو  
درمیان ان دو بڑے براعظم کے بہنے ہوئے  
ہیں انسا کے لوگوں سے سلسلہ وار آباد  
ہوئے ہونگے اور امریکہ کا مسرفی حادب  
سے آباد ہوا بوسندہ اُن کستوں کے حنال  
کنا حارے حدکو طوفانوں اور ریلوں اور  
مکائف ہواؤں نے یورپ اور امریکہ کے  
کناروں سے کھینچ لکھا کروہاں پہنچا دیا  
ہو رہاں اور مدھب اور اطوار اور رسومات  
کے بہت سی مقدم باتوں میں مسانہب  
کا ہونا بلاسندہ اس بات کی گواہی دیتا  
ہے کہ تمام انسان انک ہی مری سے  
نکلے ہیں \*

† نکتہ چین حکما مختلف ملکوں میں  
انسان کی حدسوں کے اختلافات سے جو  
نکھات رنگ و صورت اور مزاج وغیرہ کے  
ہیں اس حقیقت کو کہ تمام حدسیں  
انسان کی ایک دھیرہ سے نکلی ہیں  
تائید کرنے میں بڑے درنسان ہوئے ہیں  
ناوجود اسکے کہ ہم قدرت کے بہندوں اور

محل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۷  
تقدیبہ ایش  
مصحدرسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

† نفسر ڈائیلی حلد ۱  
صفحہ ۳۲

منا، پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۷  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۴۲

much of these alleged varieties may be satisfactorily accounted for, from the influence of climate, local circumstances of air, water, food, customs, &c which may, in process of time, make a material change in the constitutions and complexions of the inhabitants If dogs taken to the frigid Zone, grow shaggy, and if sheep, transported to the torrid Zone, exchange their wool for hair, why may not the human species gradually partake of the influence of climate?"

"Man, though white in Europe, black in Africa, yellow in Asia, and red in America, is still the same animal, tinged only with the colour of the climate Where the heat is excessive, as in Guinea and Senegal, the people are perfectly black where less excessive, as in Abyssinia, the people are less black, where it is more temperate, as in Barbary and in Arabia, they are brown and where mild, as in Europe and in Lesser Asia, they are fair"

"Shaw, in his travels through Barbary, found a tribe in the mountains of Auess, south of Algiers, who appeared to be of a different race from the Moors far from swarthy, their complexion is fair and ruddy, and their hair a deep

حدا بعالی کے طریقوں کے درباوت کرے میں کدسے ہی بافادل ہوں تب بھی ار روی آب و ہوا اور مخصوص حالتوں ہوا پانی اور حوراک اور رسومات وعدہ کی حدکے سدب سے ناشددوں کی بناوت اور رنگوں میں زمانہ کے گذرے بر بہت سی بددیالی ہو حابی ہے ان طاہری اختلافات کا حسب دلخواہ حوات دندستے ہدی مثلاً اگر کنوں کو سرد طنفہ میں لیکاوس نووہاں پرورہ چہری ہو حاوس اور اگر نہاڑوں کو گرم طنفہ میں لیکاوس تب آنکی اون مال ہو حاونگی تو انساں کی حدسیں رفتہ رفتہ آب و ہوا کے اثر سے کیونکر معطوط رہ سکتی ہیں \*

انساں اگرچہ یورپ میں سفید اور امریقہ میں سداہ اور اسیا میں رن اور امریکہ میں سرچ ہدی لکنی حنواں واحد ہیں صرف آب و ہوا کے سدب سے ان میں یہہ طاہری تبدیلیاں ہیں جہاں کہیں گرمی سحت ہوتی ہے حدسے کہ گدی اور سینگل میں نووہاں کے بالکل سداہ ہوئے ہیں اور جہاں کہیں کہ آسکے شدب کم ہے حدسے کہ اندیسندیہ میں تووہاں کے آدمی کم کالے ہوتے ہدی اور جہاں کہیں وہ معتدل ہے حدسے ناروری اور عرب میں وہاں پر لوگ بھورے ہوئے ہدی اور جہاں کہیں وہ بہا کم ہے حدسے کہ یورپ اور نیچی کے حصہ ایسیا میں وہاں برسعد ہوتے ہیں \*

ڈاکٹر شا صاحب نے اپنے ناروری کے سعروں میں آرس کے پہاڑوں برحو الکاسر کے حدوب میں ہدی انک ایسی قوم دیکھی جو امریقہ کے مسلمانوں سے نسل میں مکلف ہدی انکا رنگ حاکی تو



yellow, instead of being dark, as among the neighbouring Moors. He conjectures they are a remnant of the Vandals. And they probably retained their complexion from their high mountainous situation, as the natives of Armenia, in Western Asia, and Cashmire, in Eastern, are fair, owing to the great elevation of the soil in both places, and the temperature of the climate occasioned thereby ”

“ On the other hand, a colony of Jews, settled at Cochin, on the Malabar coast from a very remote epoch, of which they have lost the memory, though originally a fair people in Palestine, and from their customs preserving themselves unmixed, are grown as black as the other Malabarians, who are hardly a shade lighter than the negroes of Guinea. And at Ceylon, the Portuguese, who settled there only a few centuries ago, are degenerated, and grown blacker than the original natives. They are in number about 5,000, still speak Portuguese, wear the European dress, and profess the Romish religion ”

“ Still there are anomalies, or exceptions, to the general conclusions of the influence of climate and customs, that

ہر گز نہیں لیکن سعیدی اور سرحی مائل  
ہے اور ان کے نال نعل ایسی سنا ہوئے  
کے حد سے کہ اور بقیہ مسلمانوں کے ہیں  
بہت رز ہیں ڈاکٹر صاحب خیال  
کرتے ہیں کہ یہ واد دل قوم کا ایک نعل  
ہے اور عالداً آدنا رنگ ان کی بلند پہاڑی  
مقام کے سب سے وساہی رہا حیسہ کہ  
ارمندا کے ناوشددوں کا معربی ایسیا من  
اور کسمندر کے ناوشددوں کا مسرفی ایسیا  
میں صاف ہے سب اس ناف کے  
کہ ان دونوں مقاموں میں زمین بہت  
بلند ہی جسکے ناع سے آب و ہوا کا  
مراج معتدل ہے \*

بحلاف اسکے سستی یہودیوں کی جو  
مقام کو چین میں کنارہ ملندار بہت  
مدف ہوئی کہ جسکی آدکو یاد داش  
حاتی رہی آکر سے اگچہ وہ اصل میں  
فلسطی کے حوصورت لوگ تھے اور آدہوں  
نے ابھی رسومات کو اب تک حالص  
رکھا ہے لیکن اسے کالے ہو گئے ہیں جسکے  
ملندار والے ہنس جو گئی کے حدستوں  
سے سپاہی میں انک درہ بھی کم نہیں  
ہیں اور لندا میں بورچگل والے جو صرف  
چند صدئیں گذریں کہ وہاں آکر سے  
ابھی حالص اصلی سے روال بدیر  
ہو کر وہاں کے ناشدوں سے بھی رنادہ  
کالے ہو گئے شمار میں بہ لوگ فرد ناچہرار  
کے ہنس اور اب بھی رناں بورچگل بولتے ہنس  
اور یورب کی بوساک بہتے ہنس اور رومی  
گرچہ کے مذہب کا اقرار کرتے ہیں \*

نا اس ہمہ ڈاکٹر ہیلر صاحب یہ بھی  
کہتے ہنس کہ انسانوں میں آب و ہوا اور  
رسومات کے اثر کے عام نتیجوں کے علاوہ

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۷  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

قتل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۷  
قتل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

must be ascribed to other, and perhaps undiscovered causes, which baffle the pride of human sagacity to develop and which, after all, must be resolved into the will and pleasure of the creator, and deposited among the unsearchable riches of his wisdom and providence, in the variety, no less than the regularity, of his works”

Upon the whole, we have a good many reasons for believing that all mankind are descended from one parent, though it is confessed, that there are certainly found among different races, varieties, of which we are not at present in a position to explain the probable cause, or trace the sources from which they proceed. However, what I wish particularly to discuss, is the question *who was the individual from whom all mankind took their origin*, whether it was *Adam* or *Noah*? All the Jewish, Christian, and most of the Mohomedan divines hold this person to have been *Noah*. But while I do not admit of the deluge having been universal, it is certainly necessary for me to deny this assumption, and to hold all to have descended from *Adam*. If what I propose be accepted as right by others also, it would, to some extent, lessen the difficulties which are felt by the theory which assigns one common origin to all the human race, now so much the more felt on account of certain variety found among mankind, the causes of which it has hitherto been confessedly impossible to discover

اور بھی اختلافات موحود ہنں حدکو شاند نا معلوم سندنوں سے مندوب کرنا چاہیئے حدکاد ریامت کرنا انسان کی دانائی کے مکر کو عاخر کرتا ہی اور بہر حال حدکو حددا کے علم اور رضا پر چھوڑنا چاہیئے اور حدکو اُسکی اُس دانائی اور قدرت کے دافائل دلاش حراون میں حوا اُسکے کاموں میں مختلف بھی ایسے ہنں حیصے کہ ترتیب منں جمع کرنا چاہیئے \*

بہر حال ہمکو اِس بات پر نقد کرے کی کہ تمام انسان ایک شخص کی اولاد ہنں بہت سی وجوہات ہنں گو بعضے ایسے اختلاف ہوں حدکی وجہ ہم نہ درناوب کر سکمن مگر حس بات برکہ منں بحسب کرنا ہوں وہ بہہ ہے کہ وہ شخص حدکی اولاد تمام انسان ہنں کون ہے آدم نا نوح تمام یہودی عالم اور تمام عدسائی عالم ار اکثر مسلمان عالم اسداف کے فائل ہنں کہ تمام انسان حصرب نوح کی اولاد ہنں مگر حدکہ میں اسداف کا فائل ہوں کہ طووان تمام دیا منں بہنں آنا نو مکھکو ضرور اسداف سے انکار کرنا بڑگا اور یہہ کہنا ہوگا کہ تمام انسان حصرب آدم کی اولاد ہنں اور اگر اور لوگ بھی تمام انسانوں کو حصرب آدم کی اولاد مان لسن تو کسقدر آساں ہو حاتی ہنں وہ مسکلیں حوا بحسب بعض ایسے اختلافوں کے حدکی وجہ ہمکو بحسبی درناوب نہنں ہی انسان کو انک ہی شخص کے اولاد قرار دینے منں بڑ رہی ہنں \*

V 22 — *Ham, the father of Canaan,*  
Ham had also other children besides  
Canaan, as is proved from Cha X 6  
But Canaan is here spoken of, because  
he was the founder and the head of a  
wicked and impious race

V 25 — *He said, cursed be Canaan,*  
Those who construe this verse as speak-  
ing of a curse, will find it difficult so  
to explain it For it was Ham himself  
who had been guilty of impiety or inso-  
lence towards Noah, and his children  
therefore could not reasonably be cursed  
or punished for the fault of their father  
Suppose however it was justifiable to  
curse his children, it would then be  
asked why was it that Canaan only, and  
none other of his remaining children,  
was cursed ?

It is better to remain in ignorance of  
the reasons suggested by the Rabbis for  
the curse being imposed on Canaan,  
than to know them I am not aware  
of any reasons advanced by Christian  
doctors on the subject However, I  
do not allow that this verse should be  
fairly regarded as conveying anathema,  
as is well shown on comparing it with  
the Hebrew Text On the contrary,  
I assume it to be a prediction of an  
event that was to happen to the children  
of Canaan

We see it takes place under the law  
of Nature, that virtuous men have be-  
gotten vicious children, and that vicious  
men have had virtuous children, also  
that the vicious character of the father  
is sometimes found operating in his  
whole progeny, and at other times in  
some of them only, and not in the rest

۲۲ ( حام ناپ کنعان نے ) حام کی  
اولاد کنعان کے سوا اور بھی تھی جیسا کہ  
باب ۱۰ — ۶ سے پایا جاتا ہے مگر اس  
مقام پر کنعان کا خاص ذکر اس واسطے کیا گیا  
کہ وہ ایک بد سکت نسل کا سردار تھا \*  
۲۵ ( اور کہا ملعون ہو کنعان ) جو  
لوگ کہ اس ورس کو ایک حملہ بد دعائے  
سمجھتے ہیں انکو اس ورس کی تفسیر  
بیان کرنے میں سخت مشکل پیش آونگی  
کیونکہ اے ایسی حصرت روح سے حام نے  
کی تھی یہو ناپ کی اے ایسی کے سوا  
اولاد کو ملعون کرنے کی کنا وجہ اور اگر  
اولاد ملعون بھی کنحارے تو سوائے کنعان  
کے حام کے اور بھی بیٹے تھے یہر خاص  
کنعان کو ملعون کرنے کی کیا وجہہ \*

علماء یہود نے جو اسکی وجہہ لکھی  
ہے اُس سے نا واقف رہنا اُسکے واقف  
ہونے سے بہتر ہے اور میں واقف نہیں  
ہوا کہ عیسائی عالم اسکی کنا وجہہ بیان  
کریں گے مگر میں اس ورس کو حملہ  
بد دعائے فرار نہیں دیتا جیسا کہ متن  
کے ترجمہ سے ظاہر ہے بلکہ یہ ایک  
پیش گوئی ہے انک واقعہ کی جو  
ہونے والا تھا کنعان کی اولاد پر \*

ہم بطور ایک منچر کے یہہ ناپ دیکھتے  
ہیں کہ اچھوں کی اولاد بھی ہوتی  
ہے اور برروں کی اولاد اچھی بھی ہوتی  
ہے اور اسی طرح ہم یہہ بھی دیکھتے ہیں  
کہ ناپ کی بد حاصلت کدھی اُسکی  
تمام اولاد میں اثر رکھتی ہے اور کدھی  
ایسا ہوتا ہے کہ وہ اثر اُسکے کسی اولاد

قیل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۷  
قیل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۲

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلی  
۲۹۲۰

The impropriety of Ham's behaviour towards his father was characteristic of his evil nature, and it was feared that possibly this nature of his might influence all his posterity who might, in consequence, be under a blight as it were and fail in the exercise or possession of virtuous qualities. Under this impression it was imparted to Noah by inspiration that this evil nature of Ham would appear in none of his Children save Canaan, which ended in his servitude and inferiority to his brethren as appears from the verse a servant of servants shall he be unto his brethren. While on the other hand the virtue and piety of Shem and Japheth were productive of appropriate, and becoming results, as is found related accordingly. Hence, it must not now be understood that Noah cursed Canaan because of his misconduct against his father Ham

میں پایا جاتا ہے اور کسی اولاد میں نہیں پایا جاتا ہے حام سے جو بہہ ایک بے ادبی اپنے باپ کی بدست ہوئی وہ صاف دلیل تھی بدست اور بد طبیعتی کی جسکے سبب اندیسہ تھا کہ اُسکی تمام اولاد ایسی ہی بد طبیعت اور بد حاصل ہوگی جو کبھی بارور اور برحوردار نہیں ہو سکتی صرف نوح نے خدا کے الہام سے بتا دیا کہ بد طبیعتی اور بدست حام کی کسی اولاد میں نہیں ہے مگر کنعان میں جسکا نقشہ ہے علام اور تانعدار ہونا اپنے بھائیوں کا اسرائیلیہ کنعان کی بدست کہا کہ وہ علام کا علام ہوگا اپنے بھائیوں کا اور بدست حاصل ہو سام اور نامت سے ظاہر ہوئی تھی اُسکا جو بیک نقشہ اُنکو ہوئے والا تھا وہ اُنکے حق میں نشان کیا پس بہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ حام کی بے ادبی کے سبب صرف نوح نے کنعان کو بد دعا دی \*

† تفسیر تائیلی حلد ۱  
صفحہ ۳۱

V 26-27 The prediction which is spoken of in these verses, is thus treated by Bishop Newton — “The word *brethren* in Hebrew, comprehends more distant relations. The descendants therefore of Canaan were to be subject to the descendants of both Shem and Japheth and the natural consequence of vice in communities, as well as in individuals, is slavery.”

۲۶ و ۲۷ — ان دونوں آیتوں میں جو بدستیں گوی ہیں اُسکے واقعہ کی تفصیل † سب نبوتوں صاحب اس طرح پر ریاں کرتے ہیں کہ وہ لفظ جسکا بھائیوں ترجمہ کدا گدا ہے عبری میں اُسکے معنی ریاہ دور کے رشتہ داروں کے ہیں کنعان کی اولاد سام اور یامت دونوں کی اولاد کے تابع ہوئے والی تھی سوا اُسکے قدرتی نتیجہ گروہوں کی رائی کا اسی طرح سے ہے جیسیکہ تنہا شخص کی برائی کا علامی ہے \*

‡ ۲ تواریخ ۸ - ۷  
نایت ۹

“Several centuries, 800 years, after the delivery of this prophecy, the Israelites who were descendants of Shem,

بہت سی † صدیوں بعد آئہ سورس بعد اس بدستیں گوی کے بدی اسرائیل کے جو سام کی اولاد تھے رنر حکومت یوشع

under the command of Joshua, invaded the Canaanites, smote about thirty of their kings, took possession of their land, slew several of the inhabitants, made the Gibeonites and others servants and tributaries, and Solomon afterwards subdued the rest, 2 Chio VIII 7—9 ”

“The Greeks and Romans too, who were descendents of Japheth, not only subdued Syria and Palestine, but also pursued and conquered such of the Canaanites as were any where remaining, as for instance, the Tyrians and Carthaginians, the former of whom were ruined by Alexander and the Grecians, and the latter by Scipio and the Romans. And ever since, the miserable remainder of their people have been slaves to a foreign yoke, first to the Saracens who descended from Shem, and afterwards to the Turks, who descended from Japheth, and they groan under their dominion at this day ”

کے کنعان والوں پر حملہ کیا اور بہت سے  
ناشدوں کو قتل کیا اور بے گنہوں اور  
اورونکو غلام اور حراج گزار کیا اور سلیمان  
نے بعد ازاں باقیوں کو مطیع کیا \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵  
قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلع  
۲۹۲۰

یونانیوں اور رومیوں نے بھی حو اولاد  
یافث کی تھی نہ صرف سربا اور فلسطین  
کو مغلوب کیا بلکہ کنعان والوں میں سے  
ایسے ایسے لوگ تعاقب کر کے آئے کہ فتح کیا  
جو کہیں کہیں باقی رہ گئے تھے مثلاً تائرو والے  
اور کارتھج والے حمص سے پہلوں کو سکندر  
اور یونانیوں نے اور پچھلوں کو سپرو اور  
رومیوں نے تباہ کیا اور اُس وقت سے  
ہمیشہ بدست و بقیہ اِس قوم کا غیروں کا غلام  
رہا ہے اول مسلمانوں کا جو سام سے نکلے  
ہیں اور بعد ازاں ترکستان والوں کا جو  
یافث سے نکلے ہیں اور آئندہ ربر حکم  
آحتک وہ تباہی پھرتے ہیں \*

## دسواں باب

## CHAPTER X

قل پیدائش قل پیدائش  
مسیح علیہ متعذر رسول  
السلام اللہ صلعم  
۲۳۳۵ ۲۹۲۰

۱ نوح کا نسب نامہ ۲ یامٹ کے بیٹے ۶ حام کے بیٹے ۸ سرورڈ کا پہلا ناساۃ  
ہوا ۲۱ سام کے بیٹے

## GENESIS

## توریت مقدس

Now these are the generations of the sons of Noah, Shem, Ham, and Japheth and unto them were sons born after the flood.

† باب ۹ — ۱۹، ۷

(ا) والہ تولدت בני נח שם  
۱ ذہ ہی حنن نترۃ اولاد نوح کا سیم  
ہم یوسف یولرو لہم بنیم آخر  
حام اور یامٹ اور پیدا ہوئے انکے † لڑکے بعد  
دیمبول :

طرواں کے

2 The sons of Japheth, Gomer, and Magog, and Madai, and Javan, and Tubal, and Meshech, and Tiras

† تاریخ باب ۱ — ۵  
وعیرۃ

(ب) בני یפת گمر ومگور ومادی  
۲ بیٹے † یامٹ کے گمر اور ماعور اور مادائی  
یون وتبل ومشد وتیرس :

اور یارواں اور نونال اور میسح اور نیراس

3 And the sons of Gomer, Ashkenaz, and Riphath, and Togarmah

(گ) وبني گمر اشکنز وریפת وتوگرمہ :

۳ اور بیٹے گمر کے اسکبر اور رعت اور دعرما

4 And the sons of Javan, Elishah, and Tarshish, Kittim, and \* Dodanim

\* Or, as some read it, *Rodanim*

(د) وبني یون אליشہ وتارشیش  
۴ اور بنیے نارواں کے † ایسا اور برسش  
בתים ودینیم :

کتیم اور دودانیم §

5 By these were the isles of the Gentiles divided in their lands, every one after his tongue, after their families, in their nations

§ رودانیم مطابق بعض  
ترجموں کے

|| دنور ۷۲ — ۱۰

یزمیاہ باب ۲ — ۱۰

باب ۲۵ — ۲۲

صعیاہ باب ۲ — ۱۱

(ه) مائلا نפרرو ایی הגוים  
۵ اس سے جدا ہوئے || حربے قوموں کے ملکوں  
بأرضتہم ایس لالشنو למישפחתہم  
میں انکے ہر شخص موافق رہاں اُسکی کے موافق مدال اُنکی کے  
بگویدہم :

بیچ قوموں اُنکی کے

6 ¶ And the sons of Ham, Cush, and Mizraim, and Phut, and Canaan

\* † تاریخ باب ۱ — ۸  
وعیرۃ

(و) وبني ہم کوش ومצרیم وفوت  
۶ \* اور بیٹے حام کے کوس اور مصریم اور فوت

وکنعن

اور کنعان

7 And the sons of Cush; Seba, and Havilah, and Sabtah, and Raamah, and Sabtechah and the sons of Raamah, Sheba, and Dedan.

(۶) وبني כוש سبأ وحیلة و سبتة  
۷ اور بیٹے کوش کے سبأ اور حویلا اور سبتہ  
ورعما و سبتکأ و بني رعما و سبأ  
اور رعما اور سبتکأ اور بیٹے رعما کے سبأ  
ورعان :  
اور ددان

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام الله صلعم  
۲۳۳۵ ۲۹۲۰

8 And Cush begat Nimrod he began to be a mighty one in the earth

(ح) وکوش یلד نمrod הוא  
۸ اور کوش کے پیدا ہوا نمrod اُسے  
החל להיות גבר בארץ :  
شروع کیا ہونا حصار کو ملک میں

9 He was a mighty hunter before the LORD wherefore it is said, Even as Nimrod the mighty hunter before the LORD

(ט) הוא-ידנה גבר ציד לפני יהוה  
۹ وہ تھا حصار † سکاري ردبر ‡ الله کے  
על-כן ואמר כנמרד גבור ציד  
اسلئے کہا حاکم ہی مثل نمrod کے حصار سکاري  
לפני יהוה :  
ردبر ‡ الله کے

† ימיא נא ۱۶-۱۷  
‡ میکא נא ۷-۲  
‡ نא ۶-۱۱

10 And the beginning of his kingdom was † Babel, and Erech, and Accad, and Calneh, in the land of Shinar

(י) ותהי ראשית ממלכתו בבל  
۱۰ ‡ اور بھی ابتداء مملکت اُسکی || نابل  
וארד ואכד וכלנה בארץ شنער :  
اور ارج اور اکد اور کلنہ شمع ملک شنعار کے

§ میکا نא ۵-۶  
|| نابل نموح ترجمہ  
نابلي  
† Gr Babylon.  
‡ Or, he went out  
into Assyria

11 Out of that land ‡ went forth Assher, and builded Nineveh, and § the city of Rehoboth and Calah,

(יא) מן הארץ ההוא יצא אשר  
۱۱ ‡ اس زمین سے نکلا \* اشور کو  
ויבן את-נינוה ואת-רחבת עיר  
اور بنایا نیנוہ کو اور رحوبت کے † شہر کو  
ואת-כלח :  
اور کالج کو

§ Or, the streets  
of the city  
\* نموح دنگر ترجموں  
‡ اسریا کو گیا  
† نموح دیگر ترجموں  
کے شہر کے نارازوں کو

12 And Resen between Nineveh and Calah the same as a great city

(יב) ואת-רסן בין נינוה ובין כלח  
۱۲ اور رسن کو درمیان نیנוہ اور درمیان کالج کے  
הוא העיר הגדלה :  
وہ سب سے بڑا ہی

13 And Mizraim begat Ludim, and Ananim, and Lehabim, and Naphtum,

(יג) ומצרים ילד את-לודים ואת  
۱۳ اور مصر نے پیدا کیا لودیم کو اور  
ענמים ואת-לקבים ואת-גפתקים :  
عنیم کو اور لہایم کو اور گتہیم کو

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۲۹۲۰ ۲۳۲۵

† ۱ تاریخ باب ۱۲—۱۲

\* Heb Tzidon

15 ¶ And Canaan begat \* Sidon his firstborn, and Heth

16 And the Jebusite, and the Amorite, and the Gugasite,

17 And the Hivite and the Arkite, and the Sinite,

18 And the Aivadite, and the Zemarite, and the Hamathite and afterward were the families of the Canaanites spread abroad

† Heb A ah

‡ باب ۱۳—۱۲, ۱۴, ۱۵, ۱۷

باب ۱۵—۱۸ تعایت ۲۱

اعداد باب ۳۴ — ۲

تعایت ۱۲

یوسع باب ۱۴ — ۱, ۸

20 These are the sons of Ham, after their families, after their tongues, in their countries and in their nations

(ید) وאת פתרים ואת-כסלחים  
۱۴ اور پتروسم اور کسلوحم کو  
آشور یخانو مشم فلستیم وאת  
وه حكه نكلي † حهاسے فلسطين اور  
بפתרים :  
کفتوریم کو

س (مو) ونנען ילד את-צידון  
۱۵ اور نعان ے پیدا کیا صیدون  
بنرو وאת-חת :

بہلونتے اپنے کو اور حث کو  
(مو) وאת-היבوسی وאת-הامורי وאת  
۱۶ اور موسی کو اور اموری کو اور  
ہجرگشی :  
گرگاسی کو

(یو) وאת-החوی وאת-הערקי وאת  
۱۷ اور حوی کو اور عرقي کو اور  
حסיני :  
سینی کو

(ید) وאת-הארורי وאת-הצמרי  
۱۸ اور ارورادی کو اور صماری کو  
وאת-החמתי وאת-הגماتی  
اور حماتی کو اور سمعہ پہل گئے سائل  
ہکنعانی :

کنعانی

(یم) יהיו גבול הכנעני מצידון  
۱۹ † اور تھی حد کنعانی کی صیدون سے  
بأفكہ گرکہ عر-عزہ بأفكہ سدومہ  
بہونکتی ہوئی گراہ عراہ تک بہونکتی ہوئی سدومہ  
وعمرکہ وادومہ وعبویم عر-لشع  
اور عمرورہ اور ادمہ اور صومس لاسع تک

(ب) آله بني قس لمشفحتهم  
۲۰ بہ ہن بنتے حام کے موافق قنادل اُکے کے  
للشنتهم بأرضتهم בגویہم :  
اور موافق رباوں اُنکی کے ملکوں میں اُنکی قوموں میں



21 ¶ Unto Shem also, the father of all the children of Eber, the brother of Japheth the elder, even to him were children born .

22 The children of Shem , Elam, and Asshur, and † Arphaxad, and Lud, and Aram

23 And the children of Aram , Uz, and Hul, and Gether, and Mash.

24 And Arphaxad begat § Salah, and Salah begat Eber

25 And unto Eber were born two sons , the name of one was † Peleg , for in his days was the earth divided , and his brother's name was Joktan

26 And Joktan begat Almodad, and Sheleph, and Hazarmaveth, and Jerah,

27 And Hadoram, and Uzal, and Diklah,

28 And Obal, and Abimael, and Sheba,

س (بنا) ولشם ولد جہ-ہوا

۲۱ اور شیم کے پیدا ہوئے وہ بھی

آبی کل بنی-عبر-آحی یفتا ہنڈول :

باپ سب بنی عیبر کا بھائی یاسف بڑی کا

(بنا) بنی شمس عیلام وانشور

۲۲ بنیے \* شیم کے عیلام اور انشور

وارفکشد ولود وارس :

اور ارکشد اور لود اور آرام

(بن) وبنی آرس عویز واول وگتر

۲۳ اور شیم کے عوس اور حول اور عیبر

ممش :

اور مش

(بر) وارفکشد ولد آت سلح

۲۴ اور ارکشد نے پیدا کیا † سلح کو

ولشہ ولد آت-عبر :

اور سلح نے پیدا کیا عیبر کو

(بہ) ولعبر ولد شنی بنی شمس

۲۵ † اور عیبر کے پیدا ہوئے دو بھائی نام

ہاآدر فلگ بی بنیو نفلگہ

ایک کا § طع کنوکہ ایام میں اُسکے نک گئی

ہآرץ وشم آحیو یקطن :

رمن اور نام اُسکے بھائی کا نقطان

(بر) یقطن ولد آت-آلموداد ووات

۲۶ اور نعطان نے پیدا کیا الموداد کو اور

شلح ووات-حצרמות ووات-یرح :

سالف کو اور حصو مارٹ کو اور یزح کو

(بن) ووات-ہورم ووات-اول ووات

۲۷ اور ہدورام کو اور اورال کو اور

دقلہ :

دقلہ کو

(بہ) ووات-عوبل ووات-آبیمال ووات

۲۸ اور عوبال کو اور اسمائل کو اور

شبا :

شبا کو

قبل پیدائش قبل پیدائش

مسیح علیہ معتمد رسول

السلام اللہ صلعم

۲۳۲۵ ۲۹۲۰

\* ۱ تاریخ باب ۱۷—

و عیبر † Heb. Arpach-

shad.

† باب ۱۱ — ۱۲

§ Heb. Shelah

† That is, division.

† ۱ تاریخ باب ۱۹—

§ ( یعنی قسم )

۲۸۲۴ ۲۲۴۷

۲۸۲۴ قتل پیدا ایش  
۲۸۲۴ قتل پیدا ایش  
۲۸۲۴ قتل پیدا ایش  
۲۸۲۴ قتل پیدا ایش  
۲۸۲۴ قتل پیدا ایش  
۲۸۲۴ قتل پیدا ایش  
۲۸۲۴ قتل پیدا ایش  
۲۸۲۴ قتل پیدا ایش  
۲۸۲۴ قتل پیدا ایش  
۲۸۲۴ قتل پیدا ایش

29 And Ophir, and Havilah, and Jobab all these were the sons of Joktan

30 And their dwelling was from Mesha, as thou goest, unto Sephar, a mount of the east

31 These are the sons of Shem, after their families, after their tongues, in their lands, after their nations

32 These are the families of the sons of Noah, after their generations, in their nations and by these were the nations divided in the earth after the flood

† آیت ۱

† باب ۹ — ۱۹

(بم) وאת-אופר ואת-חویלה ואת-  
۲۹ اور اوبیر کو اور حویلا کو اور

یوبب کل-אלה בני יקמן :

یوناب کو سب یہاں ہیں بیٹے یقطن کے

(ل) יהדי מושבם ממשא באכה

۳۰ اور تھا اُنکا مقام میسا سے پہنچتے ہوئے

سفرہ הר הקדם :

سغارة كوة شرقي كوة

(لا) אלה בני-שם למשפחתם

۳۱ یہاں ہیں بیٹے شیم کے مراشی قبائل اُنکے

للسنتهم באرضותهم לגویهم :

مراشی زبانوں اُنکی کے ملکوں اُنکے میں مراشی قوموں اُنکی کے

(لب) אלה משפחת בני - נח

۳۲ † یہاں ہیں سائل بی بی روح کے

לתולדתם בגویהם ומאלה נפרדו

مراشی حتم بنو اُنکے کے قوموں اُنکے میں اور اُس سے حدی حدی

הגויים בארץ אחר המבול :

ہوئے قومیں ملک میں بعد طوفان کے

### NOTES

### تفسیر

۲۳۳۵ Chap X V 1 these are the generations,) Those who maintain that the earth is peopled by the children of Noah only, allot to the share of the sons of Shem, the middle of the earth, namely, Palestine, Syria, Assyria, Samaria, (a town of Babylonian or Chaldean) Babel, Persia, and Hegiaz or Arabia Petrea To the sons of Ham, Teman or Idumea (Jere XLIX 7), Africa, Nigritia, Egypt, Nubia, Ethiopia Scindia, and India (or western and Eastern India,) on both sides of the Indus To the sons of Japheth also, Garbia (the North) Spain, France, the countries of the Greeks, Slavonians, Bulgarians, Turks, and Armenians

† برمایہ ۳۹ — ۷

۱ ( یہاں ہے حدم پترہ ) حو لوگ تمام دنیا کو صرف اولاد نوح سے بسا ہوا سمجھتے ہیں وہ نشان کرتے ہیں کہ سام کی اولاد کے حصہ میں درمیاں کا حصہ زمین کا آنا یعنی فلسطین سربا اور اسربا اور سندریا ( حو بدلی کے ایک حصہ کا نام ہے اور حسکو کالڈی والونکا عراق کہتے ہیں ) اور بابل اور انراں اور حصاریا عرب اور اولاد حام کو تیمان ادومیا † اور افریقہ اور دبائی گرشیا اور مصر اور یوڈیا اور ایدوہیا اور سندھیا اور ہدرستان واقع کنارہاں سندھ ( نا مغربی اور مشرقی ہندوستان ) اور اولاد یافث کو گاریہ اور اسپین اور فرانس اور یونان اور سکلیونیا یعنی روس اور بلغاریا

V 5 — *Isles*,) The Hebrews (as Mr Mede observes) use the word *isles* to signify all those countries divided from them by the sea, Isai XI 10, 11, LX 15, Jere II 10 or the word may be used generally for a region, county or province, Job XXII 30, Isai XX 6

V 8 *Nimrod*,) In former times, it appears, the elder of a family exercised a parental Government over it But this person putting down such parental government, founded that of a king

V 11 *Out of that land went forth*,) That is, Nimrod went out to war against Assyria which belonged to the children of Shem, but was usurped by this son of Cush

*Nineveh* ) Bishop Patrick says, it was so called by Nimrod after the name of his son Nimus

V 21 *The father of all the children of Eber*,) ‘And so consequently,’ says Bishop Kilder, “the father of the Hebrews, who had then name from him From him Abram, was called an Hebrew Chai XIV 13, and his posterity Hebrews, Gen XXIX 14, Exo I 15, 16 Some however have thought that *Eber*, in this place is not a proper name, and that Abraham is called a Hebrew, not from Eber, as the proper name of a man, but as this word imports one who comes from *beyond* the river Euphrates

قبل بیدایش اور توکستان اور آرمینہ \*  
مسیح علیہ السلام ۲۳۲۵  
محمدرسل اللہ صلعم ۲۹۲۰  
۵ (حریرے) + مستر میڈ صاحب کہتے ہیں کہ یہودی چریہ کے لفظ کا اے آن تمام ملکوں پر استعمال کرتے ہیں جو سمست سمندر کے آدھے ملک سے علاحدہ ہو گئے ہیں یا عموماً اس لفظ چریہ کا ادک || مقام ولایت نا موندہ کے واسطے استعمال ہو سکتا ہے \*

+ تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۳۳  
+ اسعہ ۱۱ — ۱۱، ۱۰  
۱۵ — ۲۰  
یرمناہ ۲ — ۱۰  
|| ایوب ۲۲ — ۳۰  
اسعیاء ۲۰ — ۶

۸ (دمروٹ) معلوم ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ حو حاددان میں بڑا ہوتا تھا وہی اپنے حاددان پر مورمانہ حکومت رکھتا تھا مگر اس شخص نے مورمانہ حکومت کو توڑ ڈالا اور ناساھادہ حکومت کی بنیاد ڈالی \*

۱۱ — (اس رہیں سے نکلا) یعنی دمروٹ ان ملکوں سے نکلا اور اسور سے لڑے کو کا حسد اور اسورنا کہتے ہیں جو سام کی اولاد سے علافہ رکھتا تھا مگر اسور کس کے اس بدلتے سے فاصہ کر لیا تھا \*

(نندوہ) سمست اندرک صاحب کہتے ہیں کہ دمروٹ نے اس سپر کا نا اسے بدلتے دمروس کے نام پر رکھا تھا \*

۲۱ — (ناب سم ندی عدرک) + سمست کڈر صاحب لکھتے ہیں کہ اس سمست سے عدرامونکا نام ہوا حدنا نام اس سے نکلا اس سے عدرام کا نام ہے عدری ہوا اور اسکی اولاد کا نام ہے عدرامونکا ہوا مارحون اس کے معصوں نے یہ حدال کا ہے کہ اس مقام میں عدر کوئی خاص نام نہیں ہے اور یہ کہ عدرام کو ایک عدری سمست عیدو کے جو کسی شخص کا خاص نام ہو کہتے ہیں بلکہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس لفظ کے معنی ہیں وہ شخص جو

+ تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۳۳

\* ناب ۱۳ — ۱۳

ی ناب ۲۶ — ۱۳

حرج ۱ — ۱۵، ۱۶

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۵  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلع  
۲۹۲۰

And then, what we render "the children of Eber" imports the inhabitants beyond the river Euphrates"

دریائے فرات کے پار سے آئے اور تب  
حس لفظ کا ہم اولاد عیدر ترجمہ کرتے  
ہیں آسکے معدے ہوئے دریائے فرات کے پار  
کے باشندے \*

V 24 Eber,) We Mohamedans call him *Hood*, and believe that he was a prophet, sent to instruct the people Aad, who worshipped three kinds of idols The Jews also admit him to have been a prophet, and it is proved from the 25th verse that the prophecy, in accordance with which he had named his son Peleg, was fulfilled in the manner foretold by him

۲۴ — (عیدر) ہم مسلمانوں کے ہاں  
انکا نام ہود ہے ہم انکو نبی مانتے ہیں  
اور اعتقاد کرتے ہیں کہ قوم عاد کی  
ہدایت کو جو تین بتوں کی پرستش  
کرتے تھے پہلے گئے تھے یہودی بھی  
حصر عیدر کو نبی مانتے ہیں اور درس  
۲۵ میں انکی یہہ بیسن گونی لکھی  
ہوئی ہے کہ ملع کا نام حس بیسن گونی  
سے انہوں نے رکھا تھا در حقیقت  
آسطیرج راجع ہوئی \*

## گھٹگو نسبت طوفان کی

### ON THE DELUGE

There are two points regarding the deluge as described in the Scripture which admit of controversy and these I shall now proceed to These are —

طوفان کا حال جو کتاب امدس میں  
بیان ہوا آسکی بسبت تین اسر فائل  
سب ہیں جنکو ہم بہاں بیاں کرے  
ہیں \*

I How could the number of days given in the Bible for the continuance and subsequent gradual abatement or subsidence of the waters, be made equal to, or consistent with, the sum total declared in it ?

اول یہہ کہ حساب چڑھنے اور اترنے  
ناسی طوفان کا حوالہ ناموں میں لکھا ہے  
وہ کنوکر براسر آنا ہے \*

II The inconsistency of maintaining that the deluge was a universal one, and the proof of its having been, on the contrary, a partial one

دوسرے طوفان کے عام ہونے کی تردید اور  
اسدات کا ثبوت کہ حس طوفان کا ذکر  
کتاب امدس میں ہے در حقیقت وہ طوفان  
خاص ملک میں تھا \*

III I would here remark that the fact of this deluge having only been a

سیوم قرآن محمد سے بھی خاص ملک  
میں طوفان کا ہونا ثابت ہوتا ہے معہ

partial one is fully borne out by the Holy Koran and I shall presently make a few remarks on passages from the Holy Koran which will bear me out in this assertion

*Firstly as regards the duration of the deluge*

It is stated by some that Scripture assigns a period of one year and ten days for the continuance and final receding of the waters, reckoning from the commencement of the flood, viz, from the 17th of the 2nd month of the 600th year of Noah's age, Gen VIII 11 to the coming out of Noah from the ark, viz, on the 27th of the 2nd month of the 601st year of his age, VIII 13—15 But, if we examine the matter closely the duration of the flood amounts to one year, three months and eight days as shown below This makes the duration given of the deluge, as well as the dates of the events which then occurred appear to be erroneous or contrary to what they should be according to the wording of Holy Writ

ذکر بعض وافعات طوفان کے حو فراں محید سے بائے حاتے ہس \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
۱۹۲۰ ۱۳۲۵

اول گفتگو نسبت حساب طوفان کے

بعض لوگ یہہ گفتگو کرتے ہس کہ کتاب اودس سے نایا حاتا ہے کہ ابتدا اور انتہا طوفان کی ایک برس دس دن تھی کیونکہ + سدہ ۶۰۰ پیدائس روح کے دوسرے مہینے کی سترہویں تاریخ کو طوفان شروع ہوا اور سدہ ۶۰۱ پیدائس روح کی دوسرے مہینے کی سترہویں تاریخ کو حصص روح کستی مدس سے دل آئے مگر ہر ایک واقعہ کے دن حو بدان ہوئے ہس آنکے جمع کرے سے کل مدت طوفان کی ایک برس تین مہینے آٹھ دن معلوم ہوتی ہے جیسا کہ حساب مددرجہ دیل سے ثابت ہوتا ہے اور بس نہ بہہ حساب درست آتا ہے اور نہ تاریخیں ہر ایک واقعہ کی حو کتاب میں لکھی ہس وہ صحیح ہونی ہس \*

+ باب ۷ — ۱۱

‡ باب ۸ — ۱۳ و ۱۴  
۱۵

Gen VII 12, 17	Duration of the fall of rain	40 days
—————24,	“ of the prevalence of waters	150 “
—VIII 3	Gradual subsiding of the flood	150 “
————— 6,7	Opening of the window and sending forth of the raven	40 “
—————8	The least duration between the return of the raven and the time when the dove was sent out	7 “
—————10	The second sending forth of the dove	7 “
—————12	The third “ “ “ “	7 “
—————13, 14	The time between the third sending of the dove and the disembarking of Noah	57 “

قفل پیدائش	۴۰	† مدت مہینہ نرسے کی
مسیح علیہ	۱۵۰	† مدت درجے رھنے پانی کی
محمدرسل	۱۵۰	† مدت کم ہوئے پانی کی
اللہ صلعم		† کھولنا کھڑکی کا اور چھوڑنا کوئی کا
۲۹۲۰	۴۰	† زمانہ چھوڑے کنوٹر کا پہلی دفعہ کم سے کم
۲۳۴۵	۷	† زمانہ چھوڑے کنوٹری کا دوسری دفعہ
† باب ۷ — ۱۲ و ۱۷	۷	† زمانہ چھوڑے کنوٹری تیسری دفعہ
† باب ۷ — ۲۴	۵۷	† زمانہ اونرے کا کسبی پر سے
† باب ۸ — ۳	— — — — —	
† باب ۸ — ۷ و ۹	۴۵۸	
† باب ۸ — ۸		
† باب ۸ — ۱۰		
† باب ۸ — ۱۲		
† باب ۸ — ۱۳ و ۱۴		

Doctor Basuage has thus summed up his account of the duration and the connected events, of the deluge —

II	October,	Noah and his family entered the ark	31	days
III	November, 17th,	The fountains of the } great deep were broken up	39	"
IV	December 26th,	The rain began and continued	40	"
VII	March 27th	The waters remained in their elevation till the 27th, when they began to abate	52	"
VIII	April 17th	The ark rested on mount Ararat in Armenia	21	"
X	June 1st	The tops of the mountains appeared	44	"
XI	July 11th	Noah let go a raven	41	"
	18th	He let go a dove which returned	7	"
	25th	He let go the dove again	7	"
XII	August 2nd	The dove went a third time and returned no more	7	"
I	September 1st.	The dry land appeared	29	"
II	October 27th	Noah went out of the ark	56	"

† دیکھو تفسیر ڈائیلی  
جلد ۱ صفحہ ۲۸

† ڈاکٹر باسٹیج صاحب اس حساب کو اس طرح

دس	پر نیاں کرتے ہیں	مہینے
۳۱	اکتوبر میں بوج اور اسکا کدہ کستی میں داخل ہوا	۲
۳۹	۱۷ نومبر کو چمے پانی کے کھل گئے	۳
۴۰	۲۹ دسمبر کو بارش شروع ہوئی	۴
۵۲	۲۷ مارچ تک پانی نہیں گہٹا	۷
۲۱	۱۷ اپریل کو کستی ارارات پر ٹہری	۸
۴۴	یکم جون کو پہاڑوں کی چوٹیاں نمود ہوئیں	۱۰

۴۱	۱۱	۱۱	قبل پیدائش	قبل پیدائش
۷	۱۸	۱۸	مسیح علیہ	مسیح علیہ
۷	۲۵	۲۵	اللہ صلعم	اللہ صلعم
۷	۲	۱۲	۲۹۲۰	۲۳۲۵
۲۹	۱	۱		
۵۶	۲۷	۲		

۳۷۴

This system of calculation is evidently very inaccurate, or at least the reverse of what Scripture tells us

Firstly, According to this calculation, the entering of Noah and his family into the ark, is said to have taken place one month before the breaking up of the fountains of the great deep, while we find it recorded in the Scriptures that their entrance into the ark and the eruption of the sea took place simultaneously on the same day, Chap. VII 11,12, 13

Secondly, Scripture tells us that the ark rested on mount Ararat just five months after its first putting to sea, Chap VII. 11, VIII 4, and that the waters were dried up after 10 months and 14 days from the commencement of the flood, VII 11, VIII 13 Whereas if we were according to this system, to take the circumstance of the entering of Noah into the ark for the commencement of the deluge, the ark would in that case have rested on mount Ararat 6 months, instead of five months after its first setting out, though the time of the subsidence of the waters and the appearing of the tops of the mountains would remain in conformity to the Scripture

اس حساب میں بہت سی غلطیاں ہیں اور اس پر بھی کتاب اقدس کے بیان کے مطابق نہیں ہے \*

اول یہ کہ حصص دوح اور آدکے کدہ کا کستی میں بیٹھنا ایک مہینے کے بعد ہی کے چشموں کے بھٹنے سے لکھا ہے حالانکہ کتاب اقدس سے ثابت ہے کہ اسی دن جس دن چسمے بھٹے حصص دوح اور آدکا کدہ کستی میں داخل ہوا \*

† باب ۷ — ۱۱، ۱۲، ۱۳

دوسرے یہ کہ کتاب اقدس سے معلوم ہوتا ہے کہ نورے بنام مہینے میں کستی ازارات پر تھری اور دس \* مہینے چودہ دن میں انتداع طوفان سے پادی سوکھ گئے اور اس حساب کے بموجب اگر حصص دوح کے کستی میں داخل ہوئے سے طوفان کی ابتدا گئی حارے تو کستی ازارات پر چہ مہینے میں تھری ہے اور تھری چاہیئے یہی بنام مہینے میں اور بابیوں کے سوکھنے کا اور تھریوں کی چوٹیاں دکھائی دینے کا زمانہ صحیح آتا ہے اور اگر حصص دوح کے کستی میں داخل ہوئے سے انتداع طوفان نہ گئی حارے بلکہ چشموں کے بھٹنے سے سمار کی حارے

‡ باب ۷ — ۱۱  
۴ — ۸  
\* باب ۷ — ۱۱  
۱۳ — ۸

تخل پیدائش  
متحدہ رسول  
اللہ صلعم  
۴۹۲۰

تخل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۴۳۳۵

account If, on the other hand, we do not accept the embarkation of Noah in the ark as the commencement of the deluge, but assign it to the breaking up of the fountains, then the time for the resting of the ark on mount Ararat would prove correct, although that for the drying up of the waters and the appearing of the tops of mountains would still not agree. Again by this method of computation the time when the summits of mountains became visible, would be 6 months and 14 days after the commencement of the deluge, instead of 7 months and 14 days as given in Scripture, and the drying up of the waters would be after 9 months and 14 days instead of 10 months and 14 days.

Anything in Scripture which may seem to us to be erroneous can only be so by reason of our own finite understanding since, in point of fact, no errors whatever can possibly be found in the sacred volumes, as I will try to show in this particular instance of the duration of the deluge.

It is nowhere stated in the Pentateuch that some of the months in the primitive times contained more or less than 30 days, nor any of the years 13 months, though the Jews of the present age have a custom of adding a month to every fourth year of their calendar, independent of the usual number of 12 months in the year. We are therefore to assume that the ancient month consisted of 30 days only, and the year of 12 months.

I will hereafter detail the Hebrew months and assign the commencement

تو کشتی کا ازارات پر ٹہرنا ٹھیک آتا ہے مگر پہاڑوں کی چوٹیوں کا دکھائی دینا اور پانیوں کا خشک ہونا کتاب اقدس کے بیان سے مختلف ہو جاتا ہے کیونکہ پہاڑوں کی چوٹیاں دکھائی دیتی ہیں چھ مہینے چودہ دن اور دکھائی دینی چاندنی سات مہینے چودہ دن میں اور پانیوں کا سوکھنا نو مہینے چودہ دن میں ہو جاتا ہے حالانکہ بموجب کتاب اقدس کے دس مہینے چودہ دن میں چاہئے \*

مگر یہ غلطان ہو دکھائی دیتی ہیں صرف تصور ہے ہماری کم روز عقل کا وردہ حساب ہو کتاب اقدس میں ہے وہ ناقابل غلطی کی ہے چنانچہ میں اُسکو بیان کرتا ہوں \*

حاندا چاہئے کہ کتاب اقدس کے کسی مقام سے نہیں پایا جاتا کہ اُس زمانہ میں مہینہ کی دنوں کی تعداد تیس دن سے زیادہ یا کسی سال کو لوہ کا مہینہ نہ ہو اگر بیوہ مہینہ کا شمار کرتے ہوں جس کی حال کے زمانہ کے یہودی اپنے حسابی سالوں میں چوبیس برس کو تیرہ مہینہ کا گنتے ہیں اسلئے اس حساب میں بھی ہر مہینہ تیس دن اور بارہ مہینہ کا ایک برس شمار کرنا چاہئے \*

مہینے عدوی کی ذیل میں لکھی گئی ہیں ہم شروع کرتے ہیں ابتداء طوفان کی



of the deluge (i. e. the breaking up of the fountains, commencing of rains, and entering of Noah into the ark) to the 17th of the 2nd month in accordance with Gen. VII. 11—13

(یعنی پھٹنے چسموں اور شروع ہونے میںہ اور حضرت نوح کی کشتی میں داخل ہونے کی) دوسرے مہینہ کی سترھویں تاریخ سے حدسیکہ + کتاب اقدس ہمکو ہدایت کرتی ہے \*

تبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۲۵  
تبل پیدایش محمد رسول اللہ صلع ۲۹۲۰  
+ باب ۷—۱۱، ۱۲، ۱۳

The periods given respectively in VII 24, and VIII 3, are not different but the same since in the former there is the duration of the prevailing of waters on the earth's surface, which continued till the ark touched on mount Ararat, and in the latter the interval of the subsiding of the waters till the ark was made to rest on the mount. Notwithstanding that the waters had been subsiding and the ark had rested on the mount, the earth was still submerged in the deluge. Hence the periods as given in the respective instances above mentioned are identical as referring to the same events, and are not contradictory in any point whatever. This period includes also the forty days for the breaking up of the fountains and the falling of rains since they are portions of the period during which the waters prevailed on the earth. The interval between the sending forth of the raven and the subsequent removal of the roof of the ark by Noah, comprises also the time which the dove took in going out thence, as may be proved by comparing VIII 7, with the 13th verse of the same chapter. Now that the truth of the account of Scripture is fully demonstrated, let me illustrate it summarily as follows —

حو مدد کہ باب ۷ — ۲۴ و باب ۸ — ۳ میں مدد درج ہے وہ دو مدتیں نہیں ہیں بلکہ وہ ایک ہی مدد ہے کیونکہ پہلے مقام میں زمانہ بتھے رہنے نابی کا زمانہ ہے اور جب کہ کشتی ارارات پر تھہرے اُس وقت تک بھی زمانہ پر پانی بڑھا ہوا تھا اور دوسرے مقام میں زمانہ گہنہ پانی کا تا تھہرے کشتی کے ارارات پر مذکور ہی اور باوجودیکہ پانی گہنہ لگا تھا اور کشتی ارارات پر تھہر گئی تھی مگر اُس وقت تک بھی زمین پر نابی بڑھا ہوا تھا جس پہ دو مدتیں مددیں ایک ہیں وہ دو اور اسی مدد میں وہ چائیکس دن بھی داخل ہیں حد میں جسے پہلے اور مذکورہ دوسرا کیونکہ وہ دن بھی بڑھے رہنے نابی کے زمانہ پر ہیں اور اسطرح کوا نکالنے اور بردہ اُٹھانے کی حو مدد ہے اُسی میں وہ دن بھی داخل ہیں حد میں نمن دفعہ کھوتر کو نکالا ہے چنانچہ پہ باب ثانی ہوتی ہے باب ۸ — ۷ کو اُسی باب کی ورس ۱۳ سے مقابلہ کرے \*

قتل پیدایش قتل پیدایش  
مسیح علیہ السلام  
۲۸۲۰ ۲۲۳۵

The breaking of fountains and the falling of rains	} Hashwan 17th to Cushe 26th 40 days
The beginning of the abatement of waters and resting of the ark	} Cushe 27th to Naisan 17th 111
The appearing of the tops of mountains	Naisan 18th to Tamooz 1st 74
From the appearing of the mountains to the opening of the window in the ark	} Tamooz 2nd to Aub 11th 40
From the letting go of the raven to the removing of the covering of the ark	} Aub 12th to Tushree 1st 49
( This also contains the 21 days for the three flights of the Dove )	
From the removing of the roof to the disembarking of Noah from the ark	} Tushree 2nd to Hashwan 27th 56

370

اب کہ یہ باب حل ہوگئی تو اب دیکھو کہ حساب حو کتاب مقدس  
میں مدد رح ہے کس طرح ہر درست ہے  
چشموں کا پہننا اور برسا مددہ کا اندازے ۱۷ حسوان سے لعادت  
۲۶ کسلو

۱۱۱ شروع کمی آف اور تہرہ کستی کا ارار پر ۲۷ کسلو سے لعادت ۱۷ دیساں  
۷۴ دیکھائی دینا پہاڑ کی چوٹوں کا ۱۸ دیساں سے لعادت کم تمور  
۴۰ دمایس چوٹوں پہاڑ سے کھڑکی کھولنے تک ۲ تمور سے لعادت ۱۱ آف  
۴۹ چھوڑے کو سے پردہ کھولنے تک ۱۲ آف سے لعادت کم مسری  
انہی دنوں میں اکس دن کدوتر کے تن مار چھوڑے کے شامل ہیں  
۵۶ پردہ کھولنے سے اوترے تک اندازے درم مسری لعادت ۲۷ حسوان

۳۷۰

I repeat the above computation to place it in the right arrangement of the Hebrew months, making them correspond also with the Arabic and English months, in order thus the correspondence of the system of months given in Scripture with the Hebrew months may be made quite distinct

No Heb months Ara months Eng months Events

II Hashwan 17th, Shabin October The breaking up of fountains,  
the falling of rains, and the  
entering of Noah in the ark

No	Heb months.	Ara months	Eng months	Events	قبل پیدایش محمدرسل الله صلعم ۲۹۲۰	قبل پیدایش مسیح علیہ السلام ۲۳۲۵
III	Gusho	26th Rumzan	Nove	The cessation of rains		
		27th ,,	,,	The beginning of the decrease of waters		
IV	Tebut	Shawal	December	*	*	
V	Shubat	Zekaad	January	*	*	
VI	Adar	Zilbijj	February	*	*	
VII.	Naisan	17th Mohurum	10th March	The resting of the ark on Ara-		
VIII	Abaar	Safur	April	1at, though the waters still con-		
IX	Sewan	Rabeeol awul	May	tinued on the earth		
X.	Tamoz	1st Rabeeoossanee	June	The appearing of the tops of omuntains		
XI	Aub	11th Jamadoolawal	July	*	*	
XII	Ailool	Jamadoossanee	August	The opening of window and the letting go of the raven The raven and the dove repeated-ly go out and return to the ark		
I	Tushree	1st, 601 Rajub	Sept	The roof of the ark removed		
II	Hashwan	27th Shaban	October	They come out or disembark from the ark		

میں مکرر بیان کرتا ہوں اس حساب کو نہ تو ترمیم عہری مہینوں کی مطابقت  
انگریزی و عربی مہینوں کے حساب سے مطابقت شمار مہینوں کی جو  
کتاب اقدس میں بیان ہوئی طاهر ہوگی

دستر	عربی مہینے	انگریزی مہینے	وامعات
۲	۱۷ حسوان سنہ ۶۰۰	شعبان	چشمونکاپہنامندہ کا برس نوح کا کستی میں داخل ہونا
۳	۲۶ کسلو	رمضان	مندہ کا برس چکنا
	۲۷ کسلو	روضان	پانی کی کمی کا شروع ہونا
۴	طندت	شوال	*
۵	شداط	دیقعدہ	*
۶	ادار	دی الحکۃ	*
۷	۱۷ دیسان	۱۰ محرم	کستی کا اراراب پر پھر ناوحدیکہ اب تک پانی رمن پر پڑھا ہوا تھا

۸	ایار	صفر	اپریل	*	قبل بیدایش	قبل بیدایش
۹	سیدوان	ربیع الاول	مئی	*	مسیح علیہ	مسیح علیہ
۱۰	یکم تمور	ربیع الثانی	جون		اللہ صلعم	۲۳۳۵
۱۱	۱۱ آب	جمادی الاول	جولائی			
۱۲	ایلول	جمادی الثانی	اگست			

۱	یکم بشری ۹۰۱	رحمہ	ستمبر	ہندہ کھولنا	
۲	۲۷ حشوان	شعبان	اکتوبر	{ نوح کا معہ سب کے کشتی پر سے اوترا	

II The inconsistency of the deluge having been a universal one, and the proof of its having, on the contrary, been a partial one

*The inconsistency of the deluge as universal*

All the Rabbis assert the deluge to have visited the whole earth, and I find Christian and Mohamedan divines have likewise followed them in this notion All of them except a few hold the deluge to have been universal

† تفسیر تائیلی جلد ۱  
صفحہ ۲۶  
† باب ۷ — ۱۹

\* باب ۷ — ۲۱

Bishops Patrick and Stackhouse say on the subject as follows The words "all the high hills that were under the whole heaven, were covered," and other passages which say that "all flesh died," VII 21 prove the deluge to have been universal The truth is, there is every reason to suppose the world was, at the best, fully as well peopled as it is now, perhaps much more so, and to destroy its inhabitants the inundation must have fallen upon every quarter, and encompassed the whole Globe

دوسری گھنگو طوفان کے عام ہونے کی تردید اور طوفان خاص کے ثبوت میں

طوفان عام کی تردید

تمام علماء یہود اس بات کے قائل ہیں کہ طوفان تمام روے زمین پر تھا اور میں باتا ہوں کہ علماء عیسائی اور علماء اسلام نے بھی انہی کی پیروی کی ہے اور سب سوائے چند کے اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ طوفان عام تھا اور تمام دنیا کو اُسے عرق کر دیا تھا \*

سب † بیٹرک صاحب اور سینک ہوس صاحب کہتے ہیں † کہ ان الفاظ سے کہ (چھپا دیا سب پہاڑوں اونچوں کو جو تیرے نیچے آسمان کے) اور دیر اور معاموں سے جہاں یہہ دکر ہے کہ تمام \* دی حیات مرگئی ثابت ہوتا ہے کہ طوفان عام ہوا اور وہ یہہ بھی کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہہ بات ہر طرح سے خیال کر سکتے ہیں کہ دنیا اس وقت میں بحری آباد تھی جیسکہ وہ اب ہے اور شاید اس سے بھی زیادہ آسکے باشندوں کے سب سے کرے کے واسطے طوفان چاروں طرف ہوا ہو اور

In order to obviate the difficulty of accounting for the prodigious bulk of water as would be sufficient to drown the whole earth Bishop Watson suggests that were all the moisture in the atmosphere precipitated it might probably be sufficient to cover the surface of the whole earth to the depth of thirty feet

Doctor Stackhouse says If we take the circuit of the whole Globe, and enquire of the inhabitants of every climate, we shall find that the fame of the deluge has gone through the whole earth, and that in every part of the known world there are certain records and traditions of it that the Americans acknowledge and speak of it in their continent, that the Chinese who are the most distant people in Asia, have the tradition of it, that the several nations of Africa tell various stories concerning it, and that in the European parts the flood of Deacalion is the same with that of Noah, only related with some disguise So that we may trace the deluge quite round the globe, and what is more remarkable still, every one of these people has a tale to tell, some one way, some another, concerning the restoration of mankind, which is a full proof, that they thought all mankind was once destroyed in the deluge

تمام کرہ کو آسنے گھیرا ہو \*  
شہب + واٹس صاحب اس شہبہ کے  
مٹانے کو کہ اسقدر پانی طوفان کے لئے  
کہاں سے آیا بطور ایک امداد دلیل کے  
لکھتے ہوں کہ ”حو کچھ ہوا میں ملا ہوا  
ہے اگر وہ سب نیچے اتر آئے تو تمام زمین  
کی سطح کو تیس مدت سے زیادہ ڈھانپ  
دینے کو کافی ہووے \*

سندک ‡ ہوس صاحب لکھتے ہوں کہ  
”اگر ہم تمام کرہ کا دورہ کریں اور ہر ولایت  
کے باشندوں سے دریافت کریں تو ہم کو  
معلوم ہوگا کہ اس طوفان کی شہرت تمام  
زمین پر پہنچ چکی ہے اور دنیا کی معلوم  
کے ہر حصہ میں اُسکی کچھ تاریخیں اور  
روایتیں موحود ہوں چنانچہ امریکہ والے انڈی  
ولایت میں طوفان کے ہونیکا امرار اور بیان  
کرتے ہوں اور چندینوں میں حواہیسا میں  
بہایت دور رہنے والی قوم ہے اُسکی روایت  
موحود ہے (معلوم نہیں کہ یہہ کہاں سے  
لکھا کہونکہ چندی طوفان ہونے کا امرار  
بہیں کرتے) اور افریقہ کی بہت سی  
قومیں اُسکے قصہ مختلف بیان کرتی ہیں  
اور خطوں یورپ میں حو طوفان ڈیکلس کا  
مفسر ہے اُس میں اور طوفان نوح میں  
کچھ فرق نہیں ہے اُس میں صرف کچھ  
بیان کا فرق ہے پس ہم تمام کرہ کے گرد  
طوفان کا کھوج لگا سکتے ہوں اور حو ناب  
اُس سے بھی زیادہ فائدہ اطلاع ہے کہ ان  
قوموں میں سے ہر ایک کوئی کس طرح  
انسان کے بحال ہونے کی تاریخ رکھتے ہوں  
یہہ بات اُسکی ایک کامل دلیل ہے کہ لوگوں  
نے سمجھا کہ تمام انسان اُس طوفان میں  
ایکدار بناد ہو گئے“

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ محمد رسول  
السلام اللہ صلعم  
۲۳۲۵ ۲۹۲۰  
† نسر ڈائیلی حلد ۱  
صفحہ ۲۵

‡ تفسر ڈائیلی حلد ۱  
صفحہ ۲۳

قبل پیدائش قبل پیدائش

مسیح علیہ محمد رسول

السلام اللہ صلعم

۲۳۲۵ ۲۹۲۰

† تفسیر ڈائیلی حلد ۱

صفحہ ۲۶

Doctor Stackhouse again says Whereas Moses assures us, that the waters prevailed fifteen cubits above the highest mountains, let the mountains themselves be appealed to for the truth of this assertion Examine the highest eminences of the earth, and they all with one accord produce the spoils of the ocean, deposited upon them on that occasion, the shells and skeletons of seafish and seamonsters of all kinds The Alps, the Apennines, the Pyrenees, the Andes, the Atlas, and Ararat, every mountain of every region under heaven, from Japan to Mexico, all conspire in uniform universal proof, that they all had the sea spread over their highest summits Search the earth and you will find the moose-deer, natives of America, buried in Ireland, elephants natives of Asia and Africa, buried in the midst of England, crocodiles natives of the Nile, buried in the heart of Germany, shell fish never known in any but the American seas, together with entire skeletons of whales, in divers other countries, and what is more, trees and plants of various kinds, which are not known to grow in any region under heaven All which are a perfect demonstration, that Mose's account of the deluge is incontestably true

All the arguments already stated tending to show that the deluge must have

† ڈاکٹر سٹینک ہوس صاحب فرماتے ہیں کہ ”حصر موسیٰ ہمکو یقین دلاتے ہیں کہ نہایت بلند پہاڑوں سے پندرہ ہات پانی بلند چڑھ گیا تھا اور اس کلام کی حقیقت کے ثبوت کے لیئے ہم خود پہاڑوں کی طرف رجوع کریں زمین کے نہایت بلند مقاموں کا امتحان کرو اور سب سے بالاتر سمندر کی چیزیں جو اس موقع پر ان بلندوں پر جمع ہوئیں ہوں پانی حائیکگی سیپینٹیں اور سمندر کے مچھلیاں اور تمام مسموں کے بڑے جانوروں کے ڈھانچے پہاڑ ایلپس اور انہی دندس اور ہری ہر اور دیر اور اٹلاس اور ارارات ہر ایک پہاڑ ہر ولایت کا جو آسمان کے تلے ہے جاہاں سے لکرمیکسیکو تک سب اس یکساں ثبوت میں اتفاق کرتے ہیں کہ ان سب کی نہایت بلند چوٹیوں پر سمندر گذر گیا اور زمین میں تلاش کرو تو تم پاؤ گے ایک قسم کے ہوں پیدائش امریکہ کو آبریلیدہ میں دنا ہوا اور ہاتھیوں کو جو پیدائش امریکہ اور اسیا کے ہوں انگلستان میں دے ہوئے اور گھڑنالوں درناے بدل کو حرمی میں اور کپڑی دار مچھلیوں کو جو سوائے امریکہ کے سمندروں کے اور کہیں نہیں ہوتیں اور پورے پورے ڈھانچے ونبوں کے بہت سے اور ملکوں میں اور سوائے اسکے مختلف اقسام کے اسے درخت اور پودے جو کسی ولایت میں آسمان کے تلے آگئے ہوئے ہوں ہوں ہائے حاتے نہ سب جانتیں اس باب کا کامل ثبوت ہیں کہ حصر موسیٰ کا دنا بلا اعتراض صحیح ہے \*

مگر نہ تمام دلیلیں عام طوفاں ہونیکہی جو مذکور ہوں مددی ہیں اوپر علم

been universal, are evidently founded on Geology. In the infancy of this science, its professors maintained that the deluge had been universal, but now that further research has been made, and additional light thrown upon the Science, they deny it to have been a universal one, or such as had overspread the whole of the earth Doctor Colenso, Bishop of Natal, says While translating the story of the Flood, I have had a simple-minded but intelligent native look up at me and ask, Is all that true? Do you really believe that all this happened thus, that all the beasts, birds, and creeping things, upon the earth, large and small, from hot countries and cold, came thus by pairs, and entered into the ark with Noah (Any objections raised against this circumstance are unallowable, as Scripture tells us, VI 25, that this was effected miraculously) And did Noah gather food for them all, for the beasts and birds of prey, as well as the rest? My own knowledge of some branches of the science of Geology in particular, had been much increased since I left England, and I now knew for certain, on Geological grounds, a fact, of which I had only had misgivings before, viz, that a universal Deluge, such as the Bible manifestly speaks of, could not possibly have taken place in the way described in the Book of Genesis, not to mention other difficulties which the story involves I refer especially to the circumstance, well known to all Geologists (See Lyell's Elementary Geology, p 197, 198,) that volcanic hills of immense extent

حیالوحي کے ابتدائے تحقیقات میں  
حیالوحيين کی یہہ رے تہی مگر حب  
اس علم ے زیادہ ترفی پکڑی اور زیادہ تر  
تحقیقات حالات زمین اور اشیاء  
موجودہ رے زمین کی ہوئی تو خود  
حیالوحيين ے طوفان کے عام ہوئے سے  
انکار کیا † چنانچہ ڈاکٹر کلنر صاحب  
سب بیٹال کے لکھتے ہیں کہ “حب کہ  
میں طوفان کے بیان کا ترجمہ کرتا تھا ایک  
عافل باشندہ اس ملک کا میری طرف  
تعمس سے دیکھتا تھا اور یہہ پوچھتا تھا  
کہ یہہ سب سح ھے کیا تمکو حقیقت  
میں یہہ یقین ھے کہ یہہ سب حال  
اسی طرح واقع ہوا کہ تمام حیوان اور پرند اور  
ربگنے والی چیزیں بڑی اور چھوٹی سب  
گرم اور سرد ولایتوں سے حوزا حوزا آئیں اور روح  
کے سانہہ کشتی میں داخل ہوئیں (اس  
باب پر اعتراض کرنا بیجا ھے کیونکہ کتاب  
اقدس سے پایا جاتا ھے کہ یہہ کام بطور †  
معجزہ کے ہوا تھا) اور کیا روح ے آن  
سب کی بھی حیوان اور شکاری پرندوں  
کی بھی اسی طرح حیسے کہ باقی  
مخلوقات کے واسطے حوراک جمع کر لی  
بعد اسکے وہ لکھتے ھیں کہ میرا علم علوم کی  
چند شاخوں خصوصاً خیالوحي کا بعد  
علحدگی کے انگلستان سے بہت ترمی  
یا گیا تھا اور اب میں ے بوحوہات  
خیالوحي کے ایک حقیقت کو تحقیق  
سمجھا جسکو میں ے پہلے علم سمجھا تھا  
وہ یہہ کہ عام طوفان جیسا کہ تبدیل میں  
آسکا علانیہ ذکر ھے اس طریقہ میں  
جیسا کہ کتاب پیدائش میں بیان ہوا  
ھے واقع ہونا ممکن نہ تھا سوا اور مشکلات

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۱۳۲۵  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۱۹۲۰

† دیباچہ حصہ اول  
صفحہ ۷

† باب ۶ - ۲۵

دلیل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
محمدرسول اللہ صلی علیہ وسلم  
۲۳۳۵ ۲۹۲۰

in Auvergne and Longuedoc which must have been formed ages before the Noah-chian deluge, and which are covered with light and loose substances, pumice stones &c, that must have been swept away by a flood, but do not exhibit the slightest sign of having ever been so disturbed”

کے حویلیاں میں شامل ہیں اُسی طع نظر کرکر بالخصوص اس حقیقت کدطرف حس سے تمام خیالوحسٹ بحوبی واقع ہیں (دیکھو لیٹل صاحب کے خیالوحی صفحہ ۱۹۷ و ۱۹۸) اشارہ کرتا ہوں کہ آدسین بہار برے طول و طویل مقام آورں اور لانگ ڈاک میں موجود ہیں حوطوماں روح سے زمانوں پیستہ کے بے ہونگے اور حو ہلکے اور متکاحل احرا کے حروں سے حیصے پومدس سٹوں وعیرہ سے تھکے ہوئے ہن ان احرا کو طوماں ضرور معدوم کردتا لنکن کچھہ بھی علامت اُنمیں حلل ہوئے کی پائی نہیں حاتی \*

† نش کلدرو صاحب کی کتاب حوتھی صفحہ ۴۰۳

Again Doctor Colenso writes, Part IV p 204 “The difficulties which are presented by Geological consideration to the belief in the Scripture story (Dr Colenso should rather have said, as to our own misconceptions of the truth) of the deluge, are summed up concisely in the following words, by one who labours to maintain the literal historical truth of the Bible narrative, by making this assumption of a partial deluge, the Rev Alfred Barry M, A, Intro to the Study of the O T, page 141 &c —

علاوہ اسکے † انہی صاحب نے عام طوماں کی تردید میں نہہ گنگولکھی ہے کہ “حو مسکلمس طوماں کے بنان پرحو کثاف امدس میں ہے (میں کہتا ہوں کہ نسب کلدرو صاحب کو اسمعام برکات کدب امدس کے نہہ کہنا چاہیئے کہ حو عطی سے ہمارے خیال من ہے) خیالوحی کے امکناہوں سے پیدا ہونی ہیں آنکورنورڈ الفرت بیری صاحب نے حوطوماں کو خاص ماں کر کثاف امدس کی لفظی تاریخانہ حقیقت کے عام رکھنے من کو سن کرے ہیں حسب تفصیل دل ‡ اختصار کے ساتھ جمع کنا ہے \*

‡ انتور دکنس ٹودی سٹی ادبی اولڈسٹنم یعنی دبانہ متصون تھائیغات عہد عتیق

“The real difficulties of Geology, stated in their strongest form amount to this—

خیالوحی کی اصلی مسکلا حدکہ آنکو نہات مصبوطی سے بیان کناحارے یہہ ہونی ہن \*

( I ) “There is no existing evidence of a general simultaneous deluge, the present diluvial deposits having clearly been formed by degrees, and at long

اول اسی عام طوماں کی حواک ساتھ ہواہو کوے شہاد موجود نہیں ہے کیونکہ طوماں کے موجودہ دحدہ صاف



intervals of time There is, indeed, abundant evidence of gigantic diluvial deposits at the higher levels but they are in all cases local, and to be referred to a pre-Adamite antiquity This conclusion is the more undoubted, because so many leading Geologists, Buckland, Selgwick, &c, who once referred the 'diluvium' to the one period of the historic deluge, have publicly withdrawn that opinion

( II ) " There is positive evidence to the contrary, inasmuch as, in some volcanic regions, especially, the remarkable one, forty miles by twenty, in Auvergne and Langue doc, there are deposits of scoriae and lava, extending over many miles, and in some places fifty or a hundred feet deep, which must have taken many thousand years to accumulate, and which yet have certainly not been submerged

( III ) " In all the diluvian deposits, no trace of human remains has ever been found

" To the first and third of the above objections Mr Barry replies, that it may have pleased God that, as the deluge was miraculous, it should pass away, without leaving its footprints amidst the traces of natural formation.

رفتہ رفتہ اور مدتوں دراز میں جمع ہوئی  
ہیں بلاشبہ بہت بلند بلند ہموار مقاموں میں  
طوفان کے ترے ترے دھیروں کی کثرت سے  
شہادت موجود ہے لیکن بہر حال وہ حص  
مقاموں میں ہیں اور انکو آدم کی پیدائش  
کے زمانہ سے پہلے کا نہ نا چاہئے اور  
اسدات پرربادہ تریقہ میں اسلام نے ہوتا ہے کہ  
بہت ترے ترے کامل حیالوحست نے  
حیسیکہ نکاید اور سگ وک صاحب وعبہ  
ہیں اور جو انک زمانہ میں طوفان کے  
دھیروں کو تارستانہ طوفان کے کسی زمانہ  
سے متعلق کرے تھے اب انہوں نے اُس  
راے سے غلابیہ انحراف کیا ہے \*

دوسرے برخلاف عام ہوئے طوفان کے  
اسدات سے جسکو ہم خدا کرتے ہیں اسقدر  
مصدوط گواہی جسکہ اُس سے ہوسکتی  
ہے موجود ہے کہ بعض آتشیں بہڑوں کے  
مقاموں میں خصوصاً اُس مسہور مقام  
واقع آوزن اور لانگ ڈاک میں جو چالیس  
میل مصروفہ بیس میل ہے سکوری اور لاوہ  
کے ڈھیر بہت سے میلوں تک پہلے ہوئی  
ہیں اور بعض مقام میں بچاس یا سو  
فیت عمیق ہیں جنکے جمع ہونکو ہزاروں  
سرس صرف ہوئی ہونگے اور بلاشبہ اسہی  
تک اُن دریائی دہیں پہرا ہے \*

تیسرے طوفان کے تمام دھیروں میں  
انسان کے بقیہ یعنی ہڈیوں کا کوئی نشان  
دہیں پایا گیا ہے \*

دہری صاحب نے اوں اعتراضوں میں  
سے پہلی اور تیسرے اعتراض کا یہ جواب  
دیا ہے کہ حسب طرح طوفان معجزہ سے ہوا  
اُس طرح خدا نے یہ دہی چاہا ہو کہ  
وہ طوفان طوفان کی قدرتی مساویوں  
کے چہرے کے بغیر چلا جائے \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
اسلام  
۲۳۲۵  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلع  
۲۹۲۰

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۴۳۳۵

قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلع  
۴۹۴-

“ This of course assumes, says Dr Colenso in reply, that the deluge was such a miracle as the Bible represents it, which we are only obliged to believe, if we believe the history in the Pentateuch to be infallibly true, as literal, historical matter-of-fact. But we have seen ( Dr Colenso should rather have said, under our old misconceptions of the truth only) that it is no longer possible to believe this. And if so, this answer falls at once to the ground

سب کالرو صاحب اسپرہہ لکھتی ہیں کہ “ اس تقریر سے الٹہ یہ نکلتا ہے کہ طوفان ایسا ایک معجزہ تھا جسکا کتاب اقدس میں ذکر ہے اور آسکو یقین کرنا ہمکو ضرور ہے اگر ہم توریت کی تاریخ کو ایسا صحیح مانتی ہوں جس میں غلطی کا امکان نہیں بعدی لفظی اور تاریکادہ حقیقی معاملہ لیکن ہم یہہ معلوم کرچکے ہیں ( میں کہتا ہوں کہ ڈاکٹر کالرو صاحب کو یوں کہنا چاہیئے تھا کہ مسیح ابھی پرانے نا تحقیق حالات کے ہم معلوم کرچکے ہیں ) کہ ایسا یقین کرنا اب زیادہ ممکن نہیں اور پس یہہ حوالہ ہمیں ہر منہ کے بل گرتا ہے \*

“The third objection, however, might be fairly met by saying that in the regions where the human race is believed to have been first planted, the diluvium has not yet been sufficiently examined, to enable us to say that no human remains are buried in it

تیسرے اعتراض کی سخت شبہ کالرو صاحب یوں لکھتے ہیں کہ آس اعتراض کا بیک دلی سے یہہ حوالہ کوئی دے سکتا ہے کہ جس مقاموں میں انسان کی نسل کا اول آباد ہوا یقین کیا جاتا ہے اون میں ابھی تک طوفان کے بقیوں یا دھیروں کو اچھی طرح امتحان نہیں کیا گیا ہے جس سے یہہ کہا جاسکے کہ انسان کا کوئی بقیہ اوس میں دبا ہوا نہیں ہے \*

† واضح ہو کہ یہہ نکتہ مذکور  
سب کالرو صاحب کا ہے

“ The answer above given by Mr Barry, would, indeed, if valid, apply just as much to the second objection as to the others. The writer, however, feels this second objection to be so strong and so stubbornly opposed to the notion of an universal deluge, that he also gives up this point ”

‡ اگر بیری صاحب ایسا حوالہ دے اور وہ صحیح بھی مانا جاوے تو وہ حوالہ دوسرے اعتراض کا اور اور اعتراض کا بھی ایسا ہی اچھا حوالہ ہوگا جیسا کہ اس اعتراض کا ہے مگر بیری صاحب اس دوسرے اعتراض کو ایسا مصدوق اور عام طوفان کی رائے کے ایسا سخت مخالف بتاتے ہیں نہ اس حوالہ سے بھی کنارہ کرتے ہیں \*

Again Dr Colenso quotes, Part IV p 208 " And to the proof which long ago Tertullion, according to the measure of the limited scientific knowledge of his time, adduces in these ingenious words,—'still the mussels and shells of the sea are found as strange travellers among the mountains, desuing to prove to Plato that even high places have been once under water'—some have added facts, which, if they stood in connection with the deluge, would strikingly prove its absolute universality — Alex V Humboldt found layers of coal-buried remains of old forests, and former water-and-land plants in Huanoco in South America, at a height of 13,800 feet, near the modern limit of perpetual snow Bones of the mastodon have been found on the Cordilleras at a height of 8000 feet Avalanches have brought down bone-briecia from the snow region of the Himalayas, from a height of 16,000 feet Generally, in the highest mountains of the three quarters of the Globe, mont Blanc, Himalaya and the Cordilleras, bones of antediluvian animals are inbedded "

بعد اسکے ڈاکٹر کلنرو صاحب یہہ لکھتے ہیں کہ مدب ہوئی کہ ترتیلیں صاحب نے اپنے زمانہ کی تھوڑی سی علمی تحقیقات کے بموجب ذہانت سے یہہ لفظ کہی تھی کہ اب بھی سمندر کی سیڈیل اور کھوپریدار مچھلیاں پہاڑوں کے درمیان میں بطور احمندی سیاحوں کی پائی جاتی ہیں ان لفظوں سے ان کی حواس افلاطون پر اسناد کی طاہر کرے کی بھی کہ بلند مقام بھی انک مار پادیکے نیچے آچکے ہیں اور بعض لوگوں نے اس سے بھی زیادہ اور واعاب کو زیادہ کنا ہی کہ اگر آنکو طوفان سے تعلق تھا تو ان سے اسکا قطعی عام ہونا ثابت ہوتا ہی مثلاً الگندہر ہم بولت صاحب نے جنوبی امریکہ میں ہناکو پہاڑ پر تندرہ ہزار آٹھ سو فٹ کی بلندی پر جہاں ہمسہ برف گرتی ہی برانی جنگلوں اور ساسوں کی تری اور حسمی کی بودوں کے حلی ہوئی سالم بقیات پائی ہیں اور ماسٹوڈن کی ہڈیاں جو ہاتی کی مانند اگلے زمانہ میں ایک حابور تھا کارڈلی رار پہاڑ پر آٹھ ہزار فٹ کی بلندی پر پائی گئی ہیں اور ہمالیہ پہاڑ کے اس مقام سے جہاں برف پرتی ہی اور حسمی بلندی سولہ ہزار فٹ ہی جو برف کے ڈھیر ٹوٹ کر گرے ہیں اور حدمن ایک کابی مادہ کے راہدما ٹکرے ہوتی ہیں اور حدمن مختلف رنگ دکھائی دیتے ہیں آہن اور اسطرح کرے حمن کے تن حصوں کی نہانت بلند پہاڑوں یعنی کوہ بلندک اور کوہ ہمالیہ اور کوہ کارڈلی رار میں ایسی حنواں کی ہڈیاں جو طوفان سے پہلے تھی ہاے جاتی ہیں ❊

قبل بیدایش قبل بیدانش  
مسیح علیہ محمد رسول  
السلام  
۴۳۲۵  
۴۹۲۰

ڈاکٹر کلنرو صاحب کی  
- پہلی کتاب صفحہ ۴۰۸

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ متعمد سول  
السلام اللہ صلعم  
۲۳۳۵ ۲۹۲۰  
۴ کتاب چہارم صفحہ ۲۰۸  
۲۰۹

“But are we to conclude” says Dr Colenso in reply, “from this, that once the waters of the flood went over these mountains? The advanced state of Geognosy forbids it. The contents of the mountains are no proof in her eyes, since they belong to a pre-historic time. The existence of convincing proof of such a kind for the historical deluge she must regard generally as doubtful, as has been noticed above. As to the fact, that, in historical times (to which we oppose the time before the creation of man as prehistorical) a great flooding of the earth has occurred Geology can neither deny nor confirm it. We do not need, however, its confirmation. Our faith rests upon the testimony of tradition and above all on the historical testimony of Scripture. Only the mere generality of the historical deluge is subject to Geological doubt. Thus, for instance, the English Geologist, Lyell, has drawn attention to a phenomenon, which seems to testify against a general flood since the Tertiary age,—the one covering the whole of the earth’s surface. There are found, for instance, upon the extinct volcanoes of Auvergne, which, as appear from the bones enclosed here and there in their lava streams, were (last) active in the Tertiary period, and so before the creation of man, a great number of quite loose cones of cinders, which could not possibly have withstood the pressure of a flood, though they are not injured by rain, as they very easily imbibe it. It seems, therefore, as if this locality has not been affected by the Flood.”

† شریف کالدرو صاحب اسکے جواب میں لکھتے ہیں کہ “اس سے کیا ہم یہہ متعجب نکالیں گی کہ طوفان کا پانی انکار اُن پہاڑوں پر گذر گیا علم حی آگ ناسی کی برقی باقیہ حالت اسکو با حایر کرتی ہے اُسکی آنکھ میں پہاڑوں کی چٹیرس کوئی دلیل نہیں ہیں کدو کہ وہ اسے زمانہ سے علامہ رکھتی ہیں حواساں کے پیدا ہونے سے پہلے کا ہے اس قسم کی قطعی دلیل کا وجود تاریک خانہ طوفان کے حق میں اُسکے نزدیک عموماً انسانی مشہدہ ہے جیسے اوپر بیان ہوا بلحاظ اس حقیقت کے کہ تاریک خانہ زمانوں میں (حس کے مقابلہ میں) ہم وہ زمانہ پیش کرتے ہیں حواساں کی بدداس سے پیسترتھا) زمین کا کوئی بڑا طوفان واقع ہوا ہے خیالوچی نہ انکار کرسکتی ہے نہ اقرار لکن اسکی اقرار کی ہمکو حاجت نہیں ہے ہمارے ایمان کا مدار روایت کی گواہی پر ہے اور قطع نظر سدکی کذاب افسانہ کی تاریک خانہ شہاد پر ہے تاریک خانہ طوفان کے صرف عام ہونے پر حدالوچی کی رو سے شک ہوتا ہے مثلاً انگریزی حدالوحسٹ لائل صاحب نے انک عبادات کد طرف لوگوں کی توجہ کو کھینچا ہے جس سے ترتیبری زمانہ سے کوئی عام طوفان ہونیکے برخلاف شہاد ہوتی ہے بعدی ایسے عام طوفان کے برخلاف جسے تمام زمین کے سطح کو چھپا لیا ہو مثلاً آورن کے معدوم آدسی پہاڑوں پر حدکا ترتیبری زمانہ میں یعنی انسان کی پیدائش سے پہلے جاری ہونا اُن ہڈیوں سے ثابت ہے حواساں کے سیلاں میں ادھر ادھر دیہی ہوئی ہیں بہت سا انکار

گاؤدم متحلجل سوختونکا پایا گیا ہے  
 حنکا طوفان کے روز سے سالم رہا ممکن  
 نہ ہوا اگرچہ میدہ سے اُنکو صرر پہن  
 پہونچا ہے کیونکہ بہت آسانی سے میدہ  
 کو وہ حدب کر لیتے ہیں پس اس سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نے اسمقام کو  
 چھوا نہی بہن \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
 مسیح علیہ محمد رسول اللہ صلعم  
 ۲۳۳۵ ۲۹۲۰

In short, Geology is capable of raising irresistible arguments against the universality of the deluge

عرصہ طوفان کے عام ہونیکے برخلاف  
 علم حیالوحی کے روز سے بہت سی ایسی  
 ایسی دلدلیں موحود ہیں حنکا حوا  
 دہن ہوسکتا \*

If a universal deluge be, however, allowed to have happened, the theory would be opposed by strong difficulty presented by the tenets of our religion, as set forth below. The deluge appeared, according to the original Hebrew Pentateuch, in 1656 A M, and according to the Septuagint (which has been believed in by all the Asiatic historians and in Europe by the ancients) in the year 2262, A M. This interval of time after the creation would have been sufficient for mankind to have peopled the whole earth, which is admitted by Christian divines as well. The Holy Koran informs us that Noah was a prophet sent by God to direct mankind to the path of truth, and that when they did not obey the precepts he gave them, it was then that God thought it just to destroy them by a deluge. The Pentateuch also says the same, Gen V 29, VI 8,9,12,13,18, &c. But as there is only brief mention made in that place on the subject, St Peter was inspired to explain it more thoroughly thus, "and he spared not the old world,

علاوہ اسکے اگر طوفان عام مانا جاوے  
 تو آسروانک بہت بڑا سخت اعتراض  
 مدھنی وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ  
 بموجب حساب عدی کذاب امدس کے  
 طوفان آنا ۱۶۵۶ برس بعد پیدا ہونے  
 حضرت آدم کے اور بموجب سہنوا حکمت  
 کے (حسبر تمام اسیا کے مورخ اور اکثر  
 یورپ کے قدیم مورخ اعتقاد کرتے ہیں)  
 طوفان آنا ۲۲۶۲ برس بعد پیدا ہونے  
 حضرت آدم کے اور اس عرصہ میں بلاسہ  
 دسل انسان کی پیدل گئی تھی اور تمام  
 دنیای معلوم ہا عرب عرب تمام کے  
 آباد ہو گئی تھی † حیسنکہ علماء عیسائی  
 نے بھی آسکو قبول کیا ہے اور فرماں مسید  
 سے بموجب پایا جاتا ہے کہ حضرت  
 نوح علیہ السلام بھی تھے اور وہ لوگوں کو  
 خدا کی وحدانیت اور اُسکی اطاعت  
 کی ہدایت کرتے تھے مگر اُن لوگوں نے  
 نہ مانا اور امت پرستی اور بدکاری میں  
 مشغول رہے جسکے سبب خدا نے طوفان  
 منکھا اور امت مقدس † کے اُن دوسروں  
 سے بھی خدا کو حوالہ حاسہ ہر ہے یہی

† دیکھو اسی کتاب کا  
 صفحہ ۲۸۹

† ہم اس ۲۹—۵  
 ۸—۶  
 ۹  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۸

تلمبیدایش تلمبیدایش  
مسیح علیہ السلام  
محمدرسول اللہ صلع  
۷۹۶۰ ۲۳۲۵

but saved Noah the eighth person, a preacher of righteousness, bringing the flood upon the world of the ungodly " II 5 Thus both the leading religions concur in proving that the calamity of the deluge was the direct consequence of the utter disregard shown by the people of that age towards the preaching of Noah

‡ پیٹر ۲—۵

It is not capable of proof, nor admitted by the Scriptures, nor is it conceivable, that Noah could have preached to the whole world that existed in his time, and that all mankind had in that world heard him, but did not follow his advice. On the contrary, there might have been several countries which had not even received intelligence of Noah's appearance in the world as a prophet, or of his mission in preaching the will of God. How does it then follow, that the inhabitants of the whole world, who could have had no complicity in the sin of disobedience that brought down the deluge should have been made to suffer from its effects, especially when we find that the punishments from God for the crimes of the people at the time of Lot were inflicted upon those only who had disobeyed the divine commands? In short, were we to allow of the deluge having been universal, we should then have to encounter such powerful objections originating both with religion and science, that would be most difficult to refute. However, let us first consider, whether Scripture real-

مضمون پانا حاتا ہے حو قرآن مجید میں ہے اور حو کسیقدر آسمیں احوال تھا آسکی تفصیل الہام سے ‡ سیدت پیٹر نے فرمادی جہاں فرمایا کہ " خدا نے پرانی دنیا پر بھی رحم کیا لیکن بیکی کے وعظ کربوالی آتھوں آدمی نوح کو بچا کے دنیا کے تمام بدکاروں پر طوفان لایا " دس دویوں مدھدی کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ سبب نہ مانے نوح کے وعظ یعنی احکام الہی کے حو نوح کی معرفت لوگوں کو پہونچی تھی طوفان آیا تھا \* اب بہ سوال ہے کہ کتاب اقدس سے یہ بات ثابت نہیں ہے اور نہ اسکا امکان معلوم ہوتا ہے کہ تمام دنیا میں حو اسوقت تک آباد ہو چکی تھی حصر نوح نے وعظ کیا ہو اور تمام دنیا کے لوگوں نے اسکا وعظ سکر اس کے مانے سے انکار کیا ہو بلکہ بہت سے وسیع ملک ایسے ہونگے جہاں نہ باشندوں نے حصر نوح کے سنی ہوئے اور ان کے وعظ کرنے اور خدا کی راہ کی ہدایت کرنے کی حذر بھی نہ سدی ہوگی پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ تمام دنیا اس گناہ میں حسی وہ محرم نہ تھی عرق کی حابی خصوصاً حدکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حصر لوط علیہ السلام کے وقت میں انہی برعداد آنا حو نامرمان تھے \* عرصہ اگر طوفان کو عام کہا جاوے تو بلاشبہ ارسپر مدھدی اور علمی اسے اسے سخت اعراض ہوتے ہیں خدا حواف سرالکام ہوا اک امر محال معلوم ہوتا ہے مگر ہمکو اسباب پر عور کرنی چاہیئے کہ آیا در حقیقت کتاب اقدس ہمکو انک عام طوفان مانے کی طرف لٹکاتی ہے یا نہیں

ly does declare the deluge to have been an universal one or the contrary In my opinion the fact of an universal deluge is not set forth in Scripture Let us examine the sacred writings, and then say whether this opinion is right or wrong

ACCORDING TO SCRIPTURE THE DELUGE  
WAS PARTIAL AND NOT UNIVERSAL

Indeed it may be admitted that the expressions used in the description of the Flood in Scripture are ambiguous, and allow of our understanding it to have been both universal and partial But if taking into consideration the limit of the knowledge and discoveries of the ancients we simply interpret those expressions, they would lead us to no other conclusion but to hold it to have been partial. Again if we examine the matter, and bring to bear upon it the learning of the middle ages as it was before the flourishing time of Geology, we could come to no other conclusion than this, viz, that it was an universal deluge The learning of the ancients had reached only this mediocrity and thus it was only by an imperfect criticism that they concluded the deluge to have been universal according to Scripture If, however, we examine the subject as laid down in Scripture by the most elevated criticism of so enlightened an age as ours is, we shall find the flood was merely partial and not universal, as I hope now to show.

میری نزدیک طوفان عام کا ہونا کتاب اقدس سے نہیں پایا جاتا پس اب ہم کتاب ہائے اقدس پر غور کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ میری یہہ رائے صحیح ہے یا نہیں \*

ثبوت اسدات کا کہ کتاب اقدس میں خاص طوفان کا بیان ہے نہ عام کا اسمیں کچھہ شک نہیں کہ کتاب اقدس کے الفاظ ایسے ہیں کہ اُنسے دونوں مطلب مساوی درجہ سے نکل سکتے ہیں بلکہ اگر ہم زیادہ سادگی سے اور ملحوظ آں اگلی لوگوں کی عقل اور معلومات کے حدسے خطا کنا گنا تھا اُسکو دیکھیں تو اسے کہ کتاب اقدس میں ایک خاص طوفان کا بیان ہے اور کوئی مطلب نہیں نکال سکتے اور اگر اسمیں ایک متوسط ترمیمی علم کی نکتہ چیدی کریں جیسا کہ علم خداوہی کے ترمیمی پانڈی رمائے سے مستتر تھا تو بلاشبہ کتاب اقدس سے یہی مطلب پاوینگے کہ طوفان عام اور تمام روے زمین پر تھا ہمارے متقدمین علم کی 'یسی ہی حالت تک پہونچی تھی جسکے سمب اُنہوں نے اُس ناکمل علم کی نکتہ چیدی سے یہہ قرار دیا کہ کتاب اقدس سے طوفان عام ہونا پایا جاتا ہے اور اگر ہم کتاب اقدس کو نہایت دہیں نکتہ چیدی سے اور ایک ترمیمی یافتہ علم کی مدد سے جیسا کہ وہ آج کے زمانہ میں کسی ایک درجہ تک پہونچ گنا ہے امتحان کریں تو بالیقین یہی پاوینگے کہ کتاب اقدس میں خاص طوفان کا ذکر ہے نہ عام طوفان کا جیسا کہ میں بیان کرتا ہوں \*

تفہیدائش مسیح علیہ السلام  
تفہیدائش مسیح علیہ السلام  
۲۹۲۰ ۲۳۴۵

تک دیدایش      قتل یید ایش  
مسنح علیہ      مقتدر سرت  
السلام      الله صلعم  
۲۳۴۵      ۲۹۲۰

In my opinion the ancients were misled into believing that the deluge was universal from putting a wrong construction on certain words used in Scripture when describing it, as, for instance, the Hebrew word *ha-aris* (the land,) *ha-adama* (the land,) *ha-sham-maim* (the heavens) While sentences also probably conducted to this idea such as "all flesh died that moved upon the earth, all in whose nostrils was the breath of life, of all that was in the dry land," "every living substance which was upon the face of the ground" Bishop Colenso, Part IV p 205 Again "all the high mountains that were under the heaven were covered," "fifteen cubits of water prevailed"

† مس کالبرو صاحب  
کی کتاب چوتھی صفحہ  
۲۰۵

کفاح اقدس کے حق مقاموں میں  
 طوفان کا ذکر ہے وہاں چند الفاظ آئی  
 ہیں جس سے متعین میں نے براہ علوی عام  
 طوفان ہونیکے مراد سمجھی ہے حیسیکہ  
 ۳۸۸۸ ہا ارض بعدی الارض ۳۸۸۸  
 ہا ارض بعدی الارض ۳۸۸۸ ہشام بعدی  
 السموات اور بہر بعضی مضمون اسے ہیں  
 جس سے انہوں نے طوفان کا عام ہونا سمجھا ہے  
 حیسیکہ تمام + حادثہ چپرس مرگٹس حو  
 رمیں پر چلی تھیں وہ سب حاکم تھیں  
 میں حیات کا دم بھاؤ سب حو حاکم  
 رمیں پرتے ہوئے حاکم چپرس حو روے  
 رمیں پر نہیں " یا حیسیکہ بہ مضمون  
 ہے کہ تمام اونے پہاڑ حو آسمان کے نیچے  
 تھے چپ گئے " پندرہ ہاتھ پائی  
 بلند ہو گیا \*

Whatever may have been the interpretation put upon these sentences by the ancients, the 19th century with the knowledge at its disposal completely exposes the fallacy of their views. Archdeacon Pratt as quoted by Dr Colenso, Part IV p 202, has observed, *Scripture and Science*, p 235, that "the words of Scripture, were there no facts like those I have mentioned, to modify our interpretation, would, by most persons, be understood as describing an universal flood of waters over the whole extent of the Globe. There would be no cause for questioning this, and therefore no ground of doubt ( 'The words of Scripture, consequently, would be' says Dr Colenso, 'taken in their plain, obvious meaning, as any simple minded reader

† شمس دالبر، صاحب  
کي حوتی دیا صاحب  
۲۰۲

ان لفظوں اور مقاموں کے معنی ہم نے کچھ ہی سمجھی ہوں مگر حسب ہم اہلبر راۃ دہیقہ رس نظر کرتے ہیں تو انکی مراد ایسی نہیں پاتے حدسیکہ پہلے سمجھی تھے ! آج جسکی مراد صاحب نے اپنی کتاب سرچرچر اندت سیدرکی صفحہ ۵۵ میں بہت درس کہا ہے کہ ، اگر حقیقین ( علم ) حدکو ہمنے بیان کنا ہے ہمارے معنے کے بدلنے کو موحود ہوتیں نو اکثر ( تمام ) شخص کتاب اقدس کے کلام سے بہہ سمجھتے کہ اُس سے کوہ رعیں کی تمام وسع پر نادی کا عام طوفان نکلتا ہی تب اسناد پر اعتراض کرینکا کوئی سدب نہہ ما اور اسلئے شک کی کوئی وجہ نہہونی اس مضمون پر سب کالدر و صاحب لکھتے ہن کہ ( بلاشبہ انسی حالت میں کتاب اقدس کے کلام کو اُسے



would understand them' ) But when the new facts became known as they are at present, then the question is started, 'Does the Scripture language present any insuperable obstacle to this more limited interpretation?' Referring to the words 'when new facts became known' Dr Colenso here says that "the words of Scripture must then be twisted to meet them as Archd Pratt so twists them' But he is not right in so thinking since on the new facts being known we do not wish to twist the words of Scripture, but what we desire is to examine them more narrowly according to the peculiar idioms and expressions of the Hebrew language, as is done in the following manner

The words *ha-aris*, *ha-adama*, and *ha-hammarim* above noted were wrongly assumed to denote the whole of the Globe and heavens as they also imply a particular part of the same

Gesenius in his Hebrew Lexicon states that *hay*, a letter of the Hebrew alphabet, is prefixed to nouns and pronouns, rarely to verbs, abbreviated from the fuller *hul*, arab *al*, it stands for *this* in English.

صفت اور علاقہ معنی میں لیریں گی  
حیسیکہ کوئی سندھی سادی عقل والا آسکو  
سمجھ لکن حب دئی تحقیقاتیں طاہر  
ہوئیں جیسکہ اس زمانہ میں مشہور  
ہیں تب یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا  
کتاب اودس کی زبان زیادہ محدود  
معنی لے کر کوئی ایسا ہرج پرج کرے  
ہے جو رفع دہیں ہو سکتا "اسمقام بہر ڈاکٹر  
کالرو صاحب لکھتے ہیں کہ "حب دئی  
تحقیقاتیں طاہر ہوئیں تب کتاب اودس کے  
لفظوں کو آنکاحوا دینے کے لیئے مڑوڑا چاہئے  
جسکہ آج دن بہر دست صاحب مڑوڑ  
تے ہیں "میں کہتا ہوں کہ شمس کالرو  
صاحب کا یہ حمال صحیح نہیں ہے دئی  
تحقیقاتوں کے طہر ہونے سے ہم کتاب  
اودس کے لفظوں کو مڑوڑا نہیں چاہتے بلکہ  
ایک زیادہ دقیقہ رس، عور سے اور سموح  
عام سکاوہ کتاب اودس اور عسری زبان کے  
مواعد کے آسپر نظر کرنا چاہتے ہیں جیسکہ  
آئندہ سال سے معلوم ہوگا \*

لفظ *הארץ* ہا آرس و *האדמה* ہا آدمہ  
و *השמים* ہسمایم سے جو ہم یہہ سمجھتی  
تھے کہ آس سے تمام کرہ زمین اور تمام  
آسمان مراک ہیں یہہ ہمارے غلطی بھی  
کیونکہ آن لفظوں سے حسب طرح تمام کرہ  
زمین اور تمام آسمانوں کے معدی لیٹی  
حاسکتی ہیں اس طرح اُن سے خاص زمین  
اور خاص آسمان کے معدی بھی لیئے حاسکتے  
ہیں \*

حسدس صاحب انبی عسری  
لکھیں میں لکھتی ہیں کہ آ آہای ہور  
ایک حرف ہے جو اسموں اور صفتوں کے  
پہستہر آتا ہے اور کم و بیل مصدر کے

تمل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۱۳۲۵  
تمل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۱۹۲۰

Hence it is a word in Hebrew which when prefixed to an indefinite noun makes it definite, and to signify, firstly, the whole of its class, thus, the word *ha-aris* in Gen I 1 means the whole Globe, since that verse cannot be assumed to imply that God created a particular part of the earth, not the whole of it, and, secondly, an already known and particular object, and not the whole of its class, though the object in question be either implied or expressed. The verses noted in the margin are those in

which *ha-aris* and *ha-adama* signify, according to universal acceptance, not the whole of the earth but only

Exo X 5

Gen XLVII 19,23

Exo X 6

Num XXII 11

Deu IV 4

—V 16

a particular part of it already known. Hence we are at liberty to assume that a noun having the above noted Hebrew article prefixed may denote either a particular portion of its class or the whole of it. In such assumption we must, of course, be guided either by the obvious tenor or purport of the subject, or by the evidence of confirmed and certain facts.

حقیقت میں یہ ہل *הָאָרֶץ* تھا حیسیکہ عربی میں ال *ال* اسکو محفف کر کے *ال* ہو کر *الر* رکھی ہے یہ کام دینا ہے صمیر اشارہ کا حیسیکہ انگریزی میں دس اور آردو میں اس یا اس نا یہ یا رے “ عرصہ یہ حرف اسم نکرہ کو معرہ کرتا ہے اور حب معنی معرہ اسمیں شامل ہوتے ہیں تو یہ حرف دو معنی دیتا ہے ایک یہ کہ اس تمام چیز کو شامل ہوتا ہے حسپر وہ آتا ہے حیسیکہ کتاب پیدائش کے پہلی باب کے پہلی درس میں *הָאָרֶץ* کا حو لفظ ہے وہ تمام کرہ زمین کو شامل ہے کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا صرف کسی خاص نکرہ زمین کا بنائے والا ہو دوسرے خاص معنی اس لفظ کے لگائے سے حاصل ہوتے ہیں بعدے حسپر یہ حرف آقا ہے اس کل چیز کو شامل نہیں ہوتا بلکہ آسمیں سے کسی خاص چیز پر حو پہلے سے معنی اور معلوم ہو دلالت کرتا ہے حواء وہ خارج میں موحود ہو حواء صرف دہی میں موحود حیسیکہ ورسوں مدد رحہ † حاشیہ میں لفظ *הָאָרֶץ* ہا ارض اور *הָאָדָמָה* ہا آدمہ کا آیا ہے کہ وہاں تمام کرہ زمین مراک نہیں ہے بلکہ خاص زمین حو معنی اور معلوم تھی مراک ہے پس حو اسموں پر یہ لفظ داخل ہو ہمکو اختیار ہے کہ چاہیں آسمیں اس تمام چیز کو شامل سمجھیں اور چاہیں اسکی کسی خاص معنی اور معلوم حصہ کو اور آئمن سے کوئی سے معنی لینے صرف مودہ مقام نا اس حقیقت پر حو بطور اصلی اور واقعی کے تحقیق ہو مکتصر ہیں \*

† حرج ۱۰ — ۵

ندائیس ۳۷ — ۲۳، ۱۹

حرج ۱۰ — ۶

اعداد ۲۲ — ۱۱

استتنا ۳ — ۳

۱۶ — ۵

The *ha-shammam* also is used to signify a particular thing for a proof of which Archdeacon Pratt, referring to Deut II 25, says, that "the expression under the whole heaven may mean not the whole Globe, but only Palestine and the country in its neighbourhood."

In refutation of which Dr. Colenso says "But first this is not the only expression which is employed here to denote the universality of the catastrophe, and secondly in the very passage quoted the expression is plainly used to express all nations on the face of the whole earth"

But this objection is not valid, because the above word being used both with and without the prefix *ha* (Deut XXXII. 40) can of course signify some definite object when preceded by it. My theory is not in the least affected by its, in this instance, implying either a definite or indefinite object

It appears then to be impossible to doubt (provided the expressions of the Holy Bible be looked at with a respectful and not unallowable freedom) that the Scripture speaks distinctly of the partial and not universal deluge

Hugh Miller and Hitchcock were involved in the same error with us in the recent less lightened age of our knowledge. But by then thinking the Scripture to speak of a universal deluge

لفظ شامیم *shammim* کا یہی خاص و محدود معنی مستعمل ہوتا ہے جسدیکہ ارج درکن پریت صاحب نے کتاب استنباط ۲-۲۵ پر بطور سند کے حوالہ کیا ہے کہ اس کلام سے (کہ تمام آسمان کے نیچے) تمام کرۂ مراد بہو بلکہ صرف فلسطین اور اُسکی قرب کے ملک مراد ہوں \*

† نسب کالدو صاحب اسپرہہ اعتراض کے ہیں کہ "اسی مقام میں واعاب کا عام ہونا ظاہر کر دیکھی لکھی صرف یہہ ہی کلام نہیں دیا ہے بلکہ اُسی مقام محمولہ میں کلام کو صاف اس نظر سے استعمال کیا ہے کہ اُس سے تمام روہ رہی کی قومیں مراد ہوں \*

مگر یہہ اعتراض اُنکا صحیح نہیں ہے کیونکہ شامیم *shammim* کے لفظ کا استعمال ہاں معروف اور بعد ہاں معروف دونوں طرح پر آتا ہے اور جس جگہ کہ اُسکے ساتھ ہاں معروف موجود ہو وہاں ہم اُسکے خاص معنی لے سکتی ہیں بھر اگر اس ورس میں ناغرض خاص معنی نہیں تو یہی کچھہ نقص ان نہیں ہے \*

اب میں کہتا ہوں کہ اسپر شک لا نا ممکن معلوم ہوتا ہے (بشرطیکہ تبدیل کے کلاموں پر صرف ایک مودب آزادی سے اور نہ نا جائز آزادی سے لکھا رکھا جاوے) کہ کتاب اقدس میں صرف صاف طوفان خاص کا ذکر ہے نہ طوفان عام کا \*

ہنوملر صاحب اور ہیچ کا ک صاحب اُسی غلطی میں تہی جس میں ہم سب آگلی زمانہ میں رہ گئے ہیں مگر اُنکی اس خیال کرنے سے کہ کتاب اقدس میں

تک پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۹۲۰ ۲۰۲۳۵

† حصہ چہارم صفحہ ۲۰۳

تقدیر پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵  
تقدیر پیدائش  
محمدر رسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

no injury can be done to the fact contained in the Holy Writ, which I have now been putting to light merely by following its own words, and not the affirmation or supposition of any ancient

If then we assume the meaning of the aforesaid words as denoting a particular part of the earth, we shall find ourselves in no passages perplexed or have any difficulty in interpreting them, and we shall then see that the deluge covered only a particular part of the earth, and that animals destroyed thereby were confined to that part alone. Scripture does not tell us that the waters attained to such a height as to have covered the highest mountains of the earth, and submerged them to a depth of 15 cubits, nor that the whole, the half, or even the quarter of Ararat was under water. This I shall presently prove.

The above notions advanced by me can only be confirmed by a strict investigation of the meaning of Scripture. I have now by me the original Hebrew version of the Bible, as well as an Oordoo and English translation, the latter the authorized version, and I shall now compare these translations with the original, in order that what I have above

طوفانِ عام کا ذکر ہے کتابِ امدس کی حقیقت پر جسکو ہم علانیہ صرف کتابِ امدس کے لفظوں کی پیروی سے ثابت کر رہے ہیں اور نہ کسی شخص کے قول کی پیروی سے کچھہ الرام نہیں آسکتا \*

پس جبکہ ہم ان لفظوں سے خاص رمیں یا خاص ملک مراد لیں تو اب ہمکو کسی مقام میں مشکل نہیں رہتی۔ کیونکہ اسی حالت میں اور مقاموں کے یہہ معنی بالضرور لینی پڑیں گی کہ اسی زمین کے اور اسی روئے زمین کے تمام حادثات چتریں جسکے پتھروں میں زندگی کا دم بھا مرگئیں طوفان کے بانیکا دنا لمد ہونا جس سے تمام اونچی پہاڑ جو آسمان کے نیچی ہیں عرق ہو گئے ہوں یا اونچی پہاڑوں کی چوٹیوں پر بدترہ ہاب پادی چڑہ گیا ہو کتابِ امدس سے ثابت نہیں ہونا بلکہ پہاڑ اراوات کی بلند چوٹی بھی نہیں ڈوبی تھی بلکہ آسکا نصف بلکہ چوتھائی بھی نہیں ڈوبا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گی۔ پس کتابِ امدس سے طوفان کا عام خیال کرنا انک ہماری برائی غلطی تھی جس سے اب ہم مددہ ہوئے ہیں \*

یہہ تمام مطالب جو میں نے بیان کئے صرف کتابِ امدس کے لفظوں کے ناسد رہتی سے ثابت ہوتی ہیں چنانچہ مدرسے اردو ترجمہ سے مطالب مذکورہ نسخہ ہائے حائے ہدس مگر میری تفسیر میں انگریزی ترجمہ وہی ہے حوالہ اعلیٰ مذکور شدہ ترجمہ کہلاتا ہے مگر اس انگریزی ترجمہ میں ان مطالب کی رعایت نہیں

affirmed may be plainly illustrated According to my reading, the reading of the following verses will be as follows

۳ جن پر میں سخت کر رہا ہوں اسلئے  
مجھ کو ضرور پڑا کہ میں اس مقام پر ان باتوں  
کے ضروری ضروری ورسوں کا انگریزی ترجمہ  
بہ ناندی عدوی مراد کے لکھہ دون تا کہ  
ایندہ حوکت آنے والی ہے اُسکی  
حقیقت اس ترجمہ سے واضح ہو \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۲۹۲۰ ۲۳۲۵

#### Gen Ch VI

V 11 And *that* land was corrupt before God, and filled with mischief

باب ۶—۱۱ اور حراف ہو گئی وہ  
زمین سامنے خدا کے اور بھر گئی وہ زمین  
بدکاری سے \*

V 12 And God saw that *that* land was now corrupt, for all flesh had misled his way on it

باب ۶—۱۲ اور دیکھا خدا نے اُس  
زمین کو کہ اب حراف ہو گئی کدربکہ مٹا  
دیا سمب سسر (حسم) (سسر) نے رستہ  
اپنے کو اور اُس زمین کے \*

V 13 And God said to Noah the end of all flesh drew before me, for *that* land was filled with violence committed before me, and that I would now destroy them with *that* land

باب ۶—۱۳ اور کہا خدا نے نوح کو  
ہر سسر (حسم) (سسر) کا آنا مدری  
سامنے کیونکہ بھر گئی وہ زمین بدکاری  
میرے سامنے کی ہے اُنکی اور اب میں  
مٹا دوں گا اُنکو معہ اُس زمین کے \*

V 17 And I am now about to bring over a deluge on *this* land for destroying all under the heaven that is with spirit in it, all that is on *this* land shall die

باب ۶—۱۷ اور میں اب لائے والا ہوں  
طوفان بادیکا اور اُس زمین کے واسطی  
مٹا دیں تمام سسر (حسم) (سسر) جسکے  
ساتھ ہے روح زندگی کی نیچے سے اُن  
آسمانوں کے سب حو زمین پر ہی  
مر جاؤں گا \*

#### Gen Ch VII

V 4 For after seven days I shall cause the rain to fall on this land for forty days and forty nights and all that exists shall be no more on the face of *this* land

باب ساتواں  
باب ۷—۴ کیونکہ دنوں بعد سات کے  
میں مددہ برسائیوا ہوں اور اِس زمین  
کے چاندس دن اور چالیس رات اور مٹاؤں گا  
میں تمام اِس موحود کو جو بنانا مددے  
اور سے مددہ اِس زمین کے \*

V 6 And Noah was 600 years old when the flood burst out over *that* land.

باب ۷—۶ اور نوح تھا پندا ہوا چہہ  
سورسکا کہ طوفان ہوا بادی کا اور اُس

رمی کے \*

قتل پیدائش قتل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۲۹۲۰ ۲۳۲۵

V 10 After seven days the waters of the flood visited *that* land

V 12 And the rains fell over *that* land for 40 days and 40 nights

V 17 And the flood prevailed on *that* land for 40 days, and became deep and lifted up the ark and rose higher and higher on *that* land

V 18 And the waters grew violent and impetuous, and rose to a great height over *that* land and the ark moved over their surface

V 19 And the waters attained then greatest height and impetuosity on *that* land, and covered all the high mountains that stood under *those* heavens

V 20 The waters rose up fifteen cubits and covered *those* mountains

V 21 And all flesh died that moved on *that* land, including fowls, cattle, beasts, and every creeping thing that creepeth on *that* land, and all *those* men

V 23 And all that existed upon the face of *that* land was destroyed, men, quadrupeds, creeping things and birds of the air no more existed on *that* land, and Noah and whatever was with him in the ark were the only objects saved

V 24 And the waters prevailed on *that* land for 150 days

باب ۷-۱۰ حصہ ہوئے سات دن تو پانی طوفان کا ہوا اوپر اُس رمی کے \*

باب ۷-۱۲ اور تھا مہذبہ اوپر اُس کے رمی چالیس دن اور چالیس رات \*

باب ۷-۱۷ اور تھا طوفان چالیس دن اوپر اُس رمی کے اور بڑھا پانی اور اوٹھا لٹیا کشتی کو اور بلند ہوا اوپر سے اُس رمی کے \*

باب ۷-۱۸ اور روز شور کا ہوا پانی اور بڑھا بہت اوپر اُس رمی کے اور چلی کشتی اور مہذبہ پانی کے \*

باب ۷-۱۹ اور پانی کا روز ہوا بہت بہت اوپر اُس رمی کے اور چھپا دیا سب پہاڑوں اونچوں کو حوتھی نیچے تمام اُن آسمانوں کے \*

باب ۷-۲۰ بندرہ ہاتھ اوپر بڑا گیا پانی اور چھپا دیا اُن پہاڑوں کو \*

باب ۷-۲۱ اور مرگنا سب جسم حوت چلتا اوپر اُس رمی کے مع آڑے والی اور مع چوپائے اور مع جانور اور مع سب رنگی والے کے حوت رنگنا اوپر اُس رمی کے اور سب وہ آدمی \*

باب ۷-۲۳ اور مٹا دیا تمام اُس موحود کو حوت تھا اوپر مہذبہ اُس رمی کے آدمی سے چوپائوں تک رنگی والے تک اور آڑے والے آسمانوں تک اور رنگی اُس رمی سے اور سج گیا فقط سج اور حوت تھا اُس کے ساتھ کشتی میں \*

باب ۷-۲۴ اور بڑھا رہا پانی اوپر اُس رمی کے پچاس اور سو دن \*

## Gen Ch. VIII

## باب آٹھواں

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۵  
قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلع  
۲۹۲۰

V 1 God remembered Noah and every living thing and the cattle that were with him in the ark, and God made a wind to pass over *that* land, and the waters assuaged

باب ۸-۱ اور یاد کیا خدا اے نوح کو اور سب جاندار کو اور ہر چوپائے کو جو ساتھ آسکے تھا کسختی میں اور چلائی خدا نے ہوا اوپر اُس زمین کے اور سوکھ گئے پانی \*

V 3 And the waters began to diminish on *that* land by moving to and fro, and after the end of an hundred and fifty days the waters were abated

باب ۸-۳ اور گہمی لگا پانی اوپر سے اُس زمین کے لوت پوت کے اور کم ہوا پانی مدد سمجاس اور سو دن میں \*

V 7 And he sent forth a raven which went forth to and fro, until the waters were dried off on *that* land

باب ۸-۷ اور چھوڑ دیا کوسے کو اور نکلا حاتا اور لوت آنا سوکھنے تک پانی کے اوپر سے اُس زمین کے \*

V 8 And he sent forth a dove from him, to see if the waters were abated from off the face of *that* land

باب ۸-۸ بھر چھوڑ دیا کدوتری کو اے ہاس سے دیکھنے کو کیا گھٹا پانی اوپر سے مدہہ اُس زمین کے \*

V 9 But the dove found no rest for the sole of her foot and she returned unto him into the ark, for the waters were on the face of the whole of *that* land, then he put forth his hand and took her and pulled her in unto him in the ark

باب ۸-۹ اور نہ پاؤں کدوتری نے جگہ واسطے کف پا کے اور بھر آئی ہاس آسکی کسختی میں کہ پانی تھا اوپر مدہہ تمام اُس زمین کے اور نہ پایا اندا ہاتھ اور لے لیا آسکو اور لے آیا آسکو ہاس اپنے کسختی میں \*

V 11 And the dove came in to him in the evening, and in her mouth was an olive leaf pluckt off: so Noah knew that the waters were abated from off *that* land

باب ۸-۱۱ اور آئی ہاس آسکی کدوتری وقت شام کے اور تھی پتی زمین کی ٹوٹی ہوئی آسکے مدہہ میں تدھی خدا نوح نے کہ گھٹ گیا پانی اوپر سے اُس زمین کے \*

V 13 And it came to pass in the six hundred and first year, in the first month, the first day of the month the waters were dried off *that* land, and Noah removed the covering of the ark, and saw the face of *that* ground was dry

باب ۸-۱۳ اور ہوا ایک اور چہہ سو برس میں پہلے میں پہلی کو مدہہ کی سوکھ گئے پانی اوپر سے اُس زمین کے اور آٹھواں نوح نے درہ کو کسختی کے اور دیکھا کہ سوکھ کنا مدہہ اُس زمین کا \*

قتل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵  
قتل پیدائش  
مکتدر رسول  
الصلعم  
۲۹۲۰

V 14 And in the second month, on the seven and twentieth day of the month, was *that* ground dried

V 17 Bring forth thee every living thing that is with thee, of all flesh, both of fowl and cattle, of every creeping thing that creepeth upon the land, that they may breed abundantly in *that* land, and be fruitful and multiply upon *that* land

V 21 And the Lord smelled a savour of satisfaction, and the Lord said in his heart, I will not curse *this* land any more for man's sake for the imagination of his heart is evil from his youth, neither will I again smite any more every living thing, as I have done

V 22 For all the remaining days of *this* land seed time and harvest, and cold and heat, and summer and winter, and day and night shall not cease

### Gen Cha IX

V 1 And God blessed Noah and his sons, and said unto them, be fruitful and multiply, and replenish *this* land

### III REMARKS FROM THE HOLY KORAN IN PROOF OF THE DELUGE HAVING BEEN PARTIAL

No passage in the Holy Koran leads us to conclude that the deluge was universal, or that it was such as should have drowned everything on the Globe. On the contrary it simply tells us, that it was only partial, and destroyed only those inhabitants of the world that did

باب ۸—۱۴ اور مہینے دوسرے میں ستائیسویں دن مہینے کے سوکھ گئی وہ رمیں \*

باب ۸—۱۷ سب جاندار حواساتہ تیرے سب جسم سے معہ پرند اور معہ بہمنہ کے اور معہ سب رنگی والوں کے حورنگی ہیں اور رمیں کے نکال ساتھ اپنی کہ کلڈلائیں رمیں پر اور پھلیں اور ترہیں اور اس رمیں کے \*

باب ۸—۲۱ اور سوگھی اللہ نے نو رصامندی کی اور کہا اللہ نے اپنے دلمیں وہ بھر لعدت کرونگا بعد اسکے اس رمیں کو واسطے آدمی کے کیونکہ خیال دل آدمی کا نہ ہی لڑکیں اسکے سے نہ پھر مارونگا سب رندہ کو جیسا کدا میدے \*

باب ۸—۲۲ بعد اسکے سب دنو اس رمیں کے بونا اور کاٹنا اور سردی اور گرمی اور رینج اور حریف اور دن اور رات موقوف نہ ہونگی \*

### باب دواں

باب ۹—۱ اور برکت دی خدا نے دوح کو اور بدتوں اسکے کو اور کھا آنکو زھو اور بہرو اس رمیں کو \*

تیسری گفتگو طوفان کے حاص  
ہونیکا ندوہ قواں محید سے

حانا چاہنئی کہ قواں محید کی کسی آنت سے طوفان کا عام ہونا اور تمام کرہ رمیں کا باقی میں قوت حانا پایا نہیں حاتا اور نہ کسی کسی آت میں تمام دینا میں طوفان کا آنا مذکور ہے اور نہ تمام دنیا کے انسانوں کا قوت کر مرحانا



not give heed to the preaching of Noah. It is only in imitation of the Jews, and from the careless acceptance of the notions of the vulgar, and from not consulting the Holy Koran on the subject that our Mahomedan divines have been led generally to profess that the flood was universal. I now proceed to attest what I have just said, and believe that Dr Colenso will now allow, that, centuries before the bught age of our modern knowledge, the later inspiration of God ( viz the Koran ) had explained to us the meaning of the former ( viz the Bible ) with regard to the flood

God has said in the Holy Koran—  
“ We sent Noah heretofore unto his people and he said, O my people, serve God , ye have no God besides him ”— Soora Momanoon, v 23 This serves to show that the deluge was caused to fall upon that people alone who were headed by Noah. God has again said— “ We protected Noah from the people who accused our signs of falsehood , for they were a wicked people wherefore we drowned them all ” Soora Umriya, v 77 This decidedly proves that that people were only destroyed, who were disobedient and refractory, and had no fear of God. God again says— “ Speak not unto me in behalf of those who have acted unjustly for they are to be drowned ” Soora Hood, v 37 Soora Momanoon,

آسمی بیان ہوا ہے بلکہ قرآن مجید میں غلابیہ خاص طوفان کا ذکر ہے اور صرف نوح کی قوم کا دنیا بیان ہوا ہے ہمارے ہاں کے عالموں نے صرف علمائے یہود کی پیروی کرکر اور جو کہانی طوفان کی آئینے ہاں چلی آئی تھی اسکو صحیح سمجھ کر بلا لحاظ اسناد کے کہ قرآن مجید میں جو حقیقت بیان ہوئی ہے وہ آسکی برخلاف ہے طوفان کا عام ہونا تسلیم کیا ہے چنانچہ اس مطلب کو ہم قرآن مجید کی آیتوں سے ثابت کرتے ہیں اب ہمکو یقین ہے کہ نسب کاندرو صاحب اسناد کو مدول و مراءس گی کہ حال کی تروی یافتہ علم کی تحقیقات سے بہت بیستہ نئی الہامی زبان نے برائی الہامی کتاب کی مراد کو بخوبی بتادیا تھا کہ نوح کا طوفان خاص تھا نہ عام \*

† سورة مومنون آیت ۲۳ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ “ ہم نے نوح کو بھیجا آسکی قوم کی طرف نوح نے کہا کہ ای قوم بدگئی کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارے لئے کوئی معبود سوا خدا کے “ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عذاب بھی اسی قوم کے لئے آیا تھا جسکے لئے حصرت نوح بھیجی گئے تھے اور پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ “ ہم نے مدد کی نوح کی اس قوم بر حدیوں نے چھڑایا ہماری سادسوں کو بسک وہ قوم تھی نبی یس دنا دیا ہم نے اُن سب کو اکٹا “ اس سے صاف پانا جاتا ہے کہ وہی قوم دسوی گئی حدیوں نے حصرت نوح کا انکار کیا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے حصرت نوح کو فرمایا کہ “ تو مت کہہ مجھ سے اُن لوگوں کے لئے جدیوں نے نا فرمادی کی کہ وہ دنیا

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۵  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

‡ سورة اسنا آیت ۷۷

\* سورة هود آیت ۳۷  
سورة مومنون آیت ۲۳

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
الکلمہ صلعم الکلمہ صلعم  
۲۹۲۰ ۲۳۲۵

† سورة نوح آیت ۱

v 23 This also clearly brings to view the fact that those only were destroyed who were so very offensive to God God again says— “ Verily we sent Noah unto his people, saying, warn thy people before a grievous punishment overtake them”— Soora Noah, v 1 It is obvious from this passage likewise, that when Noah’s people did not yield obedience to the divine will which had been made known unto them, they alone, and not the whole world, were, as a just consequence, subjected to the punishment and afflictions designed for them

Those who attempt to support the assertion of the flood having been universal, by referring to the holy Koran, allude to two verses in it one of which being that where Noah thus prayed to God “ Leave not any families of the unbelievers on the earth”— Soora Noah, v 26 But this verse cannot prove that the deluge was universal since the words “ earth and unbelievers” here used have the prefix *al*, which being the definite article in Arabic shows that they denote *that land* occupied by the people of Noah, and *those* unbelievers only who had disobeyed God when they knew his will This signification is well supported and enforced by the several quotations I have given above And the other verse one where God said— “ And we caused his offspring to be those who survived ” Soora Saffat, v 77 I can not understand by what course of reasoning this verse is appealed to to prove the fact of the deluge having been universal since it

† سورة نوح آیت ۲۶

|| سورة صافات آیت ۷۷

والی ہیں “ پس اس آیت سے بھی صرف انہی لوگوں کا دنیا معلوم ہوتا ہے جنہوں نے صرف نوح کی ہدایت کو نہیں مانا اور پھر خدا نے فرمایا کہ “ ہم نے بھٹکا نوح کو اسکی قوم کیطرف کہ ذرا اپنی قوم کو پہلے اس سے کہ آوے ابد عذاب دیکھ دینا “ اور جب کہ صرف نوح کی نصیحت اُنہوں نے نہ مانی تو صرف نوح نے دعا مانگی کہ اُنپر طوفان کا عذاب آوے اس سے بھی اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ صرف موم نوح پر عذاب آیا نہادہ تمام دنیا پر

حو لوگ کہ قرآن مجید سے طوفان کا تمام دنیا میں آنا بیان کرتے ہیں وہ صرف دو آیتوں پر استدلال کرتے ہیں اول وہ آیت ہے کہ جب صرف نوح نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ ‘ † ای پروردگار مت چھوڑ زمین پر کافروں کا انک گھر بھی بسا ہوا “ حالانکہ اس آیت سے کسی طرح عام ہونا طوفان کا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس آیت میں حواص کا لفظ ہی آسپر بھی الف لام ہے اور کافروں کا حوالہ ہی آسپر بھی الف لام ہے پس اس سے صاف ثابت ہے کہ زمین سے وہی زمین مراد ہے جہاں نوح کی قوم رہتی تھی اور کافروں سے وہی مراد ہیں جنہوں نے نصرت نوح کا انکار کیا چنانچہ اسی امر کی تائید اُن تمام آیتوں سے پائی جاتی ہے جو آبر مردکور ہوئیں دوسری آیت وہ ہے جہاں خدا نے || فرمایا “ اور کیا ہم نے نوح ہی کی درخت کو بچھی ہوئی “ میں نہیں سمجھا کہ اس آیت سے کسی طرح

only says, that of the people overtaken by that judgment none survived except the children of Noah. Hence how can it be alleged that it proves the whole of the earth to have been inundated? The fact is simply this, that like the Jews the Mahomedan doctors have sought to derive from the pages of the holy Koran, proof as to the universality of the deluge, while in reality there is no passage which fairly interpreted can be said to lead to such a conclusion.

ON SOME EVENTS CONNECTED WITH THE  
DELUGE AS RECORDED IN THE  
HOLY KORAN

The events connected with the deluge related in our Koran which are not to be found in the Bible, are only two in number, viz firstly, that Noah's wife and his son were drowned in the flood. I may here quote the few verses in which it is so stated "Noah called unto his son who was separated from him, saying, embark with us, my son, and stay not with the unbelievers. He answered, I will get on a mountain, which will secure me from the waters. Noah replied, there is no security this day, from the decree of God, except for him on whom he shall have mercy. And a wave passed between them, and he became one of those who were drowned"—Sura Hood, v 42-43

تمام دنیا میں طوفان آنے کا استدلال کنا  
حادثا ہے کیونکہ اس آیت کا مطلب صرف  
اس قدر ہے کہ جن لوگوں پر طوفان آیا تھا انہیں  
سے نوح کی درخت کے اور کوئی نہیں  
بچا پھر اس سے تمام دنیا پر طوفان آیا  
کدو کر ثابت ہو سکتا ہے حقیقت یہ ہے  
کہ ہماری ہاں کے علماء نے صرف یہودیوں  
کی پیروی کر کر طوفان کا عام ہونا قرآن مجید  
سے نکالنا چاہا تھا ورنہ ہمارے قرآن مجید  
سے عام ہونا طوفان کا نہیں پایا جاتا  
مقدس

قیل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۴۵  
بیل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

بعض واقعات طوفان کا ذکر جو  
قرآن مجید میں مندرج ہیں  
وہ واقعات طوفان کے جو قرآن مجید  
میں مندرج ہیں اور ظاہراً ایسی معلوم  
ہوتی ہیں کہ انکا ذکر تورات مقدس  
میں نہیں ہے وہ صرف دو واقعات ہیں یعنی  
حصر نوح کے بدلتی کا اور انکی بدلتی  
نہی طوفان میں غرق ہونا چنانچہ اول  
ہم ان آیتوں کو یہاں لکھتے ہیں جن میں  
وہ بیان ہے \*

سورہ ہود آیت سورہ ہود میں اللہ  
تعالیٰ فرماتا ہے کہ،  
۴۲ و ۴۳  
و بادئ نوح اندہ اور نکارا نوح نے  
و کان فی معزل اپنے سینے کو اور وہ  
بدی اربک معاً ہو رہا تھا کنارہ  
ولا تنک مع الکافرین اسے سینے سوار ہو  
فال سآوی الے حدل ساتھ ہمارے اور  
یمصدمی من الماء مت ہو ساتھ  
فال لاعاصم الکوم من کافروں کے کہا اُسے  
اموالہ الا من رحم من چڑھا دینگا  
و حال مدہما الموح بہاڑ پر نیلادی گا  
فکان من المعرفین مچھو بادئی سے

قل پیدائش      قل پیدائش  
مسیح علیہ      مسیح علیہ  
اللہ صلعم      اللہ صلعم  
۲۹۲۰      ۲۳۲۵

“Noah called upon his Lord and said, O Lord, verily my son is of my family, and thy promise is true for thou art the most just of those who exercise judgment. God answered O Noah verily he is not of thy family this intercession of thine for him is not a righteous work. Ask not of me, therefore, that whereof thou hast no knowledge. I admonish thee that thou mayst not become one of the ignorant. Noah said, O my Lord, I have recourse unto thee for the assistance of thy grace, that I may ask not of thee that whereof I have no knowledge, and unless thou forgive me and be merciful unto me, I shall be one of those who perish.”  
Soora Hood, v 40-47

It has been supposed that besides those sons of Noah spoken of in the Pentateuch, there is another son who was drowned. But this opinion cannot be received as true. Noah had no more sons than those three, and the son referred to in the Koran as having been drowned was not his own seed, being his son

نوح نے کہا کہ کوئی بچائے والا نہیں ہے  
آج کے دن اللہ کے حکم سے مگر حسبروہ  
رحم کرے اور آگئی اُن دونوں میں موج  
بہرہ گیا تو اُسے والوں میں \*

اور اسی سورہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
اور بکرا نوح نے اسے  
رف کو بہر کہا اسے  
رف مدرا بیتا ہی

و نادا نوح ربه  
فقال رب ان امي  
من اهلي وان وعدك  
الحق وادب احكم  
الكاظمين قال لنوح  
انه لدس من اهلك  
انه عمل عدو صالح  
ولا تسئلي ماليس  
لك به علم اني  
اعطاك ان تكون  
من الكاهنين قال رب  
اني اعوذ بك ان  
استلک ماليس لي  
به علم والا يعزلي و  
ترحمي اكن من  
الخيرين \*

معلوم ہو کہ کوئی اور اگر تو نہ حسبروہ  
اور نہ رحم کرے گا تو ہوں گا میں توئی  
والوں میں سے \*

اِس آدموں سے بعض لوگ حلال کرتے  
ہیں کہ سوائے اُن بیٹوں کے حلال ذکر  
توریت مقدس میں ہے حصہ نوح کے  
انک اور بتنا تھا جو کافروں کے ساتھ  
ذبح گنا \*

مگر نہ خیال غلط ہے حصہ نوح کے  
کوئی اور بتنا سوائے اُن بیٹوں کے نہ تھا

only by the former husband of his wife Nama, Gen, IV 22, who was from the race of Cain —

اور یہہ بدئا حسکا یہاں ذکر ہے حصرت  
نوح کا بیٹا نہ تھا بلکہ حصرت نوح کی بیوی کا  
بیٹا پہلے حارود سے تھا اور فاس کی نسل  
سے تھا اور اے بدئا یہہ بدئا نوح کا تھا حسکا  
نام کتاب پیدائش باب ۴ ورس ۲۲ میں  
آتا ہے \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام اللہ صلعم  
۲۳۳۵ ۲۹۲۰

This view is not my own alone but has the sanction and support of our learned commentators. It is stated in the Tufseer Kabbeer, that the person whom Noah called his son was not so in truth. This is founded on the authority of Mahomed, son of Bakn, and Hussun Bussee. And there is a tradition that Ally and Mahomud, son of Bakn, and Oorwa, son of Zoobair, read the feminine pronoun instead of the masculine pronoun used in the above verse for Noah, so as to make it applicable to his wife. And Katada said that on his having asked Hussun Bussee about the son of Noah he got this answer. By God there was none drowned of the sons of Noah. On which Katada said that, while it was stated in the Koran that "Noah said, he was the son of his family," how was it then that the person alluded to was not the son of Noah? To this Hussun Bussee thus replied. Noah did not declare that he was one of his seed, but of his family, which leads to the suggestion already expressed.

The good authorities above quoted are sufficient to prove that the son of Noah who perished in the flood, was not of his own seed, and it is for this reason that nothing has been said of him in the Pentateuch.

یہہ جو میں نے بدئا کیا یہہ مدبری  
راہی نہیں ہے بلکہ ہمارے ہاں کے معسر  
بھی یہی لکھتے ہیں تفسیر کبیرہ میں ہے  
کہ وہ حسکو حصرت  
تفسیر کبیرہ  
انہ کان اس امرتہ  
وہو قول محمد بن  
الدافر علیہ السلام و  
قول الحسن البصری  
وہو ان علدا رصی  
اللہ عدہ وراہ وراہی  
نوح اندہ اندہا و الصمیر  
لامرتہ و وراہ محمد  
بن علی الدافر و عروہ  
اس رنور اندہ بفتح  
انہاء یرت اندہ اندہا  
الا دہما اکہا بالفتح  
عن الالف ووال فتادہ  
سائب الحسن بن  
اندہ ووال والاء ماکان  
اندالہ ووال فلت لہ  
ان اللہ حکي عدہ اندہ  
قال ان اندی من  
اہلی وادت تقول  
ماکان اندالہ ووال اندہ  
لم دتل اندہ اندی و لکدہ

قبل پیدائش      قبل پیدائش  
مسیح علیہ      محمد رسول  
السلام      اللہ صلعم  
۲۳۴۵      ۲۹۴۰

قال من اهلى وهذا انهمون لى كها قسم  
يدل علي قولى      خدا كه حصرت نوح  
ك كوئى ميتا حو  
طواون من قوتا نه تھا فتاده لى كها كه  
خدا لى تو مول نوح كا بنو بياں كيا هى كه  
نوح لى اس بنى كو حو قوت كها كه مدرا  
مدتا مدرى حاددا من سى هى اور تم كهلى  
هو كه اسكه كوئى ميتا حو قوتا نه تھا حس  
نصرى لى كها كه حصرت نوح لى نه بهن  
كها كه مدرا سكا مدتا ملكه نه كها نه مبرى  
حاددا كا مدتا اور نه انكا كهنا اسدا پو  
دلا لت كرا هى حو منى كهتا هون \*

The passage supposed to have refer-  
ence to the perishing of the wife of  
Noah is the following — “ God set-  
teth foith as an example unto the un-  
believers, the wife of Noth and the  
wife of Lot they were two of our  
righteous servants, and their wives  
deceived them both wherefore then  
husbands were of no avail to them at  
all, in the sight of God, and it shall be  
said unto them at the last day, Enter ye  
into hell fire with those who enter there-  
in ” — Soora Tuhreem, v 10

بس ان روادىوں سى ثابت هوا كه نه  
شخص حصرت نوح كا مدتا نه بها اور  
اسى سدس سى نورمت مكدس منى  
حصرت نوح كى بيتوں كى ساپه اسكا دكر  
بهن هى حس آت سى حصرت نوح  
كى بدوى كا طواون منى قوتا خدال كها  
خدا هى وه نه هى  
سورة تحريم آت ۱۰  
صرت الله متلا للدى      الله لى نقائى اك  
كهروا اسره نوح      كهاف مكرن كى  
و اه ره لوط كاندا      واسطى عورت نوح كى  
بخت سدس منى      اور عورت لوط كى  
عداد اعلانى مكداس      گهم منى بهن درون  
هما فام بعد اعدهما منى      اك دو مدك  
الله شيدنا و مدل ادحلا      مدون كى همارى  
الدار مع الداحل منى      مدون منى سى بهر  
دورمادى كى اندون لى انكى بهر نه نوح  
كنا انهمون لى ان سى تهوزا سا بهى عدا ف  
الله كا اور حتم هوا كه حاو نوح مىں ساته  
حائى والوديكه \*

It is argued by some from the lan-  
guage of this verse that the wife of Noth

اس آت سى لوگ خدال كرتى هنى  
كه حصرت نوح علله السلام كى بدوى بهى

was one of the unbelievers, and therefore perished with them, whereas on the other hand, she is said in the Mosiac account to have taken shelter in the ark, and thus to have been saved

Notwithstanding that the destruction of Noah's wife is here not expressly mentioned, but allowing it to have been really the case, we may consider that according to our books Noah had two wives, one of whom, as tradition relates, was drowned, while the other escaped with Noah in the ark. It is quoted in the Tufseer Kibcei from Ibn Abbas, that there were in the ark Noah and his wife independent of the one that perished in the inundation. Rabbits say that Noah had two wives one being named Nama from the race of Cunn, and the other from the children of Enoch, and that it is not unreasonable to conclude that Nama may have been infidel, and consequently drowned for which reason she was not regarded worthy of being mentioned in the Pentateuch. In short under all circumstances, when it is proved that there certainly was a wife of his in the ark with Noah, there can not be said to exist any discrepancy between the Mosiac History and the Koran, even allowing that one of his wives had been drowned

کافروں میں تھی اور وہ بھی عرق ہوئی اور نورب مقدس سے بانا جاتا ہے کہ حصرت دوح کی بی بی کستی میں حصرت دوح کے ساتھ تھی اور انہوں نے دوندے سے نجات دلائی

مگر سمجھنا چاہیئے کہ ناحوت کہ اس آدب میں حصرت دوح کی بی بی کا دونا صاف صاف ہوا تھا لیکن اگر اس پر بھی آدنا دونا ہی سمجھیں تو اس کے ساتھ ہی ہم کو یہ بات بھی کہانی چاہئے کہ ہمارے ہاں کتابوں سے دانا جاتا ہے کہ حصرت دوح کی دو بیویاں تھیں آدمی سے ایک بی بی تیری اور ایک حصرت دوح کے ساتھ کستی میں کئی حد تک تفسیر گذرے میں اس عداس سے روایت لکھی ہے کہ کستی میں دوح اور ان کی بی بی تیری سوائے اس بی بی کے خود کئی بعض علم واپس کہتے ہیں کہ حصرت دوح کی ایک بی بی نعمہ نسل فانی سے تھی اور ایک بی بی اولاد حصرت ادیس سے جس کچھ عصب دہن کہ نعمہ کا ورہو اور وہ دوح گئی ہو اور اسی سبب سے نورمت مقدس میں آسمان کو دیکھا ہو مگر حسب یہ بات ثابت ہے کہ حصرت دوح کی ایک بی بی نلاشدہ کستی میں تھی تو اگر اس آیت سے ایک بی بی کا عرق ہونا ہی مراد لیا جاوے تو بھی کچھ اختلاف نہیں رہتا

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
اللہ صلعم  
۲۹۴۰ ۲۳۳۵

### A REFUTATION OF THE OBJECTIONS OF DOCTOR COLENSO TO A PARTIAL DELUGE

In his Part IV p 202 Dr Colenso says that "the difficulties already noticed besides others yet to be named, will not be really removed by this supposition For it is just as inconceivable that the worms and snails and grasshoppers should have crawled into the ark from different parts of some large basin in Western Asia (as Huzar Miller imagines) as from different parts of the world One small brook alone would have been a barrier to their future progress"

But if we carefully consider the subject in Scripture, this objection will be found of very little worth God has said, that, whatever existed upon the earth would perish and die on the earth being flooded by waters, VI 17 consequently those creatures that *inhabit the water*, would not have needed to take shelter within the ark Again as it was God's purpose in directing Noah to secure a pair of every description of animals to preserve and perpetuate their species with Noah's for futurity, VI 19, 20, VII 3, we should rationally infer that those creatures such as insects &c which come into existence spontaneously or without having reference to the ordinary process of nature, had no need also for seeking refuge in the ark since it is found plainly stated in the religious books of us Mohammedans that Noah had given asylum in his ark to those animals only which possess within themselves the power of reproduction Consequently those inferior orders of the animated

بیشب کالینزو صاحب کے  
اعتراضوں کا جواب جو خاص طوفان کی  
سدست ہیں

† قوله "اگر طوفان کو ایک خاص ملک  
میں مانا جاوے تو بھی مشکلات رفع نہیں  
ہوتیں کیونکہ بہہ ناپ کہ رنگنے والے کیڑے  
اور گھونگے مغربی اسیا کے کسی جزے  
دایرہ کے مختلف حصوں سے کشتی میں  
رنگ آئی ہوں حدسا ہو ملار صاحب  
خیال کرے ہں اسیا ہی نا قابل وناہ  
ہے حدسا کہ دنیا کے مختلف حصوں میں  
سے آئے ہوئے ایک ہی چھوٹی ندی انکے  
آگے بڑھنے دے کے لیئے رکاوٹ ہوتی ہے"

مگر جب ہم کتاب امدس پر غور کرتے  
ہیں تو اس اعداد کی کچھ بھی ندیاں  
نہیں باقی حدائے فرمانا بہا کہ طوفان  
کے آئے سے † جو زمیں بڑھے مراحٹیکا  
دس حلقے حادور در ناٹی نا پانی کی  
پیدائش تھی انکا کشتی میں آنا کچھ  
ضرور نہ تھا اور جو کہ حدالعالیٰ نے اُن  
حادوروں کے کشتی میں بندھ بیٹھا اسلیئے حکم  
دیا تھا کہ وہ بھی حصوب نوح کے ساتھ  
رہنے حسکا مطلب بہہ تھا کہ انکی  
مسل آندہ کو مدقطع بہو اس سے ناست  
ہوتا ہے کہ اُن حیوانات کا جو ار حود  
بعت تولد و تداصل کے پیدا ہو جاتے ہں  
انکے لیئے کشتی میں بیٹھایکا حکم نہ تھا  
چونکہ ہماری مدھدی کتابوں میں بھی  
صاف لکھا ہے کہ حصوب نوح نے صرف انہی  
حانوروں کو جو بچہ دتے ہیں یا اعداد تے  
ہیں کشتی میں بیٹھانا تھا پس اچھے  
حانور کا حکم کشتی تک آنا مناسب

† باب ۶ — ۱۷

|| باب ۶ — ۱۶ و ۴۰  
۳ — ۷



creation, whose access to the ark according to Dr Colenso would have been most difficult or rather impossible, should not have been obliged to go in at all

Dr Colenso again says, that "nor Noah could have also provided for the wild carnivorous animals of those parts which included the lion and leopard, the eagle and vulture"

But I think he should not have claimed to himself the right of putting forward this objection unless he could have proved first that such ferocious beasts were really admitted Noah himself had not the care of gathering around him all the beasts of the forest and the birds of the air but it was God who was pleased to cause them to assemble there miraculously, VI 20, and VII 9, either for preserving their species for future or for some other contingency that might have arisen from the flood. Consequently by all the arguments as spoken of in Scripture only these are to be understood that God had caused to resort to the ark by His own supernatural power. Hence Dr Colenso's alleged objection would be worthless, when he could not prove that animals like tiger, leopard, eagle and vulture, did receive shelter in the ark with Noah

He again says, that "besides in such a case what need would there have been to crowd the ark with the fowls of the air by sevens? Gen VIII 3—since birds surely might have made their escape easily beyond the boundaries of

کالرو صاحب دشوار خیال مہماتے ہیں کچھ ضرورت تھی

قولہ "نہ نوح آن حصونکی حدنگی حورحور حدوانوں کی عدا وغیرہ کا سرانجام کرسکا ہوگا حملیں شیر چیتا اور عقاب اور گڈ تھے"

اس اعتراض سے پہلے بشپ کالرو صاحب کو یہہ بات ثابت کرنی چاہئے تھی کہ بسک یہہ جانور حدنگا وہ ذکر کرنی ہوں نوح کی کستی میں تھی حصون نوح نے حور تمام جانوروں کو کستی میں جمع نہیں کیا تھا بلکہ حور خدا نے تمام چرند و پرند کو حدنگا کستی میں بیٹھانا حوا واسطے نقاے نسل کے حوا واسطے اور کسی کام کے کسی طوفان میں ضرورت تھی مصلحت سمجھا تھا حصون نوح کے پاس بطور ایک معمرہ کے جمع کرنا تھا چنانچہ اس معمرہ کا اشارہ ہم حور کتاب امدس سے پہلے ہوں پس جہاں جہاں کتاب امدس میں سب جانوروں اور انکی حوروں کے داخل کر دینا حکم ہے اُنسے وہی جانور اور حورہی مراد ہیں حدنگو خدا نے نوح کے پاس حاضر کر دیا تھا بس اگر بسک صاحب پہلے یہہ بات ثابت کر دے کہ اُن جانوروں میں شیر اور چیتا اور عقاب اور گڈ بھی تھے تو سادہ اس اعتراض کرنے کی جگہ ہو۔

قولہ "علاوہ اسکے انسی حالت میں کستی کو پرندہ کے آداب سات حوروں سے بھر دینے کی کنا ضرورت ہوئی ہوگی کیونکہ پرندے طرواں کی حدود سے آگے ناسانی چلی گئی ہونگی"

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
محمد رسول اللہ صلع  
۲۳۲۵ ۲۹۲۰

† باب ۹ — ۲۰  
۷ — ۹

† باب ۸ — ۳

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۵  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

the inundation ”

Archdeacon Pratt writes, page 55 —  
“ A better acquaintance with the habits  
of many of the migrating birds will  
convince an objector, that even in a local  
deluge of the extent which we suppose  
the deluge may have attained, many  
species would have become extinct but  
for their preservation in the ark, as the  
surrounding regions could not have  
supplied them ”

Dr Colenso thus objects to the above  
that “ why on this account should all  
the birds &c within this limited district  
have been preserved in the ark, since  
most of them also existed beyond its  
boundary ”

Nor has Dr Colenso proved in this  
instance that the animals which lived  
beyond the boundary of that limited  
region were received by Noah in the  
ark before starting the above objection.  
For God may have caused only those  
animals to remain to Noah, the species  
of which being peculiar to the inundated  
district had not yet spread over other  
countries, and which would have other-  
wise become extinct for ever. Or even  
suppose they did exist in other countries  
likewise, yet they might have been such  
as could not afterwards possibly migrate  
to the deluged tracts for reasons like  
those that Dr Colenso brings forward  
in regard to the impossibility of their  
access to the ark, or they may have

آرچ ڈیکن پربت صاحب نے اپنی  
کتاب کے صفحہ ۵۵ میں اس مشکل کو  
اس طرح پر حل کیا ہے کہ جو حادور نقل  
مکان نہیں کرتے انہیں سے بہت سوں کی  
عادوں سے واقف ہونے پر ایک معترض  
کو اسکا بھی یقین ہوگا کہ اسقدر کے ایک  
خاص طوفان میں جسقدر کہ وہ ہوا ہو  
بہت سی قسمیں انکی معدوم ہوجائیں  
لنکی کستی میں حطاط پانی سے  
بہوئیں کنونکہ گڑ واج کی ولایتوں میں  
سے وہ بہت نہ پہونچتیں

اس جواب کو سب صاحب اس طرح  
پر رد کرتے ہیں کہ اس وجہ سے اس  
صلح محدود کے تمام پرندوں کو کستی  
میں کنوں محفوظ کنا ہو کنونکہ انہیں سے  
بہت سی اسکی سرحد کے باہر موجود  
تھی \*

مگر سب صاحب نے ابھی یہ بات  
نہایت نہیں کی کہ حسب نوح نے ان  
حادوروں کو بھی کستی میں محفوظ کیا تھا  
جو اس ملک کی جہاں طوفان آنا ہوا سرحد  
کے باہر رہتی تھیں کنونکہ ہم یہ کہتے ہیں  
کہ خدا نے ہر قسم کے انہیں تمام حادوروں  
کو حسب نوح کے پاس معجزہ سے حاضر  
کیا ہوا حدکی نسل انہیں اس ملک  
سے جسمیں طوفان آیا تھا اور ملکوں میں  
بہتیں پہیلی تھی اور اس سبب سے انکے  
معدوم ہو جائیکا اندسہ تھا نا گو انکی  
نسل دوسرے ملک میں تھی مگر وہ  
اسی چھوٹی نا اسی قسم کی تھی  
حدکا دور و دراز ملکوں میں سے سفر کر کر  
اس ملک میں آنا انہیں وجوہات سے

been such as were secured for special purposes, such as those of sacrifice and food, or for the purpose of ascertaining by then help the drying up of the land after the subsidence of the flood. He again says that "surely plainer words could hardly be used than those Scripture employs to show that the deluge was universal, VI 17, 19, VII 4, 15, 19, 21—23, VIII 21, IX 11, 15."

The verses here referred to do not contain any such words as would necessarily signify a universal deluge. By this I do not mean to say that I am to twist and distort the words of Scripture and reject the plain and obvious sense in which a man of average capacity would take them. On the contrary, it is my intention fairly to adopt a secondary but which shall be an equally obvious meaning, in a manner conformable to the common phraseology and the idiomatic style of the Scriptures, which meaning a man of ordinary information would not hesitate to accept, and which may indeed be permitted by common usage, but which has hitherto remained unnoticed in consequence of our own imperfect understanding and carelessness. We need not boast that ere the occurrence of the present difficulties any of our divines had recourse to the meaning in question, nor need we say that Bishops Stack and Pool had maintained this opinion long before the researches into the science of nature demanded it. Moreover we should honestly feel grateful to

مسئول تھا جن وجوہات سے مشیہ صاحب انکا حضور روح کی کستی تک ادا مسئلہ تصور فرماتے ہیں یا ان کے ہتھانے سے کوئی اور عرض مثلاً قربانی کی یا حوراک کی یا رمد کی حسکی دریافت کرنے کی یا اور کوئی متعلق نہی \*

مولہ " لکن ملائندہ زیادہ صاف لفظ نہ دست آنکھ کو کتاب اقدس میں یہ باب ظاہر کردہ کی لئے مستعمل ہوئی ہیں کہ طوفان عام ہوا مسئلہ مستعمل ہو سکتی ہیں †

ان ورسوں میں کوئی لفظ اسامہ مستعمل نہیں ہوا جس کے معنی حواہ بکواہ اسی ہی ہوں کہ طوفان عام ہوا ہمارا یہہ مطلب نہیں ہی کہ ہم حواہ بکواہ کتاب اقدس کے لفظوں کو مترادف اور اسی علائکہ معنی جیسے کوئی متوسط عقل والا آنکھ سمجھ رہے لیں بلکہ صاف ہمارا مطلب یہہ ہے کہ علائکہ کتاب اقدس کے دوسرے معنی اور آسٹیرج پر حدسا کہ کتاب اقدس کا مکاورہ اور استعمال کا طریقہ ہے اور حدسا کہ ایک متوسط عقل کا آدمی سمجھ سکتا تھا بلکہ بہت زیادہ سادگی اور لے تلمی سے لیتی جاسکتی تھی اور حواہ ہمارے عقل کے تصور اور ہمارے عقل سے ہم سے چھوٹ گئے تھے آنکو ہم احتیاط کر کے ہم کو اسباب میں کہ ہمارے علم الہی کے کسی عالم نے بدل دس آئے ان مسئلہ کے ان معدوں کی طرف رجوع کی تھی سنجی کرنا اور یہہ بات کہی کہ مشیہ سٹیک صاحب اور پول صاحب نے اس رائے کی تائید مدد پرستہ اس سے کہ قدرت کے عام

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

† باب ۶ — ۱۷  
۶ — ۱۹  
۷ — ۲۱  
۱۵ — ۱۶  
۱۶ — ۲۱  
کتاب  
۲۳ — ۲۴  
۸ — ۲۱  
۹ — ۱۱  
۱۵

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
۲۹۴۰ ۲۳۴۵

the Geologist through whose means we have now come to know and become sensible of our long established error But what we may fairly boast of is the triumphant fact of the irreversible and accurate truth of the words of God which we believe and reverence, and we are also led to see that the greater the progress of our knowledge, the more bright and true they prove to be Though our feeble and finite understanding may have, during a certain period, led us to mistake the true sense of the word of God, and though we may still be liable to err, yet it is very surprising to see that notwithstanding the possibility of falling into any serious errors and being in fact still surrounded by them, the Scriptures have been in both cases equally and alike the instrumental means of our spiritual knowledge and edification

If we study the Scripture-phraseology with candour and impartiality, we shall be convinced that the words used on the occasion were never intended to signify the whole world, or to convey a sense of that universality which the critics of modern times assume and maintain It is to be considered that after the creation of Adam when men began to increase and multiply, to such an extent that the surplus population emigrated and spread themselves over different parts of the earth where they founded cities and countries very distant from each other, and when the roads were unsafe and impassable, when from the want of geographical knowledge a ge-

کی تحقیقات نے آسکو چاہا کی تھی کچھ ضرور نہیں بلکہ ہم کو بہایت بیک دلی سے علماء علم حیا لوحی کا احسان ماننا چاہئے کہ ان کی بدولت ہم اپنی اس غلطی سے متدہ ہوئی مگر بیشک اس بات پر ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ کلام الہی جس کے ہم وابستہ ہیں کیسا اپنی اصلیت میں صحیح اور سچا ہے کہ حوں حوں علم کی رباہ ترمی ہوتی حانی ہے وں وں ہم آسکو اصلی اور صحیح ہائے حاتے ہیں گو کسی وقت میں ہماری کم روز عقل نے آسک سمجھے میں غلطی کی ہو اور گو ہماری بہہ موجودہ حالت بھی کسی غلطی میں ہو اور آسپر بھی رباہ تر عجب اب اب بہہ ہے کہ باوجودیکہ ہم کسی غلطی میں نہ گئے تھے نا اب پڑی ہوئے ہوں دونو حالت میں کتاب اقدس ہماری روحانی تربیت کو نکساں مائدہ پہنچاتی ہے \*

اگر سادگی اور بیک دلی سے ہم کتاب اقدس کے محاورے پر غور کریں تو ہم یقین کر سکتے ہیں کہ حوالہ کتاب اقدس میں بولی گئے ہیں اُسے تمام دنیا اور اسے عام معنی حیسبہ ہمارے اس زمانہ کے دیکھ چس عالم لئے ہیں مواد نہیں ہیں عور کرو کہ بعد پیدا ہوئے حصر آدم کے حب انسان زمین پر رہنے لگا اور آسکی کثرت ہو گئی اور وہ ہر طرف در دست ملکوں میں منتشر ہو گئے اور نہ سب درست نہوئے راہوں کے ورنہ واقع رہنے کے سمقوں ملکوں سے اور نہ کامی ہوئے وسیلہ سمقوں کے اور کثرت سے ہوئے حدنگاہوں کے وہ لوگ آپس سے اسے حدا

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵  
قبل پیدائش  
محمد رسول  
اللہ صلع  
۲۹۲۰

neral ignorance prevailed respecting the situation and direction of countries, when the means of travelling were wanting and forests were in great abundance, it is not at all surprising that amid all these difficulties and disadvantages, mankind should, in that age, have been so far apart and the different nations and tongues so hopelessly separated from each other, that one people were not in a position to know anything of the other, and the nation that settled the farthest, was probably quite unknown to the one that had its location nearest to their common-starting point. Admitting these premises it follows that the acquaintance and intercourse of Noah and his people was confined only to the inhabitants of the countries which surrounded them, and to those countries only could they possibly resort. Consequently their knowledge of the geography of the antediluvian world was limited to those of their neighbouring nations of whose existence they were aware. What can we conceive for a moment that the ancient inhabitants of Eden knew anything about the lofty peaks of the Himalayas or of the Andes? This being the state of things at that period can it be a matter of surprise to us to find that a people whose ideas of the then known world were restricted to the few countries of which alone they had personal knowledge, should be addressed in the style adopted in Scripture? This form of speech alone ought to convince us, that it was impossible for the writer in the absence of a revelation to have made

ہو گئے ہونگے کہ ایک کو دوسرے گروہ کی کچھ خبر نہ ملتی ہوگی اور جو گروہ کسی دور دست ملک میں آباد ہوا ہوگا اُس ملک کی اطلاع پہلی گروہ کو مطلق نہ ہو گی بس حصہ نوح اور اُنکی امت صرف اُنہیں ملکوں سے واقف ہونگے جو اُن کے مسکن کے قریب وِست ہونگے اور جہاں سے آمدورفت آسانی سے ممکن تھی اور حصہ نوح اور اُنکی امت اُسی قدر ملکوں میں جو اُنکو معلوم تھے ہرادی دنیا کو محدود سمجھتے ہوں گے کما تم خیال کر سکتے ہو کہ اُس زمانہ میں عدن قدیم کے رہنے والی ہندوستان کے ہمالیہ پہاڑ کی بلند چوٹی کو اور امریکہ کے بڑے پہاڑ کی بلند چوٹی کو جانتے تھے؟ بس کون تعجب کا مقام ہے کہ اُن لوگوں سے جو تمام دنیا کو صرف چند ملکوں میں محدود سمجھتے تھے اسے طرز کلام سے گفتگو کنجاری حسب طرح کہ کتاب اقدس میں کی گئی ہے ہم صرف اِس طرز گفتگو ہی سے یقین کر سکتے ہیں کہ ایسا عمدہ طرز کلام جو کہ کتاب اقدس نے احمد کر دیا ہے ممکن نہیں کہ بعد از زمانہ کے احداث کرنا تھا جس زمانہ میں کہ ہم کو امریکہ سے کچھ واقفیت نہ تھی اور تمام دنیا کو صرف دنیا کے قدیم میں محدود سمجھتے تھے اگر کوئی شخص ہم کو اُس واقعہ کی خبر جو صرف دنیا کے قدیم میں ہوا والا تھا ان الفاظ سے دیتا کہ تمام ملک جو آسمان کے بلے ہیں اُنہیں بہہ ہوگا اور تمام پہاڑوں پر جو آسمان کے بلے ہیں بہہ واقعہ گذر گیا اور تمام حاندازوں پر جو دنیا میں بسنے ہیں بہہ مصدب ہو گئی تو

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵

قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلع  
۲۹۲۰

use of a form of address better suited to the subject of which he treats than that used in Scripture. If at the time we knew nothing of America, and believed that the three quarters of the Globe comprehended whole world, a man were to predict an event that should happen only to the old world, in these words, viz—that throughout all the countries that were under the heavens such a phenomenon will occur, that all the mountains under heaven shall be affected by it, and that all the animals living in the world shall suffer from it—would that man be held to be guilty, I ask, of an improper form of speech when using such language to his auditors and readers? So rigidly correct and exact is then the style of Scripture that notwithstanding the progressive advancement of knowledge compared with that of preceding generations, yet the people through every succeeding age have been enabled to enjoy the consolation and blessing of the Scriptures to the extent which their means of information from time to time permitted. When we knew the world to have been a small tract, we were as much benefitted by the spiritual precepts of Scripture as at the present time, and now when our knowledge has greatly advanced and we have discovered the world to be vast and extensive under the heaven, still the Scriptures bestow upon us the same degree of celestial illumination and spiritual benefits as they did then when our knowledge was so crude and so limited. And if in a future age mankind should discover other ter-

وہ شخص لحاظ ہمارے علم کے حد سے وہ مخاطب ہے کسی ناواحب طور کلام سے گفتگو کرتا ہے؟ دیکھو کیا عمدہ طور کلام ہے کتاب اقدس کا کہ باوجود مختلف ہونے ہمارے علم کے ہر شخص اور ہر زمانہ میں بقدر اپنے علم کے اُسکے فائدہ سے محروم نہیں رہا حالانکہ ہم دنیا کو صرف ایک ہتھیلی بھر کے عرص و طول میں محدود سمجھتے تھے جب بھی ہم کتاب اقدس سے نکساں روحانی تربیت پائے تھے اور حالانکہ ہمارے علم کو ترقی ہوئی اور ہم نے دنیا کو ایک بہت بڑا وسیع میدان آسمان کے تلے پانا دیکھا ہے اُس سے نکساں روحانی تربیت پائے ہیں اور آئندہ کو اگر ہم اُس سے اور بھی زیادہ ترقی و وسیع دنیا سے واقف ہونگے تب بھی ونسی ہی نکساں روحانی تربیت پاؤنگے پس اس وجوہات سے اگر ایک سیدھے اور سادے طور سے کتاب اقدس کے اُن الفاظ سے جو تمام دنیا پر دلالت کرتے ہیں صرف محدود ملک اور آسکے انسان اور آسکے حدواں مران لئے حاویں تو ہم نے طور کلام کتاب اقدس کے برخلاف کچھ بھی نہ کیا ہوگا مگر ہم جانتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے نکتہ چیں عالم کم ہم کو ایسا سیدھا و صاف صاف رسدہ چلنے دینگے اِسلئے ہم کو ضرور پڑا کہ ہم علمی گفتگو سے آنکا مقابلہ کریں اور کتاب اقدس میں اُن سے بھی زیادہ نکتہ چینی کر کر آسکا حوت اِستحکام کریں \*

restrial regions yet unknown, they will nevertheless continue to realize the same blessed privileges from the inspired pages of holy Writ. Now if on due consideration of these arguments those words of Scripture which are received as having reference to the *whole world*, be allowed to mean only a *limited portion* of it, inclusive of the created things which were peculiar to that part, it will be seen that no fair objection can be taken to the text, and that by this mode of explanation we do no violence to the literal wording of the Scripture history. But as I feel that the critics of our day would hardly allow me so simple and easy a solution of the difficulty under notice, I consider myself bound to treat them with a more elaborate solution of it, and shall proceed to examine and criticize the scriptures for this purpose more thoroughly than they have done.

Now I turn to those passages which Dr Colenso has referred to as strongly supporting the theory of an universal deluge. With respect to some of these passages I will think it sufficient only to interpret and construe them literally, with reference to the corresponding passages found in the Hebrew Text since such a literal rendering will alone avoid all uncertainty and dispute. While as regards the others, their subject-matter shall be discussed according to the apparent exigency in each case.

“And behold I, even I, do bring a flood of waters upon *this* land to destroy all flesh wherein is the breath of life, from under heaven, and everything that is in *this* land shall die.” Gen

قبل پیدائش	قبل پیدائش
مسیح علیہ	مسیح علیہ
السلام	السلام
۲۹۲۰	۲۳۲۵

اب ہم اُن ورسوں پر متوجہ ہوتے ہیں جنکو مشفق کادرو صاحب نے واسطے ثنوت عام ہونے طوفان کے پیس کیا ہے اور بعضوں کے تو صرف عدوی الفاظ کے مطابق ترجمہ کرتے ہی پر اکتفا کرتے ہیں کہونکہ اُس ترجمہ ہی سے شدیدہ وقع ہوجاتا ہے اور بعض کی سبب بقدر حاجت بحث بھی کی جاتی ہے \*

اور میں اب لادینوالا ہوں طوفان پانی کا اور اُس زمیں کے واسطے متناہی تمام دسر (حسم) (بشر) جسکے ساتھ ہے روح زندگی کی دیجے سے اُن آسمانوں کے سمحو زمیں پرے

مرحلوں کا \* باب ۶ — ۱۷

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم  
۲۳۳۵ ۲۹۲۰

VI 17

The words "this land" contained in the above verse point out to the particular country or tract which was to be visited by the deluge, to the destruction of all flesh that inhabited that particular region, and to the extinction of all that was in it, and those words do not refer to the whole Globe

"And of every living thing, of all flesh, two of every sort, shall thou bring into the ark, to keep them alive with thee, they shall be male and female"

Gen VI 19

When it is established that the deluge was a calamity to fall upon a fixed area according to God's purpose, it naturally follows that those living creatures whose species it was designed to perpetuate by admitting them into the ark, must have necessarily belonged to, and had their haunts and habitation within, that special area which the Divine will had marked out for destruction, and the deduction to be drawn from this is clear, that those species were natives of that surface, and had not spread over other countries or parts of the earth or even if they had, it may be inferred that their reappearance and propagation within the area of the flooded tracts, might, for certain physical reasons, have been difficult or impossible

"For yet seven days, and I will cause it to rain upon *this* land forty days and forty nights, and *all this* which I have made will I destroy from off the face of *this* land" Gen VII 4

اس ورس میں جو لفظ اُس زمیں کا ہے اُس سے اشارہ ہے اُس خاص ملک کا جس پر طوفان آدیکو تھا اور اُسی خاص ملک کے تمام جسم کے متناہک اور اُسی زمیں پر جو تہ آدیکو کے مرجانے کا بنیاں ہوا ہے وہ تمام کڑہ زمیں کا \*

اور سب حادثات سے سب جسم سے دو سب سے لائق طوفان کشتی کے نا کہ رندہ رہیں ساتھ تیرے درمادہ ہوسوں وہ

باب ۶ — ۱۹ \*

حدکہ نہہ باب معلوم ہوئی کہ طوفان انک خاص ملک میں جسمی طرف حدانے اشارہ کنا دیا آئے والا تھا تو جس حادثاتوں کے کستی میں رکھنے کا حکم دیا وہ اُسی ملک کے حادثات تھے اور درمادہ رکھنے سے صاف پانا جانا ہی کہ اُنکی نسل کا درواز رکھنا مدطور تھا پس کستی میں پھیلائی حادثات لائے گئے ہونگے حدکی نسل اُس ملک کے سوا دوسرے ملکوں میں نہ پھیلی نہ کسی اور سندنوں سے بعد کو اُنکا اس ملک میں آنا اور اُنکی نسل کا نہ ہونا دشوار تھا \*

کیونکہ دو بعد سات کے میں مینہ برسائے والا ہوں اور اس زمیں کے چالیس دن اور چالیس رات اور متناہک میں تمام اس موحود کو جو بنایا میں نے اور سے مینہ اس زمیں کے باب ۷ — ۴ \*



Everywhere in the preceding verse there is a particular region pointed at, and particular objects, consequently an exact translation of the passage is in itself sufficient to prove that the deluge was not universal

“ And they went in unto Noah into the ark, two and two of all flesh, wherein is the breath of life ” Gen VII 15

It is of course true that all the animals peculiar to the deluged region came up to Noah miraculously as Scripture tells us, but this does not tend to prove the deluge to have been universal

“ And the waters prevailed exceedingly upon *this* land, and all the high hills that were under the whole heaven were covered ” G VII 19

In this verse also the particular tract visited by the deluge is spoken of. The only point open to question in it is the Hebrew word *yekkhassoo* signifying covered which requires some explanation. It is a misrepresentation of the real meaning to say or to infer, that the waters rose to such a height as to cover even the high hills. The obvious and only possible sense which the expression in my opinion conveys, is, that the downpour was so quick, so heavy and violent, as to have *put out of sight* even the high hills under heaven

The word in question has in Scripture been frequently applied to an object

اس تمام ورس میں ہر جگہ خاص ملک اور خاص چیز کی طرف اشارہ ہی پس صرف اسکا صحیح ترجمہ ہی اسدات کے تدوین کو کافی ہی کہ طوفان عام نہ تھا \*

اور اُنہی پاس نوح کے تابوت (بغلی کستی) میں دو دو سب احسام جو رکھتی تھے روح زندگی کی باب ۷—۱۵  
سمجھ ہی کہ جس ملک میں طوفان آیا کو تھا اُس ملک کے سب حیوان اُن ہی شرطوں اور آدھی بندوں سے حوا پر مذکور ہوئے۔ بطور ادب معترضہ کے جیسا کہ کتاب اقدس ہمکو ہدایت کرتی ہی حصر نوح کے پاس آئے مگر اس سے طوفان کا عام ہونا ثابت نہیں ہوتا \*

اور بادی کا رور ہوا بہت بہت اوپر اُس زمین کے اور چھپایا سب پہاڑوں اوپونکو حوا تھے نیچی آسمانوں کے باب ۷—۱۹ \*

اس میں بھی اشارہ اُس خاص ملک کی طرف ہے جس میں طوفان آیا تھا صرف ایک لفظ (حسو) کا جسکے معنی ہیں چھپایا آسپر بحسب کراہی باقی ہے مگر اسکے بہت سے معنی سمجھئے کہ زمین کے اوپر اسقدر بادی اوپچا ہوا کہ اونچی پہاڑ بھی آسمان عرق ہو گئی ایک غلطی ہی بلکہ اسکے معنی صاف یہ ہیں کہ مدینہ ایسا رور شور سے موصول ہار ہوتا تھا کہ آسمانی اونچی پہاڑوں کو بھی حوا آسمان کے تلی دے چھپایا تھا بغلی کستی بلند پہاڑ بھی کتر مدینہ سے دطرہ آئے تھے \*

اکثر جگہ کتاب اقدس میں اس لفظ کا چھپائی کے معنی میں اسی ہی چیز

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۴۳۲۰  
قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلع  
۲۹۲۰

قتل پیدائش قتل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
محمّد رسول اللہ صلع  
۲۳۳۵ ۲۹۲۰

which descending from above obstructs our view of some other object. For example the word *yekhlhus* occurs in Exo XXIV 15 where it is used to express the fact of a mountain being obscured by the clouds surrounding it. Again the word *yekhlhussahoo* occurs in verse 16 of the same chapter, where the glory of God is spoken of as descending on the mount Sinai, and disappearing by the interposition of the clouds. Again the word *khussa* is used in Exo X 5 where it speaks of the earth being put out of sight by the descending of the locusts upon it, whereby it was completely covered. Again there is in verse 15 of the same chapter the word *yekhlhus* which conveys the same meaning. Further, in the Book of Numbers XXII 5 and 11 the words *khussa* and *yekhlhus* are used to indicate the circumstance of the earth being concealed by a mob of men. The expression in fact may be accepted as partly figurative, and therefore it is not requisite that in the instance under notice it should be taken to imply that the waters of the earth had literally and really submerged the hills.

“ And all flesh died that moved upon *this* land, both of fowl and of cattle and of beast and of every creeping thing that creepeth upon *this* land and every man ” G VII 21

“ All in whose nostrils was the breath of life, of all that was in the dry land, died ” VII 22

ہر استعمال ہوا ہی حواوہر سے اتر کر کسی شی کو نظر سے چھپانے کتاب خروج باب ۲۴—۱۵ میں لفظ *yehkhus* کا ہی اور آئوے حوا پہاڑ کو چھپانا تھا آسپر بولا گنا ہے اور اسی باب کے سولہویں درس میں لفظ *yehkhus* کا ہے اور وہاں خدا کے حلال کا پہاڑ سیندی نر اوتارے اور اُسکے آس سے چھپ جانے بولا گنا ہے اور اسی کتاب کے باب ۱۰—۵ میں *yehkhus* کا لفظ ہے ار تداؤں نے اوت کر حور میں کو آنکھ سے چھپا دنا تھا آسپر بولا گنا ہے اور اسی باب کے درس ۱۵ میں *yehkhus* کا لفظ آئی معدوم میں اور کتاب اعداد باب ۲۲—۱۱ میں لفظ *yehkhus* اور *yehkhus* کا آدمی کی کثرت سے زمین کی چھپ جانے بولا گیا ہے بس اس مقام میں بھی جسمیں ہم کب کر رہے ہیں اس لفظ سے نہ مراد سمجھتی کہ زمین کے باقی نے پہاڑ کو عرق کر دنا تھا ضروری نہیں ہے \*

اور مرگنا سب جسم حوا چلنا اوپر آس زمین کے مع آواز والی اور مع چوہائے اور مع حادور اور مع سب رنگندوالے کے حوا رنگنا اوپر آس زمین کے اور سب وہ آدمی باب ۷ — ۲۱ \*

سب حوا کہ سادس روح زندگی کی اُسکی ناک میں تھی ہر ادک سے حوا تھا حشکی میں مر گیا باب ۷ — ۲۲

“ And all that existed upon the face of *this* land was destroyed, both man and cattle and creeping things and the fowls of the heaven, and thay were destroyed from this land, and Noah only remained alive and they that were with him in the ark ’ VII 23

All that is contained in the three preceding verses has special reference to the particular region which was visited by the deluge. So they can not be taken as supporting the assertion that the deluge was universal

“ And the Lord smelled a sweet savour, and the Lord said in his heart, I will not curse this ground any more for man’s sake, for the imagination of man’s heart is evil from his youth, neither will I again smite any more every living thing, as I have done ” G VIII 21

The foregoing verse also speaks of that portion of the earth only which was submerged under the waters, and can not therefore be used as an argument in favor of the universality of the deluge

“ And I will establish my covenant with you, neither shall all flesh be cut off any more by the waters of the flood, neither shall there any more be a flood to destroy the earth ” G IX 11

The Hebrew word *arst*, the land, in the above verse is not accompanied in the original with the letter *ha*, and in this case, keeping in view the propriety of the subject treated of, it would be as correct or admissible to infer from it a

اور مٹا دیا تمام اُس موحود کو جو تھا اور مہمہ اُس زمین کے آدمی سے چوپایوں تک رہنے والے تک اور آواز دینے والے آسمانوں تک اور مٹ گئے اُس زمین سے اور بچ گیا فقط نوح اور جو تھا اُس کے ساتھ تابوت نوحی کستی میں باب ۷ — ۲۳ \*

ان تینوں ورسوں میں جو کچھ بیان ہوا ہے خاص اُس ملک کی طرف اشارہ ہو کر بیان ہوا ہے جس میں طوفان آیا تھا پس ان ورسوں سے بھی عام ہونا طوفان کا ثابت نہیں ہوتا \*

اور سوچئے اللہ نے دو رسامندی کی اور کہا اللہ نے اپنے دلمیں ہر وہ نعمت کرونگا جس بعد اُس کے اس زمین کو واسطے آدمی کے کہ وہ کہہ خدایہ دل آدمی کا نہ ہے لڑکپن اُس کی سے اور نہ ہر میں بعد اُس کے مارونگا سب ردہ کو جیسا کہ میں نے باب ۸ — ۲۱ \*

اس ورس سے بھی اُس خاص ملک کی طرف اشارہ ہے جس میں طوفان آیا تھا اِس لئے یہ ورس بھی عام طوفان ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا \*

اور فائدہ کہ میں نے اپنے عہد کو ساتھ تمہارے کہ نہ منقطع کیا جائیگا سب جسم بہر بنائی سے طوفان کے اور نہ ہوگا ہر طوفان واسطے مٹائے اِس زمین کے باب ۹ — ۱۱ \*

اِس ورس میں لفظ ارض ارض کے ساتھ ہمارے ہور نہیں ہے اور ایسی حالت میں لحاظ فرمہ مقام کے کسی خاص ملک کا بھی مراد لینا ایسا ہی صحیح ہے جیسکہ کل کرہ زمین کا مراد

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ السلام  
۲۹۲۰

قبل پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵  
قبل پیدایش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

particular portion of the earth as the whole of it. Now while in several passages a particular region has been pointed to as covered by the waters, the original word under notice in this verse is to be also maintained as referring to some particular district, and the verse will then signify that another deluge like that which overwhelmed some particular countries in the time of Noah shall not again visit those countries or that quarter of the world

“ And I will remember my covenant which is between me and every living creature of all flesh, and the waters shall no more become a flood to destroy all flesh ” G IX 15

I have explained the real particulars of this covenant in my comment on the 16th verse of this chapter, where I have shown that this verse can be brought to bear neither in support of a universal nor of a partial deluge. Hence it is not allowable to make use of it in proof of either

‡ حلد چار صفحہ ۱۰۴

Dr Colenso says in his Part IV p 204 “ It appears then impossible to doubt, if only the expressions of the Bible are to be regarded, and not the incredibility which in that case will attach to the story, as is freely confessed by such well-informed geologists as Hugh Miller and Hitchcock, that the Scripture speaks distinctly of an universal and not partial deluge ”

This is quite untrue. Whether we examine Scripture simply or critically,

لینا درست ہے اور حسا کہ متعدد مقاصد میں ایک خاص ملک میں طوفان ہونے کا اشارہ ہو چکا ہے تو اس ورس میں بھی لفظ ارض سے وہی خاص ملک مراد لئے جاوے اور حاصل اس ورس کا اس قدر ہوگا کہ جس ملکوں میں صرف نوح کے وقت میں طوفان آیا تھا پھر ان ملکوں میں ایسا طوفان نہیں آئیگا \*

اور ناد کرونگا میں اپنے عہد کو جو ہے درمیاں میرے اور درمیاں تمہارے اور درمیاں سب حال حقیقی کے مع ہر جسم کے اور دھوگا بہر پائے واسطے متائے سب جسم کے بات ۹ — ۱۵ \*

اس عہد کی اصلی حقیقت حسکا ذکر اس ورس میں ہے اسی بات کے سولہویں ورس کی تفسیر میں مدعی بیان کی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس ورس کو نہ عام ہونے طوفان سے کچھ علافہ ہے اور نہ خاص ہونے طوفان سے پس اس ورس کو ان دونوں میں سے کسیکے ثبوت میں لانا درست نہیں ہے \*

فولہ ‡ اسپر شک لانا ناممکن معلوم ہوتا ہے ( سرطیکہ بیڈل کے صرف کلاموں پر اور نہ نااعتمادی بر لحاظ رکھا جائے تو اس حالت میں بیانات پر آئے گی جیسا کہ ہیوملر صاحب اور ہنچک کوکھ صاحب سے اطلاع یافتہ حیالوحست نے اورا رکنا ہے کہ کتاب اودس میں صاف صاف طوفان عام کا ذکر ہے نہ خاص کا \*

بہ بات بالکل نا درست ہی اگر ہم یہاں سادگی سے کتاب اودس کو دیکھیں

in neither case the deluge can be said according to it to have been universal, as I have already shown. It is undoubtedly true that the story of the universality of the catastrophe has been always prevalent under considerable exaggerations and certainly the descriptive language of Scripture may admit of both significations. The divines of former times without giving the matter a critical examination applied a forced construction to the text by a preconceived and erroneous idea of their own in such a way as to make it reconcilable to the commonly received opinion, and thereafter that construction of the sacred history was affirmed and maintained as the true one. It is to the scientific and laborious researches and investigations of the geologist that we are indebted for opening our eyes to the erroneous nature of the old theory, and thus it will be found that as we throw off our own apathy and supineness, and as the mists which have clouded our view are rolled away, we are led to see that the Scripture history is perfectly consistent with the discoveries, and our own faith ought thereby to be the more strongly grounded upon the abiding and unalterable words of God. Is then the Scripture to be charged with a blemish which is merely the consequence of our own feeble understanding and imperfect investigation of its great truths?

My readers will be still more surprised when they know that it is distinctly seen from the holy Koran that the deluge was confined to the people of Noah alone. But despite the clearness

اور حوالہ نکتہ چین نظر کریں دروہ حالت میں طوفان کا عام ہونا کتاب اقدس سے پایا نہیں جاتا جیسا کہ میں نے یہاں کنا اس میں کچھ شک نہیں کہ عام ہوئے طوفان کی کہانی بعد کسی تحقیق کے مدالعہ سے مسطور چلی آتی تھی کتاب اقدس کے تلامذہ العاط اسے دے کہ دونوں مراد میں لکئے جاسکتے تھے اگلے عالموں نے کتاب اقدس کے العاط کو بعد کسی نکتہ چین نظر کے اس مسطور داستان کی طرف متوجہ نہ کیا اور بہر عطفی سے اس کو سمجھنا نہ سکا مگر ہم احسان مند ہیں علم خداوندی کے عالموں کے حقیقی سمی اور کوسس سے ہم اس عطفی سے حذر دار ہوئی مگر ہم نے ہمیں آنکھ کھول کر دیکھا تو کتاب اقدس کو بھی تحقیقات علمی کے مطابق پایا اور اس سب سے ہمارے ایمان نے کلام الہی میں زیادہ استحکام پایا نہ کہ عطفی ہماری سمجھ یا ہماری تحقیقات کی تھی وہ کتاب اقدس پر رکھی جاوے گی\*

کتاب پیدائش قبل پیدائش  
مسند علیہ مسند رسول  
السلام اللہ صلعم  
۲۴۲۵ ۲۴۲۰

میری کتاب کے پڑھنے والے زیادہ تر تعجب آسوت کرینگے جب یہ دیکھیں گے کہ ہمارے مراد محمد سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ طوفان خاص قوم حصرت

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۹۲۰

of the statement our Mahomedan divines being influenced and deceived by the prevailing groundless stories of the deluge have striven, in the face of a variety of difficulties, to prove that calamity to have spread over the whole world Is the Koran, however, blameable for the defective understanding of its expounders and commentators ?

The Rev Mr Barry like others is also in error when he confesses that G VII 19, 20 speak certainly of universality for I have already shown that the former of those verses does not conduce to prove the universality of the deluge, nor is the latter verse susceptible of this construction since it is to fall into a great error to understand by it that the waters rose up 15 cubits higher than even the highest hills The former of the two verses as I have formerly shown above simply means to say, that the waters descended from the heavens with such velocity and in so great volume as to obscure from view the peaks of the loftiest mountains But as in reality two results were produced by such a stupendous downpour of water, viz—one the overflowing of the earth whereby all the living creatures of that region were drowned and destroyed, 2ndly, the disappearance of the hills owing to the density of the destructive element in the progress of its descent—therefore these two results have been collectively described in the 20th verse, which consequently be read thus—  
“ Run fell so heavily that water 15

سورج پر تھا مگر ہمارے ہاں کے عالموں نے طوفان کی بے سند مشہور کہانیوں پر دھوکا کھا کر کس کس مشکل سے طوفان کے عام ہونیکا اہداف چاہا ہی اور کسی دیعائدہ کوشش کی ہے پھر کنا آن لوگوں کی غلطی میں پڑے سے حدکہ ہم نے اُنکا غلطی میں پڑنا درناوت کر لیا اُس غلطی کا لرام قرآن محمد پر رکھہ سکے ہنس \*

بیری صاحب نے بھی جیسا کہ اوپر نے غلطی سے بہہ کہا کہ کتاب پیدائش باب ۷-۱۹ اور ۲۰ میں بالتحقیق عام طوفان کا ذکر ہے کیونکہ انہی میں بیان کرچکا ہوں کہ ورس ۱۹ سے عام طوفان کا ہونا ثابت نہیں ہی اسبطرح ورس ۲۰ سے بھی عام ہونا طوفان کا نہیں پایا جاتا کیونکہ اُس ورس سے بہہ خیال کرنا کہ اونچے پہاڑوں سے بھی پندہرہ ہانبہ پانی اونچا ہو گیا تھا ایک غلطی میں پڑنا ہی پہلے ورس میں بہت روزشور سے مندرہ کے سرسے کا بیان تھا اور آسمن صرف بہہ مندرہ میں ہوا تھا کہ اسے روزشور سے موصول ہار مندرہ سرسا کہ اونچے پہاڑ پر دیکھائی دینی سے رہ گئے مگر درحقیقت اسے روز کے مندرہ سرسے سے درندہ سے ہونے تھے ایک بلند ہوحانا پانی کا زمیں پر جس سے تمام حاندار اُس زمیں کے قوف گئے دوسرے نہ دیکھائی دنا بہارونکا سدب کترب میدہہ کے اسلئے بیسویں ورس میں ان دونوں نتائج کو ایک ساتھ بیان کنا ہی پس اس ورس کو اسبطرح بہرہدا چاہیئے کہ ایسا روز سے میدہہ سرسا کہ پندہرہ ہانبہ پانی زمیں پر

cubits deep flowed upon the land, and that the rain drops were so rapid & close as to have screened even the high hills from the eye ”

The Scripture of course speaks of the ark as having rested on Ararat, but not of its having rested on the *top* of that mountain. Moreover in the holy Koran the hill on which the ark had rested, is alluded to under the name of *Judee*, and our Mahomedan doctors have ascertained this Judee to be the lowest range of Ararat which we may simply call an eminence. The ark which was floating about on the waters should have been, no doubt, by attraction or gravitation, drawing nearer to the mount Ararat which was yet much higher than the depth of the flood, so much so that it should have at last touched the mountain on some such peak of it as might have been under waters and on which it stopped. As it is only so much that Scripture says on the subject, the verse 20 under consideration should not be understood to imply that 15 cubits deep waters flowed over the mountains, but on the contrary, that 15 cubits deep water flowed on the land.

The word in the original which is rendered cubit into English, is *amma*, a measure of various length among the Jews. As the subject treated of in this instance is that of the abundance of water, it may be said the measure here spoken of was the longest of its kind which was more than nine feet long. Now supposing the measure employed to have been even 9 feet long, it will

چڑھ گیا اور ایسا موصولاً ہوا کہ  
آسکی متصل دھاروں کے سدھ پہاڑ بھی  
نہیں دکھائی دیتے تھے \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۵  
متحد رسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

کتاب اقدس میں اراوات کے پہاڑ پر  
کستی کے تھوڑا سا ذکر ہے مگر یہ مذکور  
ہیں ہے کہ آسکی چوٹی پر کستی تھی  
تھی بلکہ وہاں محید میں اراوات آس پہاڑ کا  
حسب کستی تھی خودی نام آیا  
ہے اور ہمارے ہاں کے عالموں نے تحقیق  
کنا ہے کہ خودی اراوات کے سلسلہ میں  
سب سے چھوٹا پہاڑ ہے جسکو ہم تندیہ  
نا تیکری کہہ سکتے ہیں کچھ تندیہ نہیں  
کہ کستی پانی پر نہرتی بہرتی تھی اور  
پہاڑ اراوات کی کس سے جو طرفاں کے  
پانی سے بہاؤ تھا نکلا ہوا تھا آسکی طرف  
کہہ جاتی تھی جاتی تھی یہاں تک کہ آس کے  
قریب کسی ایسے مقام پر پہونچتی جہاں  
کوئی چھوٹا سا پہاڑ تھی کے اندر آگنا تھا اسلئے  
ارابت کی آس پہاڑی پر کستی تھوڑی  
صرف اتنی ہی باب کتاب اقدس سے  
ثابت ہوتی ہے اسلئے اس حدس کے  
بہت معنی لینے بچا ہئیں کہ پہاڑ کے اوپر  
ندہ ہاتھ پانی چڑھ گیا تھا بلکہ بہت  
معنی لینے چاہیئیں کہ صرف زمین پر پندہ  
ہاتھ پانی چڑھ کنا تھا \*

حسن لفظ کا ترجمہ ہوتا ہے کنا گنا ہے وہ  
عددی لفظ امہ ۱۱۱۱ ہے جو کونٹ کہلاتا  
ہے اس نمبر کی مقدار مختلف تھی  
مگر اس مقام پر جو تندیہ کی کتب اور  
پانی کی بہت دت کا ذکر ہے اس سے  
معلوم ہوتا ہے کہ یہاں وہی نمبرہ مراہ  
ہے جو سب سے بڑا تھا اور کسی مقدار  
موریت سے زیادہ تھی بس اگر ہم آسکو

تجدید ایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵

تجدید ایش  
محمدرسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

then follow that the inundation in that region had risen up to a height of 135 feet only But in my opinion the measure in question can, by no means, be said to have been less than 12 feet in length, and so I will assume the height of the flood to have been 180 feet Hence only those countries and the hills of that region could be expected to be covered as were liable to diluviate from water of that depth or length

This question cannot be put, viz, why human beings and animals could not and did not save themselves by ascending the higher hills that were beyond the reach of the flood? For while the heavy and continuous downpour continued unceasingly for forty days and forty nights, it was utterly impossible for any living creature anywhere under the heavens to survive so dreadful a calamity Moreover the waters at once broke out from the earth and heavens with so great a rush and violence and appeared at such a height that nothing having life could possibly have found time to escape to any place of safety whatever Such cases we ourselves witness at the present day caused by sudden inundations which are yet of insignificant proportions in comparison with the great Deluge

The explanation of Mr Bury that "we are told the waters prevailed upon the earth, but whether over the whole Globe or over only that portion of it which was occupied by human life, we know not," is not admissible or valid for Scripture points out to us that the

بہی میت کا مرنے کا وہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس ملک میں بہت سی پانی بلند ہو گیا تھا، اور اس سے نہایت زیادہ کم سطح پر پانی سے نہ کا مرنے نہیں دیا جاسکتا اور اس لئے اس مادی ہی طوفان کی ۱۸۰ فٹ سے زیادہ ہوں پس اس قدر پانی کے بلند ہونے سے جس قدر ملک دور سے ہے وہ مستعد رہا، اُس ملک کے عرق ہونے سے وقت ہی گزرے گئے نہ اُس سے نہ

بہت سے کہ اگر سب پہاڑ پانی میں بہنے لگے تو سداوت اور انسان نے اپنے پہاڑوں پر پناہ لے کر کتوں سے اپنے دنس سے کیا کدو کھجور سے مہوہ دھار چالیں دن اور چالیں رات تک براہ مدد نہ رہنا ممکن نہ تھا کہ کوئی حاددار آسمان کے بلے کسی صرغام پر اپنی ددنی بچا سکے علاوہ اسکے جس روز سے انبی کی طعیانی دفعہ زمین سے اور آسمان سے ہوئی کسی حاددار کو کسی مامس تک پہنچنے کی فرصت نہیں مل سکتی اور بہت دیر تک ہم ان کے نیچے سے طعیانی آب میں نہ بہتے ہیں \*

بیری صاحب کا کہنا بھی کہ ہم کو اطلاع دی گئی ہے کہ زمین پر پانی بہلا مگر بہت دیر تک وہ تمام کو نہ بہلا سکا اُسے صرف اُس حصہ پر جس پر انسان آباد تھے ہم کو معلوم نہیں صحیح نہیں ہے کیونکہ ہم کو کتاب اودس انبار کو کر بتائی



deluge prevailed over a certain known surface, i.e. over the countries inhabited by Noah and his people

Dr Colenso points to the following expressions in Scripture as containing grave objections to a partial deluge,—  
“all flesh died that moved upon the earth,” “all in whose nostrils was the breath of life,” “of all that was in the dry land,” “every living substance which was upon the face of the earth”

Scripture does not say so, but rather says—“All flesh died that moved upon *this* land,” VII 21, “all that crept upon the face of *this* land, all in whose nostrils was the breath of life, of all that was in *this* dry land died” VII 22, “all that existed was destroyed which was upon the face of *this* land” VII 23

Mr Barry has doubtless been misled to think that “the human race and the animals given them for service, may as yet have extended only over a limited portion of the earth round the garden of Eden” But is his misconception to falsify the truths of Scripture?

Dr Colenso again says—“However let us suppose that the deluge was partial and that instead of the eight thousand species of beasts and birds, leaving out of consideration the reptiles &c, only eight hundred, nay only eighty needed to be received into the ark, and that of them twenty were species of clean animals, and sixty of unclean Then the whole

ہے کہ خاص اُس ملک میں یعدی جہاں کہ نوح اور اُسکے لوگ آباد تھے طوفان آیا تھا\*

قولہ “کتاب افسس میں مذکور ہے کہ تمام حادثات چتریں مرگئیں جو زمین پر چلتی تھیں وہ سب حد کے تھیں میں حیات کا دم تھا وہ سب جو حسیک زمین پر تھے ہر حادثات چتریں جو روئے زمین پر تھے\*

کتاب افسس میں یہہ نہیں ہے جو مذکور ہوا بلکہ یہہ ہے کہ “مرگنا سب † حسم جو چلتا اوپر اُس زمین کے اور جو رندا اوپر اُس زمین کے سب جو ‡ کہ سادس ریح زندگی اُسکی ناک میں نہی ہر ایک سے جو تھا حسیکی میں || متادیا تمام اُس موحود کو جو تھا اوپر مدہہ اُس زمین کے \*

بلاستہہ مدوی صاحب نے غلطی کی جو یہہ سمجھا کہ نسل انسان کی اور جو حیوان اُنکی خدمت کے لئے دئے گئے تھے وہ ابھی تک ناع عدن کے گرد کی زمین کے ایک محدود حصہ ہی میں پھیلے ہوئے مگر کذا اُنکی اس غلط حدال سے کتاب افسس میں جو سچی حقیقت ہے وہ غلط ہو جاوے گی \*

قولہ “— ہم نے فرض کیا کہ طوفان خاص ہوا اور نسل آتہہ ہزار قسموں پرندوں اور حیوانوں کے سوائے کڑے مکوزوں کے صرف آتہہ سو بلکہ آتہہ دہائی بعدی اسی قسموں کی حاجت کسی میں رکھنے کی ہوئی اور کہ آدمیں نسل قسمیں پاک تھیں اور ساتھہ ناباک اس حساب سے بھی کل تعداد چادوڑوں کی جو کستی میں

قول پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵  
قول پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

† باب ۷—۲۱

‡ باب ۷—۲۲

|| باب ۷—۲۳

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۵  
قبل پیدائش  
محمد رسول  
اللہ صلیع  
۲۹۲۰

number of animals taken into the ark would have been four hundreds And now let any person of common sense picture to himself what would be the condition of a menagerie, consisting of four hundred animals of all kinds, confined in a narrow space, under these circumstances, for more than twelve-months! We must first suppose, of course, that Noah and his wife and children were occupied every day and all day long incessantly in taking to these four hundred creatures, two or three times a day, their necessary supplies of dry food and water, bringing fresh litter and clearing away the old But shut up together closely in this way, with scarcely any light and air, is it not plain, that, in a very short time, every part of the ship would have been full of filth, corrupting matter, fever and pestilence?

“But the ship may have been kept clean, and the air pure, and the animals healthy, though shut up without light and air, by a miracle Yes, certainly by multiplying miracles *ad infinitum* of which the Bible gives not the slightest intimation,—which, rather, the whole tenor of the story as plainly as possible excludes,—if this is thought to be a reverent mode of dealing with Scripture or at all more reverent than a course of criticism of the kind which I am now pursuing while thus endeavouring to set forth the plain facts of the case, in a clear strong light before the eyes of the reader I feel it to be my duty to do this, to the best of my power, nor ought I to be deterred by being told that I am

رکھے گئے چار سو ہوتی ہے اب ہر کوئی عام سمجھ کا آدمی خیال کر سکتا ہے کہ ایسے مکان کی کیا حالت ہوگی جسمیں تمام قسموں کے چار سو جانور تنگ مقام میں بند ہو کر اسی حالت میں بارہ مہینے سے زیادہ عرصہ تک رہے ہوں اور ہم خیال کریں کہ دوح اور اُسکی بیوی اور اُسکے بیٹے ان چار سو جانوروں کو جنکو دونا تنہا دمعہ کھانا اور پلانا ضرور پڑتا ہوگا کھلاتے پلاتے رہے اور ہر روز دینا دانا کھانا دنتے اور ناسی بچے ہوئے کو برابر صاف کرتے رہے ہونگے علاوہ اُسکے اس طرح سے ایک چگہ بند رہنے سے جہاں بمسکل ان تک روشنی اور ہوا پہنچتی تھی تھوڑے ہی عرصہ میں کشتی کا ہر حصہ حدیث مادہ اور غلاطت اور بکارات کے سبب ونا سے المودہ بھوگیا ہوگا \*

لیکن کہو کہ ایک معجزہ سے جہاں صاف رہا ہوگا اور ہوا خالص اور جانور باوجود بند ہونے اور روشنی اور ہوا نہ پانے کی تندرست رہے ہونگے ہاں بلاشبہ بے حد معجزوں کو زیادہ کرنے سے حد کا کتاب اقدس میں ذرا بھی اشارہ نہیں ہے اور حویناں ہوا ہے اُسکی تمام طرح سے خارج ارماس ہے اور اس طرح مادیوں کو کتاب اقدس کے ساتھ مودب طریقہ سے پدس آنا سمجھا جاوے نا کہ نہ چندی کے طریقہ سے جسکی میں پدروی کر رہا ہوں زیادہ مودب تصور ہو نا چونکہ اس معاملہ کی صاف صاف حقیقتوں کو اور انکے مودب اور احوالی روشنی نامعدی کو پڑھنے والے کی آنکھوں کے زبردہ رکھنے میں

treating the Bible with unwarrantable freedom, that I am using a vulgar and coarse kind of criticism, and delighting like a successful fiend in dwelling upon the details of the sacred narrative ”

This method of reasoning does not tend to support Dr. Colenso's views. The number of animals that took refuge in the ark is not recorded in Scripture, nor are we yet in a position to determine whether the ark contained 8000, 800, or 80 different species, nor can we tell that there were in it 20 species of clean animals and 60 of unclean. The animals were doubtless brought to Noah in the ark by a miracle, as is expressly mentioned in Scripture, G. VII 15. They were doubtless so miraculously preserved in order to perpetuate their species for futurity. Hence in all probability only those animals were admitted whose species were peculiar to the inundated region, and not found elsewhere, or they were of a kind which if destroyed in the flood in that region could not possibly be replaced there, nor could migrate thither in the ordinary way of nature from remote countries, or they were such as had been saved for some special purposes. Hence let Dr. Colenso first determine the number of the species of animals which being peculiar to the flooded tracts were not to be found in other countries at the time when the deluge appeared, and he

کوشش کر رہا ہوں اور جہاں تک ممکن ہے ہوسکے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور محکمہ اسداف کے بھی کہی جائے سے بار رہنا وہ چاہئے کہ میں کذاب افسس سے نا حایر آراہی سے بیس آ رہا ہوں کہ میں ادک عام اور نا لطیف قسم کی دکتہ چندی عمل میں لا رہا ہوں اور ہڈل ایک کامیاب کمدہ دشمن کے کذاب افسس کی بعض ملوں پر مدار گھنگو کا رکھ کر حوش ہو رہا ہوں۔ یہ تقریر حوسب کالندرو صاحب نے کی اُنکے مطالب کو ثابت نہیں کر رہی حانور حوکستی میں نہ ہائے گئے تھے اُنکی تعداد کذاب افسس میں مذکور نہیں ہے وہ ہم انبی اسداف کے قرار دینے کے قابل ہوئی ہیں کہ کستی میں آتھ ہزار قسموں کے حانور تھے یا آتھ سو کے یا آتھ دھائے اسی کے وہ اسداف کے قرار دینے کے اب تک قابل ہوئی ہیں کہ آدمیں ہنس و سمن ناک اور ساتھ ناک تھیں حانور حوکستی میں نہ ہائے گئے بلکہ معجزہ سے حصہ لوح کی کستی میں اسے تھے کدو کہ اس معجزہ کا اشارہ ہم خود کذاب افسس میں دئے ہیں اور بلاشبہ اُنکی دسل باقی رہنے کو وہ زندہ رہی گئے تھے پس کچھ شک نہیں کہ صرف وہی حانور کستی میں تھے حدکی دسل حانور صرف اردنی ملکوں میں تھے جہاں طواں آتھا نا اُس قسم کے حانور تھے جو اُس ملک سے بنا ہو جائے کے بعد بطور ہنجر کے اُنکا دور رس ملکوں سے وہاں آنا عذرہ کہ تھا نا حد سے کوئی خاص مطلب تھا پس اولاً ہنس کالندرو صاحب کو اُن قسموں کی تعداد کا ثابت کرنا چاہئے

ملک پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۵  
قیل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

قتل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵  
قتل پیدائش  
محمدرسل  
الصلح  
۲۳۲۰

ought next to fix the number of the animals which received protection in the ark. But he does not seem to have done so, and has only called into question the Scripture history of this event on his own groundless suppositions. The clean or unclean animals spoken of in Scripture appear to be those which were allowable or not allowable for food, and consequently in determining their number it ought to be first ascertained what particular class of animals those were which were lawful to be eaten in the days of Adam and Noah but he has neglected even to settle this point

I would by no means defend that mode of argument which would endeavour to remove all difficulties by indiscriminately declaring them to be miracles, and thereby withhold the use of the reasoning faculties God has given us, from a careful and dispassionate consideration of the matter. On the contrary I would wish fairly to refer to miraculous agency only those events which Scripture expressly tells us were accomplished by such means, or in which the use of such an agency is susceptible of being established upon strong and convincing grounds, and I would not ascribe to a direct supernatural power even those phenomena which God desisted to produce by the ordinary action of the laws of nature. This style of treating the question may perhaps enable me generally both to maintain a reverent respect for Scripture and at the same time listen to the

حدی کے سبب زمانہ طوفان میں اُن ملکوں سے جہاں طوفان آیا تھا دوسرے ملکوں میں موحود نہ تھے اور پھر کشتی میں جس قدر جانور تھے اُن کی تعداد قرار دینی چاہیئے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور صرف اپنے بے بنیاد خیال پر کتاب اقدس پر اعتراض کیا پاک اور نا پاک جانور حدیث دکر کتاب اقدس میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُس سے حلال و حرام مراد ہیں پس اُن کی تعداد قرار دینے میں بھی اولاً ثابت کرنا چاہیئے کہ آدم و نوح کے وقت میں کون کون سے جانور حلال تھے مگر بشب کا اندر صاحب اسکا بھی ثابت کرنا بہول کئے ہیں \*

میں ہرگز اسدات کی حمایت نہیں کرتا کہ ہر مشکل جگہ پر کہنا حاوے کہ یہ کام معجزہ سے ہوا تھا اور عقل اور سمجھ کو حواہ خدا نے دی ہے بالکل معطل کر دیا حاوے بلکہ میں اُنہی مقاصد پر معجزہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جہاں حواہ کتاب اقدس میں اُسکا معجزہ سے ہونا نماں ہے یا کسی قوی دلیل سے اُسکا معجزہ سے ہونا پانا جاتا ہے اور جہاں کہ حواہ خدا تعالیٰ نے کسی کام کو بدیعہ اسدات بچہ کے کرنا چاہا ہے وہاں بھی معجزہ کا کہنا نہیں چاہیئے اور شاید میرا یہ طریقہ ایسا ہو کہ کتاب اقدس کا ادب اور عقل کا کام دونوں اس میں اعتدال سے پورے ہوتے ہوں لیکن اس مقام پر مجھ کو یہ بات کہنی ضرور ہے کہ کشتی کا اور کشتی کے سواروں کا بچاؤ اُن کی کندی ہی تعداد ہو بلاشبہ معجزہ سے ہوا تھا کیونکہ حواہ کتاب اقدس سے ایسا ہونا معجزہ سے ثابت ہوتا ہے \*

dictates of reason However I feel bound here to state that the preservation of the ark and those in it, whatever may have been their number, was certainly the work of a miracle, for this is stated by Scripture itself, G VI 18.

I can by no means rest content with the superstitious notions, that Scripture and all Scriptures in general, even the holy Koran, must not be subjected to critical examination Would any one imagine for a moment that the most exalted of blessings bestowed upon man viz the faculty of reason, is given to us to remain idle? Can we conscientiously and faithfully profess to be Christians or Mahomedans without being able to give a reason for our belief, or without exercising our intellect to the utmost of our ability in the thoughtful and reverent consideration and examination of the precious volume which is given us as the guide of our faith? Or, in order to attain to our hopes of salvation as therein promised, will it be sufficient to plead before the Divine Judge that we are Christians or Mahomedans, simply because our fathers were Christians or Mahomedans? Can we rest content with this, when we have the opportunity offered us of confirming and strengthening our faith by earnest and prayerful investigation of the word of God, and by a candid and critical examination of the grounds upon which we profess to accept it in truth and hope for what it professes to be On the contrary I would earnestly desire that those sacred writings be examined with fairness and discussed with respectful

کتاب پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵

کتاب پیدایش  
محمد رسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

میں کسی طرح اسباب پر رضاء نہ ہیں  
ہوسکتا کہ کتاب اقدس اور تمام ہولی  
سکرپچر کو یہاں تک کہ وہان محمد کو بھی  
فکدہ چس بطر سے بدیکھا حاور کیا کوئی  
بہہ کہہ سکتا ہے کہ وہ شریف چتر بعدی  
عقل حو حدای ہمکو دی ہے معطل  
رکھنے کے اندر دی ہے کدا ہم (حو ازسا  
کوسکتے ہوں) بعد اس کے کہ ہولی سکرپچر  
کو انک بہادت عمدی اور نکتہ چس بطر  
سے امتحان کر لیں اور اپنا دل کی یقین  
آسپر یہ نہالیں کرسچن یا مسلمان ہوسکتے  
ہیں نا ہمارے لیئے خدا کے سامنے (اگر  
ہم خود عوروفر کرکر اپنا ایمان مصدوط  
کرنے کے لائق ہیں) صرف اتنی بات کہ  
ہمارا باپ دادا کرسچن یا مسلمان تھا  
اسلیئے ہم بھی کرسچن یا مسلمان ہونے  
آن بدستوری حاصل کر دیکو حدیکہ ہم خود  
(در صورت لائق ہونیکے) اپنے ایمان کو  
مصدوط کرسکتے تھے کافی ہوگی؟ مگر  
شک میں بہہ بات چھتا ہوں کہ آن  
مقدس تحریروں پر بدک دلی اور مودب  
آزادی سے بطر کی حارسہ نہ باحایر آزادی  
سے کدا اقدس در اگر اسطرح سے نظر  
کی حاور تو لے سک اتنی بات ہائی  
حاتی ہے کہ اگرچہ بلاشبہ وہ کلام الہی  
ہے مگر آسکو ادساں نے گو وہ ندی اور  
صاحب الہام ہی ہو لکھا ہے اور در  
آسمیں اور حال نہی حو واسطے ہورا

تہذیب و تمدن کی تاریخ  
مسیح علیہ السلام  
۲۹۲۰

† دیکھو مری تفسیر  
کے پہلے حصہ کا صفحہ  
۱۶ لغات ۱۶

But not impertinent freedom. And when they are regarded in this spirit it is of course seen that, although verily the words of God, they have nevertheless been written by man, though he was prophet who wrote under the Divine inspiration, also, that various particulars independent of the pure dictates of God have been inserted in those sacred books, either to complete the connection of events related in them, or to aid in explaining those events, and further that those additions may have been made under the influence of God's own spirit, or may have been quoted from other and more ancient records partaking of a sacred character, or possibly from some other source, about which we have no information. These insertions we call the *narrative*, in contradistinction to the pure word of God which is distinguished as the *text*. We believe the latter to be infallible, and that those Scriptures were written for the instruction of people of the most ancient ages when no light at all was thrown over knowledge, and that they were expressly written in the peculiar style and phraseology which were in use among those people, and therefore best calculated to produce a lively and lasting impression on their minds and to lead them up fervently to God, but that they originally contained no tales or fabrications. Certain facts have been of course related in the form of smiles, metaphors and parables which cannot be comprehended even in the present advanced age of enlightenment nor will they be understood in the future, whatever light

کرنے اُس سلسلہ کے حوالہ کلام الہی سے علامہ رکھتا تھا نا حوالہ کلام الہی کی مراد ظاہر کرنے کے لئے معارف تھا داخل ہیں حوالہ وہ حالات بھی بدرجہ الہام کے لئے گئے ہوں حوالہ اگلی مقدس تحریروں سے نقل کئے گئے ہوں یا اگر کسی طرح پر شامل ہیں حد کو ہم نہایت ادب سے متن اور رمانت † کرکر تعمیر کرتے ہیں اور نقیض جانتے ہیں کہ پہلے فقرہ میں غلطی کا احتمال نہیں اور پھر نہ بھی خیال کرتے ہیں کہ وہ مقدس تحریریں نہایت مدہم زمانہ کے لوگوں کی تعلیم کو حد تک علم نے کچھ بھی روشنی نہیں پائی تھی لکھی گئی ہیں اور نہ کہ اسے الفاظ اور متعارف میں لوگوں کے استعمال میں تھے اور حد سے لوگوں کے دل پر اثر ہوتا تھا اور حس سے وہ حد کی طرف رجوع کر سکتے تھے مگر نہ کوئی جھوٹا قصہ اور بدائی ہوئی کہانی اُس میں داخل تھی البتہ بعض بعض دمیوں مانو کو حد کو اب تک ترقی نامہ علم کا زمانہ نہیں سمجھ سکتا اور نہ آگے کو سمجھ گا گو کیسے ہی ترقی ہمارے علم کی ہوا حوالے بطور مثال اور تسلسلہ اور استعارہ کے بیان کیا گیا ہے اور پھر متواتر نقلیں ہونے سے اور دوسری زندگی کے داخل ہوجانے سے اصلی الفاظ کے درامت کرنے کی حد مسئلہ میں جاری ہیں پس ہماری بیک دلی کا معنی یہ ہے کہ ہم اُن تمام حالات کو بدش نظر رکھ کر ہولناکی سے بچ رہے ہیں چندی کی نظر کو اس اور اس کے متن سے بیک دلی کے حس کا ہر شخص کو پابند

may be thrown upon them. Besides from the multiplicity of copies and the consequent various readings, the original expressions have been so lost and obscured as to make it a matter of very great difficulty indeed to ascertain and determine the sense in which those terms and expressions were originally received and accepted. Hence fairness of dealing requires that when we criticize the Scriptures we should bear in mind all the various circumstances through which they have passed, and by so doing we shall simply be acting with candour and impartiality, and it is in this spirit alone that the subject should be approached for when we examine and criticize the ordinary writings of our day with an honest and due regard to the circumstances connected with them there is no reason why we should wholly disregard this rule in the case of the holy Scriptures, much less should we handle them with a prejudiced mind or unwarrantable freedom by divesting ourselves of that feeling of reverence and respect to which their sacred character entitles them. I am not sorry to see Dr. Colenso attempting (if he really can) to detect historical flaws in Scripture, but what I most regret is the manner in which he deals with the subject, seeing that he has permitted himself to overstep decorum by a style of disrespectful freedom. I do not say what follows in the expectation that all Christians will concur with me in this, but I can openly assert upon the principles I have laid down with respect to Scripture and which I believe are valid according to the Mahomedan

رہنا چاہیئے کچھ اور زیادہ ہم ہولی سکریپچر کے ساتھ نہیں کرتے کیونکہ ہم اپنی رور مرہ کی تحریروں کو بھی ایسے ہی بیک دلی سے دیکھتے ہیں بہر کوئی وحہ نہیں ہے کہ ہم ہولی سکریپچر پر بکتہ چن نظر کرنے کے وقت ان تمام حالات کو حدہوں نے ہولی سکریپچر کو گہر رکھا تھا بالکل متادیں اور مودت آزادی کو چھوڑ کر ناحایر آزادی سے پدش آویں ہم اسدات سے کچھ رستدہ نہیں ہیں کہ شب کاندرو صاحب نے کوئی تاربحانہ غلطی ہولی سکریپچر میں نکالی ہے (اگر وہ نکال سکے) بلکہ ہم اسدات پر افسوس کرتے ہیں کہ وہ اس مودت آزادی سے اگر بالکل نہیں تو فریب قرب تمام کے الگ ہو گئے ہیں میں عموماً عیسائیوں کی ہمدت نہیں کہتا بلکہ بلا لفظ ان اصول کے حو میں نے ہولی سکریپچر کی ہمدت فایم کئے ہیں اور حدکی ہمدت میں سمجھتا ہوں کہ بے شک وہ مسلمانوں کے مذهب کی رو سے درست ہیں اور بدر اکثر علمائے عدسائی کا بھی ایسا ہی عقیدہ ہوتا ہوں میں علانیہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی تاربحانہ غلطی ہولی سکریپچر میں نکلیے (اگر کوئی ایسی ہو) وہ کسی طرح ہولی سکریپچر کو نا معتدرا نہیں تہا اسکتی جب تک کہ متن ہر کوئی ایسی غلطی ثابت نہ ہو جسکا ثابت ہونا یقینی عذر ممکن ہے جس سے شک کو کنا ضرورت تھی کہ اگر نسب کاندرو صاحب نے کوئی تاربحانہ غلطی کتاب اقدس میں نکالی تو میں اس کے حواف پر متوجہ ہوں مگر میں یہ کہتا ہوں کہ

تہا پیدائش	تہا پیدائش
مسیح علیہ	محمد رسول
السلام	اللہ صلعم
۱۳۳۵	۱۹۲۰

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵  
قبل پیدائش  
محمد رسول  
اللہ صلیع  
۲۹۲۰

faith, (and I find many Christian divines cherishing the same belief,)—that if any historical inaccuracies (even supposing there be any such) are discovered in the Scriptures, these are but small blemishes, which can not possibly detract anything from the real character of the sacred writings, or render them unworthy of our trust and respect unless indeed anything like error is found in the *pure text*, which is clearly impossible. Hence what need have I to disprove any historical errors which Dr Colenso may have detected in the Scriptures? But I would observe that if without making an idol of the Bible we carefully examine its contents with a becoming spirit of candour and reverence, those errors or untruths as Dr Colenso calls them would not be found to exist, but it should on the contrary be shown that we ourselves had misunderstood them, and had accepted our own misrepresentations to be right. Common honesty now requires that we should manfully disabuse our minds of our preconceived and erroneous notions without yielding to the weak idea that because certain things had been maintained and believed in by our forefathers we should believe them likewise. Let the Scriptures be fearlessly subjected to honest criticism according to the light of the present advanced age of our knowledge, and there can be no doubt that they will endure the test. It is for these reasons my readers will find that I have not at all followed the ideas which the Hebrew or Christian Mahomedan divines have hitherto received and maintained, without enquiry

بندل کو دست نہا کر ہمیں ملکہ اُسی دیک  
دلہی اور مودف آرا دی سے اگر بندل پر  
دیکھ چیں نظر کی حارے بوہ نا بجانہ  
علطیاں بھی حنکو دسب کاندرو صاحب  
عطایاں کہتے ہں علطیاں ہں ہیں ملکہ  
ہمہ حود امی علطی سے اُنکو علط  
سمجھانہا ارر صحیح حانہا اور اب ہمارے  
آرا دی اور دیک دلہی بہہ ہے کہ ح  
علطدوں میں ہم بہت سے ہوئے تھے نہ لکھ  
اسکے کہ ہمارے سرگ ہوں ہی کہتے چلے  
آے ہں اُنسے ہم نکلیں اور مواہی حال  
کی بروی دفتہ علوم کے ارسرو اُسی دیک  
دلہی اور مودف آرا دی سے کتاب اودس ہر  
دیکھ چیں نظر کریں اور بہی باعث ہے  
حو مدی تفسر کا پڑھنے والا حاسما  
میری تفسر میں ناوگا کہ میں کچھ  
پامد ہں رہا ہو اُن مولو کا حنکو بہودی  
عالم نا عیسائی عالم نا مسلمان عالم نا  
تحقیقات بطور باب دادا کے تدک کے  
ماندے چلے آے ہں ملکہ میں پامد رہا  
ہوں صرف ہولی سکرپچر کا اور سچ کا  
اور سچے خدا کا حسے ہمکو صرف سچ ہر  
چاہے کے لئے دی ہئے اور اپنی سچی  
کدامس اونامس \*



and proof, simply on the authority of their forefathers having believed in them. I have, on the contrary, always followed the holy Scripture statements, the Truth, and the all true God alone, who sent down his true prophets and true books to guide us in the path that leads to the sole Truth.

Dr Colenso says—“ It is absolutely necessary that thoughtful persons should be called to look at these things from a practical every-day point of view, that they should be induced to think for themselves about the details, involved in the Scripture accounts, and see for themselves that the notion of such a flood as that described in the chapters of Genesis, whether it be regarded as a *universal* or *partial* deluge, is equally incredible and impossible. If it be so, then it will also follow plainly, that by believing ourselves, or teaching others to believe, in this statement of Noah's flood, as a statement of real historical matter-of-fact, merely because the Bible records it as such, we shall be sinning against God and the Truth, and simply making an idol of the Bible.”

Dr Colenso will now however see that the Bible does not speak of a universal deluge, and that a partial deluge in the manner it describes is beyond question possible and conceivable. Hence to believe in it and teach others to believe in it as an indisputable historical fact, is to follow and adhere to God and the Truth, and to regard the Bible with a respectfully critical eye.

کتب پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۵  
کتب پیدائش  
محمد رسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

قولہ، ” — یہ امر بہت ضرور ہے کہ متقابل شخصوں کی توجہ کو روزمرہ کے استعمالی نظر سے ان باتوں کی طرف مبذول کر دیا جائے اور کہ ان کو اپنے واسطے کتاب افسس کے حالات پر حوالہ کرنا چاہیے اور اپنے واسطے یہہ دیکھنے کی وجہ سے دلائل حوالے کہ ایسے طوفان کا حوالہ جیسا پیدائش کے ان بابوں میں مذکور ہوا ہے حوالہ آسکو عام لحاظ کرنا چاہیے یا خاص نکساں نامیاتی نقصان اور نا ممکن ہے پس اگر ایسا ہو تب بھی صاف لازم آوے گا کہ دوح کے طوفان پر صرف اس وجہ سے کہ آسکو تبدیل میں آسا لکھا ہے خود اس بات میں لانا یا اور کو نقصان کرنا کہ وہ اصلی تاریخی حقائق کے خلاف ہے خدا کے خلاف اور حقیقت کے خلاف میں گناہ کرنا ہے اور تبدیل کو صرف ایک ہی بنانا ہے \*

مگر اب سب کا اندرو صاحب جان لیں گے کہ عام طوفان کا کتاب افسس میں بیان نہیں ہے اور جس طرح کے خاص طوفان کا ذکر ہے وہ نقصانی ممکن اور قابل فہم ہے پس آسکو نقصان لانا یا اور کو نقصان کرنا کہ وہ اصلی تاریخی حقائق کے خلاف ہے خدا کی اور حقیقت کی پیروی کرنا اور تبدیل کو ایک مودب دیکھنا چہن نظر سے دیکھنا ہے \*

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۹۲۰  
قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۵

Dr Colenso again says,— “ But indeed the waters of a deluge that could cover the high hills, that were under the whole heaven, and the mountains in Armenia, must have found their level on the surface of the whole earth, unless the law of gravitation was suspended, by another stupendous miracle, for the space of twelve months ”

But now it is all clear as shown by me, that the flood had covered neither the summits of high hills nor all the mountains of Armenia nor was it necessary to suspend the law of gravitation by any stupendous miracle, but it was of course just in obedience to the law of nature

Dr Colenso thus quotes from Mi Delitzsch, p 260 — “ The absolute generality of the flood, if it was to be expressed at all, could not be expressed more clearly. It seems as if we must imagine the flood to have covered the highest peaks of the Himalayas and Cordilleras reaching to a height of 26,843 feet ( 25,178 ft ) But verse 20 makes that impossible. ‘ Fifteen cubits upward the waters were mighty, and the mountains were covered,’ That can only be a concise datum from a particular standpoint and that standpoint is in this case the great Ararat, by far the highest mountain-summit of the neighbourhood, upon which the ark grounded immediately after the highest state of the waters. The Ark went 15 cubits deep and so at the moment when it grounded the waters also reached the height of 15 cubits deep over the top of the Ararat. If this be so, then the state-

مولہ لکن ائدہ طوماں کا پانی جس سے بلند پہاڑوں کو تمام آسمان کے نیچے تھیں اور آرمینیا کے پہاڑ عرق ہوئے تمام زمین کے سطح پر سرور تھا کہ ہموار پھلا ہو اگر مائوں منلاں کو ایک اور تڑے معجزہ نے بارہ مہینہ تک نہ روک رکھا ہوگا \*

مگر اب یہہ باب واضح ہوگئی کہ پانی نے نہ بلند پہاڑوں کی چوٹیوں کو چھپا دیا تھا نہ آرمینیا کے سب پہاڑوں کو عرق کیا تھا اور نہ وہ منلاں کو کسی تڑے معجزہ نے روکا تھا بلکہ وہ خود نیچے کے قاعدہ پر روکا ہوا تھا \*

مولہ ڈیلٹزک صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۶۰ میں یہہ لکھا ہے کہ “ طوماں کا عام ہونا اگر ظاہر کرنا منطوق تھا تو اس سے زیادہ صاف نہیں ظاہر ہو سکتا تھا اُسکے زمان سے ایسا معلوم ہونا ہے کہ ہم کو خیال کرنا چاہئے کہ طوماں ہمالیہ اور کورڈیلیا رار پہاڑوں کی پہاڑت بلند چوٹی پر پہونچا بعدی ۲۶۸۴۳ مدت ( ۲۸۱۷۸ مدت ) لکن ورس ۲۰ سے حسکا مضمون یہہ ہے کہ پندرہ کنوٹ اوپر کمطوب پانی بلند ہوا اور پہاڑ چھپ گئے آسماں کو نا ممکن کرتا ہے مگر یہہ حقیقت صرف کسی خاص مقام سے ہو سکتی ہے اور اُس حالت میں یہہ مقام را بہار ارازاب کا ہو جو قرب کے پہاڑوں سے بہت بلند چوٹی رکھتا ہے حسپر کسی پانی کی پہاڑت بلند ہو پہونچنے سے تھری کسائی پندرہ کنوٹ کھری پانی میں چڑھی پس حسومت

ment in verse 19 that 'all the high hills that were under the whole heaven' were covered by the waters, must not be understood literally in the sense of universal."

Mr Dehtrch however troubled himself in vain to argue as he has done for the waters did not even cover the lofty peaks of Aianit, much less those of the Himalayas and Cordilleras. The flood only rose to a height of 135 or 180 feet above the earth

Dr Colenso quotes the following—  
"Granting that Geology might raise such and other proofs against the mere universality of the flood, to the power of producing irresistible conviction. Yet we are not bound under any necessity of maintaining the contrary as an article of faith. Not as if we were against the universality of the flood, because we might not be able how to account for it naturally even the present matter-of-fact, upon which Geology lays stress does not move us. But the Scripture requires the generality of the flood only for the earth as *inhabited*, (nay, for that portion of the earth only inhabited by the people whose spiritual instruction was committed to Noah) not for the earth as such, and it has no interest in the universality of the deluge *for itself*, but only in the universality of the judgment fulfilled through it upon the old world (or more properly, upon that portion of the earth inhabited

وہ تہری آسوت پانی نہی بہاڑ اوارات  
کی چوٹی پر بدرہ کنوت بلند بہوچا  
اگر بہہ امر ایسا ہو تو ورس ۱۹ کے اس  
میاں کو کہ تمام آسمان کے نیچی کے تمام  
بلند بہاڑ پانی سے عرق ہو گئے سمیع عام  
طوفان کے لفظی مراد سے نہیں سمجھا  
چاہئے \*

مگر لمرک صاحب نے یہ تکلیف  
داحو آٹھائی ہے کیونکہ پانی نے نہ بہاڑ  
اراز کی بلند چوٹی کو عرق کیا تھا اور  
نہ ہمالیہ اور نہ کوڑ لدر کی چوٹی کو  
بلکہ صرف ۱۳۵ یا ۱۸۰ مدت زمیں سے  
بلند ہوا تھا \*

فولہ "تسلم کنا کہ علم حنالوحي  
صرف طوفان کے عام ہونے پر انسی اور  
بڑی مصدوط دلنلس حدکا حواف نہیں  
ہوسکتا لاسکتا ہے لیکن ہمکو کسی ضرورت  
سے اس امر کے خلاف کو ایمان کا مسئلہ  
میں نے میں پاندی نہیں ہے اور اسکی  
وجہ بہہ نہیں ہے کہ ہم طوفان کے عام  
ہونے کو اسلئے برخلاف ہیں کہ ہمکو  
بہہ حادثا مشکل ہوا کہ اسکا حواف مدرب  
کے طور سے کیونکر دیں اسباب پر موحودہ  
حقنق نہی حسن پر حنالوحي روز  
دینی ہے ہمکو تحریک نہیں کرتی لیکن  
وجہ بہہ ہے کہ کتاب اقدس طوفان کا عام  
ہونا صرف لفظ اس زمیں کے حوالہ  
تھی (نہیں بلکہ صرف لفظ اس زمیں  
کے جہاں حصہ روح اور انکی قوم بعدی  
وہ لوگ حدکی ہدایت کو وہ ندی ہوے  
تھے) اور نہ لفظ تمام زمیں کے چاہتی  
ہے اور طوفان کے عام ہونے سے اسکو کچھ  
عرض نہیں ہے بلکہ اس رائے کے عام

قل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۱۳۳۵  
قل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۱۹۲۰

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۵  
۲۹۲۰

† ۲ پیتر باب ۲—۵

by the people of Noah) 2 Peter II 5  
That with the exception of one single  
family, the whole then existing human  
race, together with the animal world in  
their neighbourhood, within a great  
circle of the earth, was destroyed, that,  
and that only, is the Scripture state-  
ment The human race, however, was  
then not yet spread over the whole  
surface of the earth, since they were  
not yet enough in their number (no,  
this is not so, for by that time the  
greatest part of the earth was inhabit-  
ed,) to fill it "

In answer to the above Dr Colenso  
says—" Manifestly the idea of the flood  
is that all flesh—that is animals as well  
as men,—had 'corrupted its way upon  
the earth' and must be destroyed, see  
G IX 5, where guilt is spoken of in  
the case of animals as well as men,—  
'Your blood will I require, at the hand  
of every animal will I require it, and  
at the hand of man "

† باب ۶—۱۲

But the above objection advanced by  
Dr Colenso is not right Gen VI 12  
contains the original word *basar* signify-  
ing flesh or rather human flesh If we  
allow it to mean merely flesh, it is not  
even then necessary to join animals  
with men in the commission of sin for  
there is nothing to prevent us from  
assuming it to signify human flesh

ہوئے سے عرصہ حو طوفان کے دربعہ  
سے پرانی دنیا (بلکہ نون کہنا چاہیئے  
کہ اس ملک پر حوا حصہ دوح اور  
انکی قوم رھتی تھی) بوری + ہوئی کہ نحر  
انک حانداں کے اسوقت کے (یعنی اس  
رمیں کے) تمام انسان کی نسل معہ  
حوانات کے حو آنکے ہمسایہ میں بے رمیں  
کے ایک بڑے دائرہ کے درمیان میں بر باد  
ہو گئے، بھی نیاں صرف کتاب اقدس کا  
ہے اسوقت انسان کی نسل رمیں کے تمام  
سطح نور نہیں پہنچتی تھی کیونکہ آسکے سہرے  
کے واسطے انکی تعداد ابھی کافی نہیں  
تھی (مگر یہ باب صحیح نہیں کیونکہ اس  
وقت بہت سے سطح رمیں کے اور بہت  
سی دنیا آباد ہو چکی تھی) \*

اس تقریر کا حوا نسب کالدرو صاحب  
اسطرح پر دیتے ہں کہ "علائیہ طوفان کا  
نیاں یہ ہے کہ تمام † گوشت یعنی حیوان  
اور انسان نے رمیں پر اپنا طریقہ حوا  
کنا بھا اور اسلئے آنکا بر باد ہونا چاہیئے  
تھا پیدائش باب ۹—۵ جہاں گناہ کا ذکر  
محالیت حیوانوں اور انسانوں دونوں کے ہے  
یعنی تمہارا خون میں چاہوں گا ہا یہ  
سے ہر حیوان کے میں آسے چاہوں گا اور  
ہا یہ سے آدمی کے \*

مگر یہ اعتراض آنکا صحیح نہیں ہے  
ورس ۱۲ باب ۶ کتاب پیدائش میں لفظ *בשר*  
(نحر) کا ہے جسکے معنی جسم کے ہں اور  
نہایت تر جسم انسان کے اگر ہم صرف جسم  
مطلق ہی کے معنی لیں تو بھی گناہ میں  
حوا و نوحا حیوانوں کا بھی شامل کنا ضرور  
نہیں ہے کیونکہ اس سے صرف جسم انسان  
ہی کے معنی لینے کو کوئی امر ہارج نہیں ہے

And I have formerly stated that the destruction of animals by the inundation was owing to the operation of the law of nature under which it took place, and not owing to any guilt committed on their part, see page 231, also G VIII 12 And Gen IX 5 has no connection with this event, for the ordinance given in it is a restriction put upon man against the ill treatment of animals, as Bishop Patrick has said, see page 261 Hence both these verses cannot support the universality of the deluge

Mr Barry says, page 118—“ The case therefore stands simply thus It is impossible to conceive any interpretation, except the literal one, which is as consistent with the veracity of the Mosue narrative And therefore if the Scripture be in any sense inspired, we must accept this portion of it as simple and literal history ”

In reference to the above Dr Colenso says—“ Mr Barry should have written, ‘ If the Scripture be inspired in the popular, traditional, sense of the word ’ For that the spirit of Goodness, Truth and Holiness, does breathe in the words of the Bible, so that the sacred book will to the end of time be ‘ profitable for teaching, reproof, correction, and instruction in righteousness, in spite of the legends and myths which it contains and the passages of a contrary nature, by which it is in some parts disfigured, cannot be doubted by any devout mind.

تیل بیدایش قبل بیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۲۵  
۲۹۲۰  
اور ہم بدان کوچے ہیں کہ جانوروں کا ‡  
طوفان سے مرنا ایک دلچسپ کے فائدہ برتھا  
دہ دسب کسی گناہ کے اور ورس ۵ باب ۹  
کتاب بیدائش کا اسمعائیل سے کچھ علاوہ  
بہن رکھنا کہونکہ آس ورس میں جو حکم  
ہے وہ ایک سدس ہے واسطے انسان کی  
ے احکامی کے جو جانوروں کے رکھنی  
کی دسب ہو چنسا کہ † ہندک صاحب  
ے لکھا ہے بس بہن دونوں ورس عام  
ہونکی دلیل بہن ہوسکتے \*

مستور ہدی صاحب نے اپنی کتاب کے  
صفحہ ۱۱۶۸ میں یہ لکھا ہے “ اسلئے یہ  
معاملہ سادگی سے اس طرح قائم ہونا ہے  
کہ بحر لفظی معنی کے جو موسیٰ کے  
بیاں کی صداقت سے بالکل موقوف ہے  
اور کوئی معنی فاس کرنا ناممکن ہے  
دس اگر کتاب اقدس کسی مراد سے ملہم  
ہو ہم کو اُسکے اس حصہ کو سادی اور  
لفظی تاراج قبول کرنا چاہئے \*

اسکا حواف ڈاکٹر کالندرو صاحب نے  
اس طرح بردنا ہے کہ “ مسٹر ہدی کو  
لکھنا چاہیئے نہا کہ اگر کتاب اقدس لفظ  
کے عام اور روایتی معنی سے ملہم ہو کہونکہ  
کوئی حن ہدار اور خدا پرست شخص  
اسدب میں سک نہاں کرسکتا نہ پہلائی  
اور سب اور مقدس ہونکی روح بدل کے  
لعطونمن دم بہرے ہے اور اس کتاب  
اقدس زمانہ کے آخر تک تعلیم کرے اور  
صاحب کرے اور اصلاح اور دیک صاحب  
کرے میں معین ہوگی برخلاف آں افسانوں  
اور قصودی جو افسان میں اور برخلاف  
ایسے مقاموں کے جسے بعض بعض حافی

‡ دیکھو ہماری تفسیر  
کا صفحہ ۲۳۱

|| دیکھو باب ۸—۱۲

† دیکھو ہماری تفسیر  
صفحہ ۱۶۲

وہ معذوب ہو گئی ہے \*

قتل پیدائش قتل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
اللہ صلعم اللہ صلعم  
۲۹۲۰ ۲۳۳۵

“Nay it is this very mixture in the Bible of human frailty, ignorance and mistake, with the divine Truth which is the eternal word of God, that makes its special value as a true, natural, history,—not certainly of the mere facts, which it details, but of the progress of human life and religion, which is illustrated for the thoughtful mind in every page. It would not be thus, if the rude conceptions of the earlier periods were not truly recorded.”

Who could not but be excited with a feeling of great pity and sorrow at what Dr Colenso says in respect to the Bible in the above quotations. Of course we Mahomedans, as well as many of the Christians admit, that independent of the mere ordinances and words of God, there are contained in the Bible additions which were made to serve as narratives by the sacred writer, who might have been either Moses or Ezra, and this was in the earlier ages, the mode of recording the divine utterance, and it is for this reason that we Mahomedans distinguish the verses and even parts of verses, in the Bible by the two different titles of *text* and *narrative*, as will be illustrated in an edition of the Bible I am to publish, wherein the text shall be printed in red, and the narratives in black. But it is a great blunder and absurdity to take this narrative matter in the Bible

بلکہ تبدیل میں انسان کی صعب عقل اور حہالت کا اُس الہدہ سمجھ کے ساتھ آمیز ہونا ہے جو خدا کا کلام الہی ہے اُسکی اس خاص قیمت کا سبب ہے کہ وہ انک سچی اور قدرتی تاریخ ہے لیکن بلاشبہ وہ تاریخ اُن حائل حقیقتوں کی جہاں آسمیں نیاں ہی نہیں ہے بلکہ انسان کی زندگی اور مذہب کی بڑی بڑی تاریخ ہے جسکا نفسہ متامل طبعیت کے واسطے ہر صفحہ میں بخوبی کھینچا گیا ہے وہ اسی بہوتی اگر اعتقاد کے زمانوں کے چاہلانہ خیالات آسمیں سمجھ کر مدح بہوتے \*

اِس نعرے سے جو بسبب کالدرو صاحب نے کی کون سمجھ ہوگا جو افسوس نکتہ ہوگا اسناد کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اور اکثر علماء عیسائی بھی مانتے ہیں کہ تبدیل میں سوائے اُس کلام کے جو خدا نے کیا اور کچھ بھی مدح ہے جو مقدس مورخ نے حواہ وہ حصہ موسیٰ ہوں یا حصہ عرب علہما السلام بطور روایت کے شامل کیا ہے اور امداد میں دلام الہی کے لکھے کا ایسا ہے دستور تھا اور اسی سبب سے ہم مسلمان تبدیل کے ہر ہر فقرہ کو بلکہ فقرہ کے فقرے کو روایت اور متن کے نام سے تمیز کرتے ہیں جیسا کہ عند قرب میں انک تبدیل مستہز کرتے کو ہوں جس میں الفاظ متن کے سرح اور الفاظ روایت کے سنہ چھاپے حواس کے مگر جو کچھ کہ تبدیل میں بطور روایت کے لکھا ہے اُسکو انک امسانہ اور قصہ سمجھنا انسان کی صعب عقل اور حہالت کی آمیزش

for mere tales and legends, or for a 'mixture of human frailty and ignorance' or to withhold belief therefrom as a statement of mere fact, as Dr Colenso has maintained. To make this assertion and still to acknowledge the Bible to contain divine and eternal truths, are two things so opposed to each other that they can never be reconciled. How can we assert this sentence of a verse of Scripture— 'and all the high hills that were under the whole heaven were covered,' G VII 19,—to be a fabrication, on the one hand, and this one— 'Unto thee it was shewed, that thou mightst know that the Lord he is God, there is none else besides him'—to be a divine and eternal truth for might we not argue that the writer who wrote the former an untruth, may have likewise written the latter as such? Shall we then let the Bible be so treated by men, at least by such as Dr Colenso, that they may fix and determine the character of any passage in it according to their own caprice and pleasure by calling it either a legend or a divine truth? No, this can never be. To make a distinction between the Elohist and Jehovist writers would not do, even if it be allowable. What is needful to be done, is first to lay down a certain rule by which legends may be distinguished from divine truths so that we may be enabled to receive as such, what are legends, and, on the other hand, give obedience and reverence to what is the pure and unalloyed truth. If all Dr Colenso's conclusions in regard to the Bible are to be accepted as right, we should then find not a single word

حادث یا اسکو خالص حقیقتوں کی تاریخ نہ سمجھنا حدسا کہ نسب کالدرو صاحب نے تصور کیا ہے محض ایک غلط خیال ہے ایسا حادث اور پھر تبدیل میں الہیہ سمجھ کے مروجہ ہونیکا یہی اقرار کرنا یہہ دونوں چیزیں آپس میں ایسی ضد ہیں جو ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتیں کیا وجہ ہوگی کہ ہم کتاب امدس کے اس فقرہ کو کہ "چہا دنا † سب پہاڑوں اونچوں کو جو تیرے نیچے تمام آن آسمانوں کے" ایک جھوٹی کہانی سمجھیں اور اس فقرہ کو کہ "تھیکو † دکھائی دنا میں تا کہ بہتوں نے تو کہ اللہ وہی معدود ہے نہیں کوئی (معدود) سوائے اُس کے" (یعنی لا الہ الا اللہ) الہیہ سمجھ اور خدا کا کلام اندی حادث کیوں نہ ہم کہیں گے کہ جس مروج نے پہلا فقرہ (معدود باللہ) جھوت لکھا ہے اسطرح دوسرا فقرہ بھی آسنے جھوت لکھا ہے بہرہذا ہم تبدیل کو لوگوں کے ہاتھ میں اور کم سے کم نسب کالدرو صاحب کے ہاتھ میں اسطرح نہ چھوڑ دینگے کہ جس ورس کو وہ چھن گئے جھوٹا قصہ قرار دینگے اور جس ورس کو چاہیں گے الہیہ سمجھ نہاوندگے یہہ نہیں ہوسکتا الوہوسٹ اور جھوسٹ کی بدتر کرنے سے (اگر وہ درس نہی ہو) کسمہ کام نہیں چلتا اول اسدات کے لئے ایک فاعدہ بنانا چاہیئے جس سے ہم امسانوں اور قصونکی الہیہ سمجھ سے تمیز کر لیں اور انک کو چھوٹا امسانہ اور دوسرے کو الہیہ سمجھ اعتقاد کریں اگر اُس سب کو جو نسب کالدرو صاحب نے کہا ہے درست مانا جاوے تو ایک لفظ تبدیل کا ایسے اعتماد کے لایق نہیں

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسعود رسول  
السلام اللہ صلعم  
۱۳۳۵ ۲۹۲۰

† کتاب سداس  
باب ۷—۱۹

† کتاب اسسنا  
باب ۲—۳۵

فیل ہندایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۵

فیل ہندایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۹۲۰

in it worthy of credit, in which we could fearlessly place our faith, in the conviction that it had its origin in a divine source. If we were to regard the inspired or sacred historian in no higher character than a merely faithful writer, we could not even then think of Scripture so lightly as Dr Colenso has done.

Indeed we believe Scripture to contain two kinds of matter—viz one which was dictated by God himself, which we distinguish as the *test*, the other which the sacred writer mixed up with it, from some cause which necessitated his doing so, and this inserted matter we call *narrative*, which is again subdivided into two classes of subject, i.e. first, that portion of it which may be held to be susceptible of error such as human infirmity is liable to, but even in that case the apparent inaccuracies can exist only to partial extent, and we are not to condemn all the narratives related as mere legends or fabrications as Dr Colenso would fain make us believe them to be.

The observations I have here offered in defence of the Bible do not proceed from the circumstance that I believe, or that I would lead others to believe in it, without a critical examination of its contents but, on the contrary, what I say, I prove and establish by free discussion and argument, as the reader of the two Parts of my work will have perceived, and I hope he will find me doing the same as successfully in the succeeding Parts G D

رہتا حسد کوئی شخص بطور الہدہ سمجھ کے اعتقاد کر سکے اگر ہم مقدس مورخ کو کم سے کم انک دیانت دار مورخ ہی سمجھیں تو اس حالت میں بھی ہم کتاب اقدس پر ایسا گماں نہیں کر سکتے جیسا کہ سب کالبرو صاحب کہتے ہیں \*

بلاشبہہ تبدل میں دو قسم کی تبدیلیاں اعتقاد کرتے ہیں انک حال و مصموم جو حد اے کہا اور آسینکو ہم میں کہتے ہیں اور انک وہ مصموم جسکو مقدس مورخ نے کسی صورت سے اس کے ساتھ شامل کیا اور اسکو ہم روایت کہتے ہیں اور بہر روایت میں بھی دو قسم کا مصموم سمجھتے ہیں ایک ایسا جسکو عالم نقی کیا جاتا ہے کہ الہام سے لکھا گیا اور دوسرا وہ جس کے الہام سے لکھے جانے کی کچھ ضرورت نہ بھی صرف ہی ایک بچھالی قسم ایسی ہے کہ جسمیں ایسی عرش کا جس کے انسان سے نہ سمجھ اس کے انسان ہو سکتے ہو سکتے ممکن ہے مگر نہ اور قسموں میں اور بہر روایت عرش بھی ایسی عرش جس کے عرش کہہ سکتے نہ انک جہوت اور سرباپا نے بدنام قصہ جیسا کہ سب کالبرو صاحب نقی کرنا چاہتے ہیں \*

بہ ہمارا کہنا صرف اس وجہ سے نہیں ہے کہ ہم تبدل پر بغیر ایک مودت نہ کہ جس طرح نقی رکھتے ہیں بالوگوں سے اس پر نقی چاہتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم نے کہا اسکو ہم معاندانہ بحث سے ثابت بھی کرے ہیں جیسی کہ ہماری نفسیر کے پڑھنے والینے ان دونوں حصوں میں بانا ہوگا اور امید ہے کہ آئندہ اگلے حصوں میں بھی پارسے گا ایسا اللہ تعالیٰ \*



## گیارہواں باب

## CHAPTER XI

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۴۴۵

قبل پیدائش  
محمدرسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

۱ دنیا میں ایک ہی زبان بولی جاتی تھی ۳ نابل کی تعمیر ۵ اصلی  
بولی میں اختلاف ڈالا جانا ۱۰ شہم کا نسا نامہ ۲۷ ابراہیم کے باپ برج  
کا نسا نامہ ۳۱ برج کا عور سے روانہ ہو کر حارائ کو جانا \*

## GENESIS

## نورث معذس

And the whole earth was of one language, and of one speech

(ا) יהי כל הארץ שפה אחת  
اور تھا تمام ملک ہوت ایک  
ودبریہ اقدیم :  
اور ناییں ایکساں

2 And it came to pass, as they journeyed from the east, that they found a plain in the land of Shinar and they dwelt there

(ب) יהי بنקעם מקדם יומצאו  
۲ اور سوادج کرے اُنکے میں مسروں سے کہ نائی اُنہوں نے  
بنکعہ בארץ שנער וישבו שם :  
گھٹے رمن میں سنعار کے اور رہے وہاں

3 And they said one to another, Go to, let us make brick, and burn them thoroughly And they had brick for stone, and slime had they for mortar

(ج) ויאמרו איש אל רעהו  
۳ اور کہنے لگی مرد اپنے ساتھی سے کہ لو  
בלבנה לבנים ونשרפה لשרפה ונחיה  
بنائیں اندیہیں اور حلائیں حلائیاں اور ہو  
لہם בלבנה لاבן וחומר יהיה  
واسطے اُنکے آئندہ بنائے دیوہ کے اور دہالی مٹی ہو  
لہם לחומר :  
واسطے اُنکے گارے کے لئے

4 And they said, Go to, let us build a city and a tower, whose top may reach unto heaven, and let us make us a name, lest we be scattered abroad upon the face of the whole earth

(د) ויאמרו יהיה' נבנה לנו عיר  
۴ اور کہا اُنہوں نے کہ لو بناویں واسطے اپنے شہر  
ومגדל وראשו בשמים ונעשה-لנו שם  
اور منارہ کہ سر اُسکا آسمان میں اور بناویں ہم واسطے اپنے نام  
فن نبویץ על פני کل הארץ :  
سائد برساں ہوزوں اور مونہہ تمام رمن کے

توریت مقدس

## GENESIS

قل پیدائش

مسیح علیہ

السلام

۲۲۲۵-۲۹۲۰

+ باب ۱۸-۲۱

5 And the LORD came down to see the city and the tower, which the children of men builded

6 And the LORD said, [Behold, the people as one, and they have all one language, and this they begin to do and now nothing will be restrained from them, which they have imagined to do

+ باب ۹-۱۹

اعمال باب ۱۷-۲۶

+ باب ۱۱-۱

|| دنور ۲-۱ ||

7 Go to, let us go down, and there confound their language, that they may not understand one another's speech

\* باب ۱-۲۶

دنور ۲-۲

اعمال ۲-۲، ۵، ۶

۲۳-۲۴ باب ۵

اسدیا ۲۸-۲۹

یزمیاہ ۵۶-۵۵

۱ کارتیاں ۱۳-۱۱، ۲

\* نوح باب ۱-۵

+ باب ۱۰-۲۵، ۳۲

+ کاردنیاں باب

۱۳-۲۳

8 So the LORD scattered them abroad from thence upon the face of all the earth and they left off to build the city

9 Therefore is the name of it called Babel, because the LORD did there confound the language of all the earth and from thence did the LORD scatter them abroad upon the face of all the earth

10 ¶ These are the generations of Shem Shem was an hundred years old, and begat Arphaxad two years after the flood

|| باب ۱۰-۲۲ ||

۱ تاریخ باب ۱-۱۷

(۵) ویرد יהוה לראות את העיר

۵ + اور اوترا اللہ واسطے دیکھی کے شہر کو

وَأَتَتْ هَمَّوֹךְ أֲשֶׁר بָּנוּ בְּנֵי הָאָדָם :

اور ہمارے کو حسکو بنایا بنی آدم کے

(۶) וַיֹּאמֶר יְהוָה הֵן עַם אֶחָد

۶ اور کہا اللہ ہے یہہ ہی + ہم ایک

וְשָׂפָה אֶחָת לְכָלם וְהָיָה הָחֵלֶם לַעֲשׂוֹת

اور ہوت ایک + واسطے سکے اور یہہ ہے شروع انکار واسطے کریں گے ||

וַעֲתָה לֹא יִבְצֵר מֵהֶם כָּל אֲשֶׁר יִזְמוּ

اور اب نہ ہوائنگا اُسے س حو چن ارادہ کریں گے

لַעֲשׂוֹת :

کریں گے

(۷) הָבָה נִרְדָּה וְנִבְלָה שָׁם שִׁפְתֵּם

۷ \* لہر سچی اُتریں ہم اور مختلف کر دیں وہاں ہوت اُنکی

أֲשֶׁר לֹא יִשְׁמְעוּ אִישׁ שִׁפְתׁ רֵעֵהוּ :

ایسی کہ نہ سسں کی مرد نولی ساتھی اُسے کی

(۸) וַיִּפֹּץ יְהוָה אֹתָם מִשָּׁם עֵל-

۸ \* اور ہر ساس کر دیا اللہ نے اُنکو وہاں سے اُدھر

פְּנֵי כָל-הָאָרֶץ וַיַּחֲדְלוּ לִבְנוֹת הָעִיר :

موربہ سب زمین کے + اور نہ سکی بنا سہر

(۹) עֵל כֵּן קָרָא שְׁמָהּ בָּבֶל כִּי-

۹ اسلئے نکارا اُسکا نام بابل + کہہ کہ

שָׁם בָּלַל יְהוָה שִׁפְתׁ כָּל הָאָרֶץ וּמִשָּׁם

اس حکم مختلف کر دی اللہ نے ہوت سب ملک کی اور وہاں سے

הַפִּיּוּצָם יְהוָה עֵל-פְּנֵי כָל הָאָרֶץ :

منفرو کر دیا اُنکو اللہ نے اور موربہ سب زمین کے

פ (۱) אֵלֶּה תּוֹלְדֹת שָׁם שָׁם

۱۰ || یہہ ہی نسب نامہ سیم کا سببھا

בֶּן מֵאָת שָׁנָה יוֹלֵד אֶת-אַרְפַּכְשָׁד

پیدا ہوا سو برس کا کہ ندا کا ارکسد کو

שְׁנָתִים אַחֵר הַמָּבּוּל :

۵۰ برس بعد طرماں کے

## GENESIS.

11 And Shem lived after he begat Alphaxad five hundred years, and begat sons and daughters

یہاں ہندائش قبل ہندائش مسیح عیسیٰ مسیح  
محمّد رسول اللہ صلعم ۲۹۲۰ ۲۳۲۶  
دروست مقدس ۱۱ اور حنا ستم بعد ہندا کرے اُسکے  
(وا) یوحی شم اَخیری ہولیدو ات  
اَرَفَکْشَدَ حَمَشَ مِائוֹת שָׁנָה וַיּוֹלֵד  
اَرَفَکْشَدَ کُو دَانِجَ سَو نرس اور ہندا کُنْی  
بَنِים وَبَنוֹת :  
لَکے اور لَکْناں

12 And Alphaxad lived five and thnty years, and begat Salah

(یو) وَاَرَفَکْشَدَ חֵי חָמֵשׁ וּשְׁלֹשִׁים  
۱۲ اور اَرَفَکْشَدَ حَنَا دَانِجَ اور تَس  
۲۸۸۶ ۲۳۱۱  
سָׁנָה וַיּוֹלֵד אֶת-שָׁלַח :

13 And Alphaxad lived after he begat Salah four hundred and three years, and begat sons and daughters

نرس اور پیدا کیا سلح کو + دنکھو اَصْعِلَ کوما  
بَاب ۳-۳۶  
(یو) یوحی اَرَفَکْشَدَ اَخیری ہولیدو  
۱۳ اور حنّا رھا اَرَفَکْشَدَ بعد ہندا کرے اُسکے  
اֶת-שָׁלַח שְׁלֹשׁ שָׁנִים וָאַרְבַּע מֵאוֹת  
سلح کو تَس نرس اور حار سَو  
سָׁנָה וַיּוֹלֵד בָּנִים وَبָנוֹת :  
نرس اور ہندا کُنْیے لَکے اور لَکْناں

14 And Salah lived thnty years, and begat Eber

(ید) וּשְׁלַח חֵי שְׁלֹשִׁים שָׁנָה וַיּוֹלֵד  
۱۴ اور سلح حنا تَس نرس اور پیدا کیا  
۲۸۵۱ ۲۲۸۱  
אֶת-עֵבֶר :  
عبر کو

15 And Salah lived after he begat Eber four hundred and three years, and begat sons and daughters.

(شو) וַיְחִי-שָׁלַח אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת-  
۱۵ اور حنا رھا سلح بعد ہندا کرے اُسکی  
عبر سְלֹשׁ שָׁנִים וָאַרְבַּע מֵאוֹת שָׁנָה  
عبر کو تَس نرس اور چار سَو نرس  
وַיּוֹלֵד בָּנִים وَبָנוֹת :  
اور ہندا کُنْیے لَکے اور لَکْناں

16 And Eber lived four and thnty years, and begat Peleg

(مؤ) וַיְחִי-עֵבֶר אַרְבַּע וּשְׁלֹשִׁים  
۱۶ اور حنا عبر ا حار اور تَس  
۲۸۲۲ ۲۲۴۷  
سָׁנָה וַיּוֹלֵד אֶת-פֶּלֶג :  
نرس اور ہندا کُنْیے نلع کو

17 And Eber lived after he begat Peleg four hundred and thnty years,

(یو) וַיְחִי-עֵבֶר אַחֲרֵי הוֹלִידוֹ אֶת-  
۱۷ اور حنّا رھا عبر بعد پیدا کرے اُسکے

and begat sons and daughters  
 قتل پیدایش قتل سدایش  
 مسیح علیہ محمد رسول  
 السلام اللہ صلح  
 ۲۲۴۷ ۲۸۲۲

۲۲۱۷ ۲۷۹۲ 18 And Peleg lived thirty years,  
 and begat Reu

19 And Peleg lived after he begat  
 Reu two hundred and nine years, and  
 begat sons and daughters

۲۱۸۵ ۲۷۶۰ 20 And Reu lived two and thirty  
 years, and begat Serug

21 And Reu lived after he begat  
 Serug two hundred and seven years,  
 and begat sons and daughters

۲۱۵۵ ۲۷۳۰ 22 And Serug lived thirty] years,  
 and begat Nahor

23 And Serug lived after he begat  
 Nahor two hundred years, and begat sons  
 and daughters

فلج שלשים שנה וארבע מאות  
 دای کو بیس برس اور چار سو  
 سנה ویولد بنیم وبنوت  
 برس اور سدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں

۱۸ (و) یحی فلج שלשים  
 اور حیا پلج تیس  
 سנה ویولد ات-رعو :  
 برس اور سدا کا رعو کو

(ی) یحی-فلج آخری هولیدو ات-  
 ۱۹ اور حیثا رھا بلع بعد پیدا کرے اُسکے  
 رعو تسع سنیم وماتیم سנה ویولد  
 رعو کو نو برس اور دو سو برس اور پیدا کیئے  
 بنیم وبنوت :  
 لڑکے اور لڑکیاں

(ب) یحی رعو شتمیم وشلשים  
 ۲۰ اور حیا رعو دو اور تیس  
 سנה ویولد ات-شروغ :  
 برس اور پیدا کا شروع کو

(کا) یحی رعو آخری هولیدو ات-  
 ۲۱ اور حیا رھا رعو بعد پیدا کرے اُسکے  
 شروغ سבע سنیم وماتیم سנה  
 شروع کو سات برس اور دو سو برس  
 ویولد بنیم وبنوت :  
 اور سدا کیئے لڑکے اور لڑکیاں

(ک) یحی شروغ شلשים سנה ویولد  
 ۲۲ اور حیا شروع تیس برس اور پیدا کیا  
 ات-نحور :

ناحور کو

(گ) یحی شروغ آخری هولیدو ات  
 ۲۳ اور حیا رھا شروع بعد سدا کرے اُسکے  
 نحور ماتیم سנה ویولد بنیم  
 ناحور کو دو سو برس اور پیدا کیئے لڑکے  
 وبنوت :  
 اور لڑکیاں

24 And Nahoi lived nine and twenty years, and begat Terah

(بر) یوہی نہویر تیشع ویشیریم شہہ  
۲۴ اور حنا ناحور نو اور نس برس  
نیولد اتہ-تہرا :  
اور ہندا کنا تارح کو

قبل پیدایش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۱۲۶  
۲۷۰۱

25 And Nahoi lived after he begat Terah an hundred and nineteen years, and begat sons and daughters

(کہ) یوہی نہویر اآخری ہولیدو اتہ  
۲۵ اور حنتا رھا ناحور بعد ہندا کرنے اُسکے  
تہرا تیشع-عشرہ شہہ ومات شہہ  
تارح کو نو اور دس برس اور سو برس  
نیولد بنیم وبنوت :  
اور ہندا کنئے اُسے لڑکے اور لڑکائیں

26 And Terah lived twenty years, and begat Abram, Nahoi, and Haran

(کہ) یوہی تہرا شبعیم شہہ نیولد  
۲۶ اور حنا تارح سہر برس اور ہندا کنا  
اتہ-آبرم اتہ-نہویر واتہ-ہرن :

۲۰۵۶ ۲۶۳۱

27 ¶ Now these are the generations of Terah Terah begat Abiam, Nahoi, and Haran, and Haran begat Lot

(کہ) والہ تولدت تہرا تہرا  
۲۷ اور یہہ ہی حم نترہ تارح کا تارح نے  
ہولید اتہ-آبرم اتہ-نہویر واتہ-  
ہندا کنا ابرام کو ناحور کو اور  
ہرن وہرن ہولید اتہ-لوس :  
ہاراں کو اور ہاراں نے ہندا کیا لوط کو

† ۲ — ۲۴  
۱ تارح باب ۱ — ۲۶

۱۹۹۶ ۲۵۷۱

28 And Haran died before his father Terah in the land of his nativity, in Uri of the Chaldees

(کہ) یوکت ہرن عل-فنی تہرا آبرو  
۲۸ اور مرگیا ہاراں سامے تارح باب ایہ کے  
بارץ مولدتو باور کشدیم :

رمیں پیدائش انہی میں نیچ اور کسدیم کے

29 And Abiam and Nahoi took them wives the name of Abiam's wife was Sarai, and the name of Nahoi's wife, Milcah the daughter of Haran, the father of Milcah, and the father of Iscah

(کہ) یوکتہ آبرم و نہویر لہم  
۲۹ اور کنا ابرام نے اور ناحور نے اپنے واسطے  
نשים شم اشتہ-آبرم شری وشم  
عورتیں نام عورت ابرام کا † سارائی اور نام  
اشتہ-نہویر ملکہ بتہ-ہرن آبرو  
عورت ناحور کا || ملکہ سہی ہاراں باب  
ملکہ یابی یسکہ :  
ملکہ اور باب یسکہ کے

† باب ۱۷ — ۱۵

۲۰ — ۲۲

|| باب ۲۲ — ۲۰

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ مسیح علیہ  
السلام اللہ صلعم  
۱۹۲۱ ۲۳۹۶

† باب ۱۶ — ۲۰  
۱۸ — ۱۲  
‡ باب ۱۲ — ۱

|| تکمیل باب ۹ — ۷  
اعمال ۷ — ۴

§ باب ۱۰ — ۱۹

30 But Sarai was barren, she had no child

31 And Terah took Abram his son, and Lot the son of Haran his son's son, and Sarai his daughter-in-law, his son Abram's wife, and they went forth with them from Ur of the Chaldees, to go into the land of Canaan, and they came unto Haran, and dwelt there

32 And the days of Terah were two hundred and five years and Terah died in Haran

(ل) و تھو شری عکراہ ان لہ لہ:

۳۰ اور تھی† سارائی نام نہ تھا واسطے اُسکے لڑکا

(ل۱) ویکہ ترحہ اتہ-ابرہ بنو

۳۱ اور لہا ‡ قارح ے ابرام بیٹی اے کر

و اتہ-لوت بن ہارن بن بنو و اتہ شری

اور لوط بیٹی ہاراں اے بیٹی کے بیٹی کر اور سارائی

بہنو ایشہ ابرہ بنو و یصاو اہم

ایسی بہو عورت ابرام بیٹی اے کر اور نکلی وہ

مماور ہشیدم لہکتہ ارضہ کنعن

|| اور کسدم سے حاکم رمس § کئی کر

و یصاو عذر-ہارن و یصاو شہ:

اور آئی وہ حاراں نک اور رہے وہاں

(ل۲) و یصاو یصو-ترحہ ہمش شہم

۳۲ اور تھی انام قارح کے نام برس

و یصاو شہ و یصاو ترحہ ہارن:

اور دو سو برس اور مر گیا قارح حاراں میں

## NOTES

V 1 of one language, ) That is, all the people of the country had one mind, one purpose, and one will. Whoever of them wished to do or to say a certain thing, all were to follow him in it, as is proved from verse 2 where they are seen to have all set out at once

V 4 whose top may reach unto heaven,) That is, an exceeding high tower. The same is said of the walls of the cities of Canaan, Deu I 28, IX 1

† استنبا ۲ — ۲۸  
۱ — ۹

## تفسیر

—(ہوئی ایک) یعنی تمام ملک والے ایک قصد اور ایک ارادہ کے تھے آدمیں جو شخص کوئی نام کر لے چاہتا تھا سب وہی کہتے تھے اور وہی کرتے تھے جیسا کہ دوسرے برس سے سب کے ایک ساتھ سفر کرنے سے ثابت ہوتا ہے \*

۴—(کہ اُسکا سر ہو آسمان میں) ان العاط سے صرف یہ مراد ہے کہ اُسکو بہادت اور پچاندوں دے دیا کہ † شہر کنعان کی دیواروں کی دست نہی اس طرح کہا گیا ہے \*

*let us make us a name,*) Bishop Hall having commented in excellent style upon this verse I proceed to quote his words in this place—viz “God hath a special indignation at pride, and will cross our endeavours, not because they are evil, (what hurt there could be in laying one brick over the other?) but because they are proudly undertaken”

V 5 *the Lord came down,*) “This” says Bishop Patrick “an accommodation to our conceptions It means that by the effects He made it appear, that He observed their motions, and knew their intentions”

*the children of men,*) “Children of men in Scripture,” says Bishop Patrick, “are opposed to children of God, as bad men and infidels are to good and faithful So that the people engaged in this work were not Noah, Shem, and other good men, but some of the worst men who had degenerated from the piety of their ancestors”

V 7 This verse, with the preceding one, contains the Hebrew word *Haba*, rendered *go to, let us go down*, by the English Translators, and similarly rendered both in the Persian and Urdu Versions, but it signifies that the work here spoken of was performed by more than one person, and since it was no

—(ہم واسطے اپنے نام) نسب † ہال صاحب نے اسمقام پر نہایت عمدہ گفتگو لکھی ہے کہ خدا تعالیٰ عروج پر تمام گناہوں سے زیادہ عصبناک ہوتا ہے اور تمام کوسسوں کو حراب کرتا ہے نہ اس وجہ سے کہ اصل میں بری ہیں (کیونکہ کیا ضرر ہو سکتا تھا ایک اندت کو دوسری اندت پر رکھنے سے) بلکہ اس وجہ سے کہ انکو ہم عروج سے اختیار کرے ہیں \*

۵—(اور اوترا اللہ) || نسب پترک صاحب لکھتے ہیں کہ، “اس طرح ہرندان کرنا ہمارے خلاف کے لغتے آسہی کرنا ہے اس سے بہہ مراد ہے کہ نسب اوروں کے خدا تعالیٰ نے بہہ طاہر کیا کہ گونا آسے انکی حرکتوں کو دیکھا اور انکے ارادوں کو جانا” \*

—(بہی آدم) † نسب پترک صاحب لکھتے ہیں کہ، “کتاب امدس میں اولاد آدمیوں کی خدا کی اولاد کے مقابل کی گئی ہے جس سے کہ حراب اور بد نہایت آدمی بدک اور اماندار کے مقابل ہوئے ہیں بس حو لوگ اس کام میں مصروف تھے وہ لوح اور سام اور بدک آدمی نہ تھے بلکہ نہایت برے آدمیوں میں سے تھے حو اپنے بزرگوں کی خدا پرستی سے گمراہ ہو گئی تھے \*

۷—اس ورس میں اور دتر آن ورسوں میں حو اس سے اوپر گذرے ہانا *הבה* ایک عبری لفظ ہے جسکا ترجمہ انگریزی مترجم نے اس طرح برکنا ہے کہ چلو وہاں اوہم چلیں اور فارسی مترجم نے اسکا ترجمہ بنا کے لفظ سے کیا ہے اور اردو مترجموں نے اسکا ترجمہ آؤ کیا ہے جسکا

قل پیدائش قل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۲۲۵  
† تفسیر ڈائیلی جلد ۱  
صفحہ ۳۶

|| تفسیر ڈائیلی جلد ۱  
صفحہ ۳۶

† تفسیر ڈائیلی جلد ۱  
صفحہ ۳۶

other than God himself that executed it, it is therefore inferred by Christians that there exists a plurality of persons in God

کتاب پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۳۳۵  
کتاب پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۹۲۰

† تفسیر متحرک اور لوتہ  
وعدہ مطبوعہ لندن حلد  
۱ صفحہ ۵۹

“The Rabbis” say Bishops Patrick, Lowth, &c, in their joint Critical Commentary, “fancy this is spoken to the angels But it is beyond the angelical power to alter mens’ minds so in an instant that they shall not be able to understand what they did before Therefore God spoke to Himself and this phrase suggests to us more persons than one in the Godhead In short, none but He who taught men at first to speak, could in an instant make that variety of speech, which is described in the next words — Novatinnus therefore anciently took it, that this was spoken by God to his Son”

† However, we ought first to inquire into the true signification of the Hebrew word in question Gesenius in his Hebrew Lexicon says *Habaa* is derived from *yahib*, signifying to give, place, put and set, corresponding to which in Arabic are *ataa*, *nawwala*, or *wahaba* It occurs in Psalm 55, verse 23, and its derivatives are thus declined feminine *habaa*, first person *habi*, and plural *habu*

† (در) ۵۰-۲۲

مفسر ہوا ہے کہ اس ورس میں جس کام کے کرینکا ذکر ہے وہ متعدد شخصوں نے کیا ہے اور حدکہ وہ کام بحر خدا کے کسی نے نہیں کیا تھا تو اس سے علماء عیسائی بہہ نکتہ نکالتی ہیں کہ خدا کی وجود میں جمعیت ہے \*

پیرک صاحب † اور لوتہ صاحب و غیرہ ابتدائی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہودی عالم بہہ حلال کرتے ہیں کہ بہہ کلام فرشتوں سے کہا گیا اور پھر اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ بہہ باب فرشتوں کی موت سے زیادہ ہے کہ انسانوں کی طاعتوں کو ایک لحظہ میں اس قدر بدل کر دیا کہ جس سے وہ نہ سمجھ سکے اس سے کو حو آنہوں نے پہلے سے کی ہو اسلئے خدا تعالیٰ اپنے آپ سے ہم کلام ہوا ہے اور بہہ طرز کلام ہم کو سوچانا ہے کہ الہیت میں ایک وجود سے زیادہ ہیں عرض کہ وہ کوئی اور مگر وہ جسے اول بولنا انسانوں کو سکھانا ایک لحظہ میں آدکے کلام کو اس طرح سے بدل سکا حدسا کہ آگے کے لفظوں میں دیا ہے پس دووے تئیدس نے مدد ہوئی بہہ تصور کیا کہ بہہ کلام اپنے سے (نعنی عیسیٰ مسیح علیہ السلام) سے کیا \*

مگر ہم کو چاہئے کہ اول ہم اس عبری لفظ کی تفسیر کریں کہ بہہ کیا لفظ ہے حد سیدس صاحب ابتدائی کتاب عبری لکس میں لکھتے کہ ہاء *הבא* عبری لفظ (بہا) *הבא* سے نکلا ہے جسکی معنی دینے اور رکھنے کے ہیں عیسے عربی میں اعطے اور مال اور وہب چنانچہ ایک حکم ربور میں ‡ بہا کا لفظ آتا ہے اس لفظ سے



قبل پیدایش قبل پیدایش  
 مسیح علیہ محمد رسول  
 السلام اللہ صلعم  
 ۲۲۳۵ ۲۹۲۰  
 ‡ یدادس ۲۹—۲۱  
 † روتہ ۳ — ۲۲  
 انب ۶ — ۲۲  
 ۲ سمونیل ۱۶ — ۲۰  
 ‡ ۳ سمونیل ۱۱ — ۱۵

اس طرح ہر صیدی معانی جاتے ہیں (ہاں)  
 ‡ (ہاں) موند (ہاں) (ہاں) متکلم  
 (ہاں) (ہاں) جمع اس لفظ کے معنی  
 ہوئے ہیں † دیدی کے اور متر کرے ‡  
 اور رکھنے کے \*

کسی یہ لفظ متعلق فعل کے ہوتا ہے  
 یعنی حس کام کا کرنا منظور ہونا ہے  
 آسپر آمادہ اور براہ کھتہ کرنے کے لیے یہ  
 لفظ بولا جاتا ہے اور جو کہ ہر ایک زبان  
 میں کسی فعل پر انگکتہ کر دیکے لئے  
 مناسب اس فعل کے الفاظ مقرر ہیں  
 جیسی اردو میں بولتے ہیں کہ لاؤ میں  
 لکھ ڈالوں آو ہم یہ کام کر لیں تو میں  
 دیکھ لیا چلو اب کرلو اسلئے ہر زبان کا  
 مترجم مطابق محاورہ اپنی زبان کے اس  
 لفظ کا ترجمہ کرتا ہے مگر وہ اصلی ترجمہ  
 اس لفظ کا نہیں ہوتا بس اس لفظ کا  
 اپنی زبان کے محاورہ کے موافق ترجمہ کرنا اور  
 اس ترجمہ میں جو مفہوم جمعیت کا اس  
 زبان کے محاورہ کے موافق پایا جاوے اس  
 سے اس عدوی لفظ میں بھی جمعیت کا  
 اشارہ قرار دینا محض ایک غلطی ہے  
 کیونکہ اصل عدوی لفظ میں کوئی مراد  
 جمعیت کے نہیں ہے بلکہ وہاں صرف  
 اس فعل پر فاعل کی آمادگی ظاہر کرنے  
 کے لئے وہ لفظ بولا گیا ہے نہ کسی قسم  
 کے معنی جمعیت کے ظاہر کرنے کے لئے  
 اس لفظ سے فاعل کے وجود کی جمعیت  
 پر کنونکر استدلال ہو سکتا ہے اس تحقیق  
 سے ثابت ہوتا ہے کہ اس لفظ کی  
 اصل میں کوئی ایسے معنی نہیں ہیں  
 جو وجود کی جمعیت پر دلالت  
 کرتے ہوں \*

It is sometimes used as an adverb,  
 joins to the action to encourage or move  
 to its being performed with readiness  
 Its equivalents denoting the like sense  
 with it, are various in various languages  
 Every Translator therefore renders it  
 with words that are idiomitical in his  
 language So the word being thus ren-  
 dered idiomitically in one's language,  
 may refer to a plurality of persons in the  
 actor, while it may answer as well the  
 sense given to it in the original, and  
 be then taken likewise to imply that  
 plurality in the original language also,  
 it is this assumption that leads to error  
 since this word in the original implies  
 no plurality at all, but merely conveys  
 the sense of an encouragement, or impulse  
 given, to the performance of an act  
 Hence it may be maintained, the word  
 has no such signification as might lead  
 us to the conclusion of a plurality of  
 persons in the actor

قبل پیدائش  
مستدرسول  
اللہ صلعم  
۲۹۲۰

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۲۲۵

The adverb *to* in Urdu means to excite to the ready performance of an action, and notwithstanding the word is the *Imperative* from the verb *lena* (to take,) yet when it is used in the sense above indicated, it is never understood to be an Imperative. This Urdu word nearly conveys the sense expressed by the Hebrew word *habaa*, for this reason I have used this expression in rendering the original in my text

اردو زبان میں ادک لفظ (لو) کا مستعمل ہے جو متعلق فعل ہونا ہے اور واسطے درانگیختہ کرنے فاعل کے نا واسطے اطہار امادہ ہونے فاعل کے کسی فعل پر مولا جانا ہے جسے بولتے ہیں لومارڈالو لو دنکہہ لو وغیرہ اور اس لفظ سے جو امر ہے لئنی کا ایسی مقاموں پر کہہ ہی آسکی اعلیٰ معنی مراد نہیں ہوتے نہ اردو لفظ (ہانہ) הכה کے لفظ کے مادہ کے جو معنی ہیں آسکے بہت قریب قریب ہے اس لئے اس عدوی لفظ کا اردو میں لو ترجمہ کرنا کسقدر اصل عدوی لفظ کے معدونکو قریباً صحت سے ظاہر کرتا ہے اور اسی سبب سے میں نے اردو ترجمہ میں بھی لفظ احنیار کیا ہے

—*Confound their language.* Most divines understand by this verse that formerly all the people of the country spoke one language, but that afterwards God, by a miracle, introduced a variety of languages among them. And the variety that we find existing among our languages, is ascribed by them to this very cause. However, I do not find that the term of this verse suggests any such conclusion nor do I hold this occasion to be the source from which diversity of language took its rise among us. On the other hand, it seems to denote, that God confounded, i.e. interfeared with their language, or their resolution of raising the tower, to which resolution they had all unanimously consented since it is here said, none may here the other, i.e. disagree with one another, which could not have been the case, had there occurred the variety of

(مختلف کردس) اکثر عالم اس ورس سے نہ مطلب سمجھتے ہیں کہ پہلے سب آدمیوں کی ایک بولی تھی بابل میں خدا تعالیٰ نے بطور ادک کرشمہ کے سب کی زبانیں بدل دیں اور اسی بات کو انسان کی زبانوں کی اختلاف کا باعث سمجھتے ہیں مگر میری نزدیک اس ورس کا نہ مطلب نہیں ہے اور نہ انسان کی اختلاف زبانوں کا نہ باعث ہے یہاں صرف نہ مراد ہے کہ وہ سب لوگ جو شہر اور مدارہ بنائے پر ایک زبان بمعنی ادک ارادہ ہو رہے تھے خدا نے اس ارادہ میں آنکو مختلف کر دیا کیونکہ اسی ورس میں ہے کہ “نہ سمن ہر ادک زبان اپنے دوست کی” اگر اسمقام بر اختلاف زبان مراد ہوتی تو نہ سمن کا لفظ ہرگز نہ بولا جانا بلکہ من کہا جاتا کہ نہ سمجھیں ہر ادک زبان اپنے دوست کی پس نہ سمنی سے بھی مراد ہے کہ ادک شخص

speech supposed to be intended, for then it should rather have been said, *none may understand the other*. The meaning of the word rendered *understand* in this verse, in the English Translation, does not correspond with that of the original, which signifies to *hear*.

V 24 (*Terah*) Thus was the father of Abraham, called by us Mohamedans, Azu

V 26 — (*begat Abraham*) The apparent discrepancies in the epochs assigned to various events related in Scripture from the creation of the world to the deluge, having already been discussed I now proceed to consider those from the deluge to the birth of Abraham

Scott says: the space between the deluge and the birth of Abram is made in the Greek version almost nine hundred years more than what is given in the Hebrew

Again, in another place, he says Alphaxad lived one hundred and thirty five years, and begit Canaan. And Canaan lived one hundred and thirty years, and begit Salah. And St Luke refers to the genealogy, with this additional link in it (Luke III 36) — According to the Hebrew text followed by our Version, we may by computation find, that the original revelation made to Adam, might be transmitted to Abraham, at above two thousand years distance, through only two intermediate persons. Adam lived till Methuselah was two hundred and forty three years old, and Methuselah died when Shem

دوسرے کی صلاح کو وہ ماے اور سب کی رائے اور ارادہ مختلف ہو جاوے ادگری مترجم نے حوالہ *אברהם* (یسعہو) کا ترجمہ نہ سمجھیں کنا ہے یہ ترجمہ ادگری کے مطابق نہیں ہے \*

۲۴ (ترج) یہہ باب ہیں حصہ ابراہیم علیہ السلام کے اور ہم مسلمان انکا نام آذر کہتے ہیں \*

۲۶ — (ہندا کیا ابراہم کو) حوا اختلاف ہر ایک واقعہ میں ابتداء ہنداس سے لعایت طوفان تھا وہ ہم اور بنیان کرچکے اب اُن اختلاف کو ہنداس کے ہنداس تک کہ حوا بعد طوفان سے ولادت ابراہیم تک ہنداس ہے \*

تفسیر † اسکاٹ میں ہے “ کہ ادگری نسخہ سے یونانی نسخوں میں ہنداس اُن واقعہ کے حوا گزرے ہنداس طوفان سے ابراہیم کی ہنداس تک فرق ۹۰۰ برس کے بنادیا ہے \*

اور اسی تفسیر † کے ایک اور مقام میں لکھا ہے کہ سہتر سو سال بعد ہنداس ہنداس سے ہنداس ہوا اور ہنداس ۱۳۰ برس کا تھا کہ اُس سے صالح ہندا ہوا اور یہہ زیادتی حوا تک بشت کی ہے اسکو † سیدت ابراہیم حصہ مسیح کے مسندہ ہنداس داخل کیا ہے بعد اُسکے وہ ہنداس کرتے ہنداس کہ ہنداس ادگری متن کے حساب ہنداس ہمارا ترجمہ ہے ابراہیم کے شمار کے ہم یہہ ہنداس کہ اصلي مسندہ حوا آدم کو ہوا ابراہیم کے پاس دو ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہوا اگرچہ اس درمیان میں صرف

قال ہندائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۲۲۵  
قال ہندائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۲۲۲۵

† تفسیر ہندی اسکاٹ  
حد ۱ باب ۱۰-۵

† تفسیر ہندی اسکاٹ  
حد ۱ باب ۱۱-۱۰  
۲۵

† لڑکہ باب ۳-۳۶

قبل پیدائش  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۲۹۶

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۱۹۲۱

was about one hundred, who lived almost as long as Abraham The Septuagint indeed adds one hundred years to all, beginning at Arphaxad, and takes three hundred years away from the subsequent life of one of them

دو شخص اور گدرے پہنچا ہوا آدم اُس وقت تک رہا جبکہ متوسلیم دو سو پینتالیس برس کا تھا اور متوسلیم مرا جبکہ سام جس کے عمر و رب اسیقدر کے ہوئے حقیقت کہ اسرام کے قریب ایک سو برس کا تھا البتہ سپتوا حدت میں سب پر ایک سو برس زیادہ کئے گئے ہیں اور اس زیادتی کا شروع ارفکشد سے ہوا ہے اور انہیں سے بعض کی آحر زندگیاں کے زمانہ میں سے سو برس کو مددہا کر لیا ہے۔ اب اس مقام پر میں ایک فہرست لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ اُن تینوں مندوں میں درباب و افعاب بعد طووان کے کیا دیا اختلاف ہے۔

The following list will show, according to the several texts, the difference in the dates of events that happened after the deluge

سامری سپتوا حدت عدری

وافعاب

۲	۲	۲	پیدا اس ارفکشد بعد طووان کے
	۱۳۰		عمر ارفکشد کی بروقت پیدا ہونے میں
۱۳۵	۱۳۵	۳۵	عمر ارفکشد نا میں کی بروقت پیدا ہونے
۱۳۰	۱۳۰	۳۰	عمر شلم کی بروقت پیدا ہونے عدر کے
۱۳۶	۱۳۶	۳۶	عمر عدر کی بروقت پیدا ہونے بلع کے
۱۳۰	۱۳۰	۳۰	عمر بلع کے بروقت پیدا ہونے رعو کے
۱۳۲	۱۳۲	۳۲	عمر رعو کی بروقت پیدا ہونے شروع کے
۱۳۰	۱۳۰	۳۰	عمر شروع کی بروقت پیدا ہونے ناحور کے
۷۹	۷۹	۳۹	عمر ناحور کی بروقت پیدا ہونے طرح کے
			عمر طرح کی بروقت پیدا ہونے اسرام و
۷۰	۷۰	۷۰	نا حور و ہاراں کے
۹۱۴	۱۰۷۲	۳۰۲	

Events	Heb	Sep	Sam
Birth of Arphaxad after the Deluge	2	2	2
Age ditto at the birth of Canaan	„	130	„
Do do, or Canaan at the birth of Salah	35	135	135

گیارہواں باب

کتاب پیدائش

۳۶۲

Age of	Salah at the birth of Eber	...	...	30	130	130	قبل پیدائش	قبل پیدائش
Do.	Eber ditto ditto	Peleg	...	34	134	134	معمد رسول	مسیح علیہ
Do.	Peleg do do	Reu	..	30	130	130	اللہ معلم	السلام
Do	Reu do do	Serug		32	132	132	۲۷۰۱	۲۱۲۶
Do.	Serug do do	Nahor	.	30	130	130		
Do	Nahor do do	Terah		39	79	79		
Do	Terah do do	Abram, Nahor	}	70	70	70		
	and Haran							
Total				302	1072	942		

The above space of 1072 is given according to the Greek Version and is accepted by most Christian divines But according to another Greek Version this period amounts to 1172

The ancient Christians always considered and admitted the Greek Version as credible It is nevertheless not quite so implicitly relied upon at the present time, and the Hebrew edition is generally held to be the most accurate The difficulty lies in this point, viz, that the ages given in the Hebrew text and Samaritan version do not seem to be historically trustworthy According to the Hebrew text Abraham seems to have been born 292 years after the deluge, and that Noah lived 350 years after the same from which it follows that Noah had intercourse with Abram for a period of 58 years, which is not allowed by any of the historians

This difficulty was felt by Christian divines and they have, in order to re-

حور زمانہ ایک ہزار بہتر برس کا اس مہرست میں بموجب سپتو ائجٹ کے میں نے قایم کیا ہے وہ بموجب آن یونانی نسخوں کے ہے حدکا ذکر اکثر علماء عیسائی نے کدا ہے مگر بموجب ایک نسخہ یونانی کے تعداد اس زمانہ کی مقدار ۱۱۷۲ برس کے ہوئی ہے \*

مقدمہ میں علماء عیسائی ہم نسخہ یونانی نسخہ کو معتبر سمجھتے رہے مگر زمانہ حال میں وہ نسخہ معتبر نہیں سمجھا جاتا اور عبری نسخہ قابل اعتبار کے سمجھا جاتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ حور زمانہ واقعات کا عبری اور سامری میں لکھا ہے آسمیں تاریخ اور صحت نہیں پائی جاتی جو حساب کہ عبری میں مندرج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان کے ۲۹۲ برس بعد حصرب ابراہیم پیدا ہوئے اور بعد طوفان کے ۳۵۰ برس حصرب نوح زندہ رہی اس سے لازم آتا ہے کہ حصرب نوح نے ۵۸ برس تک حصرب ابراہیم سے ملاقات کی ہو اور یہہ ایک ایسی بات ہے کہ کوئی مورخ اسکا اقرار نہیں کر سکتا \*

علمائے عیسائی بھی اس نقصان پر مطلع ہوئی اور انہوں نے اس نقصان کے

نیل پیدائش ۲۴۳۷  
مسیح علیہ  
محمدرسل  
اللہ صلعم  
۲۸۲۲

فی تفسیر ڈائلی حلد ۱  
صفحہ ۳۶

move it, added an interval of 60 years between the flood and Abraham, as Bishop Kidder says "The whole time from the flood to the birth of Abraham is but 352 years" There seems however to be no argument on the authority of which the addition of 60 years (nowhere referred to in Scripture,) has been thus effected If it is made to supply the deficiency in the Hebrew Text, the inference is irresistible that that text is defective

The difficulty met with in the Samaritan text is in the fact related by it, that Noah was born 707 years after the birth of Adam, and as Adam lived 930 years, it is clear that Noah must have conversed with Adam for 230 years, and that he had opportunities of meeting all his other ancestors, — a supposition not admitted by any historian

† تصدیق اسکات  
باب ۵ درس ۳۰-۲۰

"This difference," says Scott "may be ascribed to some mistakes in the letters used in the Hebrew Text, or rather, perhaps, to a vanity in the translators, which has been common in many nations, of ascribing a very remote antiquity to the commencement of their history The individuals here mentioned might not be the first-born, as Seth was not the eldest son of Adam, but the genealogy was continued through them not only from Adam to Noah,

روح کرینکو درمیدان آس زمانہ کے حوطوں اور حصرت ابراہیم میں ہے ۶۰ برس زمانہ کرڈیئے ہنس ڈی چنانکہ سبب کنڈر صاحب کہتے ہنس کہ کل زمانہ طوواں سے ولادت حصرت ابراہیم تک ۳۵۲ برس کا ہے مگر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ بہ ۶۰ برس حنکا کتاب اقدس میں کچھ ذکر نہیں ہی کنوں نہاے گئے ہنس اگر اسی نقصان کے روح کرینکو نہاے گئے ہنس تو گونا عدری متن میں اس نقصان کا تسلیم کرلدا ہے \*

سامری تورات میں حو حساب مندرج ہے آسمن بہ نقصان ہی کہ آس سے معلوم ہونا ہے کہ حصرت آدم کے پیدا ہونے کے ۷۰۷ برس بعد حصرت نوح پیدا ہوئے اور حصرت آدم کی عمر ۹۳۰ برس کی بھی اس سے لارم آنا ہے کہ حصرت نوح نے حصرت آدم سے ۲۲۳ برس تک ملاقات کی ہوگی اور پیراپے تمام آناؤ احداث کو بھی دیکھا ہوگا اور بہ بھی انک انسی باب ہے کہ کوئی مورخ اسکا اقرار نہیں کرسکتا \*

تفسیر اسکات † میں لکھا ہے کہ ان اختلافات کو شمار کے حروف کی غلطیوں سے منسوب کیا جاوگا نا مترجموں کی اسے حوہ بندی سے منسوب کیا جاوگا حسکا راج بہت سی قوموں میں ہے یعدی اپنی تاریخ کے شروع کو بہت قدم زمانہ سے منسوب کرتے ہیں اور حو شخصوں کا اس مقام میں ذکر ہے ممکن ہے کہ وہ پہلویوں نہوں کنونکہ شدت آدم کا سب سے پہلا زمانہ تھا مگر سب نام آس ہی

but afterwards even to Christ, the Second Adam, the Lord from heaven ”

St Augustine is of opinion that the ages of the men who lived prior to the deluge, as well as of those who were born subsequently to that event, up to the time of Moses, have been altered by the Jews, with the design of thereby causing the Greek Version to be made inaccurate and incredible, being influenced in this conduct by gross prejudice and bitter hatred against the Christian religion. It appears to be certain that the ancients maintained such an opinion respecting the difference between the two texts under notice, and they supposed that those alterations were made by the Jews about the year 130 A. D.

But I may however remark that the cause of this difference is too manifest to admit of any doubt. We should unquestionably hold the Septuagint to have been translated from the original Hebrew. It is an essential point, therefore, to regard the Septuagint and Samaritan versions as two Hebrew texts. The third Hebrew text is in our hands, which too especially follows the Codex of Aron ben Asher, mention of which has been already made in Part I of my Commentary, p 100.

I ascribe this difference between the texts to errors and mistakes occasioned by the negligence of the transcribers, since even the most learned of doctors have admitted the existence of errors in the Scriptures arising from the multiplicity of copies, whereby mistakes and

سے جاری رکھا گیا تھا نہ صرف آدم سے  
دوچ تک بلکہ بعد ازاں بھی مسیح تک  
جو تین دوسرے آدم خدا آسمان سے \*

سندت اگستائنس خدائے ہمارے ہیں  
کہ جو بزرگ فعل اور بعد طوفان کے حصرت  
موسسی تک گذرے ہیں انکی تاریخوں کو  
مہودوں نے تبدیل کر دیا ہے آدھوں نے  
واسطے عمرو معتد قہرائے ہونانی ترجمہ کے  
اور ان میں مسیحی سے دشمنی رکھنے کے  
سبب یہ کام کیا ہے اور معلوم ہوتا ہے  
کہ اکثر قدیم علماء مسیحی کی یہی رائے  
تھی اور وہ خدائے ہمارے کے فعل سدہ  
۱۳۰ ع کے یہہ تبدیلی واقع ہوئی ہے \*

مگر ہمارے رائے میں اس اختلاف کی  
وجہ بہت صاف اور ظاہر ہے ہم کو مسلم کرتا  
چاہئے کہ سپتواگست یعنی ہونانی ترجمہ  
اسدہ اصل عبری میں سے ہوا تھا اس  
صورت ہے کہ ہونانی اور سامیری کو لکھے  
دو عبری متن کے تصور کریں تنسرا عبری  
متن ہمارے ہاتھ میں موجود ہے جو  
بہت کورازن میں اشور کے نسخہ کا نسخہ ہے  
حسباً ذکر پہلے حصہ کے صفحہ ۱۰۰ میں  
مذکور ہے \*

ان تینوں نسخوں کے اختلافات کو ہمیں  
مذکور کرتا ہوں غلطی اور سہو فعل  
کرنے والوں کی طرف کیونکہ یہہ بات تمام  
عالم تسلیم کرتے آئے ہیں کہ سندت کدرب  
سے نقل ہونے کے آس قسم کے اختلافات  
جو نقل کرنے میں ضرورتاً ہوجاتے ہیں

پہل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ محمد رسول  
السلام اللہ صلعم  
۲۲۲۵ ۲۹۲۰

بیل پیدائش ۱۹۲۱  
 مسیح علیہ  
 مہمدرسول اللہ صلعم  
 ۲۳۹۶

faults on the part of the copyists are unavoidable. The instances which betray this difference (viz the inaccuracy in the ages given) of the texts, are such as might naturally lead to error at the time of copying, especially when we see the Jews using *letters* for numerals, and that the Hebrew letters bear such a similarity to one another, particularly when they are in manuscript, that mistakes would almost be certain to occur, and there is scope for great uncertainty when we fix the relative values of the figures peculiar to each of those letters. For there is no letter in the Hebrew Alphabet which will stand for a higher figure than 400. Consequently when having to mention a number above that figure, a number of letters are joined together to represent the figure required. Hence when a certain number of manuscript letters are placed together, they are open to doubt, and it is difficult to understand which of them is to stand in the relation of hundreds and which in that of thousands, and so forth. Therefore it would be most difficult, indeed almost impossible, for the transcriber rightly to copy, or represent with certainty, the age or period of a father given in a manuscript copy. Such are the sources from which have arisen the various chronological discrepancies in the several Hebrew copies of the text. The Greek Translation will show the same ages or chronologies that must have existed in the manuscript of the Hebrew text which it must have closely followed and trusted to in translation. We may also assume this to have been the case with the

ان کتاہوں میں بھی واقع ہوگئی تھی اور یہہ مقامات ہمیں اختلاف ہے ( بعدی تعداد سالوں کی ) اسے مقامات ہیں ہمیں نقل کے وقت واقع ہونا علطی کا اکثر ہوتا ہے علی الخصوص اسی صورت میں کہ یہود وں میں شمار کا حرفوں میں لکھے کا اکثر رواج ہے ارر عدوی حرف آپس میں اسے مسانہ ہں کہ آئیں علطی پڑنا ایک ضروری باب ہے خصوصاً حنکہ وہ حرف ہاتہ کے لکھی ہوئی ہوں اور دیگر ان حرفوں کے مرتبہ شمار معین کرے میں پڑا استمانہ پڑنا ہے کیونکہ عدوی الف ے میں کوئی معرکہ ایسا حرف نہیں ہے جو چار سو سے زیادہ عدد تناسبی اسنادی حب اس سے زیادہ شمار بتانا ہوتا ہے تو لاچار چند حرف ملائے پڑتے ہں اور پھر آئیں یہہ تمیز کرنا کہ وہ حرف جو ملا گیا ہے مات کی تعداد بتا دے نا آلف کی حالی وقت سے نہیں ہوتا بالتخصیص اس وقت حنکہ وہ ہاتہ کے لکھی ہوئی ہوں پس حن فہمی نسخوں میں تعداد عمروں ہر ایک بزرگ کی حرفوں میں لکھی ہوگی تو ناول کو اسکی صحیح نقل کرنا ایک امر نہایت دشوار بلکہ مرک ناممکن کے ہوگا پس ان باعثوں سے درمیاں اصل عدوی میں کے اختلافات تعداد برسوں میں واقع ہوئی ہونانی مدرحموں کے ہاتہ جو نسخہ آنا حنکی صحت پر انہوں نے اعتماد کیا ہوگا آئیں تعداد برسوں کی وہ مدرج ہوگی جو اس ترحمہ میں مدرج ہے اور سامری نسخے والوں کو جو نسخہ ہا آنا اور حن پر انہوں نے اعتماد کیا آئیں وہ تعداد برسوں کی مدرج



Samaritan Accordingly the imputation that the text was wilfully corrupted by the Jews or some others, is not justifiable On the other hand, we should try to find out which of the different ages in question is most reliable It is possible some of the ages in the Hebrew text might be right, as well as some in the Septuagint, and others in the Samaritan In short, whatever be the various statements of ages found in Scripture, and whatever be the causes which produced them, yet nevertheless they cannot be said in any way to affect the general authenticity of Holy Writ, nor could they call in question the fact, that the genuine original text from which all subsequent copies were taken, was the production of Inspired writers

V 28 *Ur of the Chaldees*,) This was the birth place of Abraham It was so called from Abraham's having been thrown into a burning fire by the infidels It signifies light or heat in Hebrew, which may be understood strictly to mean a fire flame It has been rendered *atoon*, denoting a furnace, by Arabic Translators, and has occurred in Daniell III 6, 11 The circumstance of Abraham's being thrown into fire, as it was adopted to imply, is not regarded as true by Christians, who take it merely for a fabulous unfounded story yet there can be no doubt in its being a matter of fact because all the Jews have always attested it as a faithful tradition, and because our holy Koran bears testimony to it. While the Pen-

ہوگئی جو آسمن سے پست کسی کی بدست نہ لکھا کہ آسمن دانستہ تعداد بدستوں میں تغیر و تبدل کر دی ہے درست نہیں ہے بلکہ ہم کو اس بات کی تلاش کرنی چاہئے کہ آسمن سے کونسی تعداد صحیح ہے بلکہ ممکن ہے کہ کسی واقعہ کی تعداد عدوی میں صحیح ہو اور کسی واقعہ کی بنیادی میں اور کسی واقعہ کی سامری میں بہر حال مدت ان واقعات کے کسے ہی مختلف ہو اور کسی سب سے آسمن اختلاف واقع ہوا ہو مگر اس سے کتاب اقدس کی صحت پر کچھ اعتراض نہیں واقع ہوتا اور نہ اس بات میں کہ وہ اصل متن جس کو الہامی لکھنے والوں نے لکھا تھا اور جس سے یہ نقلیں ہونے لگی ہیں سے لکھا گیا نہ کچھ شک پیدا ہو سکتا ہے \*

۲۸ (اور کلدانیان) یہ جگہ ولادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے اور (اور) کا لفظ اس کی ساتھ ص ہوا ہے جنکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے آگ میں ڈالا تھا اور (اور) کے معنی عدوی زمان میں روشنی ناگرمی کے ہیں جس کو ہم آگ کی نو کہہ سکتے ہیں عربی مترجموں نے اس کا ترجمہ آتوں اور کلدانیوں کا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آتوں کا لفظ لفظ ہے اور حضرت داؤد کی آگ کے کذب میں آیا ہے اور اس کے معنی یہاں کے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالنے کے سبب یہ شہر اور کسٹیم اور کسٹیم کے نام سے مشہور ہوگیا حال کے عدسائی اس پر چندان لحاظ نہیں کرتے اور کہتے ہیں یہ تمام خیالات کہادی اور لے بدنام معلوم

قبل پیدائش  
مسیح علیہ  
السلام  
۱۹۲۴  
قبل پیدائش  
محمدرسل  
الصلعم  
۲۳۹۶

† دیکھو عربی ترجمہ  
سنہ ۱۸۱۱ع

† داسال باب ۳—۱۱، ۶

tateuch itself speaks of it, as I hope  
elsewhere to show  
تتلییدایش  
مسیح علیہ  
اللہ صلعم  
۱۹۲۱

ہوتی ہنس مگر اسکے سمجھنے میں کچھ  
شدید نہیں تمام یہودی حصر ابراہیم  
علیہ السلام کے آگ میں ڈالی جا چکی مائل  
ہنس اور ہمارا فرماں محکمہ اسکی تصدیق  
کرتا ہی اور خود تورات مقدس میں  
اسکے ہونے پر اشارہ ہے چنانچہ عنقریب  
اسکا بیان ہوگا \*

|| حقیقہ ۱ - ۳

It is now to be considered, where did  
this place situate Modern Geographers  
have discussed the question at large, and  
determine the north eastern portion of  
Mesopotamia which was inhabited by  
the Chaldees, to have been its site  
While Missionaries assert it to have lain  
20 or 30 miles beyond Haran, in a  
spot where Arfa formerly called  
*Malam-i-adeb* or holy place, now lies  
The eastern Jews still go to visit it,  
under the impression of its having been  
the birth place of their ancestor Abia-  
ham

بہر حال اب اسپر عور چاہیئے کہ بہہ سہر  
کہاں تھا اہل جغرافیہ نے اسمن بہت گفتگو  
کی ہے زمانہ حال کے جغرافیہ دان  
میسوپوٹیمیاں کا شمالی مغربی حصہ  
فرارڈ میں ہنس حو || رہن کالڈوں کی  
تھی اور زمانہ حال کے مسدوی صاحب  
کہتے ہنس کہ ہاراں سے ۲۰ تا ۳۰ میل کے  
فاصلہ پر ہے جہاں اب مقام عروہ ہے جسکو  
پہلے مقام ادسہ کہتے تھے مسدوی یہودی  
اس جگہ پر مقام ولادت حصر ابراہیم  
علیہ السلام خیال کر کر اب بھی رابر کو  
حاتے ہیں \*

۱ تصنیف ڈائیلی حلد ۱  
صفحہ ۳۷

V 29 *Iscah*,) "This is supposed"  
says Bishop Patrick, "to be another  
name of Siru whom Abram married  
his eldest brother's daughter, and sister  
to Lot Hiran had three children Lot,  
Milcah whom Nahor married, and Siru  
whom Abram married That is, on the  
death of Hiran, his two surviving bro-  
thers married his two daughters Siru  
perhaps had one name before they came  
out of Chaldea, and the other after "

۲۶ (یسکاہ) کی نسب پترک صاحب  
کہتے ہنس کہ خیال کیا جاتا ہے کہ سارا  
کا بہہ دوسرا نام تھا جس سے انعام نے  
شادی کی انعام کے سب سے بڑے بھائی  
کی بہہ ہنس اور لوط کی بہن تھی ہاراں  
کے بن بچی تھے لوط ملکاہ جس سے  
ناحور نے شادی کی اور ساراہ جس سے  
انعام نے شادی کی یعنی ہاراں کے بڑے  
بعد آسکی دو رندہ رہے ہوئے بہنوں نے  
آسکی دو بیٹیوں سے شادی کر لی ساراہ  
ساراہ کا ایک نام تھا ہنس کہ وہ کالڈا سے  
نکلی اور دوسرا نام بعد کو ہوا \*

+ تصنیف ڈائیلی حلد ۱  
صفحہ ۳۷

V 31 *they went forth* ) 'Terah  
removed" say Bishops Kidder and

۳۱ (اور نکلی آپکے ساتھ) + نسب  
پترک صاحب اور نسب کیدر صاحب

Patrick " from his own country with Abiam, who had received a command from God to come out of it, Gen XII. 1, XV 7, Acts XVII 3 It may be concluded from his obedience to the Divine dnection, that Terah, who is supposed to have been an idolator, perhaps an idolatrous priest, was become a worshipper of the true God "

فرماتے ہیں کہ " ترچ اپنے ملک سے  
ابراہیم کے ہمراہ جس نے خدا کی طرف  
سے اُس ملک سے نکلنے کا حکم پایا تھا  
گیا پس ترچ کی الہیہ ہدایت کی  
پیروی کرے سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے  
کہ ترچ جسکو ایک کافر حدال کیا جاتا  
ہی ( یا شاید ایک کافر کاہن حدال کہا  
جاتا ہے ) اصلی خدا کی پرستش کرنے  
والا ہو گیا \*

قبل پیدائش قبل پیدائش  
مسیح علیہ محمد رسول  
السلام اللہ صلعم  
۱۹۲۱ ۲۲۹۶

۱۲-۱  
۱۵-۷  
۱۷-۳ اعمال

دوسرا حصہ تمام ہوا

